خیرالدین باربروسہ

اسلم راہی ایم اے

اندلس کے جنوبی حصے البشارات کے کوہستانی سلسلے شلیر کی ایک چوٹی پر ڈھلتی ہوئی عمر کا ایک شخص اپنے ہاتھ میں چھڑی لیے ایک بڑی سی چٹان پر بیٹھا ہوا تھا وہ شاید چرواہا تھا اس لئے کہ کوہستانی سلسلے کی اس چوٹی کے نیچے بھیڑ بکریوں کی صورت میں اس کا ایک خاصا بڑا ریوڑ چر رہا تھا اس بوڑھے کی نگاہیں بار بار کوہستانی سلسلے شلیر کے چھوٹے سے دریائے فردلیش کے کنارے راہبوں کے لئے بنی ہوئی خانقاہوں کی طرف اٹھ جاتی تھیں پھر وہ بڑے مایوسانہ سے انداز میں ادھر اُدھر دیکھنے لگتا تھا شاید اسے بڑی بے چینی سے کسی کا انتظار تھا۔

البشارات عربی کا لفظ ہے جس کے معنی ایسی زمین کے ہیں جہاں گھاس کثرت سے پیدا ہوتی ہے غرناطہ شہر کے جنوب میں ساحل سمندر تک جس قدر گھاٹیاں شمال سے جنوب تک ساحل تک چلی گئی ہیں اندلس میں اس سے زیادہ کوئی خوش منظر علاقہ نہ تھا اس میں ہر قسم کے میوہ جات خاص کر انگور، نارنج، لیموں، انجیر بہت عمدہ اور کثرت سے ہوا کرتے تھے یہاں کے مسلمان باشندے بڑے جنگجو اور دلیر تھے کسی سے دب کر رہنا ان کے لئے ناممکن تھا۔

یہ وہ دور تھا جب مسلمانوں کی آخری سلطنت غرناطہ کا خاتمہ ہو چکا تھا اور آخری مسلمان حکمران عبداللہ اندلس سے نکل کر افریقہ جا چکا تھا اسپین کے نصرانی حکمران مسلمانوں پر ظلم اور جبر کرتے ہوئے انہیں زبردستی نصرانی بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔

مسلمانوں کی بدقسمتی جب مسلمان اسپین پر حملہ آور ہوئے یورپ والے انہیں مورس کے نام سے پکارتے تھے اور جب اسپین میں مسلمانوں کی حکومت ختم ہو گئی تب اسپین کے حکمرانوں نے مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنانا شروع کیا اور جو لوگ عیسائی بنا لیے جاتے انہیں حقارتاً مارسکوز کہہ کر پکارا جانے لگا تھا۔

جن مسلمانوں کو زبردستی نصرانی بنالیا جاتا تھا وہ کلیساؤں میں ضرور جاتے تھے لیکن گھر آ کر دروازے بند کر کے پانچ وقت کی نماز بھی پڑھتے تھے اس لئے کہ اپنی جانوں اور اپنے

ناموس کو بچانے کے لئے بظاہر انہوں نے نصرانیت قبول کر لی تھی لیکن باطن میں وہ اپنے دین سے منسلک رہے گو نصرانیوں اور اُن کے حکمرانوں کو مطمئن کرنے کے لیے وہ کلیساؤں میں شادی کرتے تھے لیکن گھر جا کر بڑی راز داری کے ساتھ اسلامی رسومات کے مطابق اپنے نکاح کا بھی اہتمام کر لیتے تھے البشارات کے علاوہ جہاں کہیں بھی مسلمان تھے انہیں مجبور کیا جا رہا تھا کہ وہ ہر صورت میں نصرانیت قبول کریں صرف البشارات میں جو جنگجو قبائل بیٹھے ہوئے تھے وہ ابھی تک ان پابندیوں سے آزاد تھے اس لئے کہ آئے دن البشارات کے مسلمان جنگجو قبائل اور ہسپانیہ کی نصرانی انتظامیہ کے درمیان جھڑپوں اور لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

یہ وہ بدترین دور تھا کہ ہسپانیہ کے نصرانیوں نے مسلمانوں کو ہسپانیہ کی حکومت سے بالکل محروم کر دیا تھا اور اب ہسپانیہ کے حکمرانوں کے حوصلے اور ولولے اس قدر بڑھ گئے تھے کہ سمندر کی پٹی کو عبور کرنے کے بعد انہوں نے شمالی افریقہ کے ایک کافی بڑے مسلمان علاقے پر بھی قبضہ کر کے وہاں خاصا بڑا لشکر رکھ دیا تھا جو نہ صرف اس علاقے کی حفاظت کرتا تھا بلکہ اس علاقے میں راہبوں کی خانقاہیں اور کلیسا تعمیر کرنے کے بعد وہاں بھی نصرانیت کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا گیا تھا۔

جہاں تک ہسپانیہ کے مسلمانوں کا تعلق تھا وہ اب اپنے ماضی کی عظمتوں اور اپنے اسلاف کے وقار سے کٹ چکے تھے اپنے حال سے وہ قطعی طور پر غیر مطمئن اور اپنے مستقبل میں تاریکی کے سوا کچھ محسوس نہ کرتے تھے۔

البشارات میں جو قبائل اپنی آزادی بحال رکھے ہوئے تھے ان کے دو بڑے گروہ تھے پہلا گروہ عدنانی کہلاتا تھا ان میں عربوں کے قبیلے بنو ہاشم، بنو امیہ، بنی مخزوم، بنی فہر، بنی کنانہ، بنی ہذیل، بنی تمیم بنی، ثقیف اور بنی ربیعہ شامل تھے دوسرا گروہ جو زیادہ طاقتور تھا ان میں بنی اذدینی، خزراج، بنی اوس، بنی ہمدان، بنی طے بنی مراد بنی مرہ، بنی خولان، بنی لخم، بنی جذام، بنی کندہ، بنی حمیر، بنی قضاعہ، بنی ہوازن اور بنی کلب وغیرہ شامل تھے۔

قحطانیوں میں زیادہ تعداد بنی اوس و خزراج کی تھی جو انصار کہلاتے تھے جنہوں نے مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی تھی یہ لوگ کثرت سے اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر اندلس میں آباد ہو گئے تھے کہ خاص مدینہ میں تقریباً ان کا کوئی آدمی نہ رہا تھا ان دنوں قحطان قبیلے کے سردار کا نام کعب بن عامر اور عدنانی قبائل کا نام سعد بن سلامہ تھا۔
قحطانی سردار کعب بن عامر کا ایک بیٹا مغیرہ بن کعب دو بیٹیاں نابیل اور معاذ تھیں جبکہ

عدنانی قبائل کے سردار سعد بن سلامہ کی صرف ایک ہی بیٹی تھی نام جس کا نیسرہ تھا بہر حال یہ جنگجو قبائل اکثر و بیشتر ہسپانوی حکومت سے اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لئے برسر پیکار رہتے تھے اندلس میں یہ مسلمانوں کے لئے انتہا درجہ کا برا اور بدترین دور تھا۔

جبل شلیر کی چوٹی کے اوپر جو چرواہا بیٹھا ہوا تھا اور جو نیچے بار بار دریائے فردیش کے کنارے نصرانی راہبوں کی خانقاہوں کی طرف دیکھ لیتا تھا کچھ دیر ایسی ہی کیفیت میں پتھر پر بیٹھا رہا اپنی پریشانی اور الجھن کا اظہار کرنے کے لئے کبھی کبھی وہ بڑے زور سے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی زمین پر مارتے ہوئے غصے اور خفگی کا اظہار کرتا تھا پھر اسے نجانے کیا سوجھی اٹھ کھڑا ہوا کچھ دیر وہ انتہائی مغموم انداز میں چوٹی سے نیچے بہتے دریائے فردیش کی طرف دیکھتا رہا اس کے بعد وہ انتہائی دکھ اور کرب میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے زمزمہ سراہ ہوا تھا جو نغمہ وہ الاپ رہا تھا اس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا۔

تمام ہوں گے میرے خدا یہ امتحان کیسے
سلگ رہے ہیں ہمارا کوئی خدا نہ ہو جیسے
بجھ رہے ہیں حریم قلب میں سلامتی کے چراغ
کوئی سحر ہمارے منظر میں نہ ہو جیسے
روز بنتے ہیں بگڑتے ہیں بکھر جاتے ہیں
محروم کوئی آب بخت سے حباب ہو جیسے
اے خدا تیرے جہاں میں کس سے منصفی چاہیں
سلامتی ناپید یہاں انصاف عنق ہو جیسے
ڈوبا ہے ہر کوئی ہوا و ہوس کی گندگی میں
اس زمین کی ہست و بود ہی بے ضمیر ہو جیسے
مر رہے ہیں لوگ بے وجہ زہر گزیدوں کی طرح
کائنات میں خدایا بس جار نہ ہو جیسے
ہم تو راہی ہیں گزر رہے ہیں خار زاروں میں
الاماں دامنِ نسل نو الجھ ہو گیا ہو جیسے

یہاں تک گانے کے بعد اس چرواہے کی محویت جاتی رہی اس لئے کہ اس کی پشت کی جانب سے دو انتہائی نوعمر اور نوخیز لڑکیاں گھوڑوں کو دوڑاتی ہوئی آئی تھیں ایک سیاہ فام حبشی بھی گھوڑے پر سوار ان کی نگرانی کر رہا تھا شاید وہ ان کا کوئی غلام تھا۔

کوہستانی سلسلے کے اوپر آ کر دونوں لڑکیوں نے اپنے گھوڑوں کو روک دیا نیچے اتریں ان کی طرف دیکھتے ہوئے سیاہ فام حبشی بھی اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور تینوں گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

دونوں لڑکیاں انتہا درجہ کی خوبصورت اور پر جمال تھیں دونوں شکل و شباہت میں ایک دوسرے سے کافی ملتی تھیں لیکن چھوٹی لڑکی حسن و جاذبیت میں زیادہ اہمیت رکھتی تھی۔

چھوٹی لڑکی چرواہے کے قریب گئی اور بڑے احترام میں اسے کہنے لگی۔

''عم منذر بن زبیر میں دیکھتی ہوں کہ آپ خلاف معمول نیچے دریائے فردیش کے کنارے راہبوں کی خانقاہوں کی طرف بڑی بے چینی سے دیکھ رہے تھے میں نے آپ کی اس حالت کا اندازہ بلندی کی طرف آتے ہوئے کر لیا تھا کیا کوئی خاص بات ہے کیا ان نصرانی راہبوں کی خانقاہوں میں کوئی ہلچل مچنے والی ہے کوئی انقلاب رونما ہونے والا ہے یا آپ کو وہاں سے کوئی بہتری کی امید اور بھلائی کی تمنا ہے۔''

اس لڑکی کے اس استفسار پر منذر بن زبیر بدک سا گیا تھا اس نے سر کو جھٹک دیا جیسے وہ کچھ چھپانے کی کوشش کرنے لگا ہو پھر وہ بات کا رخ بدلتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''معاذ میری بیٹی میرا یوں دکھ اور افسوس بھرے انداز میں راہبوں کی خانقاہوں کی طرف دیکھنا کسی علت کے بغیر نہیں ہے۔''

میری بیٹی میرے تجسس کی جبلت مجھے اکثر و بیشتر اپنی قوم کے ماضی کی طرف گھسیٹ کر لے جاتی ہے اور میں ان عوامل کا کھوج لگانے کی طرف مائل ہو جاتا ہوں جو ہماری تباہی اور بربادی کا باعث بنے اور جنہوں نے اسپین کے اندر مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت کا خاتمہ کر دیا۔''

لڑکی جس کا نام معاذ پکارا گیا تھا منذر بن زبیر کے ان الفاظ پر اداس اور افسردہ ہو گئی تھی اس کی بڑی بہن کی کیفیت بھی اس سے مختلف نہ تھی اور ان کے قریب جو ڈھلی ہوئی عمر کا حبشی جو تینوں گھوڑوں کی باگیں پکڑے کھڑا تھا وہ ان سے بڑھ کر افسردہ ہو گیا تھا پھر معاذ نام کی اس لڑکی نے پھر منذر بن زبیر کو مخاطب کیا۔

''عم آپ کے خیال میں اسپین میں ہماری اس قدر مضبوط اور مستحکم سلطنت کیسے ختم ہو گئی؟''

جواب میں منذر بن زبیر کچھ دیر تک ہونٹ کاٹتا رہا آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی پھر انتہائی دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''معاذ اس سرزمین کی تاریخ یوں تو تمام دنیا کے لئے اہم اور دلچسپی کا باعث رہے گی مگر عبرت خیزی اور درس آمیزی کے لئے مسلمانوں کے لیے یہ انتہا درجہ کی اہمیت اختیار کر جائے گی یہ اپنوں کے دھوکے اور فریب کی داستان غم ہے ان کے قریب سے آنے والی مسلمان نسلوں کو پتہ چلتا رہے گا کہ وہ مسلمان جو فاتح کی حیثیت سے اسپین میں داخل ہوتے تھے اس وقت ان کے عقیدے کی احساس توحید پر تھی ان کا شعار وحدت اور یکجہتی تھا اسی عقیدے اور شعار کو بنیاد بنا کر اسپین کے فاتح مسلمانوں نے پوری تہذیب اور معاشرت اور معیشت اور سیاست کی عمارت کھڑی کی تھی۔

پر ہائے حیف احکامات خداوندی کو پس پشت ڈال کر اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کے اصول کو فراموش کر کے آپس کی لڑائیوں اور جنگ و پیکار کو اپنا شعار بنا لیا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دن مسلم قوم کو اسپین کے اندر اپنی سیادت اور قیادت دونوں سے ہاتھ دھونا پڑا اور مسلمان اس سرزمین سے بچشم گریاں نکلنے پر مجبور ہوئے۔'' یہاں تک کہنے کے بعد منذر بن زبیر رکا پھر پہلے سے زیادہ دکھ بھرے انداز میں کہہ رہا تھا۔

''اللہ کے مقرر کردہ اصول سب کے لئے یکساں ہیں اور اس کی سنت میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی جو لوگ آج اللہ کے فرمانبردار اور اطاعت شعار بندے ہیں کل کو اگر وہی اس احکامات میں سے روگردانی اختیار کر لیں تو ہرگز ذلت و رسوائی سے نہیں بچ سکتے اس لئے کہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اے ایمان والو! تم میں سے اگر کوئی اپنے دین سے پھرے تو اللہ ایسے لوگ لائے جنہیں وہ چاہے۔''

دکھ اور کرب میں تھوڑی دیر تک منذر بن زبیر کی گردن جھکی رہی آنکھیں نمناک ہو گئی تھیں پھر وہ ان دونوں لڑکیوں کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے اندوہناک انداز میں کہہ رہا تھا۔

''کاش کوئی طارق بن زیاد اٹھتا اور ان سرزمینوں میں حدیث غم انساں کے اندر بکھرے اور دھندلے سایوں میں لپٹے لاوارثی کے درد میں طوفانوں کے کسمساتے سمندر کی طرح ظہور کر کے مقام آدم سے گری قوم کو اوج عطا کر جاتا۔

کاش کوئی عبدالرحمٰن الداخل تکبیر بلند کرتا ہوا اس سرزمین میں داخل ہوتا اور تلاش منزل میں بے قرار شام غریباں کی پگھلتی پرچھائیوں اور نفرت بھری زندگی کی عبارت کو زیست کی کہکشاں بنتی ستاروں کی روشنی عطا کر دیتا۔

کاش کوئی یوسف بن تاشفین اندلس میں مسلم قوم کے لئے امن اور آشتی کے گھروں

چاہتوں کے گہواروں رحمتوں کے مسکنوں برکتوں کی بستیوں کے در کھولنے کے لئے آن وارد ہوتا۔

کاش تازہ خیالوں کا نمائندہ بن کر کوئی عبدالمومن مراکش سے اٹھتا اور اندلس میں مسلمانوں کو نفرت گزیدہ بارود کی بو بھرے جلسں، شعلوں کے زندانوں اور وقت کی کالی قتل گاہوں سے نجات دلاتا۔

پر ہائے حیف لگتا ہے ہماری آنکھوں کے اوطاقوں میں آس کے بجھے دیے ہی لکھے ہیں کرنوں کا غبار اپنے دامن میں ہمارے لئے صرف زرد تعبیریں ہی رکھتا ہے بیہات اہیات وہ قوم جو صدیوں تک ان سرزمینوں میں کامیابی سے حکومت کرتی رہی لگتا ہے اب ان کی بچی کھچی نسلوں کے مقدر میں قطرہ قطرہ بن کر گھلنا اور ذرہ ذرہ بن کر سلگنا ہی لکھا جا چکا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد چرواہا منذر بن زبیر رکا تھا لگتا تھا ظاہری طور پر وہ اپنا بھرم رکھے ہوئے ہو لیکن باطنی طور پر وہ رو رہا ہو پگھل رہا ہو طوفانوں کی طرح امڈتے اپنے آنسوؤں کو روک رہا ہو کچھ دیر خاموشی کے بعد وہ کربناک آواز میں کہہ رہا تھا۔

"آخر کب تک ہم البشارات کے بچے کھچے مسلمان جلتی آزادی کے دھوئیں غلامی کے بھڑکتے بارود میں زندگی بسر کرتے رہیں گے کب تک ظلم کے خونخوار وحشی سائے روح فرسا الجھنیں ہمارے مقدر پر حاوی اور محیط رہیں گی۔"

منذر بن زبیر کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی کچھ دیر ہونٹ کاٹتا رہا آنکھیں جھپکاتا رہا پھر لحہ بہ لحہ ڈوبتی اور دکھ کو عیاں کرتی آواز میں وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"ہائے حیف کب تک ہم البشارات کے رہنے والے لاوارثی کا درد من وسلوہ کے متلاشیوں کی نمرح اپنے ہست و بود سے جنگ کرتے رہیں گے۔ کاش ان سرزمینوں میں حیات و قوت کا کوئی رجز خواں اٹھتا اور اداس رتوں اور سسکتے جذبوں زرد پتوں کی کہانیوں اور شب کے اداس آنگنوں میں مسلم قوم کی کتاب ہستی کے ورق ورق پر نور کی کرنیں بکھیرتی مہتاب کہانیاں رقم کرتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد چرواہا منذر بن زبیر خاموش ہو گیا تھا اس کے چہرے پر دور دور تک اداسیاں تھیں آنکھوں میں ناامیدی کی ایسی کیفیت تھی جیسے منزل کے قریب کسی مسافر سے اس کا سارا اثاثہ چھین لیا گیا ہو۔

اس کی یہ کیفیت دیکھتے ہوئے معاذ اس کی بڑی بہن نابیل اور ان کا حبشی غلام بسیط تینوں ہی اداس اور افسردہ ہو گئے تھے پھر ان تینوں نے دیکھا منذر بن زبیر نیچے راہبوں کی

خانقاہوں کی طرف دیکھتے ہوئے چونک پڑا تھا اس لئے کہ ان خانقاہوں میں سے ایک کے اندر سے دو راہب نکلے تھے ایک خوب جوان دوسرا ابھی نوعمر لڑکا سا تھا دونوں ہی ایک جیسا راہبانہ لباس پہنے ہوئے تھے۔

معاذ نے شاید منذر بن زبیر کی اس کیفیت کو بھانپ لیا تھا لہٰذا اپنی بڑی بہن کو اشارہ کرتے ہوئے اس نے گھوڑے کو ایڑ لگا دی تھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی بڑی بہن نابیل اور بسیط دونوں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا چکے تھے۔

تھوڑی ہی دور جا کر معاذ اپنے گھوڑے سے اتر کر ایک چٹان کی اوٹ میں بیٹھ گئی تھی اس کی یہ کیفیت دیکھتے ہوئے اس کی بہن نابیل سوالیہ سے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی جواب میں معاذ نے پہلے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا اس کے بعد اسے دوسرا اشارہ دیا کہ وہ اس کے ساتھ چٹان کی اوٹ میں بیٹھ جائے۔

اس پر نابیل اپنے گھوڑے سے اتر کر معاذ کے قریب ہو بیٹھی بسیط بھی گھوڑے سے اتر گیا تھا اور تینوں گھوڑوں کو وہ پکڑ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا تھا۔

کوہستانی سلسلے کے نیچے دریائے قردیش کے کنارے بنی راہبوں کی خانقاہوں سے جو دو راہب نکلے تھے وہ بڑی تیزی سے کوہستانی سلسلے کے قریب آئے تھے ان میں سے ایک خوب توانا تھا اور دوسرا نوعمر مگر گٹھے ہوئے جسم کا تھا دونوں راہب کوہستانی سلسلے کے اوپر چرواہے منذر بن زبیر کے پاس آئے اس سے باری باری دونوں نے پرجوش مصافحہ کیا پھر وہ راہب جو بڑی عمر کا تھا وہ منذر بن زبیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"کیا دونوں قبیلوں کے سرداروں کو ہماری آمد سے مطلع کر دیا گیا ہے؟"

اس پر ابن زبیر نے بڑی عقیدت مندی سے باری باری دونوں راہبوں کی طرف دیکھا پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے انہیں کہہ رہا تھا۔

"قحطانی قبائل کے سردار کا نام کعب بن عامر ہے اور عدنانی قبائل کے سردار کا نام سعد بن سلامہ ہے دونوں کو آپ کی آمد سے مطلع کر دیا گیا ہے اور اس وقت قحطانی سردار کعب بن عامر کی قلعہ نما حویلی میں دونوں سردار آپ کے منتظر ہوں گے آپ تھوڑی دیر رکیں میں آپ دونوں کے ساتھ دونوں سرداروں کے پاس جاؤں گا میرا بیٹا قیصر بن منذر آنے والا ہوگا اس کے بعد میں آپ کے ساتھ ہولوں گا۔"

یہاں تک کہتے ہوئے منذر بن زبیر کو رک جانا پڑا اس لئے کہ ایک نوجوان بھاگتا ہوا کوہستانی سلسلے پر چڑھتا دکھائی دیا تھا جب وہ اوپر آیا تو وہ بری طرح ہانپ رہا تھا اس کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے منذر بن زبیر کہنے لگا۔

"یہ میرا بیٹا قیصر ہے اب آئیں میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔"

قیصر بن منذر قریب آیا تینوں سے سلام کیا دونوں راہب خوش کن انداز میں اس سے ملے پھر وہ منذر بن زبیر کے ساتھ ہو لیے تھے۔

ایک جگہ رُک کر بڑے راہب نے منذر بن زبیر کو مخاطب کیا۔

"یہ کوہستانی سلسلے کے سامنے جو بستیاں دکھائی دے رہی ہیں یہ دونوں سرداروں میں سے کس کی ہیں؟"

منذر بن زبیر نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"سامنے دکھائی دینے والی بستیاں قحطان قبائل کی ہیں قحطانی قبائل کی بڑی بستیاں قریتیہ یورا، جبل عاصم، بستہ اور زوستر ہیں اس کے علاوہ بھی ان کی کچھ چھوٹی بستیاں ہیں۔

جہاں تک عدنان قبائل کا تعلق ہے تو ان کی بڑی بستیوں میں سے حسن قصیر، حسن، فینانہ، بنی ابدوس اور خندقِ آش مشہور ہیں۔"

لگتا تھا منذر بن زبیر کے اس انکشاف سے دونوں مطمئن ہو گئے تھے پھر چپ چاپ اس کے ساتھ کوہستانی سلسلے کی تدریجی ڈھلوان سے اترتے ہوئے سامنے نظر آنے والی بستی کا رخ کر رہے تھے۔

✿✿✿

چٹان کی اوٹ میں بیٹھی ہوئی معاذ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی بڑی بہن نابیل بھی کھڑی ہوگئی پھر آہستہ آہستہ عجیب سے انداز میں نابیل کی طرف دیکھتے ہوئے معاذ اس کے قریب آئی اور بڑی رازداری میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

میری بہن مجھے حالات کچھ تشویشناک دکھائی دے رہے ہیں یہ جو دو راہب اپنی خانقاہوں سے نکل کر منذر بن زبیر کے پاس آئے پھر ابن زبیر کے بیٹے کے آنے کے بعد وہ اس کے ساتھ ہماری بستی کی طرف ہو لیے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ کسی کی خیر نہیں ہے یہ راہب ضرور کسی پر جھوٹا الزام لگائیں گے اور پھر اسے پکڑوا کر راہبوں کی احتسابی عدالت سے اذیت ناک سزا دلوائیں گے آج کل ان کا کام یہی ہے اور یہ کام کرتے ہوئے سارے راہب خوشی محسوس کرتے ہیں۔

میری بہن آؤ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوں جہاں تک روز ہم گھوڑا دوڑایا کرتے ہیں وہاں تک جائیں اس کے بعد لوٹتے ہیں اور بستی میں جا کے دیکھتے ہیں کہ ان راہبوں کی وجہ سے بستی میں کیا تبدیلی رونما ہوتی ہے یا وہ کون بدقسمت ہے جس پر یہ کوئی نیا الزام عائد کرتے ہیں۔"

بڑی بہن نابیل نے چھوٹی بہن معاذ سے اتفاق کیا دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئیں ان کا حبشی غلام بسیط بھی گھوڑے پر سوار ہوا پھر تینوں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھ گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد منذر بن زبیر دونوں راہبوں کو لے کر قحطانی قبیلے کے سردار کعب بن عامر کی قلعہ نما حویلی کے سامنے نمودار ہوا صدر دروازے کے قریب چند مسلح جوان کھڑے تھے منذر بن زبیر نے ان میں سے ایک کو مخاطب کیا۔

"کیا دونوں سردار اس وقت اندر ہی ہیں؟"

جسے مخاطب کیا گیا تھا وہ بڑے غور سے ابن زبیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بستی کا ایک شخص بیمار ہے دونوں سردار اس کی تیمارداری کے لئے گئے ہیں آپ سے متعلق وہ ہمیں بتا کر گئے ہیں آپ کے ساتھ جو دو مہمان ہیں انہیں مہمان خانے میں

بٹھائیں دونوں سردار جلد ہی لوٹ آئیں گے۔"

دونوں راہبوں کو لے کر منذر بن زبیر اندر داخل ہوا دونوں کو مہمان خانے میں بٹھایا پھر کہنے لگا۔

"آپ دونوں ذرا بیٹھیں میں دونوں سرداروں کا پتا کرتا ہوں وہ کسی بیمار کی تیمارداری کے لئے گئے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔

اس قلعہ نما حویلی کے صدر دروازے پر جو مسلح جوان کھڑے تھے ابن زبیر ان کے قریب آکر کھڑا ہوا اور ان سے کسی موضوع پر گفتگو کرنے لگا تھا تھوڑی دیر بعد وہ چونکا اس لئے کہ دائیں جانب سے قحطانی قبیلے کا سردار کعب بن عامر اور عدنانی قبیلے کا سردار سعد بن سلامہ دونوں آتے دکھائی دیئے تھے۔

قریب آکر دونوں خوش کن انداز میں منظر بن زبیر سے ملے پھر کعب بن عامر نے رازدارانہ سے انداز میں اسے مخاطب کیا۔

"کیا جن دونوں مہمانوں نے آنا تھا وہ آچکے ہیں۔"

ابن زبیر مسکرایا کہنے لگا۔

"سردار آپ کا اندازہ درست ہے میں انہیں لے آیا ہوں اور اس وقت وہ مہمان خانے میں بیٹھے بڑی بے چینی سے آپ کی آمد کے منتظر ہیں۔"

جواب میں کعب بن عامر نے چرواہے بن زبیر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہنے لگا۔

"تم ذرا میرے ساتھ آؤ میں اور سعد بن سلامہ پسند کریں گے کہ پہلے تم ہمیں ان سے متعلق کچھ تفصیل کہو اس کے بعد میں ان دونوں سے ملنا پسند کروں گا۔"

دونوں سردار چرواہے کو لے کر حویلی کے دوسرے کمرے میں داخل ہوئے جب وہ نشستوں پر بیٹھ گئے تب ابن عامر نے اسے مخاطب کیا۔

"اب ان دونوں سے متعلق مجھ سے تفصیل کہو تا کہ میں اور میرا بھائی سعد بن سلامہ جانیں کہ وہ کون ہیں اور کس حد تک ان پر اعتماد اور اعتبار کیا جا سکتا ہے۔" جواب میں منذر بن زبیر نے گلا صاف کیا اور کہنے لگا۔

"آپ دونوں سردار یہ تو جانتے ہیں کہ دریائے فردیش کے کنارے جو راہبوں کی خانگاہیں بنی ہیں ان کے اندر جو راہب رہتے ہیں وہ نصرانی نہیں مسلمان ہیں اور یہاں کے راہب جب کسی مسلمان پر جھوٹا الزام لگا کر انہیں راہبوں کی احتسابی عدالت کے سامنے پیش کرتے ہیں تو انہی خانقاہوں کے راہب جو اصل میں مسلمان ہیں اور بظاہر نصرانی بنے

ہوئے ہیں حرکت میں آتے ہیں اور کسی نہ کسی طرح ان مسلمانوں کو جن پر جھوٹا الزام لگا کر اذیت خانوں کی طرف روانہ کیا جانا ہوتا ہے چھڑا لیتے ہیں۔

اب جو جوان میرے ساتھ آئے ہیں ان میں سے ایک کا نام بطروش ہے وہ دریائے فردیش کے کنارے کی خانقاہوں میں پہلے سے رہنے والا ہے دوسرا ابھی یوں جانوں نوجوان ہے لیکن بہت تیز اور ہوشیار ہے نام اس کا حسن کرسو ہے ہسپانیہ کا رہنے والا ہے لیکن ہسپانیہ کو چھوڑ کر خیرالدین باربروسہ کے انتہائی اہم اور قابل اعتماد ساتھیوں میں شامل ہو چکا ہے گو نوعمر ہے لیکن کام بڑے بڑے کرتا ہے۔

تلوار کا دھنی ہے بہترین ملاح اور عمدہ قسم کا تیراک ہے ہسپانیہ کا رہنے والا ہے چند ماہ پہلے جب غرناطہ کے مسلمانوں پر عام ہلہ بول دیا گیا تھا اور مسلمانوں کی کتابوں کو جمع کر کے آگ لگا دی گئی تھی تب یہ لوگ غرناطہ سے بھاگ آئے اس وقت بہت سے لوگوں نے غرناطہ چھوڑا تھا اس بھاگ دوڑ میں اس کی ماں اور بہن اس سے بچھڑ گئیں باپ اس کا پہلے ہی حملہ آوروں کے ہاتھوں مارا جا چکا تھا صرف یہ اپنے دادا کو بچا کر البشارات کی طرف لا سکا۔

اس کا دادا جس کا نام جابر بن مغیث ہے وہ سمندر کے کنارے ماہی گیروں کی ایک بستی میں جھونپڑی کے اندر رہتا ہے یہ لڑکا جس کا نام میں نے حسن کرسو بتایا ہے اپنے دادا کو یہاں سے نکال لے جانا چاہتا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ جب تک اس کی بہو اس کی پوتی نہیں ملتی اس وقت تک نہیں جائے گا۔

کچھ عرصہ تک یہ اپنی ماں اور بہن کو یہاں تلاش کرتا رہا جب اسے ناکامی ہوئی تو پھر دادا کو بتائے بغیر یہاں سے بھاگا اور خیرالدین باربروسہ کے ساتھیوں میں جا شامل ہوا۔

اب پھر اندلس کی سرزمینوں میں داخل ہوا یہاں آکر اس نے راہب کا بھیس بدلا اور راہب ہی کے بھیس میں یہ غرناطہ اور بہت سے دوسرے شہروں سے گھوم کر آیا ہے دراصل اسے کسی نے بتایا تھا کہ تمہاری ماں اور بہن غرناطہ کے ایک نواحی کلیسا میں اپنے آپ کو وقف کر چکی ہیں اسی بناء پر یہ یہاں آیا ہے اپنے دادا سے ملا اس کے بعد اس کلیسا میں گیا لیکن وہاں اس کی ماں اور بہن نہیں تھیں دوسری عیسائی عورتیں تھیں۔"

لمحہ بھر کے لیے منذر بن زبیر رکا اس کے بعد وہ اپنا سلسلہ کلام آگے بڑھا رہا تھا۔

"میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ اس نوجوان کا اندلس کے اندر بڑا احترام اور اس کی بڑی عزت کی جاتی ہے اس کی ایک خاص وجہ ہے اور وہ یہ کہ آپ جانتے ہیں کہ ہسپانیہ کی نصرانی حکومت نے ہسپانیہ سے نکل کر افریقہ کا ایک خاصہ بڑا حصہ بھی مسلمانوں سے

چھین لیا ہے اور وہاں انہوں نے اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے وہاں ان کا ایک سالار ہے نام اس کا .... ہے وہ بھی وہاں مسلمانوں پر مظالم روا رکھے ہوتا ہے افریقہ میں جو نصرانیوں کا ایک بڑا بشپ تھا وہ وہاں سارے کلیساؤں کا نگران اعلیٰ تھا نام اس کا اور لیوس تھا اس کا ایک بیٹا تھا اور لیوس کو کسی نے قتل کر دیا اور لیوس اور اس کا بیٹا چونکہ راہبانہ زندگی بسر کرتے رہے تھے اس لئے عام لوگ ان سے واقف نہیں تھے کچھ لوگوں نے اور لیوس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا نام اس کا لیسانکو تھا۔

ان سرزمینوں میں داخل ہونے کے بعد اندلس میں حسن کرسو نام کے اس نوجوان نے اپنے آپ کو لیسانکو ہی ظاہر کیا ہے وہ راہب جس کا نام اور لیوس تھا چونکہ افریقہ کے علاوہ ہسپانیہ میں بھی اسے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا لہٰذا اس کے بیٹے کی بھی بڑی قدر دانی کی گئی ہسپانیہ میں داخل ہونے کے بعد یہ مختلف کلیساؤں میں گیا راہبوں کی خانقاہوں کا دورہ کیا ہر جگہ اس کی بڑی عزت کی گئی دوسرا راہب جو یہیں کا رہنے والا ہے نام جس کا میں بطروش بتا چکا ہوں یہ بھی اس کے ہمراہ تھا وہ بیچارہ جگہ جگہ قریہ قریہ گھوما لیکن اپنی ماں اور بہن کو تلاش نہیں کر سکا۔

اب اس کی بدبختی یہ کہ یہ نہ اپنے دادا کے پاس قیام کر سکتا ہے نہ اسے مل سکتا ہے نہ اس کے پاس ٹھہر سکتا ہے اس لئے کہ اس کے دادا نے اس سے کہہ دیا ہے کہ جب تک یہ اپنی ماں اور بہن کو تلاش نہیں کرتا اپنی شکل اسے نہ دکھائے اس نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اگر وہ اپنی ماں اور بہن کو ڈھونڈے بنا اس کے پاس گیا تو وہ لوہا گرم کر کے اسے داغ دے گا اس بناء پر شاید یہ ایک دو روز مزید راہبوں کی خانقاہوں ہی میں قیام کرے گا پھر افریقہ لوٹ جائے گا۔

یہ نوجوان جس کا نام میں حسن کرسو بتا چکا ہوں دو مقاصد لے کر ہسپانیہ میں داخل ہوا تھا پہلا یہ کہ اپنی ماں اور بہن کو تلاش کرے جس میں یہ ناکام رہا ہے میرا اپنا اندازہ ہے کہ گزشتہ برسوں میں ترکوں اور بربروں کے جو جہاز یہاں سے کچھ مسلمانوں کو نکال کر لے گئے تھے ان میں شاید اس کی ماں اور بہن بھی نکل گئی ہوں گی اور ان لوگوں کو ترکوں نے لے جا کے رومانیہ، بوسنیا اور بلغاریہ میں بسا دیا ہے اب ماں اور بہن کو تلاش کرنا اس کے لئے دشوار ہو گیا ہے جب تک انہیں تلاش نہیں کرتا تب تک دادا سے نہیں مل سکتا۔

دوسرا اہم کام جس کے لئے یہ ہسپانیہ میں داخل ہوا ہے اس کی تفصیل وہ خود ہی آپ سے کہے گا میرے خیال میں ہمیں اب ان دونوں کے پاس چلنا چاہیے۔''

مغیرہ بن کعب اور سعد بن سلامہ دونوں نے ابن زبیر کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر

تینوں اٹھ کھڑے ہوئے تھوڑی دیر بعد وہ مہمان خانے میں داخل ہو رہے تھے۔

اس وقت مہمان خانے میں بطروش اور حسن کرسو نام کا نوجوان جس کا نام ایک راہب کی حیثیت سے لیسانکو تھا دونوں کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے وہ تینوں جب اس کمرے میں داخل ہوئے تو دونوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے ان کا استقبال کیا کعب بن عامر اور سعد بن سلامہ نے آگے بڑھ کر بڑے پر جوش انداز میں ان سے مصافحہ کیا جب سب نشستوں پر بیٹھ گئے تب کعب بن عامر نے حسن کرسو کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''میرے عزیز تیری حیثیت تیری عمر کو دیکھتے ہوئے میرے بیٹے جیسی ہے اس لئے کہ تیری ہی عمر کا میرا ایک بیٹا بھی ہے نام اس کا مغیرہ بن کعب ہے تمہارے متعلق مجھے ابن زبیر تفصیل سے بتا چکا ہے سب سے پہلے مجھے اس بات کا دکھ اور غم ہے کہ جب تم لوگوں نے غرناطہ چھوڑا تو تمہاری ماں بہن تم سے بچھڑ گئیں دوسرا صدمہ اور دکھ مجھے یہ بھی ہے کہ تمہارے دادا نے اس وقت تک تم سے ملنے سے انکار کر دیا جب تک تم اپنی ماں اور بہن کو تلاش نہیں کر لیتے۔

تمہاری ذات کی تیسری جہت کی مجھے خوشی بھی ہے کہ تم غرناطہ سے نکلنے کے بعد اپنے دادا کے پاس نہیں ٹھہرے بلکہ اپنی زندگی کو متحرک کرنے کے لیے خیر الدین بار بروسہ سے جا ملے میرے عزیز بیٹے اس سلسلے میں تمہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ تم نے اپنے مستقبل کے لئے ایک بہترین راستے کا انتخاب کیا ہے۔

جہاں تک خیر الدین کا تعلق ہے اس کا نام ہم نے ضرور سنا ہے لیکن ہم یہ نہیں جانتے ہیں کہ اس کے کیا عزائم ہیں اگر تم برا نہ مانو تو ہمیں اس کے خاندانی پس منظر اور سمندر کے اندر اس کے عزائم کے متعلق آگاہ کرو وہ کیا کرنا چاہتا ہے کیا عزائم رکھتا ہے جس کے تحت وہ سمندر کے اندر کوئی انقلاب برپا کرنے کا خواہش مند ہے اگر تم کوئی تفصیل بتاؤ تو نہ صرف یہ کہ ہمارے علم میں اضافہ ہوگا بلکہ یہاں کے رہنے والوں کو ایک طرح کی آسودگی بھی ہوگی کہ سمندر کے اندر مسلمانوں کی ایک قوت دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے سر ابھار رہی ہے۔''

کعب بن عامر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اپنے سلسلہ کلام کو پھر آگے بڑھا رہا تھا۔

''ماضی میں ایک بحری قوت نے ہسپانیہ کے بے بس مسلمانوں کی بڑی مدد کی تھی جو یہاں سے نکلنا چاہتے تھے اور وہ ترک سلطان بایزید بلدرم کا امیر بحر کمال رئیس تھا یہ کمال رئیس ہی تھا جس نے یہاں سے بہت سے بے گھر لوگوں کو نکالا اس کے نکالے کچھ لوگ خوشحال افریقہ میں آباد ہو گئے اور کچھ بلغاریہ رومانیہ اور بوسنیا میں بسا دیئے گئے بیٹے تم چونکہ

باربروسہ کے ساتھ کام کر رہے ہو لہٰذا اس کے متعلق جاننا ہماری دلچسپی کا باعث ہوگا۔"

قحطانی سردار کعب بن عامر جب تک بولتا رہا حسن کرسو خاموشی سے سنتا رہا جب قحطانی سردار خاموش ہوا تب اس نے کہنا شروع کیا۔

"جیسا کہ میرے متعلق محترم ابن زبیر آپ کو تفصیل بتا چکے ہیں میں یقیناً دو مقاصد کے لیے اپنی پرانی سرزمین میں داخل ہوا تھا پہلا مقصد ماں اور باپ کو تلاش کرنا جس میں میں ناکام رہا ہوں دوسرا مقصد اس سے کہیں اعلیٰ اور ارفع ہے جس میں میری ملت میری قوم کا سکون اور وقار پنہاں ہے دوسرے مقصد کے لئے یوں جانیں میں خیر الدین باربروسہ کی طرف سے اس کا نمائندہ بن کر آیا ہوں اور اس موقع پر میں آپ دونوں سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ لوگ جو ہسپانیہ میں لٹے پٹے ہیں جنہیں یہاں کے حکمران خصوصیت کے ساتھ راہب پادری اور ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس پنجم زبردستی عیسائی بنانے میں مصروف ہیں اور جو مذہب تبدیل نہیں کرنا چاہتے پناہ کی تلاش میں ہیں ان سے آپ رابطہ کریں اس سلسلے میں میرا یہ ساتھی راہب بطروش آپ سے رابطے میں رہے گا اس کے ساتھ دریائے فردیش کے کنارے کی راہبوں کی خانگاہوں میں جو ساتھی رہتے ہیں الحمد اللہ سب مسلمان ہیں وہ آپ کے لئے کام کریں گے جہاں جہاں مسلمان پھنسے ہوئے ہوں گے ان کی نشاندہی کریں گے اور انہیں البشارات لانے کی کوشش کریں گے اس سلسلے میں آپ دونوں کا تعاون ہمارے لیے تقویت کا باعث ہوگا یہاں سے نکلنے والے لوگ صرف چند ساعتیں آپ کی ان وادیوں میں قیام کریں گے اس کے بعد انہیں ساحل سمندر پر جو مسلمان مچھیروں کی جھونپڑیاں نما بستیاں ہیں ان میں منتقل کر دیا جائے وہاں سے ہم انہیں نکال کر محفوظ مقامات تک پہنچاتے رہیں گے میرے خیال میں اس سلسلے میں آپ ہم سے ضرور تعاون کریں گے۔"

حسن کرسو کے ان الفاظ کے جواب میں اس بار قحطانی سردار کعب بن عامر کے بجائے عدنانی سردار سعد بن سلامہ بڑی عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"عزیز بیٹے! یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو جس کام کے سلسلے میں تم ہم سے تعاون چاہتے ہو یاد رکھو ہم پورا تعاون کریں گے بلکہ جو لوگ اس طرف آئیں گے ان کی مالی مدد بھی کریں گے اور انہیں بڑی راز داری کے ساتھ ساحل پر مچھیروں کی بستی میں پہنچانے کا بندوبست بھی کریں گے اس سلسلے میں ہم دریائے فردیش کے اپنے مسلمان راہبوں سے بھی تعاون کریں گے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسلمان عیسائی راہبوں کے بھیس میں بھی مسلم قوم کی

بہترین خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔"

سعد بن سلامہ رکا پھر اچانک وہ اداس اور افسردہ ہوگیا اس کے بعد وہ بھاری سی آواز میں دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"بچے ان علاقوں میں کبھی ہماری حکومت تھی اور ہمارے شہر ہمارے قصبے، مصور کے اوراق کے جمال جیسے تھے لیکن اب ان سرزمینوں کے در دریچے ہولناک خواب باغ باغیچے الم خیز عذابوں کا منظر پیش کرتے ہیں در و بام کی تزئین دیمک زدہ ہو چکی ہے اور اس میں کسی اور کا قصور نہیں ہماری اپنی کوتاہیاں اور غلطیاں ہیں اس لئے کہ ہم نے اپنے لئے جاہل اور غلط حکمرانوں کا انتخاب کیا جو اپنی خواہشوں کی پیروی اور تکمیل میں ڈوبے رہے اور قوم وملت کے جسد خاکی سے محبت صداقت یگانگت مفاہمت اخوت اور یکجہتی نکال کر اس کی جگہ ندامتوں کا دھواں اور ہوس کی دھند بھرتے رہے۔

میرے عزیز جب کسی قوم کے افراد کی انفرادی کوتاہیاں اجتماعی غلطیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں تو وہ قوم خداوند قدوس کے عذاب کی حقدار ہو جاتی ہے ہم بھی ایسے ہی عذاب سے گزر چکے ہیں ہمارے حکمرانوں نے اپنی قوم کے دست بازو میں بے نام اندھی تھکن ڈال دی قوم کے افراد کے لرزیدہ ہاتھوں میں شکست کی راکھ بھر دی اب جگہ جگہ عذابوں کی احتسابی عدالتیں قائم کر دی گئیں ہیں جہاں مسلمانوں کو زبردستی عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور جو مسلمان عیسائیت قبول کر لیتے ہیں حقارتاً انہیں مورسکوز کا نام دیا جاتا ہے اور اسی نام سے انہیں پکارا جاتا ہے اور مزید بدبختی یہ کہ نصرانیت قبول کرنے کے بعد بھی وہ بیچارے محفوظ نہیں رہتے ان میں سے جو دولت مند ہوتے ہیں راہب اپنی عدالتوں کے اندر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ دل سے عیسائی نہیں ہوئے لہٰذا انہیں عدالتوں میں پیش کیا جاتا ہے اور راہبوں کی عدالتیں ان کے پاس جس قدر مال ہوتا ہے ان سے چھین لیتے ہیں اور انہیں کلیساؤں کی عقوبت گاہوں میں زندگی بسر کرنے کے لئے بھیج دیتے ہیں۔

وہ سرزمین جہاں کبھی ہم حکمران تھے وہاں اب ماتمی ملبوس میں مائیں آنسو بہاتی ہیں بیٹیاں پلکوں کی پگڈنڈی پر درد بھرے آنسو سجائے اپنے ماضی کو یاد کرتی ہیں بڑے بڑے صناع دست ہنر لیے دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔

ہر کوئی اس بات کی تمنا اور امید رکھتا ہے کہ تقدیر کے سفر میں کوئی مسلمان راہنما کوئی سالار چمکتے سورج کی تپش بن کر نمودار ہو اور قوت کی عظمتوں سے وجود ملت کو پہلی تابداری عطا کرے گردنوں سے لہو کی صلیب ہٹائے قوم کے حصار کو غلامی کی زنجیروں سے نجات

دے ملت کے سوکھے ہونٹوں کی سلگتی پیاس کو بجھائے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سعد بن سلامہ رکا پھر وہ تقریباً روتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"پر ہائے حیف ایسا کوئی انقلاب رونما نہیں ہو رہا صرف البشارات کی یہ وادیاں ہیں جو پورے اندلس میں ابھی تک راہبوں کی اذیت ناکی سے بچی ہوئی ہیں ورنہ پورے ہسپانیہ میں مسلمانوں کی حالت خالی مکانوں سے لپٹ کر روتی چاندنی درختوں سے جدا بے خانماں پتوں سے بھی بدتر ہو چکی ہے راہبوں کی عدالتیں جب چاہتی ہیں مسلمانوں کو کسی خورد کتابوں نا آسودہ ارمانوں کی طرح موت کا لقمہ بنا دیتی ہیں ان سرزمینوں میں مسلمانوں کو یکسر اور مکمل طور پر تہذیب کے کالے زندانوں اور اندھے سماجی پھندوں میں ڈال دیا گیا ہے ہر کوئی کسی ایسے دست اعجاز کا منتظر ہے جو بیک جنبش نظر جسارت جرأت مندی کی شکتی بن کر نمودار ہو اور مسلمانوں کی عظمت اور وقار کو ان کی سرزمینوں میں پھر بحال کرے۔

تھوڑی دیر کے لئے سعد بن سلامہ رکا پھر دوبارہ وہ دکھ بھرے انداز میں کہہ رہا تھا۔

اس وقت عالم اسلام کے سامنے دو بڑی مسلمانوں کی حکومتیں ہیں ایک ترکوں کی جس کا سلطان ان دنوں سلیم بن بایزید ہے اور دوسری مسلمانوں کی حکومت ایران میں شاہ اسماعیل صفوی کی۔ ہے یہاں کے مسلمان مسلمانوں کے حق میں نہیں اگر مسلمانوں کی دونوں حکومتیں باہم اتفاق کر کے ہسپانیہ کے مسلمانوں کو جبر و استبداد سے نجات دلانا چاہیں تو وہ ایسا کر سکتی ہیں بلکہ ان سرزمینوں میں اپنے ماضی کی عظمتوں کو بھی بحال کر سکتی ہیں لیکن جو خبریں سننے میں آ رہی ہیں وہ بڑی حوصلہ شکن ہیں کہ ترکی کے سلطان سلیم اور ایران کے سلطان اسماعیل صفوی کے درمیان دشمنی اور عداوت دن بدن گہری ہوتی جا رہی ہے اگر یہ خبریں صحیح ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے ایک اور بدبختی کی ابتداء ہے۔

سعد بن سلامہ رکا پھر حسن بن کرسو کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ کعب بن عامر تم سے خیر الدین باربروسہ کے متعلق تفصیل جاننے کے لئے کہہ چکا ہے اب میں بھی تم سے گزارش کرتا ہوں کہ تم چونکہ باربروسہ کے ایک سرکردہ ساتھی کی حیثیت سے گروہ میں شامل ہو چکے ہو لہٰذا ہمیں اس سے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔

چھوٹا راہب لیسا نکو جس کا اصل نام حسن کرسو تھا اور جو ایک پکا اور کٹر مسلمان تھا اور باربروسہ کے سرکردہ ساتھیوں میں سے ایک تھا کچھ دیر سوچتا رہا پھر قحطانی سردار کعب بن عامر اور عدنانی سردار سعد بن سلامہ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

میرے محترم سردار خیر الدین باربروسہ لزبس میں پیدا ہوا اس کا اصل نام خضر تھا اس کے

باپ کا نام یعقوب تھا جس کے چار بیٹے یعنی خیر الدین باربروسہ کے تین بھائی بھی تھے۔

چار بھائیوں کے ناموں میں سے پہلے اسحاق پھر الیاس پھر عروج اور پھر خضر یعنی خیر الدین باربروسہ آتے ہیں جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ اس کے تین بھائی اور تھے جو ملاح کا پیشہ اختیار کیے ہوتے تھے۔

خیر الدین بچپن میں کمہار کی بھٹی پر کام کیا کرتا تھا یہ وہ دور تھا جب یورپ والوں نے سارے سمندر کے اندر قذاقی کو اپنا پیشہ بنا کر رکھا تھا اسی پیشے کے سرکردہ لوگوں نے خیر الدین باربروسہ کے بھائی کو ایک بحری لڑائی میں مار ڈالا۔

اس کے بعد خیر الدین کے بڑے بھائی عروج نے سمندر کی ان مہموں کو اپنے ذمے لیا عروج ایک بہترین ملاح تھا اس کی داڑھی شعلے کی طرح سرخ تھی وہ بڑا فیاض طبع تھا مختلف جزیروں میں وہ ہسپانیوں سے برسرپیکار رہا ان لڑائیوں میں پہلے اس کا ایک ہاتھ کٹ گیا پھر وہ بحری قذاقوں اور ہسپانیوں سے جنگ کرتا مارا گیا اس کے بعد سب سے چھوٹے بھائی یعنی خضر جسے اب خیر الدین باربروسہ کہتے ہیں اپنے بھائی کی کشتیوں کا بیڑا سنبھالا اور اسی دلیری اور بے خوفی سے اس نے قذاقوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مغرب کا رخ کیا جس جرأت مندی سے اس کا بھائی عروج کام کیا کرتا تھا۔

خیر الدین کے بھائی عروج کی داڑھی سرخ تھی لہٰذا اس کے ساتھیوں نے اسے باربروسہ کا خطاب دیا تھا خیر الدین کی داڑھی بھی شعلے کی طرح سرخ ہے لہٰذا اسے بھی ساتھیوں نے باربروسہ کا نام دیا ہے۔

جب سے باربروسہ نے سمندر میں کمانداری سنبھالی اس وقت سے افریقہ کی حالت عجیب و غریب ہے وہاں بہت سے حکمران ہیں تلمسان کا حکمران ایک شخص ابوحمو ہے وہ بھی باربروسہ اور اس کے بھائیوں کے خلاف ہے الجزائر کے جس حصے پر ہسپانیہ والوں نے قبضہ کر لیا وہاں ایک ہسپانوی سالار رمون کیڈ ایک بہت بڑے لشکر کی کمانداری بھی کر رہا ہے اور الجزائر کا وہ حصہ جس پر ہسپانیہ والوں کا قبضہ ہے یہ اس کا حکمران بھی ہے اس کے علاوہ کوکو شہر کا حکمران ابن قاضی ہے یہ بھی باربروسہ اور اس کے بھائیوں کا بدترین دشمن ہے الجزائر کے قریب ہی پنیون نام کا ایک کافی بڑا جزیرہ اور اس کے اندر ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ ہے یہاں ہسپانیہ والوں کا ایک بہت بڑا لشکر ہے یہاں انہوں نے جنگی ساز و سامان بھی رکھا ہوا ہے یہاں جو ہسپانیہ والوں کا بحری بیڑہ اور لشکر ہے اس کا کماندار ایک شخص ڈان مارٹن ہے یہ بھی ہمہ وقت مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار رہتا ہے۔

باربروسہ اس کے بھائیوں اور ساتھیوں کا سب سے بڑا دشمن ٹیونش کا مسلمان حکمران حسان ہے ان کے علاوہ بھی کچھ لوگ ہیں مثلاً شرسال کا حکمران یہ بھی ہماری مخالف قوتوں میں سے ہے افریقہ میں اگر کوئی مسلمانوں کا حمایتی یا ہمارا حلیف ہے تو وہ صرف ایک شخص ہے۔

میں آپ لوگوں سے گزارش کروں کہ افریقہ میں کچھ انتہا درجہ کے جنگجو قبائل ہیں انہیں صغراء کہا جاتا ہے ان کے دو سردار ہیں ایک کا نام عبدالعزیز اور دوسرے کا نام احمد بن قاضی ہے۔

یہ قبائل دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں آدھا حصہ عبدالعزیز کی کمانداری میں ہے اور دوسرا آدھا حصہ احمد بن قاضی کا ساتھ دیتا ہے۔

جہاں تک احمد بن قاضی کا تعلق ہے تو یہ ہمارا بدترین مخالف ہے ہمیشہ اس نے ہمارے مخالفوں کا ساتھ دیا حتیٰ کہ باربروسہ کے خلاف اس نے ہسپانیہ والوں کا بھی ساتھ دینے میں اپنے لئے کوئی ملامت محسوس نہیں کی۔

قبائل صغراء میں سے عبدالعزیز وہ جواں مرد سردار ہے جس نے ہر برے وقت میں نہ صرف ہمارا بلکہ ہر مسلمان قوت کا بہترین انداز میں ساتھ دیا۔

جب خیرالدین باربروسہ نے اپنے بھائی عروج کے کام کو سنبھالا تو یوں جانو اس کی اور ہماری بدقسمتی کہ شرسال اور ٹیونش شہروں میں ہمارے خلاف بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی کوکو شہر کا حاکم ابن قاضی اپنے حمایتی قبائلیوں کے ساتھ ہمارے خلاف ہو گیا تلمسان کے حکمران ابو حمو نے بھی ہمارے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور یوں الجزائر کے وہ علاقے جن پر ہمارا قبضہ تھا وہ ہم سے چھین لیے گئے۔

اب صورتحال یہ ہے کہ باربروسہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشرق کی طرف ہٹ گیا ہے اور اپنا ایک نمائندہ اس نے ترکی کے سلطان سلیم کی طرف روانہ کیا ہے تاکہ افریقہ کے اندر ہسپانیہ کے علاوہ جو ہسپانوی نواز اور مسلمان دشمن قوتیں ہیں ان سے نبرد آزما ہو کر نہ صرف یہ کہ اُن سے مسلمانوں کی بربادی کا انتقام لیا جائے بلکہ انہیں زیر کر کے افریقہ کے ان علاقوں میں مسلمانوں کے تصرف کو مضبوط اور مستحکم بنایا جائے۔

اب دیکھیں ترک سلطان سلیم کی خدمت میں ہمارا نمائندہ کب حاضر ہوتا ہے اور سلطان سلیم کہاں تک ہماری مدد کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔

ان حالات میں میرے امیر خیرالدین باربروسہ نے مجھے ہسپانیہ کی طرف بھیجا میرا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ میں یہاں کا باشندہ تھا یہاں کے اکثر و بیشتر علاقوں سے آگاہی رکھتا ہوں جس طور اور جس انداز میں ہسپانیہ کی سرزمینوں میں داخل ہوا ہوں اس کی تفصیل

میرا ساتھی آپ لوگوں کو بتا چکا ہے میں غرناطہ کے علاوہ دوسرے بڑے بڑے کلیساؤں اور خانقاہوں میں بھی جا چکا ہوں مجھے چونکہ الجزائر کے سب سے بڑے بشپ اور لیوس کا بیٹا ظاہر کیا گیا اور اورلیوس وہاں قتل ہو چکا ہے لہٰذا سب نے میری عزت کی بہترین پذیرائی کی اب یہاں کے کلیسا اور راہبوں کی خانقاہیں ایک طرح سے مجھ سے شناسا ہو چکیں ہیں جو آنے والے دور میں میرے لئے ایک سود مند تجربہ ثابت ہو سکتا ہے جس اہم کام کے لئے میں یہاں آیا ہوں اس کا اظہار بھی پہلے ہو چکا ہے لٹے پٹے مسلمان ان علاقوں کا رخ کریں گے آپ کچھ لوگوں کو خفیہ طور پر مقرر کیجئے گا جو انہیں ساحل پر بسنے والے مسلمان مچھیروں تک پہنچا دیں ان سے ہمارا رابطہ رہے گا اور وہاں سے ہم مسلمانوں کو افریقہ کے محفوظ مقامات تک پہنچاتے رہیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حسن کرسو تھوڑی دیر تک خاموش رہا اس کی گردن جھکی رہی پھر وہ کسی قدر بھاری لرزتی اور دکھ بھری آواز میں کہہ رہا تھا۔

میری ملت کے محترم سردار اندلس جو کبھی ہماری طاقت و قوت کی جولان گاہ تھی وہاں وقت کے ظالم دھاروں کی غلامی میں مسلمانوں کے ہونٹوں کا خوش رنگ تبسم ان کی روح کی حلاوت چھن چکی ہے اس جولان گاہ خیر و شر میں جو قوم بھی گروہ بندی طبقاتی تقسیم فرقہ پرستی اور قبائلی عصبیت کو اپنا شعار بنا لیتی ہے اس کی اجتماعی قوت کے چشمے خشک ہو جاتے ہیں۔

جو قومیں اپنے اجتماعی ضمیر کی روشنی سے بغاوت کرتی ہیں جاہل اور نامناسب حکمرانوں کو اپنے اوپر مسلط کر لیتی ہیں اور نیکی اور بدی میں امتیاز کرنا چھوڑ جاتی ہیں ان کی بقا کے پیمانے ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔

یہی حال اندلس میں مسلمانوں کا ہوا مسلمانوں نے اجتماعی قوت بن کر رہنے کی بجائے اپنی قوت کو خاندانوں اور قبائل میں تقسیم کر کے اپنی کمزوری اور غلامی کو دعوت دی اور جواب میں شمال سے نمودار ہونے والے دشمن چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو متحد کرتے ہوئے انہیں اندلس سے نکالنے کی تدبیر کرتے رہے لیکن مسلمان غفلت کی گہری نیند سوئے رہے۔

میری قوم کے قابل عزت سردار اندلس کے مسلمانوں کی بدبختی یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی کہ وہ اپنی حکومت اپنی آزادی اپنے وطن اپنے ملی اور قومی تشخص سے محروم ہو چکے ہیں بلکہ اب انہیں زبردستی مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے اب ان کے سامنے دو ہی راستے ہیں یا اصطباغ لیتے ہوئے عیسائیت قبول کر لیں یا اس سرزمین کو چھوڑ کر مسلمانوں کے دوسرے علاقوں کی طرف چلے جائیں۔

اب محترم خیرالدین باربروسہ اور اس کے سارے ساتھیوں نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ جو مسلمان عیسائیت قبول نہیں کرنا چاہتے یا جنہیں زبردستی عیسائی بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے انہیں ان سرزمینوں سے نکال کر افریقہ تک پہنچاتے رہیں گے اور اس کام کو ہم لوگ اپنا ملی اور قومی فرض جان کر کریں گے اور مجھے یقین ہے کہ اس سلسلے میں آپ دونوں سردار ہم سے پورا تعاون کریں گے۔

حسن کرسو کی اس گفتگو سے چرواہے منذر بن زبیر اور بڑے راہب بطروش کی حالت ہی نہ بری ہوئی تھی بلکہ قحطانی سردار کعب بن عامر اور عدنانی سردار سعد بن سلامہ کی آنکھیں بھی نمناک ہو چکی تھیں پھر کعب بن عامر حسن کرسو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''حسن کرسو تم میرے بیٹے کی جگہ ہوا اور اس گھر میں جب بھی تم آؤ گے تمہاری حیثیت میرے بیٹے کی سی ہو گی میں اور سعد بن سلامہ تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ مختلف علاقوں سے لٹے پٹے مسلمان جب ان علاقوں کا رخ کریں گے تو نا صرف یہ کہ ہم ان کی سلامتی کی ذمہ داری لیں گے ان کی رہائش اور ان کے طعام کا بھی اہتمام کریں گے اور بحفاظت ان لوگوں کو ساحل کے مچھیروں کی بستی تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔''

کعب بن عامر کے ان الفاظ پر حسن کرسو کے لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

''میں سمجھتا ہوں جس مقصد کو لے کر میں اندلس کی سرزمین میں داخل ہوا تھا اس میں میں مکمل طور پر کامیاب رہا ہوں میں اب جاتا ہوں اس لئے کہ میں اپنے کام کی تکمیل کر چکا ہوں۔''

حسن کرسو اور بڑا راہب بطروش دونوں جب کھڑے ہو گئے تب کعب بن عامر اور سعد بن سلامہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اس موقع پر سعد بن سالمہ نے حسن کرسو کی طرف دیکھا۔

''میرے عزیز یہاں تم کتنے دن قیام کرو گے؟''

حسن کرسو نے بڑے غور سے سعد بن سلامہ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''اب میرا یہاں ٹھہرنے کا کوئی مقصد نہیں جس کام کے لئے آیا تھا اس کی تکمیل ہو چکی میں آج رات ہی ساحل کی طرف جاؤں گا اور جس کشتی میں یہاں آیا تھا اسی کشتی سے واپس جاؤں گا اس لئے کہ افریقہ کے حالات آج کل ہماری توجہ کے زیادہ طلبگار ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی حسن کرسو اس کمرے سے نکلا سعد بن سلامہ کعب بن عامر ابن زبیر اور بطروش اس کے ساتھ تھے۔

جب وہ حویلی کے صحن میں آئے تو انہوں نے دیکھا اس کے قحطانی سردار کعب بن عامر

کی دونوں بیٹیاں معاذ اور نابیل اپنے غلام بسیط کے ساتھ گھوڑے دوڑاتی ہوئی حویلی میں داخل ہوئی تھیں معاذ ایک جست لگا کر گھوڑے سے اتری وہ ابھی نوعمر تھی لیکن بہترین گھوڑ سوار تھی جونہی اس کی نگاہ دونوں راہبوں یعنی بطروش اور حسن کرسو پر پڑی اس کی حالت یکسر بدل گئی چہرے پر غضبنا کی آنکھوں میں انتقام کی آگ برس گئی تھی پھر انتہائی ہولناک آواز میں حسن کرسو کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''تم راہب لوگ مسلمانوں کی بستیوں میں چیل کوؤں کی طرح کیا تلاش کرتے پھرتے ہو بے گناہ مسلمانوں کو کلیسا کے اذیت خانوں میں اور راہبوں کی احتسابی عدالتوں میں لے جا کر کھڑا کرتے ہو جو مالدار ہوں ان سے بھاری رقوم وصول کر کے انہیں اذیتیں دے کر چھوڑ دیتے ہو اور جن کے پاس کچھ نہ ہو انہیں طرح طرح کی اذیتیں دے کر انہیں تم زبردستی نصرانی بنانے کی کوشش کرتے ہو کیا تمہارا دین یہی سکھاتا ہے کیا انسانیت کا یہی تقاضا ہے تم یہاں ہماری حویلی میں لینے کیا آئے ہو کیا یہ دیکھنے آئے ہو کہ جس وقت ہم آزاد تھے اس وقت ہماری حالت کیا تھی اب غلامی کا چغہ پہننے کے بعد ہم کس کرب میں ہیں۔

اپنی حدود کو نہ پھلانگو راہبو ہم سے ہمارے تصورات سے سجے لمحے اور دُکھ سمونے کے ٹھکانے نہ چھینو تم لوگ کیوں مسلمانوں کے دل کی گرہوں میں شکست ذات کے نئے درد بھرتے ہو تم لوگ ہماری راحتوں کی چھاؤں کو موت کی تمازت اور ہمارے حوصلوں کے شباب کو ناتمام خواہشوں میں تبدیل کر دینے کا تہیہ کیے ہوئے ہو۔

مسلمانوں پر طرح طرح کے بے جا الزامات لگا کر تم اندلس کے مسلمانوں کو کچی مٹی کے ٹیلوں کی طرح بے شکل غبار ہیولے بنانا چاہتے ہو ہمارے لئے آگ اگلتی راہیں استوار کر کے ہمارے سامنے بے چارگی کے ہیولے کھڑے کر دینا چاہتے ہو کہ تمہارے چہرے ہمیں ہی ڈرانے لگیں پھر یاد رکھنا اب ہم زندگی کی اس نہج پر کھڑے ہیں جہاں نہ ہم اپنے ہونے سے خائف ہیں نہ ہی اپنے نہ ہونے کا غم ہے۔

راہبو! ان سرزمینوں میں تم اور کلیسا کے پادری آگ اور تیزاب کی بارش کرنے والے ہو ماؤں کی اجڑی گود میں مرتے بچوں پر قہقہہ لگانے والے ہو یاد رکھو یہ کائنات کی روشن سچائی ہے کہ تم بداعمالی کا پیغام پانی سے ابھرتی پیاس، سلگتی قباحت اور جلتا عذاب ہو۔

میں نہیں جانتی تم کیا بری نیت کیا گھناؤنے اور کالے ارادے لے کر ہماری حویلی میں داخل ہوئے ہو یاد رکھنا اگر تم نے اس حویلی کے کسی فرد کے خلاف کوئی فرد جرم عائد کرنے کی کوشش کی تو کوہستانی سلسلے کے نیچے تمہاری خانقاہیں ہیں یہ نہ بچیں گی ہم انہیں آگ لگا

دیں گے اور خانقاہوں میں رہنے والے راہبوں میں سے کوئی بھی راہب اپنی جان بچا کر بھاگ نہ پائے گا اب دونوں یہاں سے دفع ہو جاؤ اور آئندہ میں نے تم میں سے کسی کو حویلی میں داخل ہوتے دیکھا تو......''

اس سے آگے معاذ کچھ نہ کہہ سکی اس لئے کہ اس کا باپ کعب بن عامر اس پر برس پڑا۔

''معاذ ہوش سے کام لو کن جذبات کے تحت تم ان دو معزز راہبوں کی توہین کر رہی ہو یہ ہمارے مہمان ہیں قابل عزت وقار ہیں۔'' کعب بن عامر کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے معاذ پھر بول پڑی۔

''بابا آپ ان راہبوں کو محترم اور قابل عزت کہتے ہیں جو جگہ جگہ مختلف شہروں میں بے گناہوں کا خون بہاتے ہیں بے گناہ مسلمانوں پر طرح طرح کے الزام لگا کر انہیں راہبوں کی احتسابی عدالتوں میں کھڑا کر کے سزا دلاتے ہوئے خوش ہوتے ہیں کلیسا کے اذیت خانوں میں لے جا کر ان کے جسموں میں کرب کے داغ لگاتے ہوئے قہقہے لگاتے ہیں ب صاحب عزت نہیں صاحب ذلت ہیں۔''

پہلے کی نسبت سخت رویہ اختیار کرتے ہوئے کعب بن عامر معاذ سے کچھ کہنے والا تھا کہ حسن کرسو فوراً حرکت میں آیا کعب بن عامر اور معاذ کے درمیان کھڑا ہو گیا پھر کعب بن عامر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے محترم! یہ ابھی نادان اور ناپختہ ذہن کی بچی ہے جو اس نے کہا یہ اس کے دل اور ضمیر کی آواز ہے اور دل اور ضمیر کی آواز جھوٹ نہیں کہہ سکتی جو کچھ یہ کہہ رہی ہے اس کے دل اور جذبات کی عکاسی ہے اور اس عکاسی کی پرچھائیوں کے اندر اس کی قوم کا ماضی جھلک ہے اسے بولنے دو اسے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے دو اس کے دل اور ضمیر کے اندر ج جذبات کا طوفان ہے اسے باہر آنے دو اسے کچھ مت کہنا۔'' اس کے ساتھ ہی حسن کرسو کی گردن جھک گئی پھر زمین کی طرف دیکھتے ہوئے وہ معاذ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کعب بن عامر کی بیٹی ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے آنے سے تمہاری دل شکنی ہوئی۔''

اس کے بعد حسن کرسو بطروش اور منذر بن زبیر کے ساتھ وہاں سے نکل گیا تھا۔ معاذ ا حیرت و تعجب سے دیکھ رہی تھی اس لئے کہ جو الفاظ اس نے معاذ سے کہے تھے معاذ ایک راہب سے ایسے جملوں کی قطعی امید نہ رکھتی تھی۔

مصر سے قسطنطنیہ جاتے ہوئے سلطان سلیم اپنے لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ کے قریب ہی اناطولیہ کے میدانوں میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا سلطان اس وقت اپنے خیمے میں اپنے وزیر محمد کے ساتھ کسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ سلطان کا چوبدار خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا۔

سلطان نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اندر آنے کے لئے کہا۔ چوبدار آگے بڑھا اور سلطان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''سلطان محترم خیرالدین باربروسہ کے دو قاصد ابھی ابھی ہمارے لشکر میں داخل ہوئے ہیں اور فی الفور آپ کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے التماس کرتے ہیں وہ امیر خیرالدین باربروسہ کی طرف سے آپ کے لئے کوئی اہم پیغام لے کر آئے ہیں۔''

سلطان سلیم نے اس موقع پر اپنے وزیر محمد کی طرف ذومعنی انداز میں دیکھا پھر اپنے چوبدار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم تھوڑی دیر خیمے سے باہر رکو میں مشورہ کر کے تمہیں بتاتا ہوں۔''

چوبدار باہر نکل گیا اور خیمے کے قریب ہی کھڑا ہو گیا اس کے جانے کے بعد سلطان نے اپنے وزیر کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''میرے عزیز! جو چوبدار نے کہا میں نے بھی سنا تو نے بھی سن لیا خیرالدین باربروسہ کا نام تمہارے لئے بھی اجنبی نہیں اور میرے لیے بھی اجنبی نہیں اس کی اور اس کے بھائیوں کی سمندر کے اندر مسلمانوں کے لئے خدمات قابل تعریف ہیں تمہارا اندازہ کیا کہتا ہے قاصد کس غرض سے میرے پاس آئے ہوں گے۔''

محمد تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر عقیدت بھرے انداز میں سلطان سلیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''سلطان محترم! اس میں کوئی شک نہیں کہ ماضی میں خیرالدین باربروسہ اور اس کے بھائی سمندر کے جان سوز سکوت میں بپھرتی گرتی کڑکتی برق کی طرح مسلمانوں کے دشمنوں پر حملہ آور ہوتے رہے یورپ کے بڑے بڑے قزاقوں اور لٹیروں نے سمندر کے اندر ان کا

مقابلہ کرنا چاہا لیکن یہ عدم کا راستہ دکھاتی موت اور ہست کو نیست کرتے سوز کی طرح ان پر حملہ آور ہوتے رہے اور مسلمانوں کے خلاف ان کی کوششوں کو ہمیشہ ناکام بناتے رہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد محمد رکا پھر اپنے سلسلہ کلام کو آگے بڑھا رہا تھا۔

"سلطان محترم لگتا ہے خیرالدین باربروسہ کی جستجو کے ویران صحرا اور جدوجہد کے آکاش پر کچھ تبدیلیاں نمودار ہوئی ہوں گی اور دشمنوں نے اس کی طاقت کو مضطرب اور دل سوختہ کیا ہوگا اس بنا پر اس نے اپنے ایلچی مدد کے لئے روانہ کئے ہوں گے سلطان محترم یہ میرا اندازہ ہے بہر حال میں وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد محمد دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"سلطان محترم کو آپ نے مجھ سے پوچھا نہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے اس کے باوجود میں آپ سے گزارش کروں گا کہ دشمنوں کی روح کی گہرائیوں تک سراب اذیتیں بھر دینے والے ان مجاہدوں کو مایوس نہیں کرنا چاہئے یہی وہ لوگ ہیں جو سمندر کے اندر مرگ کی خونی دیمک بن کر مسلمانوں کے لئے دشمن کی بغاوتوں کے خونی تیور دھوڈالتے ہیں سلطان محترم......" اس سے آگے محمد کو رک جانا پڑا اس لئے کہ سلطان سلیم اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا دیا۔

"میرے عزیز! اس سے آگے تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو میں سمجھ گیا ہوں اور میں خیرالدین کے قاصدوں کو مایوس نہیں کروں گا تم چوبدار سے کہہ کر خیرالدین کی طرف سے آنے والے دونوں قاصدوں کو میرے پاس لاؤ۔"

آواز دے کر محمد نے چوبدار کو بلایا جب وہ اندر آیا تو اس نے خیرالدین کے دونوں قاصدوں کو اندر لانے کا حکم دیا اس پر چوبدار مسکراتے ہوئے باہر نکل گیا تھا تھوڑی دیر بعد خیرالدین کے دو قاصد اندر آئے ان کے پیچھے چوبدار بھی کھڑا تھا سلطان اور وزیر محمد دونوں نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوکر پرجوش انداز میں ان کا استقبال کیا ان سے مصافحہ کیا پھر انہیں اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے کہا جب وہ دونوں بیٹھ گئے تب سلطان نے انہیں مخاطب کیا۔

"تم دونوں پہلے اپنے نام کہو اس کے بعد میں اپنی گفتگو کا آغاز کروں گا۔"

اس پر ان دونوں میں سے ایک بول اٹھا۔

"سلطان محترم میرا نام کاکاد اور میرے ساتھی کا نام حسن آغا ہے۔"

سلطان سلیم کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر کہنے لگا۔

"کاکاد اچھا ہوا آج تم سے ملاقات ہوگئی کیا تم بھی وہی ہو جسے یورپ کے ملا
یورپ کی بحری قوتیں شیطان شکاری کے نام سے یاد کرتی ہیں۔"

کاکاد کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا کہنے لگا۔

"سلطان محترم آپ کا کہنا درست ہے میں ہی اس نام سے مشہور ہوں۔"

سلطان نے اس بار دوسرے قاصد حسن آغا کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کیا۔

"کیا تم خواجہ سرا ہو۔"

وہ بھی مسکرا دیا کہنے لگا۔

"سلطان محترم آپ کی گفتگو سے پتا چلتا ہے کہ آپ ہمارے متعلق بہت عمدہ اور صحیح معلومات رکھتے ہیں میں واقعی خواجہ سرا حسن آغا ہوں۔"

سلطان نے انہیں پھر مخاطب کیا۔

"کیا تمہارے لشکر میں یا یوں کہو کہ تمہارے ملاحوں میں کوئی اور بھی حسن ہے۔"

اس بار کاکاد نے سلطان کو مخاطب کیا۔ "سلطان محترم یہ حسن آغا ہے ایک اور حسن بھی ہے وہ حسن کرسو ہے یوں جانیں وہ ایسے نوجوان ہیں جنہیں نایاب کہا جا سکتا ہے ہمارا انتہائی وفادار جفاکش اور بہترین اور عمدہ تیغ زن ساتھی ہے سمندر کے اندر دشمن سے نبرد آزما ہونا اس کا محبوب مشغلہ ہے وہ ان دنوں سلطان محترم اندلس گیا ہوا ہے۔ اس کا اندلس جانا بھی ایک انتہائی اہم مقصد کے تحت ہے۔"

سلطان نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے مخاطب کیا۔

"تمہارے اور ساتھیوں میں کون کون ہے؟"

اس بار پھر کاکاد بولا۔

"سلطان محترم ہمارے ساتھی تو بہت ہیں لیکن سرکردہ لوگوں میں امیر خیرالدین باربروسہ اور ہم دونوں کے علاوہ حسن کرسو ہے انتہائی منجھا ہوا دلیر صالح ہے مخلص صنعان ہے۔"

کاکاد کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بیچ میں سلطان بول اٹھا۔

"یہ صنعان جس کا تم نے ذکر کیا ہے کیا یہ یہودی ہے میں نے اس کے متعلق اب ہی سنا ہے۔"

"سلطان محترم یوں جانیں وہ نام کا یہودی ہے کبھی تھا اب تو وہ ہمارا ایک بہترین اور غم گسار ساتھی ہے۔"

سلطان نے سوچا پھر انہیں مخاطب کیا۔

"اب یہ کہو تم کس غرض سے میرے پاس آئے ہو۔"

جواب میں افریقہ کی سرزمینوں میں خیرالدین باربروسہ کے خلاف جو حالات نمودار

ہوئے تھے کاکاد نے تفصیل کے ساتھ سلطان اور وزیر محمد سے کہہ دیئے تھے۔

جواب میں سلطان تھوڑی دیر تک بڑی شفقت اور محبت میں ان دونوں کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

”آنے والی شب تم میرے لشکر میں قیام کرو میں جانتا ہوں تم تھکے ہارے ہو گے کل میں تم دونوں کے متعلق فیصلہ کروں گا پھر یہ بات ذہن میں رکھ کر آرام کرنا کہ میں تم دونوں کو مایوس نہیں کروں گا جو امیدیں تم میرے پاس لے کر آئے ہو جن خواہشات کا اظہار باربروسہ نے کر کے تمہیں میری طرف بھیجا ہے میرے خداوند کو منظور ہوا تو میں تم لوگوں کو اس سے کئی گنا زیادہ نوازوں گا اب تم جاؤ جا کر آرام کرو۔“

سلطان سلیم کے اس جواب سے خیرالدین باربروسہ کا ساتھی کاکاد اور خواجہ سراحسن آغا دونوں خوش ہو گئے تھے پھر سلطان کے حکم پر وہ سلطان کے چوبدار کے ساتھ باہر نکل گئے تھے۔

❁❁❁

دوسرے روز خیرالدین باربروسہ کے دونوں ساتھی کاکاد اور خواجہ سراحسن آغا کو پھر طلب کیا گیا دونوں جب سلطان کے خیمے میں داخل ہوئے تو حسب سابق سلطان کے پاس اس کا وزیر محمد بیٹھا ہوا تھا سلطان نے بڑی عزت اور تکریم دیتے ہوئے ان کی پذیرائی کی اپنے قریب بٹھایا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”میرے خیال میں رات بھر آرام کر کے تم لوگ راستے کی تھکاوٹ دور کر چکے ہو گے میں چاہوں گا کہ تم دونوں آج یہاں سے خیرالدین باربروسہ کی طرف روانہ ہو جاؤ تاکہ افریقہ کے ساحل پر اس کے لئے جو مشکلات اٹھ رہی ہیں ان سے وہ نجات پا سکے۔

”میں نے تمہارے لئے جو مراعات دینے کا ارادہ کیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے۔

میں تمہیں اپنے دو ہزار بہترین تربیت یافتہ ترک مہیا کروں گا جو تمہارے ساتھ جائیں گے اس کے علاوہ دو ہزار رضاکار بھی باربروسہ کی مدد کے لئے روانہ ہوں گے اس طرح باربروسہ کے تحت چار ہزار جنگجو کام کرنے کے لئے مستعد اور تیار ہوں گے تمہارے ساتھ کچھ بحری جہاز بھی بھجواؤں گا جن کے اندر توپیں نصب ہوں گی جو دشمنوں کے جہاز پر بڑی آسانی سے دور تک گولہ پھینک سکتی ہیں۔

ان مراعات کے علاوہ میں تمہیں معقول رقم بھی مہیا کروں گا جس سے تم دشمن کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنی تیاریوں کی تکمیل کر سکو گے۔

ساتھ ہی اپنے وزیر محمد اور دیگر سالاروں سے مشورہ کرنے کے بعد جو فیصلہ میں نے کیا

ہے وہ یہ کہ میں خیرالدین باربروسہ کو نہ صرف یہ کہ پاشا کا خطاب دیتا ہوں بلکہ اسے امیرالبحر کا عہدہ بھی عنایت کرتا ہوں اب وہ اپنے نام کے ساتھ پاشا کا خطاب استعمال کر سکتا ہے۔“

سلطان سلیم کے ان الفاظ پر کاکاد اور خواجہ سراحسن آغا دونوں خوش ہو گئے تھے پھر کاکاد نے سلطان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

”سلطان محترم آپ کی مہیا کردہ کمک اور مدد سے افریقہ میں جو علاقے ہم فتح کیا کریں گے انہیں آپ کی حکومت کے حلقہ اثر میں خیال کیا جائے گا اور ہم یہ بھی کوشش کریں گے کہ افریقہ کے ساحل کے اندر دور تک آپ کی حکمرانی کے اثر کو بڑھایا اور پھیلایا جائے ساتھ ہی ہم خیرالدین باربروسہ کی طرف سے حلفِ اطاعت اور عہد وفاداری پیش کرتے ہیں اور آپ سے یہ بھی عہد کرتے ہیں کہ جو علاقے ہم فتح کیا کریں گے ان سے ملنے والے خراج کی معقول رقم بھی آپ کی طرف روانہ کی جایا کرے گی۔“

اس گفتگو سے سلطان سلیم بھی مطمئن اور خوش ہو گیا تھا پھر جن مراعات اور سامان کا سلطان نے وعدہ کیا تھا وہ کاکاد اور خواجہ سراحسن آغا کو دے کر سلطان نے انہیں رخصت کر دیا تھا۔

❁❁❁

دوسری طرف الجزائر میں جن علاقوں پر ہسپانیہ والوں کا قبضہ اور وہاں ان کا سالار مون کیڈ حکمرانی کرتا تھا وہاں بھی ہلچل برپا ہو گئی تھی اس لئے کہ مون کیڈ کو خبر ہو گئی تھی کہ خیرالدین باربروسہ نے خود تو افریقہ کے ایک محفوظ ساحل جیجل پر قیام کیا ہوا ہے اور جبکہ اس نے اپنے دو ساتھیوں کاکاد اور خواجہ سراحسن آغا کو ترکوں کے سلطان سلیم کے پاس مدد کے لئے روانہ کیا ہے اور یہ انکشاف اس کے لیے فکرمندی اور پریشانی کا باعث تھا۔

اس سے نمٹنے کے لئے اس نے اپنے حواریوں کو ایک روز اپنے پاس جمع کیا ان حواریوں میں کوکوشہر کا حکمران ابن قاضی ہسپانیہ والوں کے جزیرے اور قلعے پنون کا نصرانی حکمران ڈان مارٹن ٹیونش کا حکمران حسان تلمسان کا حکمران ابوحمو قبائل جو صغرائی کے آدھے حصے کا سردار احمد بن قاضی شامل تھے۔

افریقہ میں جن قوتوں نے مون کیڈ کی اس مجلس میں شرکت نہیں کی تھی ان میں سے ایک قبائل صغرائی کا ہردل عزیز سردار عبدالعزیز تھا اور دوسرا بربروں کا سلطان حفصی تھا یہ دونوں نام نا صرف یہ کہ غیر جانبدار رہے بلکہ حقیقت میں بربروں کا سلطان حفصی اور قبائل صغرائی کا سردار عبدالعزیز اندرونی طور پر خیرالدین کے باربروسہ کے ساتھ اور ہمنوا تھے۔

بہرحال ساری منفی قوتیں جب مون کیڈ کے پاس جمع ہوئیں تب مون کیڈ نے ایک بار

سب کا جائزہ لیا پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے مون کیڈ کہہ رہا تھا۔

"میرے ساتھیو جو انکشاف میں تم پر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ خیر الدین باربروسہ کے دو ساتھی کاکا داور خواجہ سرا حسن آغا ہمارے خلاف ترکوں کے سلطان سلیم سے مدد حاصل کرنے کے لئے کئی دن پہلے روانہ ہو چکے ہیں۔

اب ہمیں یہ بات اپنے ذہنوں میں نہیں رکھنی چاہئے کہ ہم میں سے کوئی نصرانی ہے یا کوئی مسلمان جو بات ہم نے اپنے سامنے رکھنی ہے اور جس پر غور فکر کرنا ہے وہ یہ کہ اگر ترکوں کا سلطان سلیم باربروسہ کی مدد کرنے پر تیار ہو جاتا ہے تو یاد رکھنا باربروسہ کے علاوہ ان علاقوں میں کسی کی بھی حکومت نہیں رہے گی اس لئے کہ ترکوں کی مدد سے باربروسہ نہ صرف یہ کہ ہم سب کو نکال باہر پھینکے گا بلکہ میں تم سے یہ بھی کہتا ہوں کہ ہم سب کی گردنیں کاٹ کر قسطنطنیہ سلطان سلیم کے پاس روانہ ہو جائے گا تاکہ ترکوں کے ہاں اس کے وقار اور اس کی عزت میں اضافہ ہو۔"

مون کیڈ جب خاموش ہوا تو ٹیونش کا حکمران حسان جسے مولا حسان کہہ کر پکارا جاتا تھا اپنی جگہ سے اٹھا اور سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اگر خیر الدین باربروسہ نے ترکوں سے مدد طلب کی ہے تو مون کیڈ ہم تمہارے ساتھ وعدہ کرتے ہیں اگر ترکوں کی مدد حاصل کر کے خیر الدین باربروسہ نے ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو نہ ہی کوئی ترک یہاں سے بچ کر جائے گا اور نہ ہی آنے والے دور میں خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کو بچ کر بھاگنے اور جیجل میں جا کر پناہ لینے دیں گے ہم دور تک ان کا تعاقب کریں گے اور ہر ایک کی گردن کاٹ کر اپنے ان علاقوں کو اپنے لئے محفوظ بنا کر رکھیں گے۔"

اس کے بعد ہسپانوی سالار مون کیڈ کی سرکردگی میں سارا لائحہ عمل طے کیا گیا کہ خیر الدین باربروسہ اگر دوبارہ الجزائر کے وہ علاقے جس پر اس کے بھائی کا قبضہ رہا تھا واپس لینے کی کوشش کرے تو اس سے کس طرح نبٹنا ہے اور اس کے خلاف جنگ کا لائحہ عمل کیسے اور کس طرح تیار کرنا ہے۔

یہ معاملہ طے کرنے کے بعد ہسپانوی سپہ سالار مون کیڈ نے اپنے کچھ قاصد ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس کی طرف بھجوائے اور اس سے ترکوں اور خیر الدین باربروسہ کے خلاف مدد طلب کی اور اسے یہ بھی مشورہ دیا کہ ہسپانیہ سے آنے والی کمک اور سامان اس کے علاوہ دوسرے جنگی سامان کو سمندر میں جو ہسپانیہ والوں کا پینون نام کا جزیرہ ہے وہاں رکھا جائے

جس کا کمانڈر ڈان مارٹن تھا اور ضرورت کے وقت وہ سامان ڈان مارٹن سے کہہ کر افریقہ کے ساحل کی طرف منتقل کر لیا جائے گا یہ فیصلے ہونے کے بعد مون کیڈ اور ڈان مارٹن ایک طرح سے ترکوں اور باربروسہ سے متعلق مطمئن ہو گئے تھے اس لئے کہ افریقہ کے تقریباً سارے ہی حکمران ان کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

افریقہ کی متحدہ قوتوں اور ہسپانوی لشکر سے پسپائی اختیار کرنے کے بعد خیر الدین باربروسہ نے انتہائی بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں اپنے بچے کھچے بحری بیڑے اور ساتھیوں کے ساتھ افریقہ کے ایک دور افتادہ ساحل پر جیجل کے مقام پر قیام کیا ہوا تھا۔

ایک روز خیر الدین باربروسہ اپنے ساتھیوں میں سے صنعان اور صالح کے ساتھ ساحل سمندر پر کھڑا نجانے کن سوچوں میں غرق تھا چونک اٹھا اس لئے کہ مغرب کی طرف سے ایک گھوڑ سوار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا ان کی طرف آ رہا تھا جب وہ سوار قریب آیا تو اسے دیکھتے ہوئے خیر الدین باربروسہ کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا اس سوار کی طرف دیکھتے ہوئے صالح اور صنعان بھی مسکرا رہے تھے آنے والا سوار نوجوان حسن کرسو تھا۔

قریب آ کر حسن کرسو ایک زہریلی جست لگا کر اپنے گھوڑے سے اترا اور بھاگ کر آگے بڑھا، چاہتا تھا کہ آگے جھک کر خیر الدین باربروسہ کے گھٹنے پکڑ لے لیکن خیر الدین باربروسہ شاہین کی طرح جھپٹا اور اس کے دونوں بازو گرفت میں لے کر اسے گلے لگا لیا تھا۔

حسن کرسو کی پیشانی چومی پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"حسن تمہارا یہ مقام نہیں کہ میرے گھٹنے پکڑو تمہاری حیثیت میرے بیٹے کی سی ہے اور تم میرے انتہائی اہم اور چیدہ ساتھیوں میں سے ہو۔"

خیر الدین کے بعد بڑے پر جوش انداز میں حسن کرسو صنعان اور صالح دونوں سے بغلگیر ہوا جب وہ ایسا کر چکا تب خیر الدین نے اسے مخاطب کیا۔

"کرسو کے بیٹے سب سے بڑی خوشی مجھے یہ ہے کہ تم عین وقت پر لوٹ کر آئے ہو اس لئے کہ مجھے اب اپنے سارے ساتھیوں کی ضرورت پڑے گی میں نے کاکا داور خواجہ سرا حسن آغا کو سلطان کی طرف بھیجا ہوا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہاں سے مجھے حوصلہ افزاء جواب ملے گا جب ایسا ہو گا تو ہم باری باری اپنے دشمنوں سے نبرد آزما ہوں گے اور وہاں مسلمانوں کی عزت اور عظمت کو بحال کریں گے۔

حسن کرسو اب تم یہ بتاؤ جس کام کے لئے تم گئے تھے اس کا کیا ہوا؟"

حسن مسکراتے ہوئے کہنے لگا

"امیر جس کام کے لئے آپ نے مجھے بھیجا تھا یوں جانیں اس میں میں پوری طرح کامیاب رہا ہوں وہاں میں اور لیوس کے بیٹے لیسانکو کے بھیس میں گیا تھا میں راہب کی حیثیت سے جس کلیسا اور خانقاہ میں بھی گیا اور لیوس کے بیٹے کی حیثیت سے میرا بہترین استقبال کیا گیا تھا اس کا مجھے یہ فائدہ ہوا کہ غرناطہ اور اس کے گردونواح میں جو بڑے بڑے کلیسا اور خانقاہیں ہیں وہاں سب سے میرا تعارف ہو گیا ہے سب مجھے جاننے پہچانے لگے ہیں اور لیسانکو کے حوالے سے میری بہترین قدردانی کرتے ہیں۔

امیر یہ تو پہلا کام میں دوسرا کام میں نے یہ کیا کہ میں وادی البشارات کے دو بڑے عرب سرداروں سے ملا ایک کعب بن عامر جو قحطانی قبیلوں کا سردار ہے دوسرا اسعد بن سلامہ جو عدنانی قبیلوں کا سردار ہے انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ غرناطہ اور نواح سے دربدر ہونے والے جو لوگ البشارات کا رخ کریں گے انہیں وہ خفیہ طور پر ساحل سمندر پر ماہی گیروں کی بستیوں کی طرف روانہ کر دیں گے اور اس سلسلے میں باقاعدہ ان کی مدد بھی کریں گے۔

جب ایسا ہونے لگے گا تو وہ ہمیں پیغام بھی دیا کریں گے پھر ہم وہاں سے مسلمانوں کو اٹھا کر افریقہ لاتے رہیں گے۔"

خیرالدین باربروسہ کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا آگے بڑھ کر اس نے حسن کرسو کی پیٹھ تھپتھپائی پھر کہنے لگا۔

"اب یہ بتاؤ تمہیں تمہارے ماں باپ کا کوئی سراغ ملا اور تمہارے دادا کا کیا حال ہے۔"

ان دو سوالوں پر حسن کرسو اداس ہو گیا تھا لمحہ بھر کے لئے اس کی گردن جھک گئی تھی اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے خیرالدین باربروسہ ہی نہیں صنعان اور صالح بھی پریشان اور فکرمند ہو گئے تھے پھر بھاری اور دکھتی ہوئی آواز میں حسن کرسو کہہ رہا تھا۔

"امیر کچھ لوگوں نے مجھے اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا تھا کہ میری ماں کیونکہ اسپینی تھی ہو سکتا ہے وہ عیسائیت قبول کر کے کسی کلیسا یا کسی معبد میں زندگی کے دن گزار رہی ہو میں اپنی ماں اور بہن دونوں کو جانتا ہوں وہ کسی بھی صورت ایسا کرنے پر تیار نہ ہوں گی میں نے وہاں انہیں بہت سے کلیساؤں میں تلاش کیا جہاں جہاں جس جگہ زبردستی مسلمانوں کو نصرانی بنا کر رکھا گیا تھا وہاں بھی گیا تھا لیکن وہاں مجھے اپنی ماں بہن دونوں نہیں ملیں۔

امیر کچھ لوگوں نے یہ بھی شبہ ظاہر کیا ہے کہ گزشتہ سالوں میں بلکہ آپ کے بھائی عروج کے دور میں بھی کچھ ترکوں کے ساتھ مل کر وہاں سے مسلمانوں کو نکالا گیا تھا لوگوں نے یہ شبہ ظاہر کیا ہے اس دور میں جو لوگ وہاں سے نکالے گئے تھے وہ بلغاریہ بوسنیا اور کچھ دوسرے

علاقوں میں آباد ہو گئے تھے مجھے شک ہے کہ میری ماں اور بہن کہیں ان لوگوں میں ان علاقوں میں نہ جا بسی ہوں۔"

خیرالدین کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگا۔

"اگر ایسا ہے تو تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں میں کچھ آدمی عنقریب مقرر کروں گا جو ان علاقوں میں تمہاری ماں اور بہن کو تلاش کریں گے اب اپنے دادا سے متعلق کچھ کہو۔" حسن پھر اداس ہو گیا کہنے لگا۔

"دادا بڑی سختی سے میرے ساتھ پیش آئے اور اس نے مجھ پر پابندی لگا دی ہے کہ جب تک میں اپنی ماں اور بہن کو تلاش نہ کروں اس وقت تک اس سے نہ ملوں اور نہ ہی اسے اپنی شکل دکھاؤں دادا نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اگر ماں اور بہن کو تلاش کرنے سے پہلے میں نے اس سے ملنے کی کوشش کی تو وہ لوہا گرم کر کے میرے جسم کو داغنا شروع کر دے گا لہٰذا دادا سے ایک ملاقات کرنے کے بعد میں اس کے پاس نہیں گیا اپنا کام مکمل کر کے سیدھا آپ کے پاس آ گیا۔"

حسن کرسو کی اس گفتگو سے خیرالدین اداس اور افسردہ ہو گیا تھا کچھ دیر تک ہمدردی سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر حسن کرسو کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اسے ڈھارس دیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"حسن میرے عزیز! اندھوں کی بستی میں پھرتے کسمساتے سمندری طوفانوں جیسے حالات رُخ و بصارت کی تازگی ہونٹوں کی حلاوت و تمازت چھین سکتے ہیں روح میں اضطراب دلوں میں سوختہ وحشت بھر سکتے ہیں پر انسان سے اس کے رشتوں کی فطری انسیت نہیں چھین سکتے۔

اب تو عہد طفلی کی بساط لپیٹ چکا ہے کوئے نگاراں میں رنگوں کے شباب کو چہ جاناں میں پھولوں کی جوانی بن کر داخل ہو چکا ہے۔ حالات اب پلٹا کھائیں گے۔

یہ بھی اپنے دل پر لکھ رکھ کہ سوگ شمشان جبر تحویلیں جلتی دھوپ کے بھنور سدا نہیں رہتے عنقریب ہمارے اردگرد منڈلاتے بدبختیوں کے ہیجان، تتلیوں کے رنگوں میں جگنوؤں کی جھلمل، اور لطف کی نازک قبا میں شبنم کی خنک پھوار جیسے ہوں گے اس روز ہم لوگ وقت زمانے اور اپنے دشمنوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے ان سے نا صرف یہ کہ اپنی دھرتی واپس لیں گے بلکہ ان کے ماضی کے جبر کو سامنے رکھتے ہوئے ان سے اپنا حساب بھی چکائیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد خیرالدین باربروسہ رکا تھا پھر حسن کرسو کو اس نے علیحدہ کیا ایک

بار پھر اس کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا۔

''اب تم جاؤ جا کر آرام کرو۔'' ساتھ ہی اس نے اپنے قریب کھڑے دو ساتھیوں سے صنعان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''صنعان حسن کو ساتھ لے جاؤ اور اس کے قیام کا اہتمام کرو۔'' اس کے ساتھ صنعان آگے بڑھا اور حسن کرسو کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

✿✿✿

ایک روز قحطانی قبیلے کا سردار کعب بن عامر اپنی قلعہ نما حویلی کے کمرے میں بیٹھا ہوا کہ اس کا بیٹا مغیرہ بن کعب بیوی میسونہ دونوں بیٹیاں معاذ اور نائیلہ اس کمرے کے دروازے پر نمودار ہوئے پھر معاذ جو اپنے گھر میں سب سے زیادہ خوبصورت اور چاہی جا والی تھی اس نے بڑے بے تکلف سے انداز میں اپنے باپ کعب بن عامر کو مخاطب کیا۔

''بابا آپ نے ہم سب کو بلایا تھا۔'' جواب میں کعب بن عامر نے اپنی جگہ سے اٹھ اپنی بیٹی کا استقبال کیا پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''کیا ایسا کر کے میں نے غلطی کی ہے۔''

حسین معاذ مسکرا کر کہنے لگی نہیں بابا میں نے تو ویسے ہی پیار میں پوچھا ہے۔''

کعب بن عامر نے نشستوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اچھا بیٹھو میں نے ہی تم لوگوں کو بلایا ہے۔'' اس پر سب آگے بڑھ کر نشستوں پر بیٹھ گئے ان کے بیٹھ جانے کے بعد کعب بن عامر بھی اپنی نشست پر بیٹھ گیا کچھ دیر خاموشی ر اس کے بعد اس کی آواز کمرے میں گونجی تھی۔

''جو کچھ میں کہنے لگا ہوں وہ تم تینوں کے لئے ہے تمہاری ماں میسونہ کے لئے نہیں کچھ کہنے لگا ہوں تم تینوں ذرا غور سے سننا۔

دیکھو ہمارا ایک محسن ہے یوں جانو وہ صرف ہمارا ہی نہیں وہ عالم اسلام کا بھی محسن۔ وہ یہاں سے بہت دور ہے اس کا دادا ماہی گیروں کی ایک بستی میں ایک جھونپڑی کے ا رہتا ہے نام اس کا جابر بن مغیث ہے میرے بچو تم روز گھوڑ دوڑ کے لئے نکلتے ہو م چاہوں گا تم لوگ سمندر کی طرف گھوڑ دوڑ کے لئے جایا کرو ماہی گیروں کی بستی میں جا جابر بن مغیث کا روزانہ پتا کیا کرو اس کی صحت کا خیال رکھو اور اس کے لئے یہاں ۔ کھانا پکا کر لے جایا کرو بیٹے ملت کے جس محسن کا وہ دادا ہے وہ اپنے دادا سے بہت د ایک نیک کام میں پھنسا ہوا ہے لہٰذا اس کی غیر موجودگی میں اس کے معمر دادا کا خیال رکھ

ہم سب کا فرض ہے۔''

کعب بن عامر جب خاموش ہوا تب سب سے پہلے معاذ بول اٹھی اور اور بڑی عقیدت اور ارادت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''بابا آپ نے جو آج گفتگو کی ہے اس سے میرا دل خوش ہو گیا ہے جس بوڑھے کا آپ نے ذکر کیا ہے اس جس کا نام آپ نے جابر بن مغیث بتایا ہے اگر وہ میری قوم کے کسی محسن کا دادا ہے تو وہ ہم سب کا آج سے دادا ہے کوئی اور جائے یا نا جائے میں ہر روز گھوڑے کو ساحل کی طرف دوڑایا کروں گی اور بزرگ جابر بن مغیث سے روز مل کر آیا کروں گی صبح کا کھانا بھی اس کے لئے لے جایا کروں گی میں یہ بھی کوشش کروں گی کہ رات کا کھانا بھی خود اُس کے لئے پہنچا دیا کروں گی اب بولیں آپ مزید کیا کہتے ہیں۔''

کعب بن عامر اپنی بیٹی معاذ کے اِن الفاظ سے خوش ہو گیا تھا کہنے لگا۔

''بیٹی فی الحال تو مجھے اس قدر ہی کہنا ہے لیکن تم نے جو جواب دیا ہے اس سے مجھے ذہنی اور قلبی سکون ملا ہے میرے خیال میں تم لوگ اب اٹھ کر جاؤ۔''

اس پر میسونہ مغیرہ بن کعب اور نائیلہ تو کمرے سے نکل گئے لیکن معاذ اپنی جگہ پر بیٹھی رہی۔

کعب بن عامر تھوڑی دیر تک غور سے معاذ کی طرف دیکھتا رہا پھر اسے مخاطب کیا۔

''بیٹی تم بھی جا کر آرام کرو۔''

جواب میں معاذ اپنے باپ کعب بن عامر کو بڑے غور سے دیکھتی رہی پھر دھیمے سے لہجے میں کہنے لگی۔

''بابا میں اس سے پہلے بھی آپ سے دو بار پوچھ چکی ہوں لیکن آپ مجھے ٹال جاتے ہیں بابا وہ جو ایک بار دو راہب ہمارے ہاں آئے تھے ان میں سے ایک نام بطروش اور دوسرے کا نام لیسانکو ہے وہ آپ سے کس موضوع پر گفتگو کرنے آئے تھے اور پھر میں نے یہ بھی دیکھا کہ دوسری بار بڑا راہب بطروش پھر آپ کے پاس آیا تھا لیکن اس کے ساتھ چھوٹا راہب لیسانکو نہیں تھا میں پہلے بھی دو بار آپ سے پوچھ چکی ہوں کہ یہ کیوں آپ کے پاس آ رہے ہیں لیکن آپ ٹال جاتے ہیں کوئی معقول جواب ہی نہیں دیتے۔''

کعب بن عامر نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

''بیٹی یہ راہب ہمارے دشمن نہیں ہیں یوں جانو یہ نصرانی ہونے کے باوجود ہماری طرف داری کر رہے ہیں ہماری بہتری کے متعلق سوچتے ہیں چند دن پہلے بطروش نام کا راہب آیا تھا اس نے ایک بڑا اچھا مشورہ دیا تھا۔''

معاذ نے طنزاً کہنا شروع کیا۔

''ایک راہب اور اچھا مشورہ یقیناً یہ متزاد چیزیں ہیں۔''

کعب بن عامر مسکرا دیا۔

''بیٹی دراصل یہ جو دریائے فردلیش کے کنارے راہبوں کی خانقاہیں بنی ہوئی ہیں ان کے اندر جتنے بھی راہب رہتے ہیں وہ البشارات کے ہمنوا حامی اور ہمارے لئے مہربان ہیں ہمارے خلاف کام کرنے والے نہیں ہیں پہلی بار جو دو راہب آئے تھے وہ تو عام سے موضوع پر گفتگو کرتے رہے وہ صرف مجھ سے اور سعد بن سلامہ سے ملنے آئے تھے بعد میں جو بطروش نام کا راہب اکیلا آیا تھا اس نے مجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ البشارات میں اپنے اور سعد بن سلامہ کے قبیلے میں کچھ صلیبیں بانٹ دیں اور وہ صلیبیں اپنے گلے میں لٹکا کر رکھا کریں وہ مجھے صلیبیں بھی دے کر گیا تھا دراصل ان خانقاہوں کے ذمے کلیسا والوں نے یہ کام لگا رکھا ہے کہ وہ البشارات کے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو نصرانی بنانے کا کام سرانجام دیں۔

بطروش کا کہنا تھا کہ کچھ مسلمان ظاہری بھرم رکھنے کے لئے صلیبیں پہن لیا کریں تو اس طرح کلیسا اور راہبوں کی احتسابی عدالتیں مطمئن ہو جائیں گے اور وہ یہ سمجھنے لگیں گے کہ البشارات میں ہم تبلیغ کر کے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو نصرانی بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں یہ ظاہری طور پر ہے ان کا کہنا تھا کہ باطنی طور پر مسلمان اپنی عبادت جس طرح کرتے ہیں اسی طرح کریں کوئی پابندی نہیں ہوگی۔''

معاذ نے بے پناہ غصے کا اظہار کیا اور کہنے لگی۔

''پر مسلمان کیوں اپنے آپ کو نصرانی ظاہر کریں اور گلے میں صلیبیں لٹکائیں۔''

کعب بن عامر مسکرا دیا۔

''بیٹی وقت اور حالات کا تقاضا ہے کہ ہم اس طرح کریں جس طرح بطروش کہتا ہے۔''

کعب بن عامر رکا پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''بیٹی سارے معاملے ہٹ دھرمی سے اپنے اصل انجام تک نہیں پہنچتے کبھی کبھی میری بیٹی منزل تک جانے کے لئے سیدھے راستے کے بجائے دوسرا راستہ اختیار کر کے اور کاوا کاٹتے ہوئے بھی جانا پڑتا ہے اس میں بہتری اور بھلائی ہے اور بطروش بھی ہمارے لئے یہی راستہ اختیار کر رہا ہے بیٹی اس موضوع پر مزید کچھ مت کہنا جو کچھ میں کر رہا ہوں یاد رکھنا البشارات کے سارے مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے ہے۔''

معاذ کچھ دیر خاموش رہی پھر اس نے اپنے باپ کعب بن عامر کو مخاطب کیا۔

''اچھا بابا میں اس موضوع پر مزید گفتگو نہیں کروں گی ہو سکتا ہے آپ جو کچھ کر رہے ہوں وہ البشارات کے مسلمانوں کی بہتری کے لئے ہو لیکن میرا دل کہتا ہے کہ ان راہبوں سے کسی بہتری کی امید رکھنا بالکل عبث اور ایک بچگانہ امید سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا بہر حال میں ایک اور موضوع پر بھی آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔

بابا میں دیکھ رہی ہوں کہ چند دن سے غرناطہ کی سمت سے لٹے پٹے مسلمان آتے ہیں جبکہ ہمارے اور عدنانی قبیلے کے لوگ انہیں ساحل کی طرف لے جاتے ہیں بابا وہ لوگ کہاں جاتے ہیں ساحل کی طرف کیا کرنے جاتے ہیں وہاں ان کے لیے دلچسپی کا کیا سامان ہے۔'' معاذ کے اس سوال پر کعب بن عامر سنجیدہ ہو گیا تھا کہنے لگا۔

''بیٹی یہ وہ لوگ آ رہے ہیں جو لٹے پٹے ہیں جنہیں اندلس کے عیسائی گماشتوں نے لوٹ لیا ہے یا انہیں زبردستی نصرانی بنانے کی کوشش کرتے ہیں یہ لوگ اب آہستہ آہستہ جوق در جوق البشارات کی طرف آنا شروع ہو گئے ہیں اور ہم انہیں ساحل کی طرف روانہ کر دیتے ہیں یہ لوگ مچھیروں کی بستیوں میں جمع ہوا کریں گے وہاں مسلم قوم کے کچھ فرزندان عظیم جہاز لے کر آئیں گے اور ان بے گھر لوگوں کو ان جہازوں میں بٹھا کر افریقہ لے جا کر آباد کرتے رہیں گے اس طرح یہاں سے بے گھر ہونے والے لوگ وہاں پر سکون زندگی کی ابتداء کر سکیں گے۔''

اپنے باپ کی اس گفتگو سے معاذ متاثر دکھائی دے رہی تھی کچھ سوچا پھر اس نے دوبارہ پوچھا۔

''بابا ان لوگوں کو کون لوگ لینے آئیں گے اور وہ کہاں سے اندلس کے ساحل کا رخ کریں گے۔''

کعب بن عامر کے لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا کہنے لگا۔

''بیٹی ان لوگوں کو کون لینے آئے گا جلد پتا چل جائے گا فی الحال تفصیل بتانا کسی کے لئے سود مند نہیں تم صبر کرو ابھی تک تو گنتی کے مسلمان ہی ادھر آئے ہیں جب یہ کافی سارے جمع ہو جائیں گے تو انہیں افریقہ کے ساحل کی طرف لے جانے والے آئیں گے وہ آئیں گے تو میری بچی میں اُن کا تعارف تم سے ضرور کراؤں گا اب تم جا کے آرام کرو۔''

معاذ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک سوالیہ سی نگاہ اس نے اپنے باپ پر اس انداز میں ڈالی، جیسے وہ اپنی آنکھوں کی زبان سے کہہ رہی ہو بابا جو کچھ آپ نے کہا ہے اس سے مجھے قلبی اور روحانی اطمینان نہیں ہوا تاہم وہ مڑی اور کمرے سے نکل گئی تھی۔

✡✡✡

ایک روز معاذ اور اس کی بڑی بہن نابیل بھائی مغیرہ بن کعب ان کا غلام بسیـ
عدنانی قبیلے کے سردار سعد بن سلامہ کی بیٹی نبیرہ جب اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہ
ساحل سمندر پر ماہی گیروں اور ملاحوں کی جھونپڑیوں پر مشتمل بستیوں میں داخل ہو
ایک جگہ وہ رکے پھر ایک بوڑھے کے قریب معاذ اپنے گھوڑے سے اتری اور اسے مخا
کر کے کہنے لگی۔

”کیا آپ بتا سکیں گے کہ آپ کی اس بستی میں کوئی ایسا شخص بھی رہتا ہے جس ک
جابر بن مغیث ہو۔“

اس بوڑھے نے بڑی خوش طبعی سے معاذ کو مخاطب کیا۔

”بیٹی اگر تم جابر بن مغیث سے ملنا چاہتی ہو تو میرے ساتھ آؤ۔“ بوڑھا ایک ط
چل دیا سب اس کے پیچھے پیچھے ہو لئے تھوڑی دیر بعد وہ ایک خاصے بڑے جھونپڑے
سامنے رکا اور معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”یہ جو سامنے جھونپڑا دکھائی دے رہا ہے اس میں جابر بن مغیث رہتا ہے۔“ معاذ
اس کا شکریہ ادا کیا وہ بوڑھا وہاں سے ہٹ گیا پھر ہچکچاتے ہوئے معاذ نابیل نبیرہ مغیرہ
کعب اور بسیط پانچوں جھونپڑے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا جھونپڑے
سارے فرش پر کھجور کی چٹائیاں بچھی ہوئی تھیں ایک طرف ایک بوسیدہ سے بستر پر ا
بوڑھا گم صم لیٹا جھونپڑے کی چھت کی طرف دیکھ رہا تھا وہ جاگ رہا تھا معاذ اور اس
ساتھی جب جھونپڑے میں داخل ہوئے تو ان کی طرف دیکھے بغیر بوڑھے نے انتہائی
ی آواز میں پوچھا۔

”کون ہے؟“

اس کی آواز کے دکھ اس کے بولنے کے کرب خیز انداز کو سب نے محسوس کیا تھا
آگے بڑھی اور کہنے لگی۔

”بابا ہم آپ کے لئے اجنبی ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے قریب چٹائی

بیٹھ جائیں۔“

حسن کرسو کے دادا جابر بن مغیث نے ایک نگاہ ان پر ڈالی پھر اٹھ کر بیٹھ گیا ہاتھ سے چٹائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

”بیٹھو میں نہیں جانتا تم لوگ کون ہو بہرحال میں تمہیں اپنے جھونپڑے میں خوش آمدید کہتا ہوں۔“

ان الفاظ سے سب خوش ہو گئے تھے پھر سب جابر بن مغیث کے سامنے بیٹھ گئے گفتگو کا آغاز پھر معاذ نے کیا۔

”بابا آپ کا نام تو ہمیں پتا ہے آپ کا نام جابر بن مغیث ہے آپ البشارات کے دو سرداروں کو جانتے ہوں گے ایک کا نام کعب بن عامر اور دوسرے کا نام سعد بن سلامہ ہے میں کعب بن عامر کی بیٹی معاذ ہوں میرے ساتھ جو قریب بیٹھی ہوئی ہے اس کا نام نابیل اور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اس کا نام مغیرہ بن کعب ہے ہم تینوں بہن بھائی ہیں میری بہن کے ساتھ جو بیٹھی ہوئی ہے یہ عدنان قبیلے کے سردار سعد بن سلامہ کی بیٹی نبیرہ ہے اور ان کے پیچھے بسیط ہے گو یہ اپنے آپ کو غلام کہتا ہے لیکن ہمارے لئے یہ ہمارا عم ہے۔“

اس تعارف پر جابر بن مغیث کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا کچھ کہنا چاہتا تھا کہ معاذ پھر بول پڑی۔

”ہمارے باپ کعب بن عامر نے تاکید کی تھی کہ ہم آپ کے پاس آیا جایا کریں اور آپ کی خدمت کریں۔“ اس کے ساتھ ہی معاذ کو کچھ یاد آ گیا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی بھاگتی ہوئی باہر نکلی پھر وہ مڑی اس کے ایک ہاتھ میں گٹھری اور دوسرے میں پانی کا مشکیزہ تھا وہ دونوں چیزیں لا کر اس نے جابر بن مغیث کے سامنے رکھ دیں پھر کہنے لگی۔

”ہمارے باپ نے تاکید کی تھی کہ ہم آپ کے پاس آیا جایا کریں اس لئے کہ ان کا کہنا ہے کہ آپ مسلم قوم اور ملت کے محسن کے دادا ہیں ہم آپ کے لئے کھانا بھی لائے ہیں اور یہ پانی کا مشکیزہ بھی ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد معاذ رکی پھر سلسلہ کلام آگے بڑھا رہی تھی۔

”جیسا کہ میرے باپ نے بتایا تھا کہ آپ کا پوتا ملت کے عظیم فرزندوں میں سے ہے اور میں نے اپنے ایک عم نام جس کا منظر بن زبیر ہے اور وہ چرواہا ہے اس سے تفصیل جانی تو پتا چلا کہ آپ خیر الدین باربروسہ کے ساتھی حسن کرسو کے دادا ہیں۔

بابا خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھی ملت اسلامیہ کے لئے محسن اور مربی ہیں ان

کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا اگر آپ کا پوتا حسن کرسو خیر الدین باربروسہ کے ساتھیوں میں سے ایک ہے بلکہ منذر بن زبیر نے ہمیں بتایا تھا کہ وہ خیر الدین کے انتہائی قریبی اور اہم ساتھیوں میں سے ہے تو پھر ہم صرف اس ہی کی نہیں آپ کی عظمت کو بھی سلام کرتے ہیں۔

پر بابا میں یہ بات کہوں کہ آپ اپنے پوتے حسن کرسو کے ساتھ کیوں نہیں رہتے چرواہے ابن زبیر نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ جب غرناطہ کا سقوط ہوا تو آپ کا بیٹا اور حسن کرسو کا باپ مارا گیا اور حسن کرسو کی ماں اور بہن کہیں کھو گئیں جواب تک نہیں ملیں آپ نے اپنے پوتے حسن کرسو پر یہ شرط کیوں عائد کر رکھی کہ جب تک وہ اپنی ماں اور بہن کو تلاش نہیں کرتا آپ اس سے ملیں گے نہیں اس کی شکل تک نہیں دیکھیں گے اور یہ کہ اگر وہ آپ کے پاس آیا تو آپ لوہا گرم کر کے اس کے جسم کو داغ دیں گے یہ ساری باتیں ہمیں ہمارے چرواہے منذر بن زبیر نے بتائیں تھیں۔

معاذ جب خاموش ہوئی تب آہ بھرنے کے انداز میں بوڑھے جابر بن مغیث نے ایک لمبا سانس لیا اور پھر کہنے لگا۔

"بیٹی میں تمہارے باپ کعب بن عامر کا شکر گزار ہوں کہ اس نے تم لوگوں کو میرا خیال رکھنے کے لئے کہا میرے بچو یہ دنیا بھی عجیب ہے یہاں کوئی وزدیدہ نظروں سے کسی وقار کو تلاش کرتا ہے کوئی درد کے اندھیروں میں مریل روشنی تک کو ترستا ہے کوئی منزل بے نشاں کی کسک لئے بے حسی کی چٹانوں سے سر ٹکرا ٹکرا کر ماہ وسال گزار دیتا ہے کوئی عمل تخلیق کے کرب میں روح کے زخم لیے پھرتا ہے اور کوئی دھندلکوں کی اداسی میں اجنبی راہ گزر کے مسافر کی طرح اپنی منزل کی تلاش میں بھٹکتا رہتا ہے۔

شاید خداوند قدوس نے میری آنکھوں میں جاگنے کے آثار اور نالۂ شب گیر بھر دیئے ہیں میرے دل میں جذبات کی حدت اور کسی سے ملنے کی بے کلی ڈال کر رکھ دی ہے مجھے اپنی بہو اپنی پوتی کی تلاش ہے جن کے بغیر میں آگ اور تیزاب کی بارش میں اپنے دن رات گزار رہا ہوں سرگرداں بے کراں اندھیروں میں پانی کی ایک ایک بوند کو ترستے لو کے جھلسا دینے والے تھپیڑوں جیسی زندگی بسر کر رہا ہوں نجانے کب سوکھے احساسات پر ملن گھٹاؤں کی بارش ہوگی کب دشت سفر کی گرد میں میرا بنجر دل سیراب ہوگا۔"

یہاں تک کہتے کہتے جابر بن مغیث کی حالت عجیب سی ہو کر رہ گئی تھی لگتا تھا وہ رو دینے والا ہو گیا تھا آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی ہونٹ کاٹنے لگا تھا حلق کے اندر اٹھنے والی ہچکیوں کو

اپنی گرفت میں کرنے کی کوشش کر رہا تھا پھر سنبھلا اور دوبارہ وہ معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"لوگ کہتے ہیں میں اپنے پوتے حسن کرسو سے محبت نہیں کرتا اسی بناء پر میں اسے اپنے پاس نہیں آنے دیتا اسی بناء پر اسے لوہے سے داغنے کی دھمکی دیتا ہوں پر ہائے حیف کوئی میرے دل کے اوراق پلٹ کر دیکھے اس کے ہر ورق پر اس کی ہر سطر پر صرف حسن کرسو کا نام ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد جابر بن مغیث خاموش ہو گیا چند آنسو ڈھلک کر اس کے دامن پر گر گئے جلد ہی اس نے سر پر بندھے ہوئے رومال سے اپنی آنکھیں خشک کر لیں پھر غمزدہ سی آواز میں وہ کہہ رہا تھا۔

"کوئی نہیں جانتا کہ میں اپنے پوتے حسن کرسو کو اپنی جان اپنے دل اپنی روح سے بھی زیادہ چاہتا ہوں محبت کرتا ہوں کاش کوئی چارہ گر اسے بتا دے کہ اس کا دادا اسے ہجر لمحوں کے عذابات میں تازہ خوشیوں کے خواب اور رزم خیر وشر میں زیست کی کشش کا نغمہ سمجھتا ہے۔ کاش کوئی کیمیا گر میرے پوتے حسن کرسو کو یہ بتا دے کہ وہ اپنے دادا جابر بن مغیث کے لیے وقت کے دھندلکے لمحوں میں تخیل کی نگینہ کاری اور مرگ وحیات کے کرب مسلسل میں آباء کی روایات کا وقار ہے۔

پر ہائے حیف ہم اپنا سارا وقار اپنی ساری آزادی اوروں کے ہاتھ بیچ چکے ہسپانیہ جہاں کبھی ہماری آزادی کی روشن مشعلیں جلتی تھیں وہاں اب غلامی کے دھندلکے ہیں نجانے کب کوئی سمندر کی طرف سے اٹھے گا اور اس سرزمین کی اندھیری کوکھ میں روشنی بھر دے گا اس خطہ تاریک کو روشن کرے گا ظلم کی زنجیریں کاٹے گا نجانے کب کوئی آوازوں میں تحلیل ہو کر مشعلوں میں پنہاں ہو کر ایک آتش بے دود کی طرح جلتے مستقبل کو اجالوں کے لامحدود سمندر میں بدلے گا۔

کاش کوئی اٹھ چکا ہوتا اور مسلمانوں کے لئے ہر گرداب اور ہر موج بلا میں ساحل بھی اور سفینہ بھی ثابت ہو چکا ہوتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد جابر بن مغیث کی آواز ڈوب گئی تھی خاموش ہو گیا تھا ہونٹ کاٹنے لگا تھا اور کبھی کبھی اپنے رومال کے پلو سے اپنے آنسوؤں کی نمی بھی صاف کرنے لگا تھا۔

اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے معاذ اور اس کے ساتھی اداس اور افسردہ ہو گئے تھے پھر

معاذ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

''بابا آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے خداوند نے چاہا تو میں اور میرے ساتھی صبح شام آپ کے پاس آیا کریں گے آپ کے کھانے کا اہتمام ہم خود کیا کریں گے صبح شام آپ کے پاس کھانا پہنچا کرے گا اور آپ کے پاس بیٹھ کر ہم آپ کی دلجوئی بھی کیا کریں گے آپ حسن کرسو کے دادا ہیں حسن کرسو خیر الدین باربروسہ کا ایک عظیم ساتھی ہے خیر الدین باربروسہ عالم اسلام کا ایک رجل عظیم ہے ایسے لوگوں پر بابا ہر خوشی ہر پونجی ہر جذبے کو قربان کیا جا سکتا ہے اب ہم جاتے ہیں شام کو ہم پھر آئیں گے۔'' اس کے ساتھ ہی معاذ اور اس کے سارے ساتھی اس جھونپڑے سے باہر نکلے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس جا رہے تھے۔

✡✡✡

یوں معاذ نے اپنے بہن بھائی کے علاوہ نبیرہ اور بسیط کے ساتھ جابر بن مغیث کے جھونپڑے میں روزانہ آنا شروع کر دیا تھا اس طرح دن بڑی تیزی کے ساتھ ہفتوں اور مہینوں میں ڈھلنے لگے تھے۔

ایک روز افریقہ کے ساحل پر کاکاد اور خواجہ سرا حسن آغا سلطان سلیم کے مہیا کردہ جہازوں اور لشکر کے ساتھ لنگر انداز ہوئے تھے انہیں دیکھتے ہی خیر الدین باربروسہ حسن کرسو صنعان اور دیگر بہت سے ساتھی ساحل پر آئے بہترین انداز میں کاکاد اور حسن آغا کے علاوہ ترکوں کے لشکر کا استقبال کیا گیا۔

سب سے پہلے خیر الدین باربروسہ نے اپنے ساتھیوں سے مل کر آنے والے چار ہزار ترکوں کو نا صرف خوش آمدید کہا بلکہ ان کے قیام اور طعام کا بہترین اہتمام کیا جب وہ اس کام سے فارغ ہو چکے تب خیر الدین نے اپنے خیمے میں اپنے سارے سرکردہ ساتھیوں کو جمع کیا پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیز اور محترم ساتھیو جس کمک جس حمایت جس مدد کی امید میں ترک سلطان سلیم سے رکھتا تھا خداوند قدوس کی قسم سلطان نے میری امیدوں سے کہیں بڑھ کر ہماری مدد کر دی ہے چار ہزار ترکوں کا مسلح ہو کر ہمارے پاس آنا اس بات کی نشاندہی ہے کہ آنے والے دنوں میں میرے خداوند نے چاہا تو ہم اپنے ہر دشمن کو اپنے سامنے زیر کر کے رکھیں گے۔

آنے والے ان جنگجوؤں کو ہم نے بیکار نہیں بٹھانا میں چاہتا ہوں بہت جلد اپنے کام کی

ابتداء کریں اور اس کے لئے میں نے ایک لائحہ عمل بھی تیار کیا ہے فی الوقت میں اس کی تفصیل نہیں بتاؤں گا صرف اتنا کہوں گا کہ اب ہمارے پاس خاصا بڑا بحری بیڑا تیار ہو چکا ہے کل اس بحری بیڑے کے ساتھ ہم حرکت میں آئیں گے حسن آغا تم یہیں اپنے پڑاؤ پر قیام کرو گے باقی سارے ساتھی میرے ساتھ جائیں گے تمہارے پاس کچھ دستے رہیں گے تاکہ تم پڑاؤ کی احسن طریقے سے حفاظت کر سکو۔ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو کہے اس کی تفصیل میں اپنے ساتھیوں سے اس وقت کہوں گا جب میں دشمن پر ضرب لگانے لگوں گا۔''

خیر الدین باربروسہ کے ساتھیوں میں سے کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا اس پر وہ خوش ہو گیا پھر اس نے وہ مجلس برخاست کر دی تھی اگلے روز خیر الدین باربروسہ نے سمندر کے اندر ایک نئے اٹھنے والے طوفان کی طرح اپنے کام کی ابتداء کی تھی اور وہ اپنے بحری بیڑے کو لے کر مغرب کی طرف گہرے سمندر میں بڑھا تھا۔

✡✡✡

رات گہری ہوتی جا رہی تھی بے روک رقصاں لہریں میں کوئی چیز کھوجنے کی حدت کے انداز میں سمندر کے اندر کچھ اس انداز میں ہلچل پیدا ہوئی تھی جیسے سرد خوابوں کے ہجوم میں اچانک گرم سرابوں کے داخل ہونے سے ایک انقلاب برپا ہو گیا ہو وحشی بگولوں کی طرح کھولتی سمندری لہروں کی صداؤں کے علاوہ چاروں طرف خاموشی اور چپ تھی جیسے کسی کو محتسب کسی کو نقطہ چیں کے سامنے کھڑا کر دیا گیا ہو یا زندگی کے در و بام کی تزئین ہی اچانک ختم ہو کر رہ گئی ہو۔

خیر الدین باربروسہ بڑی تیزی سے ہسپانیوں کے جزیرے پنون کی طرف بڑھا تھا جہاں ان کا ایک سالار ڈان مارٹن ایک بہت بڑے لشکر کی کمانداری کر رہا تھا اس جزیرے میں جہاں ہسپانیہ والوں کا ایک خاصا بڑا لشکر تھا وہاں اس جزیرے میں انہوں نے سامان رسد کے علاوہ ہتھیاروں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بھی رکھا ہوا تھا اور یہی دونوں چیزیں دراصل باربروسہ کا ہدف تھیں۔

بڑی خاموشی کے ساتھ خیر الدین باربروسہ نے اپنے بحری بیڑے کو جزیرہ پنون کے ساحل پر لنگر انداز کیا پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا خیر الدین باربروسہ کی کمانداری میں کام کرنے والے ملاح برق رفتاری سے حرکت میں آئے رات کے وقت چھوٹی چھوٹی سرخ اور نیلی مشعلوں سے خیر الدین باربروسہ اور اس کے دوسرے سالار اپنے ملاحوں اور لشکریوں کی کمانداری کر رہے تھے۔

پھر پنون کے ہسپانوی لشکر پر قطروں کو گرداب میں تبدیل کر دینے والے ترک ذ
صحرا میں بدل دینے والے عرب بگولوں کو اندھیاؤ کا روپ دینے والے بربر خیرا
باربروسہ کی کمانداری میں طلسم کا طوفان کھڑا کرتی لطافت، سرخ سورج کی سنگین کرنو
قلب کے آنگنوں میں مسلسل عذاب کی طرح نازل ہوتے لمحوں کی طرح جزیرہ پنو
ہسپانیوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔

جزیرہ پنون میں ہسپانیوں پر یہ ایک خوفناک شب خون تھا جس کی ہسپانیہ والے ا
نہیں رکھتے تھے اس لئے کہ انہوں نے تو اپنے ذہن میں یہ بات بٹھا رکھی تھی کہ افریقہ
انہوں نے خیرالدین باربروسہ کو نکال دیا ہے لہٰذا وہ آنے والے دور میں ان کے
خطرے کا باعث نہیں بن سکتا لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ خیرالدین باربروسہ سمن
لہروں کے اندر سے بھی طوفان کی طرح نمودار ہونے کا ہنر جانتا تھا۔

لہٰذا اس نے اپنے کام کی خوب ابتداء کی اپنے آدھے لشکری اس نے شب خون ما
کے انداز میں ہسپانیہ والوں پر وار در کھے ہسپانیہ والوں پر حملہ آور ہونے کی کمانداری خ
الدین باربروسہ کر رہا تھا اور اس کام میں حسن کرسو صالح اور کچھ دوسرے سالار ا
نیابت کر رہے تھے جبکہ صنعان کا کا داور کچھ دیگر سالاروں کے ذمے اس نے یہ کام لگا
کہ جزیرہ پنون کے اندر ہسپانیہ والوں کے جو ہتھیاروں اور خوراک کے ذخائر کے
جنگوں میں کام آنے والا سامان ہے بڑی تیزی سے اپنے جہازوں میں منتقل کرنا شرو
دیں۔

رات کی گہری تاریکی میں ہسپانیہ والوں کے لئے یہ شب خون جان لیوا ثابت ہو
الدین باربروسہ نے بری طرح انہیں اپنے ساتھ مصروف رکھا اور بڑی تیزی سے ا
تعداد بھی کم کی اتنی دیر تک صالح اور کا کاد بھی اپنا کام کر چکے تھے جزیرے کے اندر
قدر خوراک ہتھیاروں اور دوسری ضروریات کے ذخائر تھے انہوں نے اپنے جہازوں
منتقل کر دیئے تھے اور اپنے کام کی تکمیل کی اطلاع انہوں نے خیرالدین باربروسہ کو کر
تھی۔

اس پر خیرالدین باربروسہ نے ہسپانیہ والوں پر آخری زوردار ضرب لگائی پھر اپنے
کو لے کر پیچھے ہٹ گیا ساحل پر آیا اور بلند آواز میں ہسپانیہ والوں کو مخاطب کر کے
لگا۔

”تثلیث کے فرزندو! میں خیرالدین باربروسہ ہوں اب وقت آ گیا ہے کہ آسمان

زمین پر برستے عذاب کی طرح تمہارے ضمیر کی کالک کو دھویا جائے اور تمہارے خیموں میں جلتی شمعوں پر آندھیوں کی طرح نزول کیا جائے۔“

اس کے ساتھ ہی خیرالدین باربروسہ اپنے جہاز پر سوار ہوا اور گہرے سمندر میں جس سمت سے آیا تھا اسی سمت روانہ ہو گیا تھا۔

جزیرہ پنون چونکہ افریقہ کے ساحل کے قریب ہی تھا لہٰذا رات ہی کے وقت پنون کے ہسپانوی سپہ سالار ڈان مارٹن نے افریقہ میں ہسپانوی علاقوں کے سپہ سالار اور حاکم مون کیڈ سے مدد طلب کی مون کیڈ الجزائر کے وسیع علاقوں پر حکمرانی کر رہا تھا رات کے وقت اسے جب پیغام ملا تو رات ہی کے وقت وہ ایک بحری بیڑے کے ساتھ حرکت میں آیا اور بڑی تیزی سے جزیرہ پنون کی طرف بڑھا تا کہ خیرالدین کا مقابلہ کیا جا سکے۔

لیکن خیرالدین سمندر کے اندر چھلاوہ ایک ہیولہ تھا اس کے مخبر اور طلایہ گر بھی سمندر کے اندر چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سرگرداں تھے اور دشمن کی نقل و حرکت سے متعلق اسے اطلاع کر رہے تھے جونہی مون کیڈ الجزائر سے جزیرہ پنون کی طرف روانہ ہوا خیرالدین باربروسہ نے اسی رات اپنے دوسرے کام کی ابتدا کر دی۔

مون کیڈ چونکہ اپنے لشکر کے خاصے بڑے حصے کے ساتھ جزیرہ پنون کی طرف کوچ کر گیا تھا لہٰذا خیرالدین باربروسہ فوراً افریقی ساحل پر حملہ آور ہوا اور وہ علاقے جو کبھی اس کے بڑے بھائی عروج کی زیر کمان ہوا کرتے تھے اور جن سے ہسپانیہ والوں نے افریقی حکمرانوں کے ساتھ مل کر وہاں سے باربروسہ کو نکال دیا ان پر اس نے دوبارہ قبضہ کر لیا تھا اور وہاں وہ اپنی حالت کو مضبوط کرنے لگا تھا۔

مون کیڈ جب اپنے بحری بیڑے کے ساتھ جزیرہ پنون پہنچا تو پنون میں چاروں طرف تباہی پھیلی ہوئی تھی۔ اس وقت مشرق کی طرف سے روشنی کے آثار نمودار ہو چکے تھے جزیرہ پنون کے سپہ سالار ڈان مارٹن نے مون کیڈ اور دوسرے سالاروں کا استقبال کیا تھا مون کیڈ پر جوش انداز میں ڈان مارٹن سے ملا پھر حیرت انگیز انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”ڈان مارٹن تم نے پیغام بھجوایا تھا کہ ہمارے جزیرے پر خیرالدین باربروسہ حملہ آور ہوا کہیں تم نے دھوکہ تو نہیں کھایا کہیں تم پر سمندر کے اندر سرگرداں رہنے والے ترک اور بربر بحری قزاقوں نے تو حملہ نہیں کیا باربروسہ کہاں سے اٹھے گا اور اس کی طاقت کو ہم نے ختم کر دیا تھا اور افریقی ساحل سے ہم نے اسے نکال باہر کیا تھا اتنی جلدی اتنی بڑی قوت وہ کیسے

حاصل کرسکتا ہے۔"

جواب میں ڈان مارٹن نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"وہ خیر الدین باربروسہ ہی تھا اپنے حملوں کو انجام تک پہنچانے کے بعد اس نے خطاب کر کے کہا تھا کہ وہ خیر الدین باربروسہ ہے اور اب ہم پر ضرب لگاتا رہے گا ہمار سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ جزیرے کے اندر جس قدر ہتھیاروں اور خوراک کا ذخیرہ وہ سب خیر الدین باربروسہ لوٹ کر لے گیا ہے۔

ڈان مارٹن کے اس انکشاف پر مون کیڈ اور اس کے دوسرے سالار بڑے فکر مند اور افسردہ سے ہو گئے تھے مون کیڈ نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"تم کچھ قاصد ابھی ہسپانیہ کی طرف روانہ کرو اور اپنے شہنشاہ سے مزید رسد اور کمک طلب کرو اور جو صورتحال پیش آئی ہے اس کی بھی تفصیل بھجواؤ اس لئے کہ اب جزیرہ پنون میں ہمیں پہلے کی نسبت زیادہ بڑا لشکر رکھنا پڑے گا جو یہاں ہماری رسد اور ہتھیاروں کی حفاظت کر سکے واپس افریقہ جا کر میں بھی اپنے قاصد شہنشاہ کی طرف روانہ کروں گا اور اُس سے التماس کروں گا کہ افریقہ کے لئے بھی کچھ کمک روانہ کی جائے افریقہ میں بھی ہمیں اپنی طاقت کو مضبوط اور مستحکم کرنا ہوگا۔

ڈان مارٹن تم پر حملہ آور ہونے والا باربروسہ ہے تو یوں جانو ان علاقوں میں بدبختی کی ابتداء ہونے والی ہے جس طرح اس نے تم پر حملہ کیا اسی طرح دو چار حملے اور کرنے میں وہ کامیاب ہو گیا تو وہ اپنی عسکری قوت اور بحری بیڑے میں بے پناہ اضافہ کرے گا اور سمندر کے اندر وہ ایک ایسے طوفان کی صورت اختیار کرے گا جو ہمارے قابو سے باہر ہو جائے گا اور ہماری طاقت اور قوت کو کچلنے کیلئے چاروں طرف دندناتا پھرے گا ڈان مارٹن اگر حملہ آور ہونے والا خیر الدین باربروسہ ہے تو پھر وہ اپنی طاقت اور قوت میں مزید اضافہ کر کے افریقہ کے کسی ساحل پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا جس علاقے پر بھی وہ قبضہ کرے گا ہمارے لئے نقصان دہ ہوگا۔

اگر وہ الجزائر کے کسی جزیرے کو اپنا مسکن بنا لیتا ہے تو ہسپانیہ کے لئے خطرہ بنے گا اور اگر وہ ٹیونش کے کسی علاقے پر قبضہ کر کے وہاں اپنا مسکن بناتا ہے تو وہ سسلی کے لئے بہت بڑا خطرہ بن جائے گا۔

ڈان مارٹن مزید افسردہ اور اداس ہو گیا تھا کہنے لگا۔

"اس کے ساتھ خاصا بڑا لشکر تھا جس کے ساتھ اس نے ہم پر شب خون مارا اور اس

کے بحری بیڑے میں بھی کافی جہاز تھے جو ساحل پر کھڑے تھے اور اپنے اسی بحری بیڑے میں وہ ہماری ہر چیز کو سمیٹ کر رخصت ہو گیا۔

مون کیڈ اس نقصان پر افسوس کر کے خاموش ہو گیا پھر دونوں ان علاقوں کی طرف بڑھے جن پر خیر الدین باربروسہ نے شب خون مارا تھا اور جہاں سے خیر الدین باربروسہ نے رسد اور ہتھیاروں کے ذخائر نکال کر اپنے جہازوں پر منتقل کئے تھے۔

جزیرہ میں ہسپانیہ والوں نے بڑی بڑی عمارتیں بنا رکھی تھیں جن کے اندر انہوں نے خوراک اور ہتھیاروں کے ذخائر جمع کر رکھے تھے ایسا وہ افریقہ میں اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے کر رہے تھے۔

مون کیڈ نے جب ان عمارتوں کا جائزہ لیا تو دنگ رہ گیا۔ اس لئے کہ ان ذخائر کی ساری عمارتیں خالی کی جا چکی تھیں سارا سامان باربروسہ اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

سارے علاقے کا جائزہ لینے کے بعد مون کیڈ ڈان مارٹن کے ساتھ پھر لوٹا دوپہر تک اس نے وہیں قیام کیا اور جو لشکر لے کر وہ گیا تھا وہیں اس کے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا جس وقت مون کیڈ سارے علاقے کا جائزہ لینے کے بعد جزیرہ پنون سے کوچ کرنے کی تیاری کر رہا تھا اس وقت ایک کشتی ساحل پر آ کر لگی جس میں تین مسلح سوار تھے کشتی کو کنارے پر باندھنے کے بعد وہ تقریباً بھاگتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں مون کیڈ اور ڈان مارٹن دیگر سالاروں کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے انہیں دیکھ کر مون کیڈ فکر مند اور پریشان ہو گیا تھا شاید وہ اس کے آدمی تھے اور انہیں وہ پہچان چکا تھا۔

جب وہ قریب آئے تو بڑی فکر مندی سے اس نے انہیں مخاطب کیا۔

"خیریت تو ہے تمہارا یوں میرے پیچھے پیچھے آنا کسی علت سے خالی نہیں ہے۔" اس پر تینوں میں سے ایک کہنے لگا۔

"آپ کا کہنا درست ہے افریقی ساحل سے پنون کی طرف آپ کے روانہ ہونے کے تھوڑی دیر بعد افریقی ساحل پر خیر الدین باربروسہ حملہ آور ہوا اور جو علاقے ماضی میں اس کے اور اس کے بھائی عروج کے ہوا کرتے تھے ان پر اس نے قبضہ کر لیا ہے اور وہاں وہ اپنی طاقت اور قوت کو مضبوط کر رہا ہے۔

ہمارے کچھ دستوں نے خیر الدین باربروسہ کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن خیر الدین باربروسہ نے انہیں مار بھگایا اور اپنے علاقوں پر وہ دوبارہ قابض ہو گیا ہے۔"

اس انکشاف پر مون کیڈ ہی نہیں ڈان مارٹن بھی دنگ رہ گیا تھا۔ پھر مون کیڈ نے ڈان

مارٹن کو مخاطب کیا۔

"لگتا ہے خیر الدین باربروسہ اب طوفانی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے ایک ہی رات میں اس نے دو معرکے سر کیے ہیں جزیرہ پنون میں ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس نے افریقہ کے وہ ساحلی علاقے جو ہم نے اس سے چھینے تھے ان پر دوبارہ قابض ہو گیا ہے۔" مون کیڈ نے کچھ سوچا پھر خوفزدہ سے لہجے میں ڈان مارٹن کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ڈان مارٹن تم جو قاصد اپنے شہنشاہ کی طرف روانہ کرو انہیں یہ تاکید کرنا کہ وہ شہنشاہ پر یہ انکشاف نہ کریں کہ خیر الدین باربروسہ نے اپنے افریقی علاقوں پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے صرف یہ کہیں کہ خیر الدین باربروسہ اچانک سمندر کے اندر سے نمودار ہوا اور ہمارے قلعہ پنون پر شب خون مارنے کے بعد اس قدر ہمیں نقصان پہنچایا۔

میں ابھی تھوڑی دیر تک واپس جاؤں گا افریقہ میں جو ہمارے حلیف ہیں ان سے مشورہ کرنے کے بعد میں باربروسہ پر ضرب لگاؤں گا اور جن علاقوں پر وہ قابض ہو گیا ہے وہ میں اس سے واپس لے کر رہوں گا اگر ہم نے اپنے شہنشاہ کو یہ پیغام بھجوا دیا کہ جزیرہ پنون پر شب خون مارنے کے ساتھ ساتھ خیر الدین باربروسہ اپنے علاقوں پر بھی قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تو یاد رکھنا تیری اور میری خیر نہیں رہے گی اور ہم دونوں ہی اپنے شہنشاہ کے زیر عتاب آ جائیں گے۔"

ڈان مارٹن نے مون کیڈ کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر ڈان مارٹن نے قاصد ہسپانیہ کی طرف روانہ کر دیئے جبکہ مون کیڈ اپنے لشکر کو بحری بیڑے میں لے کر جزیرہ پنون سے افریقی ساحل کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

❁❁❁

اب افریقہ کی سرزمینوں میں ایک عجیب سی کشمکش کھینچا تانی شروع ہو گئی تھی افریقہ میں ہسپانیہ والوں کا حکمران اور سپہ سالار مون کیڈ جانتا تھا کہ وہ اکیلا خیر الدین باربروسہ کا مقابلہ نہیں کر سکے گا لہٰذا اس نے بھاری رقوم خرچ کرتے ہوئے افریقہ کے مختلف حکمرانوں کو ملا کر خیر الدین باربروسہ کے خلاف ایک قوت کو مضبوط اور مستحکم کرنا شروع کر دیا تھا۔

جن طاقتوں اور قوتوں کو مون کیڈ نے اپنے ساتھ ملایا ان میں سب سے زیادہ اہم تلمسان کا حکمران ابوحمو، کوکو شہر کا حکمران ابن قاضی آدھے قبائل صغرای کا سردار احمد بن قاضی ٹیونش کا حکمران مولئے حسان شامل تھے یہ سب مل کر ایک طرح سے خیر الدین باربروسہ کے خلاف سازش تیار کرنے لگے تھے۔

مون کیڈ پہلے ہی مسلمانوں کا بدترین مخالف تھا تلمسان کا اور ٹیونش کا حکمران حسان جانتے تھے کہ اگر افریقہ کی سرزمین پر خیر الدین باربروسہ نے قدم جما لیے تو ان علاقوں میں ترک اپنے پاؤں جمانے میں کامیاب ہو جائیں گے اور یہ سارے حکمران نہیں چاہتے کہ اس علاقے میں ترک اپنی طاقت کو مستحکم بنائیں۔

یہ ان مسلمانوں کی انتہاء درجہ کی حماقت تھی اگر وہ ترکوں کو خود دعوت دیتے کہ اِن علاقوں میں ترکوں کی طاقت اور قوت کو مضبوط کریں تو وہاں رہتے ہوئے ترک بڑی آسانی کے ساتھ ہسپانیہ کے مسلمانوں کی مدد کر سکتے تھے اگر ایسا ہوتا تو آج ہسپانیہ کی تاریخ مختلف ہوتی۔

دوسری جانب خیر الدین باربروسہ بھی بیکار نہیں بیٹھا ہوا تھا وہ اور اس کے سالار دن رات اپنی طاقت اور قوت کو مستحکم بنا رہے تھے بحری بیڑے کو بھی انہوں نے خوب مضبوط کر لیا تھا اور پھر دشمنوں پر دباؤ ڈالنے کے لئے خیر الدین باربروسہ نے قبائل صغرای کے سردار عبدالعزیز اور بربروں کے سلطان حفصی کو اپنے ہاں دعوت دی تھی۔

یہ دونوں خیر الدین باربروسہ کے حمایتی اور طرف دار تھے۔

خیر الدین باربروسہ ایک روز حسن کرسو صالح، صنعان کا کاد حسن آغا اور اپنے دیگر

سالاروں کے ساتھ اپنے بحری بیڑے اور ان کے اندر رکھے جانے والے اسلحے اور ضروریات کی دوسری چیزوں کا جائزہ لے رہا تھا کہ قبائل صغرای کا سردار عبدالعزیز اور بربروں کا سلطان حفصی اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ وہاں پہنچے تھے۔

ساحل پر باربروسہ اوراس کے سرداروں نے ان کا بہترین استقبال کیا پھر ان دونوں کو خیرالدین باربروسہ اس بحری جہاز میں لے گیا جو اس کے ذاتی استعمال میں رہتا تھا وہاں سب نشستوں پر بیٹھ گئے پھر گفتگو کا آغاز مسلم قوم کا درد رکھنے والے قبائل صغرای کے سردار عبدالعزیز نے کیا تھا باربروسہ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"باربروسہ میرے عزیز بھائی! پہلے تو میں اور حفصی دونوں افریقہ کی سرزمینوں پر دوبارہ اپنے قدم جمانے اور اپنی طاقت اور قوت مضبوط اور مستحکم کرنے پر تمہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ساتھ ہی تمہارے سامنے کچھ خدشات بھی پیش کرتے ہیں ہمارے لئے سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ تم نے اپنے علاقے واپس لے لئے ہیں اور وہاں اپنے قدم بھی جما لیے ہیں لیکن یہاں جو ہسپانیہ کا حکمران اور سپہ سالار مون کیڈ ہے وہ آرام سے نہیں بیٹھے گا وہ پہلے ہی حرکت میں آیا ہوا ہے افریقہ کی جو قوتیں اس کی حمایت اور مدد پر آمادہ ہیں ان کے ساتھ وہ سازباز کر رہا ہے اور مجھے امید ہے وہ بہت جلد تمہارے خلاف جنگ کی طرح ڈالے گا۔

مجھے اور بربروں کے سلطان کو اس بات کی بھی خوشی ہے کہ تم رات کی تاریکی میں ہسپانیہ والوں کے جزیرے پنون پر حملہ آور ہوئے اور وہاں سے تم نے اپنی طاقت میں اضافہ کرنے کے لئے بہت کچھ حاصل کیا میں سمجھتا ہوں یہ تمہاری بہترین ضرب ہے کہ ایک ہی رات میں نا صرف یہ کہ تم نے پنون کو اتھل پتھل کر کے رکھ دیا بلکہ مون کیڈ کی توجہ پنون کی طرف کر کے اس کی غیر موجودگی میں اپنے علاقوں پر بھی قبضہ کرلیا ہے اب اس موقع پر میں تم سے کہوں گا کہ یہاں اپنی طاقت اور قوت کو اتنا مضبوط اور مستحکم کرو کہ افریقہ کی سرزمینوں میں تم سے ٹکرانے والی قوتوں کی حالت ایسی ہو جس طرح سمندر کی موجیں ساحلی چٹانوں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس لوٹ جانے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عبدالعزیز رکا پھر بڑی عقیدت سے وہ باربروسہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

میرے عزیز جہاں تک میرا اور حفصی کا تعلق ہے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں جب بھی

دشمن قوتیں تمہارے ساتھ ٹکرانے کی ابتداء کریں گی میں اور حفصی پہلے ہی اپنے اپنے عساکر لے کر تمہارے پاس پہنچ جائیں گے ہم چاہتے ہیں کہ ہسپانیہ والوں کو ان سرزمینوں سے نکال دیا جائے اور یہاں ترکوں کا بہترین اور مستحکم مستقر بنایا جائے۔

ہسپانیہ والوں نے پہلے ہی مسلمانوں کو ہسپانیہ سے نکال باہر کیا ہے اگر وہ ہسپانیہ سے نکل کر افریقہ کی سرزمینوں پر بھی قابض ہو جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کی اس سے بڑھ کر کوئی بدبختی اور بے ہمتی کی کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی۔

میرے اپنے قبیلے کی حالت یہ ہے کہ وہ دو حصوں میں بٹ چکا ہے قبیلے کے دوسرے سردار احمد بن قاضی نے کچھ لوگوں کو لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا رکھا ہے لیکن مجھے امید ہے کہ عنقریب میں صغرای قبائل کو متحد اور ایک کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

میں اور حفصی اس موقع پر آپ کو یہ یقین دلانے کے لئے آئے ہیں کہ افریقہ کی سرزمینوں میں میرے بھائی تم اکیلے نہیں ہو ہم تمہارے ساتھ ہیں حالات برے ہوں یا اچھے ہمارے حق میں ہوں یا مخالف ہر موقع پر چھاتی تان کر تمہارا ساتھ دیں گے اور دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تمہاری حمایت اور تمہاری مدد کریں گے۔

عبدالعزیز کے ان الفاظ پر جہاں خیرالدین باربروسہ کے سارے سالار خوشی کا اظہار کر رہے وہاں خیرالدین کے چہرے پر بھی ہلکا سا تبسم نمودار ہوا عبدالعزیز کی اس نے پیٹھ تھپتھپائی پھر کہنے لگا۔

عبدالعزیز میری پوری کوشش ہوگی کہ ہسپانیہ والوں کو افریقہ کی سرزمین سے نکال باہر کریں۔

خیرالدین باربروسہ یہیں تک کہنے پایا تھا کہ عبدالعزیز کے بجائے اس بار بربروں کا سلطان حفصی بول اٹھا۔

باربروسہ میرے عزیز ایک اور خطرہ بھی ہمارے سروں پر منڈلا سکتا ہے مون کیڈ کی راہ میں جو طاقتیں اور قوتیں متحد ہیں ان کے خلاف کامیابی حاصل کر کے انہیں مار بھگانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تب بھی ایک بہت بڑا خطرہ ہمارے سروں پر لہرائے گا اس خطرے کو روکنے کے لئے بھی ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔

خیرالدین نے بڑے غور سے حفصی کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"میرے محترم آپ کا اشارہ کسی خطرے کی طرف ہے۔"

بربروں کے سلطان حفصی نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

”خیر الدین میرے عزیز اگر ہم تینوں تو تیں مل کر افریقہ کی ان سرزمینوں میں مون کیڈ اور اس کے حواریوں کو شکست دے کر پسپا ہونے پر مجبور کر دیں تو ہمارے لئے اس سے بھی بڑا خطرہ اٹھ کھڑا ہوگا اور وہ ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کی طرف سے ہوگا اگر چارلس اپنی ساری طاقت اور قوت کے ساتھ سمندر میں اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لائے تو کیا ہم اس کی اس اندھی قوت کے سامنے بند باندھنے میں کامیاب ہوں گے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد بربروں کا حکمران حفصی رُکا پھر اپنے سلسلہ کلام کو بڑھا رہا تھا۔

بار بروسہ تم بھی جانتے ہو اور ہم بھی اس سے آگاہ ہیں کہ ترکوں کے پاس اس وقت کوئی بڑا بحری بیڑہ نہیں جسے حرکت میں لا کر یورپ کی طاقتوں کا مقابلہ کیا جا سکے لہٰذا اس موقع پر میں یہ کہوں گا کہ جو بھی قدم اٹھایا جائے سوچ سمجھ کر اٹھایا جائے بہر حال میں اپنی طرف سے بھی تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی تم فیصلہ کرو گے ہم تمہارے ہر فیصلے کی تائید کریں گے اور تمہارے ساتھ مل کر یورپی قوتوں کو یہاں سے بھگانے میں مددگار اور معاون ثابت ہوں گے۔

جہاں تک چارلس کا تعلق ہے وہ انتہائی متعصب قسم کا نصرانی حکمران ہے تم جانتے ہو گے کہ تخت نشینی کے وقت اس چارلس نے قسم کھائی تھی کہ وہ کسی شخص کو ترک مذہب پر مجبور نہیں کرے گا لیکن پاپائے روم نے اسے اس قسم سے آزاد کر دیا اب اسی چارلس نے اپنے عہد کو توڑتے ہوئے ہسپانیہ کے اندر مسلمانوں کا ناطقہ بند کر رکھا ہے وہ اس کے مظالم اور ستم گری کی آگ کا شکار ہیں حفصی جب خاموش ہوا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں بار بروسہ کہنے لگا۔

محترم حفصی جو کچھ تم نے کہا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن ہم ہر قوت سے ٹکرائیں گے اور پھر میں آپ لوگوں کو یہ بھی بتا دوں کہ اگر چارلس نے ہسپانیہ کی ساری قوت کو ہمارے خلاف استعمال کرنا چاہا تب بھی ہم سمندر کے اندر سینہ سپر ہو کر اُس کے سامنے آئیں گے۔

دشمن پر ضرب لگانے کے لئے جو ہم نے پہلا لائحہ عمل طے کرنا ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ فی الحال افریقہ کے اندر جو ہسپانیہ کی طاقت ہے اسے میں نظر انداز کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے ہم ٹیونش کے حاکم مولائے حسان کے خلاف حرکت میں آئیں اور اسے اپنی ضرب کا نشانہ بنائیں اس لئے کہ حسان وہ پہلا شخص ہے جو سب سے بڑھ چڑھ کر ہسپانیہ والوں کا ساتھ دے رہا ہے اگر ہم اس کے علاقوں پر قابض ہو جاتے ہیں تو نا صرف یہ کہ

ہمارے لشکریوں کی تعداد کافی ہو جائے گی بلکہ ایک وسیع علاقہ ہمارے ماتحت ہو جائے گا اور ہم اپنی عسکری اور بحری قوت کو مزید مستحکم اور مضبوط کر کے بہتر بندرگاہوں میں لنگر انداز کر سکیں گے۔

بار بروسہ کی اس تجویز سے بربروں کے سلطان حفصی اور صغرای قبائل کے سردار عبدالعزیز نے اتفاق کیا تھا پھر تینوں نے بڑی رازداری کے ساتھ ٹیونش کے حکمران حسان پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لائحہ عمل کو آخری شکل دے دی تھی۔

پھر وہ اس بحری جہاز سے نکلنے ہی والے تھے کہ ایک چھوٹی سی کشتی بحری جہاز کے قریب آ کے لگی اس میں سے تین آدمی نکل کر جہاز میں داخل ہوئے خیر الدین بار بروسہ عبدالعزیز سلطان حفصی اور خیر الدین بار بروسہ کے سارے سالاروں نے ان کا استقبال کیا۔

آنے والے ان جوانوں میں سے کوئی خیر الدین بار بروسہ کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ خیر الدین نے انہیں مخاطب کرنے میں پہل کی۔

”میرے عزیزو کیا تم ہمارے لئے کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہو۔“

خیر الدین بار بروسہ کا انداز بتاتا تھا کہ وہ جو تینوں جوان آئے ہیں وہ اس کے اپنے آدمی یا مخبر تھے خیر الدین کے پوچھنے پر ان میں سے ایک بول پڑا۔

امیر ہم اچھی خبر ہی لے کر آئے ہیں ہسپانیہ میں عرب سردار کعب بن عامر اور سعد بن سلامہ نے کچھ بے بس اور مظلوم مسلمانوں کو ساحل سمندر پر ماہی گیروں کی جھونپڑیوں میں جمع کر رکھا ہے اب وہ چاہتے ہیں کہ آپ انہیں نکالنے کا اہتمام کریں گے۔

خیر الدین بار بروسہ کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا پھر حسن کرسو کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

حسن کرسو میرے عزیز بھائی میں چاہوں گا کہ جس مہم کو ابھی تھوڑی دیر ہم نے آخری شکل دی ہے اس مہم سے پہلے تم اور کاکاد دونوں ہسپانیہ کے ساحل پر جمع ہونے والے مظلوم مسلمانوں کو وہاں سے نکالنے کا اہتمام کرنا اس کے لئے تمہیں مناسب جہاز اور کشتیاں مہیا کی جائیں گی۔“

خیر الدین بار بروسہ رکا اس کے بعد وہ سلسلہ کلام جاری رکھے ہوئے تھا۔

”حسن کرسو اور کاکاد جو کچھ اب میں کہنے لگا ہوں غور سے سننا ٹیونش پر حملہ آور ہونے کا جو لائحہ عمل طے کیا ہے وہ تم سن چکے ہو اور یہ مہم ہمارے لئے بڑی اہمیت بلکہ زندگی اور

موت کا معاملہ ہے اس مہم کو میرے خداوند نے چاہا تو ہر صورت میں کامیاب اور کامران بنائیں گے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ حسن کرسو تم اور کاکاد دونوں ہسپانیہ کی طرف روانہ ہو جاؤ میں چاہوں گا کہ آنے والی شب کو تمہیں ہسپانیہ کے ساحل پر ہونا چاہئے اور مناسب وقت پر ان بے بس مسلمانوں کو لے کر تم اپنے جہازوں اور کشتیوں کو لے کر کوچ کر جانا اس کام میں میں تاخیر پسند نہیں کروں گا اس لئے کہ ٹیونش کی مہم سے پہلے ہسپانیہ کے مسلمانوں کو نکالنے میں مجھے دو طرح کی مدد ملے گی۔

اول یہ کہ ٹیونش کی مہم میں تم دونوں کی ضرورت محسوس کروں گا۔

دوئم یہ کہ جن مسلمانوں کو ہسپانیہ سے نکال کر افریقہ لایا جائے گا یقیناً ان میں جوان مرد بھی ہوں گے وہ چونکہ اہل ہسپانیہ سے نالاں اور ان سے انتقام لینے پر تلے ہوئے ہوں گے لہٰذا ایسے لوگوں کو معقول معاوضے پر ہم اپنے لشکر میں شامل کریں گے اور آنے والی جنگوں اور مہموں میں وہ ہمارے لیے انتہا درجہ کے سود مند ثابت ہوں گے اب بتاؤ اس سلسلے میں تم کیا کہتے ہو۔"

خیرالدین باربروسہ رکا تو لمحہ بھر کے لئے کاکاد اور حسن کرسو نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر حسن کرسو کہنے لگا۔

"امیر آپ ہم سے کیوں پوچھتے ہیں جب آپ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ مجھے اور کاکاد کو ٹیونش کی مہم شروع کرنے سے پہلے ہسپانیہ سے مسلمانوں کو نکالنا ہے تو پھر یہ فیصلہ آخری ہے خداوند نے چاہا تو میں اور کاکاد آج ہی اس مہم پر روانہ ہوں گے اور آپ کے لئے اچھی خبر لے کر آئیں گے۔

❁❁❁

قحطانی قبیلے کا سردار کعب بن عامر ایک روز اپنی دونوں بیٹیوں معاذ اور نابیل، بیٹے مغیرہ بن کعب اور بیوی میسونہ کے ساتھ صبح کا کھانا کھا کر فارغ ہوا تب مغیرہ بن کعب اپنی دونوں بہنوں معاذ اور نابیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"آج میں تم دونوں کے ساتھ گھوڑ دوڑ کے لئے نہیں جا سکوں گا تم دونوں بسیط کے ساتھ چلی جاؤ۔"

اس پر کمرے سے نکلنے کے لئے معاذ اور نابیل دونوں اُٹھی تھیں کہ اپنے سامنے بیٹھے اپنے باپ کو مخاطب کر کے مغیرہ بن کعب کہنے لگا۔

"پدر محترم آج رات ہماری حویلی میں ہلچل کیسی تھی میں تو اس وقت سو چکا تھا میں نے ایک بار ارادہ تو کیا تھا کہ اٹھ کر دیکھوں کہ کیا معاملہ ہے اور آپ سے ملوں لیکن مجھے نیند آ رہی تھی لہٰذا میں سو گیا۔"

جواب میں کعب بن عامر اپنے بیٹے مغیرہ بن کعب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے بیٹے افریقہ سے کچھ معزز مہمان آئے تھے وہ تھوڑی دیر ہماری حویلی میں ٹھہرے انہیں کی وجہ سے تمہیں وہ ہلچل محسوس ہوئی ہوگی پھر وہ چلے گئے۔"

مغیرہ بن کعب نے ایک جستجو کے انداز میں پوچھا۔

"افریقہ کے ساحل سے ہمارے پاس کون آئے تھے کیا ہمارے وہاں کچھ جاننے والے ہیں؟"

اس پر کعب بن عامر پھر اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے بیٹے افریقہ سے ہمارے ہاں رات کے وقت خیرالدین باربروسہ کے دو اہم ساتھی حسن کرسو اور کاکاد آئے تھے۔"

حسن کرسو کا نام سن کر معاذ چونکی تھی اس کے قدم رک گئے دروازے کی طرف بڑھنے کے بجائے وہ مڑی تھی پھر اپنے بھائی اور باپ کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی اس کے ایسا کرنے پر اس کی بڑی بہن نابیل بھی اس کے پاس آن کھڑی ہوئی پھر معاذ بڑی جستجو اور ی کرید کے انداز میں اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"پدر محترم آپ نے کیا کہا رات کے وقت ہماری حویلی میں خیرالدین باربروسہ کے اتھیوں میں سے حسن کرسو اور کاکاد آئے تھے۔"

مسکراتے ہوئے کعب بن عامر نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"ہاں بیٹی وہ دونوں آئے تھے۔"

شکایت اور شکوؤں بھرے انداز میں معاذ کہنے لگی۔

"بابا خیرالدین باربروسہ کے دو آدمی یہاں آئے اور آپ نے ہمیں بتایا ہی نہیں بابا وہ ے لوگ ہیں جن سے مل لینا بھی ایک سعادت ہے کاش آپ نے ہمیں جگا دیا ہوتا اور ہم ے ملتے کیا اس وقت وہ ہماری حویلی میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔"

کعب بن عامر سنجیدہ ہو گیا کہنے لگا۔

"میری بیٹی میں نے تو ان سے بہت کہا کہ وہ ہماری حویلی میں قیام کریں مجھے خدمت وقع دیں لیکن وہ دونوں نہیں مانے ہماری بستی کا

تھا اس لئے کہ وہ ابن زبیر کے پرانے جاننے والے ہیں پھر وہ ابن زبیر کے ساتھ یہاں سے چلے گئے میرے خیال میں اس کے ہاں ان دونوں نے قیام کیا ہوگا۔"

معاذ چونکی اور اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ "بابا اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو کیا میں منذر بن زبیر کے ہاں جا کے ان سے مل لوں۔"

کعب بن عامر مسکرایا اور کہنے لگا۔

"بیٹی اس سلسلے میں تمہیں مجھ سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے جاؤ مل لو وہ ملت کے ایسے مجاہد ہیں جن سے ملاقات کرنا واقعی ایک سعادت ہے۔"

معاذ شاید دیر نہیں کرنا چاہتی تھی اپنے باپ کے ان الفاظ کا کوئی جواب نہ دیا بڑی تیزی سے مڑی اور پھر صحن میں آ کر وہ بھاگتی ہوئی اصطبل میں جا رہی تھی اس کی بڑی بہن نابل اس کے پیچھے پیچھے تھی۔

ایک طرف سے بسیط بھی وہاں آ گیا اس نے جلدی جلدی گھوڑوں پر زینیں ڈالیں پھر تینوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور حویلی سے نکل گئے۔

❖❖❖

چرواہا منذر بن زبیر حسب معمول کوہستانی سلسلے پر کھڑا تھا اور نیچے اس کا ریوڑ چر رہا تھا کہ بستی کی جانب سے معاذ نابیل اور بسیط تینوں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آئے کوہستانی سلسلے کے اوپر وہ چڑھے ابن زبیر کے قریب آ کر معاذ اپنے گھوڑے سے اتری اس کی طرف دیکھتے ہوئے نابیل اور بسیط بھی گھوڑوں سے اتر گئے پھر معاذ تیزی سے منذر بن زبیر کے قریب آئی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"عم مجھے بتایا گیا ہے کہ ہسپانیہ میں محترم خیر الدین بار بروسہ کے ساتھی حسن کرسو اور کاکا دآئے تھے اور انہوں نے آپ کے ہاں قیام کیا تھا ہم تینوں ابھی آپ کے گھر سے ہو کر آ رہے ہیں وہاں سے پتا چلا کہ وہ آپ کے ساتھ گھر سے جا چکے ہیں کیا آپ بتائیں گے کہ وہ کدھر گئے ہیں ان کی منزل کیا ہے؟"

بڑے پیار اور شفقت میں منذر بن زبیر نے معاذ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"میری بیٹی ہسپانیہ کے جو مظلوم اور ستم رسیدہ لوگ تمہارے باپ اور عدنانی قبیلے کے سردار سعد بن سلامہ کی تگ و دو سے سمندر کے کنارے ماہی گیروں کی بستی میں جمع ہوئے تھے حسن کرسو اور کاکا دانہی مسلمانوں کو ہسپانیہ سے نکال لے جانے کیلئے آئے تھے۔"

انہوں نے واقعی رات میرے ہاں بسر کی تھی لیکن صبح سویرے اندھیرے منہ ہی میرے

ہاں سے چلے گئے تھے دونوں نے کھانا بھی نہیں کھایا وہ ساحل کی طرف گئے تھے اس لئے کہ انہوں نے وہاں سے مسلمانوں کو نکال کر افریقہ کی طرف روانہ ہونا ہے۔"

اس سے آگے معاذ نے کچھ نہ پوچھا ایک دم جست لگانے کے انداز میں وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی پھر منذر بن زبیر کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ "ہم تینوں ساحل کی طرف جاتے ہیں ہوسکتا ہے ابھی تک انہوں نے وہیں قیام کیا ہو اور ہماری ان سے ملاقات ہو جائے۔"

نابیل اور بسیط بھی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور پھر تینوں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے کوہستانی سلسلے سے اتر کر ساحل کا رخ کر رہے تھے۔

تینوں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے ساحل پر ملاحوں اور ماہی گیروں کی جھونپڑی نما بستی میں داخل ہوئے تھے ساحل پر جا کر معاذ اپنے گھوڑے سے اتر گئی اس کی طرف دیکھتے ہوئے نابیل اور بسیط بھی اپنے گھوڑوں سے اتر چکے تھے پھر جو پہلا شخص سامنے آیا اسے مخاطب کرتے ہوئے معاذ نے کہنا شروع کیا۔

"میرے محترم میں قحطانی قبیلے کے سردار کعب بن عامر کی بیٹی ہوں......"

اس شخص نے معاذ کو اپنی بات مکمل نہ کرنے دی ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

"بیٹی تمہیں تعارف کروانے کی ضرورت نہیں ہے میں جانتا ہوں تمہارا نام معاذ ہے تمہارے پیچھے تمہاری بڑی بہن ہے دونوں کعب بن عامر کی بیٹیاں ہو اور تمہارے ساتھ جو تمہارا محافظ ہے اس کا نام بسیط ہے پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو۔"

معاذ کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا کہنے لگی۔

"میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہسپانیہ کے ستم زدہ اور مظلوم لوگ جو یہاں اس لئے جمع ہوئے تھے کہ افریقہ کی طرف چلے جائیں ان کا کیا ہوا افریقہ سے کچھ لوگ انہیں لینے آئے تھے کیا ابھی تک انہوں نے یہیں قیام کیا ہوا ہے یا وہ کوچ کر چکے ہیں۔"

اس شخص نے بڑے غور سے معاذ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"بیٹی تم تینوں دیر سے یہاں پہنچے ہو وہ تو کب کے یہاں سے کوچ کر چکے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی وہ بوڑھا وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

اس کے ان الفاظ پر بیچاری معاذ کی حالت کچھ اس طرح ہو گئی تھی جیسے اس کے شریانوں میں مایوسی کی لہریں بھر دی گئی ہوں آنسوؤں کی نمی آہوں کا کرب اس کے مقدر اور بخت میں لکھ دیا گیا ہو اس سے اس کے چہرے پر شکستوں کے غبار میں لپٹا عذاب و

کرب نمایاں ہوگیا تھا پھر وہ عجیب سی حالت میں سمندر کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

اس سمے بے صدا سمندر کا سینہ دور تک خالی اور نیلا تھا صرف موت کا رقص کرتی وقت کے دھاروں کو توڑتی لہریں ایک بحرانی کیفیت میں ساحل کی طرف آتی تھیں اور اپنا سر ٹکراتے ہوئے پھر لوٹ جاتی تھیں۔

معاذ تھوڑی دیر تک عجیب سے درد اور کرب میں دور تک پھیلے بے کراں سمندر کے سینے کو دیکھتی رہی پھر وہ روتی ہوئی آواز میں اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''کاش ازل کا کوئی شاہد یہ راز فاش کر دے کہ قوم کی عظمت کے محافظ کہاں سے نمودار ہوتے ہیں اور کدھر کرنوں کی جھلمل کی طرح روپوش ہو جاتے ہیں کاش فطرت کا کوئی راز دان ہی یہ راز کھول دے کہ ملت کے آئینوں کے جوہر نگہبان کن سر زمینوں سے نمودار ہوتے ہیں اور کہاں دھاندلی مچاتی کیف اڑاتی موجوں کی طرح چلے جاتے ہیں۔'' اس سے آگے معاذ کی آواز ڈوب گئی تھی آنکھوں سے چند قطرے آنسوؤں کے گرے جو اس کے دامن سے پھسلتے ہوئے ساحل کی ریت میں جذب ہو گئے تھے اپنے سر پر بندھے رومال سے اس نے اپنے آنسو پونچھ لئے مڑی اس سے ذرا فاصلے پر پیچھے اس کی بہن نابیل اور بسیط کھڑے تھے سر جھکائے وہ چپ چاپ ان کی طرف ہولی تھی۔

نابیل اور بسیط کے پاس آنے تک معاذ نے اپنے آپ کو کافی سنبھال لیا تھا آگے بڑھ کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑی اور اپنی بہن نابیل کی طرف دیکھے بغیر اسے مخاطب کیا۔

''آپی چلیں پہلے جابر بن مغیث کے پاس چلتے ہیں پھر واپس جاتے ہیں بسیط کے پاس ان کا کھانا بھی ہے یہ بھی ان تک پہنچانا ہے۔''

نابیل ابھی تک چپ تھی بڑے غور اور بڑے انہماک سے اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی معاذ جب اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر ایک طرف ہولی تب نابیل اور بسیط بھی دونوں اپنے گھوڑوں کی باگیں تھامے اس کے ساتھ ہو لئے تھے۔

تینوں حسن کرسو کے دادا جابر بن مغیث کے جھونپڑے کے باہر رک گئے بسیط تینوں گھوڑوں کے پاس کھڑا رہا جبکہ اس نے کھانے کی گٹھری لے کر معاذ جھونپڑے میں داخل ہوئی نابیل اس کے پیچھے پیچھے تھی۔

بوڑھا جابر بن مغیث اس وقت چٹائی پر بیٹھا نجانے کن خیالوں میں کھویا ہوا تھا معاذ کو دیکھتے ہوئے چونکا پھر بڑی خوش طبعی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''آؤ میری بیٹی اب میرے کان میری سماعت تم سے اس قدر مانوس ہو چکے ہیں کہ میری بچی تم دونوں بہنیں نہیں آتی ہو تو دل میں ایک اضطراب سا اٹھ کھڑا ہوتا ہے آؤ دونوں میرے قریب آ کر بیٹھو۔''

معاذ جابر بن مغیث کے ایک طرف اور دوسری طرف نابیل بیٹھ گئی تھی کھانے کی گھٹری معاذ نے ایک طرف رکھ دی اور کہنے لگی۔

''بابا یہ آپ کا کھانا رکھا ہے اب یہ بھی بتائیے کہ کیا آپ کا پوتا حسن کرسو آپ کے پاس آیا تھا؟''

معاذ کے ان الفاظ پر جابر بن مغیث کی حالت ایک دم بدل گئی تھی چہرے پر اداسی کی لہر پھیل گئی تھی آنکھوں کے اندر افسردگی اور پریشانیوں کی آندھیاں چل گئی تھیں کچھ دیر

گردن جھکائے سوچتا رہا۔
پھر کہنے لگا۔

''میری بچی وہ افریقہ سے اس ساحل پر آیا ضرور تھا پر بگولے کی طرح آیا اور طوفان کی طرح چلا گیا وہ میرے پاس آتا بھی کیوں اس لئے کہ میں نے اس وقت تک اسے اپنے پاس آنے کے لئے روک رکھا ہے جب تک وہ اپنی ماں اور بہن کو تلاش نہیں کر لیتا۔''

جابر بن مغیث کی طرف دیکھتے ہوئے معاذ رو دینے والی ہو رہی تھی شکووں بھری ہوئی آواز میں کہنے لگی۔''

''بابا آپ نے ایسا کیوں کیا کیا آپ کو اپنا پوتا یاد نہیں آتا کیا آپ کے ذہن میں یہ بھی خیال نہیں آتا کہ آپ کا پوتا ملت اسلامیہ کا ایک رجل عظیم ہے خیرالدین باربروسہ کا دست راست ہے اور پھر آپ نے دیکھا کہ آج وہ یہاں سے کئی مظلوم ستم رسیدہ مسلمانوں کو لے کر افریقہ کی پر امن فضاؤں کی طرف لے گیا۔''

جابر بن مغیث تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا گردن جھکائے مغموم اور افسردہ بیٹھا رہا پھر کسی قدر روتی ہوئی آواز میں وہ کہہ رہا تھا۔

''میں اسے اپنے پاس رکھ کر منجمد پتھر اور چٹان کی طرح نہیں بنانا چاہتا تھا میں شروع سے چاہتا تھا کہ میرا پوتا اپنی قوم کی بہتری کے لئے بے تاب موجوں، ملت اسلامیہ کی فلاح اور بہبود کے لئے بے روک سیلاب ثابت ہو میرے لئے اس وقت سب سے بڑی یہی سعادت ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کی خدمت کرنے والے ایسے لوگوں میں جا شامل ہوا ہے جو احساس کا وہ بے کنار دشت ہیں جس کے اندر لاکھوں سمندر بھی غرق ہو جائیں۔

بیٹی میں بوڑھا ہوں میں جانتا ہوں اس بڑھاپے میں مجھے کسی کے سہارے کی ضرورت ہے اور ہو گی لیکن میں اپنے پوتے کو اپنی بغل کی بیساکھی بنا کر زیست کی خوشنما نشاط اور خود پرستی کا آشوب نہیں بنانا چاہتا۔

میں شروع سے چاہتا تھا کہ میرا پوتا اسلام دشمن قوتوں کے لئے موت کا شب خون مارنے والا قیامت کا لمحہ ثابت ہو اور قوم کے دشمنوں کی خباثتوں کی گہرائیوں کو کھنگال دینے والا بحر کا آتش فشاں بن کر نمودار ہو میں خوش ہوں میں جو چاہتا تھا وہی میرا پوتا ثابت ہوا ہے وہ خیرالدین باربروسہ کے سرکردہ ساتھیوں میں سے ہے اور اس کا ایسا ہونا میرے لئے ایک سعادت اور میرے لئے فخر کا ایک نشان ہے۔''

جابر بن مغیث جب خاموش ہوا تو معاذ نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے

کہنا شروع کیا۔

''تو کیا آپ نے جان بوجھ کر یہ شرط لگائی ہے کہ جب تک وہ اپنی ماں اور بہن کو تلاش نہیں کر لیتا اس وقت تک نہ آئے اگر وہ آئے گا تو آپ لوہے کی گرم سلاخ سے اسے داغ دیں گے۔''

جواب میں جابر بن مغیث نے دکھ اور آہوں بھرا لمبا سانس لیا اور کہنے لگا۔

''بیٹی تیرا اندازہ درست ہے اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ اپنی راہ سے بھٹک جاتا میرے پاس پڑا رہتا جبکہ میں نے اسے دھمکی آمیز انداز میں اپنے پاس آنے کے لئے منع کر دیا ہے تو وہ اپنی ساری توجہ اپنی ساری توانائیوں کو خیرالدین باربروسہ کے ساتھ کام کرتے ہوئے اپنی قوم کی فلاح اور ملت کی خدمت کے فرائض انجام دے گا اور یہی میری زندگی کا مقصد یہی میری زیست کا آدرش ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد جابر بن مغیث لمحہ بھر کے لئے خاموش رہا کچھ دیر غور سے معاذ کی طرف دیکھتا رہا پھر رازدارانہ سے انداز میں اسے مخاطب کیا۔

''پر بیٹی یہ تو بتا تو اس قدر دلچسپی اس قدر کھوج اس قدر جستجو سے حسن کرسو سے متعلق کیوں پوچھ رہی ہے کیا اس سے قبل تو اس سے مل چکی ہے تیری اس سے ملاقات ہو چکی ہے۔''

معاذ کی گردن جھک گئی منہ سے کچھ نہ بولی نفی میں گردن جھکا دی تھی۔

جابر بن مغیث نے پھر اسے مخاطب کیا۔

''جب تو نے اسے دیکھا ہی نہیں ہے اس سے ابھی تک ملی ہی نہیں ہو پھر تمہاری اس قدر دلچسپی کیسی کیا تو اس سمندری چھلاوے اس بحری ہیولے کو پسند تو نہیں کرنے لگی۔''

معاذ رو دینے والی ہو رہی تھی کچھ دیر تک ہونٹ کاٹتی رہی جابر بن مغیث کے اس سوال کا اس نے کوئی جواب نہ دیا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کپکپاتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

''بابا یہ آپ کا کھانا رکھا ہے کھا لیجئے گا میں اب جاتی ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی وہ بڑی تیزی سے جھونپڑے سے نکلی نابیل بھی اٹھ کر اس کے پیچھے ہو لی تھی۔

جھونپڑے سے معاذ باہر نکلی ہی تھی کہ پیچھے سے نابیل نے لپک کر اس کا بازو پکڑ لیا اور کھینچا پھر انتہائی ہمدردی ار پیار میں اس نے معاذ کو مخاطب کیا۔

''معاذ میری بہن گھوڑے پر سوار ہونے سے پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ جو سوال جابر بن مغیث نے کیا تھا تم نے اس کا جواب کیوں نہیں دیا تھا؟''

جواب میں معاذ نے اپنا بازو چھڑایا نہ اپنی بڑی بہن نابیل کی طرف دیکھا زمین کی طرف دیکھتی رہی اسے جھنجھوڑتے ہوئے نابیل نے پھر پوچھا۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے خاموش رہنے کے لئے نہیں کہا میں تمہاری زبان سے کچھ سننا چاہتی ہوں دیکھو تم اگر حسن کرسو کو پسند کرتی ہو اسے اپنی زندگی کا محور بنانا چاہتی اس سے محبت کرنے لگی ہو تو اس کا اظہار کرنے سے ہچکچاتی اور شرماتی کیوں ہو کہو کیا میں ہے۔"

معاذ کی گردن جھکی رہی زمین کی طرف دیکھتی رہی پھر دھیمے سے لہجے میں کہنے لگی۔

"میری بہن میں نہیں جانتی محبت کیا ہوتی ہے میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ شاید میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکوں گی۔" اس کے ساتھ ہی اپنا بازو چھڑا کر معاذ اپنے گھوڑے کی طرف ہو لی تھی نابیل بھی چپ چاپ اس کے پیچھے آگے بڑھی پھر تینوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انہیں سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہ واپس جا رہے تھے۔

❂❂❂

خیر الدین بار بروسہ سمندر کے کنارے ساحل کی ریت پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک طرف سے حسن کرسو صالح کا کادصنعان حسن آغا اور اس کے دوسرے اہم سالار ایک گروہ کی شکل میں بار بروسہ کے قریب آن کھڑے ہوئے قبل اس کے ان میں سے کوئی مخاطب کر کے خیر الدین بار بروسہ سے کچھ کہتا خیر الدین نے ہاتھ کے اشارے سے ان سب کو اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے کہا جب وہ سب اس کے سامنے بیٹھ گئے تب خیر الدین نے انہیں مخاطب کیا۔

"اب تم سب کے ذہن مجھ سے یہ سوال کر رہے ہوں گے کہ میں نے تم سب کو یوں اکٹھے کس لئے بلایا ہے۔

عزیز ساتھیو اس سے پہلے میں نے جو لائحہ عمل تیار کیا تھا وہ یہ تھا کہ ہم تیونس پر حملہ آور ہوں گے اور تیونس پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی بحری قوت کو مستحکم کریں گے لیکن اب میں اپنے اس منصوبے میں تبدیلی کرتا ہوں۔

تھوڑی دیر پہلے مغرب سے ہمارے کچھ طلایہ گر آئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ جب ہم نے جزیرہ پنون میں ڈان مارٹن کی قوت پر ضرب لگائی تھی اور جزیرے میں جس قدر ان کے ذخائر تھے وہ سمیٹ کر چل دیئے تو اسی رات افریقہ میں ہسپانیوں کا حکمران سالار مون کیڈ اپنے بحری بیڑے کے ایک حصے کے ساتھ وہاں پہنچا تھا۔

مون کیڈ کے مشورے پر ڈان مارٹن نے اپنے تیز رفتار قاصد ہسپانیہ بھجوائے اور اپنے شہنشاہ سے رسد اور کمک طلب کی ہے تاہم انہوں نے اپنے شہنشاہ پر یہ انکشاف نہیں کیا کہ افریقہ کے وہ علاقے جو پہلے ہمارے قبضے میں تھے اور انہوں نے چھین لیے تھے ان پر ہم نے دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔

جب ڈان مارٹن نے اپنے شہنشاہ چارلس سے مدد مانگی ہے تو یاد رکھنا چارلس وقت ضائع کیے بغیر نہ صرف یہ کہ خوراک اور ہتھیاروں کے ذخائر بھجوائے گا بلکہ اپنے بحری بیڑے کا ایک حصہ اور ان گنت جنگجو بھی روانہ کرے گا تا کہ ہر مسلمان قوت کو افریقہ میں دبا کر رکھا جا سکے۔

دوسری طرف میں بھی کسی صورت پسند نہیں کروں گا کہ ہسپانیہ کا شہنشاہ چارلس افریقہ میں اپنی طاقت اور قوت کو اس قدر مضبوط کر لے کہ آنے والے دور میں وہ ہمارے لئے آہنی فصیل ثابت ہو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب تک ہسپانیہ سے جزیرہ پنون والے نصرانیوں کو مدد اور قوت پہنچے گی اس وقت تک میں اس جزیرے کی شکل اور ہیئت ہی بدل کے رکھ دوں گا۔

جزیرے پر حملہ آور ہونے کا ہمارا کیا طریقہ کار ہو گا اور ہم نے کیا کرنا ہے فی الحال اس کی تفصیل میں تم میں سے کسی سے بھی نہیں کہوں گا۔ اتنا کہوں گا کہ کسی رات عشاء کے بعد ہم اپنی مہم کی ابتداء کریں گے۔

پنون پہنچ کر بتاؤں گا کہ ہم نے جزیرے پر کس طرح حملہ آور ہونا ہے دشمن سے نبٹنے کے لیے کیا طریقہ کار استعمال کیا جائے جزیرے کی شکل وصورت اور ہیئت تبدیل کی جائے گی اب تم سب اپنی اپنی تیاری مکمل کر لو عشاء کے بعد یہاں سے کوچ کیا جائے گا اپنے ذہنوں میں یہ بات بھی رکھنا کہ یہ مہم ہمارے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے ایک دو روز تک ہسپانیہ سے اس جزیرے کے لئے کمک پہنچنے والی ہے بلکہ سامان حرب وضرب کے ذخائر بھی رسد کے سامان کے ساتھ اس جزیرے میں ذخیرہ کرنے کے لئے آ رہے ہیں جس روز یہ ساری چیزیں جزیرہ پنون میں پہنچ جائیں گی خداوند کو منظور ہوا تو اسی روز ہم جزیرے پر حملہ کریں گے۔

ہسپانیہ کے وہ جہاز جو جزیرہ پنون کے لئے رسد اور حرب وضرب کا سامان لے کر آئیں گے ان جہازوں پر بھی ہم قبضہ کر لیں گے اس طرح ہمارے بحری بیڑے کی طاقت اور تعداد بھی کافی بڑھ جائے گی۔

اب تم لوگ اٹھو اپنی اپنی تیاریاں شروع کر دو آج رات کے وقت کوچ کیا جائے ہمارے کچھ مخبر جزیرہ پنون کے اردگرد منڈلاتے رہیں گے اور جب وہ ہمیں یہ خبر دیں کہ ہسپانیہ سے آنے والا سارا سامان جزیرہ پنون پہنچ گیا ہے تو ہم اسی وقت جزیرے پر حملہ آور ہو جائیں گے اس وقت تک ہم بھی جزیرے کے اطراف میں سمندر کے اندر منڈلاتے رہیں گے۔'' اس کے ساتھ ہی خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھی بھی وہاں سے ہٹ کر اپنے کوچ کی تیاریاں کرنے لگے تھے۔

⁂

خیرالدین باربروسہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دو دن تک سمندر کے اندر سرگرداں رہا اس کے بعد آدھی رات کے قریب وہ بے روک طوفانوں یاس کے دام بچھاتے بھنور اور غیض وغضب کے دھاروں کی طرح جزیرہ پنون کی طرف بڑھا تھا اس لئے کہ اس کے طلایہ گروں نے اطلاع کر دی تھی کہ ہسپانیہ سے جس قدر سامان آنا تھا وہ جزیرہ پنون پہنچ چکا ہے۔

خیرالدین کو اسی خبر کا انتظار تھا آدھی رات کے قریب وہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ جزیرہ پنون کے ساحل پر لنگر انداز ہوا سب سے پہلے اس نے ہسپانیہ سے آنے والے جہازوں پر قبضہ کیا اُن کے اندر جو ملاح سو رہے تھے ان کا خاتمہ کر دیا گیا پھر جزیرہ پنون کے محافظوں پر خیرالدین باربروسہ روحوں کی تاریکیوں میں سرگرداں بغض عداوت کے اندھیاؤ پابند سلاسل کر دینے والی عداوتوں کی لپیٹوں اور خوفناک بے روک قوتوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا جزیرہ پنون کے اندر پہلے بھی ایک لشکر تھا اور اب ہسپانیہ سے کمک پہنچ گئی تھی لہٰذا وہاں ہسپانیہ والوں کی خاصی طاقت تھی لیکن خیرالدین باربروسہ کا حملہ ایسا اچانک تھا کہ انہیں سنبھلنے میں وقت لگا۔

تاہم جزیرہ پنون کا ہسپانوی سالار اور کمانداز ڈان مارٹن سنبھل گیا اور مسلمانوں کے خلاف اس نے جوابی کارروائی کرنا شروع کی۔

لیکن باربروسہ کے تیز حملوں کے سامنے اس کی ہر کوشش اس کا ہر جتن ناکام ثابت ہوا رات کی گہری تاریکی میں آسمان پر چمکتے ستاروں نے دیکھا خیرالدین باربروسہ اور اُس کے ساتھیوں کے حملوں میں نگاہ وفکر کی رفعت جیسی شادابی اجالوں کی زمزمہ خیزی جیسی بے باکی تھی۔

وہ ساحلوں کے نقیب آندھیوں کے محرم اور طوفانوں کے تلاطم بن کر جزیرہ پنون میں اپنے سامنے آنے والے دُشمن کے ہر لشکری کو خون کا غسل دیتے چلے گئے تھے۔

خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کے حملوں سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ خاک کو

طوفانوں پر سوار کرانے سورج پر چراغ کو ہنسانے غبار کو پربتوں سے ٹکرانے اور ظلمتوں کی خلیج کو ستاروں کا لباس پہنانے کے لئے پیدا کئے گئے ہوں کافی دیر تک جزیرہ پنون میں ہولناک جنگ جاری رہی خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھی رتوں کی بساط لپیٹنے والے جنگجوؤں اقوام کی تقدیر بدل دینے والی بحر کی ہیجان خیزیوں کی طرح آخر کار جزیرہ کے اندر ہسپانیوں کے لشکر پر غالب آتے دکھائی دیئے۔

جزیرہ پنون میں جو ہسپانوی تھے جب انہوں نے دیکھا کہ اُن کے لشکر کی زیادہ تعداد کو حملہ آوروں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور رات کی تاریکی میں جنگ اسی طرح جاری رہی تو جزیرہ پنون میں جس طرح قدر ہسپانوی ہیں ان کا مکمل طور پر صفایا کر دیا جائے گا تب انہوں نے حملہ آور خیرالدین باربروسہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور امان کے طالب ہوئے تھے۔

جزیرے کے اندر جس قدر ہسپانیہ کے جنگجو تھے سب کو نہتا کر کے گرفتار کر لیا گیا جزیرے کے اندر جو مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا اس کے اندر سامان حرب وضرب کے علاوہ رسد کا سامان بھی رکھا جاتا تھا اس قلعے کی فصیلوں کو گرا کر خیرالدین باربروسہ نے تہس نہس کر دیا جزیرے کے اطراف میں اس نے اپنے طلایہ گروں کے چھوٹے چھوٹے دستے کشتیوں کے اندر پھیلا دیئے تاکہ کوئی بھی کشتی یا جہاز ہسپانیہ سے یا افریقہ کے ساحل سے جزیرے کی طرف نہ آنے پائے۔

اس سارے کام سے فراغت پانے کے بعد خیرالدین باربروسہ نے جزیرے کے اندر جس قدر ہسپانوی قیدی بنائے گئے تھے انہیں ایک جگہ جمع کیا گیا فصیلوں اور قلعے کو گرا کر جو ملبہ جزیرے میں جمع ہوا تھا اسے کام میں لایا گیا اس ملبے کو سمندر کے اندر پھینکا جانے لگا اس طرح اس ملبے سے خیرالدین نے سمندر کے اندر دور تک ایک علامتی دیوار سی بنا دی تھی اس طرح اس دیوار کی وجہ سے جزیرہ افریقہ کا ساحل مزید قرب ہو گیا تھا۔

جزیرے کی شکل وصورت اور ہیئت بدلنے کے بعد وہ بحری جہاز جو ہسپانیہ سے سامان لے کر آئے تھے انہیں خیرالدین نے اپنے بحری بیڑے میں شامل کر لیا اتنی دیر تک الجزائر میں جو مون کیڈ نام کا ہسپانوی حکمران اور سالار تھا اسے خبر ہو گئی کہ باربروسہ نے جزیرہ پنون پر حملہ آور ہو کر ہسپانیہ والوں کو نقصان پہنچایا ہے لہٰذا اس نے ایک بیڑہ جزیرہ پنون میں ہسپانیوں کی مدد کے لئے روانہ کیا۔

لیکن اس بحری بیڑے کی جو حالت خیرالدین باربروسہ نے کی اس حالت پر افریقہ کے

ساحلوں کے لوگ ایک عرصے تک مذاق اڑاتے رہے۔

ہوا یوں کہ جب جزیرے کے محصورین کی کمک کے لئے ہسپانوی بیڑہ جزیرہ پنون پہنچا تو وہ حیران پریشان رہ گئے اس لئے کہ خیرالدین باربروسہ نے جزیرے کی شکل وصورت اور ہیت بالکل بدل دی تھی وہ جزیرے کو پہچان نہ پائے۔

جزیرے کے اندر جو مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا اس کا اب نام ونشان نہ تھا خیرالدین باربروسہ نے سمندر کے اندر جو دیوار بنائی تھی اس کو دیکھ کر وہ دنگ رہ گئے۔

ہسپانوی بیڑہ جب محصورین کی تلاش میں اس دیوار کے قریب اندر گھس آیا تب خیر الدین باربروسہ نے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ہسپانوی بیڑے کو چاروں طرف سے گھیر لیا سمندر کے اندر تھوڑی دیر کے لئے ہولناک جنگ ہوئی جس کے نتیجے میں خیرالدین باربروسہ غالب رہا جہازوں کے اندر جس قدر ہسپانوی تھے ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا باقیوں کو چپو چلانے کے لئے قیدی بنا لیا گیا ہسپانوی بیڑے کا جو کپتان تھا وہ بھی قیدیوں میں شامل کر لیا گیا تھا۔

ایسا کرنے کے بعد بڑی برق رفتاری کے ساتھ باربروسہ الجزائر کے ساحل کی طرف بڑھا وہاں مزید علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا اور وہاں اپنا ایک مضبوط اور مستحکم مستقر بنانے کا رادہ کیا۔

ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس کسی صورت پسند نہیں کرتا تھا کہ خیرالدین باربروسہ جیسی بحری ت الجزائر کو اپنا مسکن بنائے کیونکہ وہاں سے آبنائے جبل طارق بہت قریب تھی اور پھر ہاں سے ہو کر نئی دنیا کے خزانے اسپین آتے تھے خیرالدین باربروسہ خزانے لانے والے ہازوں پر حملہ آور ہو سکتا تھا اور پھر ہسپانیہ کا ساحل بھی وہاں سے نزدیک تھا۔

لیکن باربروسہ بھی وہاں سے ہٹنے والا نہیں تھا اس کو الجزائر کا وہ ساحل بڑا پسند آیا جو ورج سے چمکتی ہوئی پہاڑیوں پر پھیلا ہوا تھا اور جس کی حفاظت کے لئے مضبوط فصیلیں گیں اپنی رہائش کے لئے اس نے الجزائر کے پرانے بادشاہوں کا ایک محل پسند کیا جس کے اندر کھجوروں کا ایک بہت بڑا باغ تھا جو خیرالدین باربروسہ کو بڑا پسند آیا اس محل نے بھی ل جانباز ملاح کا دل موہ لیا تھا۔

الجزائر کے ان نئے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد باربروسہ نے وہاں عربوں کو آباد کیا نہیں وہ ہسپانیہ سے نکال کر لایا تھا وہاں اس نے چاروں طرف محنتی شیشہ گروں اور بہت سے آہن گروں کے محلے آباد کیے ان کی مدد سے اس نے بندرگاہ پر بھٹیاں اور گودیاں

بنوائیں دراصل افریقہ کے ساحل پر اپنی خواہشوں کے مطابق باربروسہ وہاں ایک نیا اسپیر آباد کرنا چاہتا تھا۔

الجزائر کے وسیع علاقوں پر باربروسہ کا قبضہ کرنا ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس کے لئے ناقابل برداشت تھا جہاں پہلے ہسپانیہ والوں کے پاس افریقہ کا وسیع حصہ تھا وہاں اب ا کے مقبوضہ جات خیرالدین باربروسہ کے سامنے سمٹنے لگے تھے خیرالدین باربروسہ کا سمند کے اندر مقابلہ کرنے کے لئے اسپین کے شہنشاہ چارلس نے ایک بہترین اور انتہائی تجربہ کا امیر البحر کا انتخاب کیا اور اس کا نام ''اندریا دوریا'' تھا۔

یہ شخص جنیوا کا باشندہ تھا بحری جنگ کا بہترین تجربہ رکھتا تھا چارلس نے ایک بہت بڑ بحری بیڑہ تیار کیا وہ بیڑہ اس نے اندریا دوریا کی کمانداری میں دیا اور اسے حکم دیا ک باربروسہ کو زندہ یا مردہ گرفتار کرکے اس کی خدمت میں پیش کرے۔

دوسری جانب ترک سلطنت میں بھی ایک تبدیلی آچکی تھی سلطان سلیم فوت ہو چکا تھ اور اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان سلیمان ترکوں کا حکمران بنا تھا سلطان سلیمان کو بھی تیز سے بدلتے ہوئے حالات کی اطلاع اس کے طلایہ گردے رہے تھے سلطان کو جب خبر ہوئی کہ یورپ کی طاقتیں ترکوں کا مقابلہ نہیں کرسکتیں لہٰذا انہوں نے اپنی بحری طاقت کو بڑھان شروع کردیا تھا تاکہ سمندر میں مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرکے اپنے لئے خشکی میں بھی فوائد حاصل کریں۔

ان حالات میں سلطان سلیمان نے تیز رفتار قاصد باربروسہ کی طرف بھجوائے اور اسے قسطنطنیہ طلب کیا۔

سلطان سلیمان کا حکم ملنے کے بعد افریقہ میں اس نے اپنے علاقوں پر اپنے کچھ لشکری متعین کیے اس کے بعد اس نے سلطان سلیمان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کوچ کیا۔

قسطنطنیہ جانے کے لئے اس نے عجیب وغریب راستے کا انتخاب کیا۔

اس غیر معمولی ذہانت رکھنے والے امیر بحر نے پہلے شمال کا رخ کیا اور ایک ہسپانوی جزیرے پر آندھی اور طوفان کی طرح حملہ آور ہوا جزیرے میں جس قدر ہسپانوی تھے انہیں اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا جزیرے میں جس قدر مال واسباب تھا وہ جہازوں پر لاد کر وہاں سے چلتا بنا۔

اس کے بعد اس نے جنوب مشرق کی طرف رخ کیا اس لئے کہ سمندر کے اندر اس کے سرگرداں ملاحوں نے خبر دی تھی کہ جنیوا والوں کے کچھ جہاز غلہ اور اناج لے جا رہے ہیں لہٰذا خیرالدین ان کی طرف بڑھا۔

وہ جنیوا کے جہازوں پر حملہ آور ہوا سارے غلے اور اناج پر اس نے قبضہ کر لیا اور ان کے بحری قافلے کو بھی گرفتار کرکے اپنے بحری بیڑے میں شامل کر لیا۔

پھر اس نے جزیرہ مالٹا کے اطراف میں چکر کاٹا مالٹا کے نائیٹ جو انتہائی خطرناک اور ناقابل تسخیر خیال کیے جاتے تھے انہیں جرأت نہ ہوئی کہ وہ آنکھ اٹھا کر بھی خیرالدین باربروسہ کی طرف دیکھ سکیں۔

اس دوران خیرالدین باربروسہ کو ایک اور اچھا ساتھی اور ایک نڈر کماندار اور ایک نایاب کپتان بھی مل گیا تھا اس کا نام طرغوت تھا یورپ والے اسے زیادہ تر دراگوت کے نام سے جانتے تھے یہ اناطولیہ کا رہنے والا تھا پہلے پہلوان تھا اس پیشے سے اس نے خوب پیسہ بھی کمایا اس سے ایک چھوٹی سی کشتی خریدی اس کے بعد اپنے ساتھیوں میں اضافہ کرتے ہوئے اس نے بھی ہسپانیہ سے مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمانوں کو نکالنے کا کام شروع کیا تھا جزیرہ بنون پر قبضہ کرنے کے بعد جب خیرالدین باربروسہ نے مغرب کی طرف سے ایک لمبا کاوا کاٹا تو اس دوران دراگوت اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ خیرالدین باربروسہ سے آن ملا تھا اس طرح خیرالدین باربروسہ کی بحری طاقت اور قوت میں اضافہ ہوا تھا اور اسے ایک نڈر کپتان بھی مل گیا تھا۔

مورخین کا کہنا ہے کہ طرغوت انتہا کا دلیر اور نڈر تھا اور اس لئے ان مواقع پر بھی اسے زیادہ کامیابی ہوتی تھی جب اس کے پاس تھوڑے سے جہاز بھی ہوتے ہوں اور وہ تنہا چند جہازوں کی کمانداری کرتے ہوئے دشمن کو شکست دینے کا ہنر جانتا تھا۔

بہرحال مالٹا کا چکر کاٹتے ہوئے خیرالدین باربروسہ جب آگے بڑھا تو اسے خبر ہوئی کہ ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس نے اپنے امیر بحر اندریا دوریا کو خیرالدین کا تعاقب کرنے کے لئے بھیجا ہے تاکہ وہ خیرالدین کو اس کے لئے گرفتار کرے۔

یہ خبر ملتے ہی آندھی اور طوفان کی طرح خیرالدین باربروسہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حرکت میں آیا اور سمندر کے اندر اسی سمت بڑھا جس سمت سے اندریا دوریا کے اثرات تھے۔

ادھر جب ہسپانوی امیر البحر اندریا دوریا کو خبر ہوئی کہ سمندر کے اندر خیرالدین

باربروسہ اور اس کے کپتان اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے ہیں تو وہ ایک گمنام جزیرے میں چھپ کر اپنے آپ کو محفوظ کر گیا۔

اس کے بعد خیرالدین باربروسہ نے قسطنطنیہ کا رخ کیا گیلی پول کے قریب اس نے اپنے بوسیدہ جہازوں پر رنگ کرنے کا اہتمام کیا اس کے بعد وہ قسطنطنیہ میں سلطان سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

جب اس کا بحری بیڑہ قسطنطنیہ کے سمندر میں داخل ہوا تو عجیب سا سماں تھا کالے جہازوں پر جھنڈے لہرا رہے تھے جہازوں سے توپیں سلامی دے رہی تھیں اور قسطنطنیہ کی طرف آتے ہوئے انہیں جوجنیوا اور دوسری دشمن قوتوں کی کشتیاں اور جہاز چھینے تھے وہ پیچھے پیچھے آ رہے تھے سامان سے بھرے اور لدے ہوئے تھے۔

خیرالدین جب دیوان عام میں سلطان سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کی شان آن بان عجیب تھی اس کے ساتھ اس وقت اس کے اٹھارہ انتہائی تجربہ کار کپتان تھے اور ساتھ ہی مال غنیمت سے بھرے ہوئے وہ جہاز اس نے سلطان سلیمان کی خدمت میں پیش کیے جو سمندر کے اندر اس نے دشمن قوتوں سے حاصل کئے تھے۔

سلطان سلیمان اور خیرالدین کی ملاقات بھی عجیب وغریب تھی زمین کے سب سے بڑے تاجدار سلطان سلیمان کے سامنے ایک ایسا شخص کھڑا تھا جس کی داستانیں سمندر سمندر مشہور تھیں۔

سلطان سلیمان نے دیکھا اس کا جسم بھاری تھا اس کے انداز میں بے چینی تھی اس کے چہرے کی رنگت تانبے کی سی ہو گئی تھی اس کی ترشی ہوئی داڑھی میں کہیں کہیں سفید بال بھی جھلکنے لگے تھے سلطان سلیمان نے یہ بھی دیکھا کہ وہ پہلوانوں کی طرح تنومند تھا اس کے ناک چونچ کی طرح نوکیلی تھی سلطان سلیمان کو کچھ لوگوں نے بتایا کہ وہ دل کا بڑا نرم ہے لیکن جب غصہ آتا ہے تو بڑا سنگدل ملاح بن جاتا ہے پیدائشی ملاح ہے اور یہ کہ اسے پہلے ہی پتا چل جاتا ہے کہ اس کے خلاف طوفان اور جھکڑ کس سمت سے اٹھنے والے ہیں۔

سلطان سلیمان نے اسے امیر البحر بنایا اور پاشا کا خطاب دیا اور اس کے ذمے یہ کام لگایا کہ سمندر کے اندر یورپ کی ہر بحری طاقت کو شکست دے کر اپنے ساتھ مصروف رکھے تاکہ سلطان سلیمان ایشیاء اور یورپ کے اندر خشکی کی مہموں کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنے کی پوری آزادی اور فراغت ہو۔

ملاقات کے دوران سلطان سلیمان نے خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کو

مرصع تلواریں عنایت کیں اپنا اسلحہ سازی کا کارخانہ ان کے سپرد کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی نگرانی میں ایک بہترین بحری بیڑہ تیار کریں۔

یہ حکم ملتے ہی باربروسہ کی مستعدی اور قوت عملی کی بدولت قسطنطنیہ میں ایک نیا بحری بیڑہ تیار ہونے لگا اس کام میں اس کے سارے ساتھی مستعدی کے ساتھ اس کا ساتھ دے رہے تھے پرانے جہازوں کی مرمت ہونے لگی نئے نئے جہاز اور کشتیاں بننے لگیں اور ان کے عرشوں پر نئے نئے کماندار مقرر ہونے لگے ترک لشکریوں کو ملاحوں کی رسیوں اور بادبانوں کے استعمال کے گر سکھانے جانے لگے بہت بڑے پیمانے پر حرب وضرب کا سامان تیار ہونے لگا۔

جہازوں اور کشتیوں کے بنانے کے لئے سلطان سلیمان نے خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کے لئے لکڑی کپڑے تارکول پیتل کی توپوں اور تانبے اور دوسری اشیاء کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔

خیرالدین باربروسہ کو سلطان نے ہر طرح کی آسائش مہیا کی تھی اس طرح خیرالدین باربروسہ اور اس کے کپتانوں اور ساتھیوں کی نگرانی میں قسطنطنیہ کے اندر لگ بھگ چوراسی جہاز بننا شروع ہو گئے تھے۔

✿✿✿

قسطنطنیہ میں قیام کے دوران خیرالدین باربروسہ کے آوارہ گرد ملاحوں نے خبر دی کہ چند ہفتوں تک نئی دنیا کی طرف سے کچھ جہاز آئیں گے۔ جن کے اندر ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس کے لئے سونا لدا ہوا ہے۔

یہ خبر یقیناً باربروسہ کے لئے خوش کن تھی لہٰذا اس نے اپنے کچھ جہازوں کو علیحدہ کیا ان جہازوں کی کمانداری اس نے کاکادا اور حسن کرسو کے سپرد کی اور انہیں حکم دیا کہ نئی دنیا سے ہسپانیہ سونا لانے والے جہازوں پر حملہ آور ہوں اور ان سے ہر چیز چھین کر اپنے قبضے میں کر لیں اس طرح چند جہازوں اور کشتیوں کو لے کر اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ حسن کرسو اور کاکادا قسطنطنیہ سے مغربی سمندروں کا رخ کر گئے تھے۔

✿✿✿

ایک روز سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے معاذ بسیط کے ساتھ حسن کرسو کے دادا جابر بن مغیث کو کھانا کھلا کر واپس آرہی تھی اپنی بستی کی طرف جانے کے لئے جب وہ کوہستانی سلسلے کے پاس سے گزر رہی تھی تو اس نے دیکھا بوڑھا چرواہا منذر بن زبیر گھر جانے کے لئے اپنے ریوڑ کے جانوروں کو اکٹھا کر رہا تھا۔

اس کے قریب آکر معاذ نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اس کی طرف دیکھتے ہوئے بسیط بھی اپنے گھوڑے کی باگ کو کھینچ چکا تھا۔

اس موقع پر منذر بن زبیر کو مخاطب کرتے ہوئے معاذ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے منذر بن زبیر نے اسے مخاطب کرلیا۔

”بیٹی آج تمہاری غیر موجودگی میں ہماری بستی میں ایک بہت بڑا حادثہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔“

معاذ فکر مند ہوگئی اپنے گھوڑے سے اتر گئی ابن زبیر کے قریب ہوئی اور فکر مند لہجے میں اس نے پوچھا۔

”عم آپ کس حادثے کی بات کررہے ہیں ذرا تفصیل سے کہیں۔“

جواب میں منذر بن زبیر نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

”غرناطہ کی جو سب سے بڑی راہبوں کی احتسابی عدالت ہے اس کی طرف سے چار مسلح جوان آئے تھے ان کے پاس اس عدالت کی طرف سے تمہارے بابا کعب بن عامر اور عدنانی سرداری سعد بن سلامہ کے نام ایک نامہ بھی تھا جس میں حکم دیا گیا تھا کہ ان قبیلوں کے کچھ لوگ ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں چارلس کا حکم ہے کہ البشارات کے علاوہ جس قدر علاقے ہیں وہاں کے مسلمانوں کو ہر صورت میں نصرانی بن کر رہنا ہوگا انہوں نے الزام لگایا تھا کہ قحطانی اور عدنانی قبائل کے کچھ جوان اس کام کے آڑے آرہے ہیں اور جن مسلمانوں کو راہب نصرانی بنانا چاہتے ہیں ان کی مدد کرتے ہوئے وہ انہیں ہسپانیہ سے نکالنے میں مدد دیتے ہیں۔

جن جوانوں کو وہ لینے آئے تھے میری بیٹی ان میں تمہارے بھائی مغیرہ بن کعب کا بھی نام تھا۔

اس موقع پر اگر ایک شخص بیچ میں نہ آتا تو جو مسلح جوان آئے تھے ان کے اور قبیلے والوں کے درمیان تکرار ہو جاتی معاملہ بڑھتا، ہوسکتا ہے وہ چاروں مسلح جوان قبیلے والوں کے ہاتھوں مارے جاتے اگر ایسا ہوتا تو بات بڑھ جاتی اور ان کے قتل کی ذمہ داری قحطانی اور عدنانی قبائل پر پڑتی ہسپانیہ کے اندر جس قدر راہبوں کی عدالتیں ہیں وہ ساری ان قبائل کے خلاف حرکت میں آجاتیں اور چارلس کو ہر صورت میں مجبور کرتیں کہ البشارات کے مسلمانوں کو تہس نہس کیا جائے یا انہیں زبردستی نصرانی بنایا جائے۔

میری عزیز بیٹی! ہسپانیہ میں اس وقت البشارات کا ہی سلسلہ بچا ہوا ہے جہاں مسلمانوں پر سختی نہیں کی جاتی اور انہیں زبردستی نصرانی بنانے کا عمل تیز نہیں کیا گیا ورنہ باقی سارے علاقوں میں مسلمان بیچارے زبردستی عیسائی بنائے جارہے ہیں گو وہ بظاہر عیسائی ہو جاتے ہیں لیکن باطن میں اسلام کو ترک نہیں کرتے اور جو بظاہر بھی نصرانی نہیں ہونا چاہتے وہ کسی نہ کسی طریقے سے بھاگ دوڑ کر کے ہسپانیہ سے نکل جاتے ہیں۔“

منذر بن زبیر جب خاموش ہوا تو بڑے شوق سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے معاذ کہنے لگی۔

”آپ نے اپنی گفتگو کے شروع میں بتایا کہ اگر ایک شخص آڑے نہ آتا تو یہ حادثہ ہو جاتا آپ نے آڑے آنے والے شخص کا نام نہیں بتایا اس لئے کہ وہ تو اب ہمارے دونوں قبیلوں کا محسن ہے جس نے قبیلے کے اتنے نوجوانوں کی جان راہبوں کے ہاتھوں سے بچائی۔“

لمحہ بھر کے لئے منذر بن زبیر نے بڑے غور سے معاذ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

”جو شخص آڑے آیا مصیبت یہ ہے کہ تم اسے پسند نہیں کرتی اس سے نفرت کرتی ہو اور وہ اس کوہستانی سلسلے کی خانقاہوں کا نوجوان راہب لیسانکو ہے۔“

لمحہ بھر کے لیے معاذ چونکی پھر کہنے لگی۔

”عم کافی ماہ گزر گئے اس راہب کو میں نے کبھی دیکھا نہیں ایک بار کافی عرصہ پہلے آپ جانتے ہیں وہ ہماری حویلی میں آیا تھا اور اس موقع پر میں نے اس کی اہانت بھی کی تھی اب اگر اس کی وجہ سے ہمارے قبیلوں کے کچھ نوجوان جن میں میرا بھائی بھی شامل ہے وہ غرناطہ میں راہبوں کی عدالتوں میں جانے سے بچ گئے ہیں تو میں اس لیسانکو نام کے راہب سے

ناصرف یہ کہ اپنے گزشتہ رویے کی معافی مانگ لوں گی بلکہ اس کا شکریہ بھی ادا کروں گی۔“

معاذ رکی پھر وہ دوبارہ کہنے لگی۔

”گو اپنی حویلی میں میں نے اس کی توہین کی تھی اس کو کافی ماہ بیت چکے ہیں پھر بھی میں اس سے معذرت ضرور کروں گی کیا وہ اس وقت خانقاہ ہی میں ہے۔“

اس پر منذر بن زبیر کہنے لگا۔

”نہیں بیٹی میرے خیال میں وہ اس وقت تمہاری حویلی ہی میں ہے۔“

معاذ اپنے گھوڑے کی طرف بڑھی اور کہنے لگی۔

”میں وہیں جاتی ہوں اور اس سے مل کر اس کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔“ معاذ گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھنے ہی لگی تھی کہ منذر بن زبیر نے پھر اسے مخاطب کیا۔

”معاذ میری بیٹی تمہارے لئے ایک اور اچھی خبر بھی ہے۔“

گھوڑے پر بیٹھتے بیٹھتے معاذ رک گئی غور سے منذر بن زبیر کی طرف دیکھا اس کے قریب ہوئی اور بڑے شوق سے پوچھنے لگی۔

”کیسی خوشخبری؟“

”بیٹی تم روز مجھ سے پوچھتی ہو کہ کب عالم اسلام کا عظیم مجاہد حسن کرسو ان علاقوں کی طرف آئے گا تو میں تم پر انکشاف کروں کہ حسن کرسو تھوڑی دیر پہلے ہی یہاں پہنچا ہے۔“

منذر بن زبیر کے اس انکشاف پر معاذ کی حالت بالکل ہی بدل گئی تھی اس کے چہرے اس کی آنکھوں میں دور دور تک خوشیاں اور طمانیت رقص کر گئی تھی پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

”عم حسن کرسو یہاں آیا ہے تو اس کا قیام کہاں ہے یہاں کے حکومتی نمائندوں کو اس کے آنے کی خبر نہیں ہونی چاہئے اگر کسی کو پتہ چل گیا تو یہاں کے راہب اسے پکڑنے کی کوشش کریں گے اس لئے کہ سب جانتے ہیں حسن کرسو خیر الدین باربروسہ کے اہم آدمیوں میں سے ایک ہے۔“

”بیٹی اس کے متعلق تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے راہب لیسانکو کی طرح حسن کرسو بھی اس وقت تمہاری حویلی میں موجود ہے۔“ منذر بن زبیر نے مسکراتے ہوئے معاذ سے کہا تھا۔

اس سے آگے معاذ نے کچھ نہ کہا بڑی تیزی سے مڑی اور اپنے گھوڑے کی طرف بھاگی لیکن ایک دم رک گئی اس لئے اس نے دیکھا ایک طرف سے راہب لیسانکو ان ہی کی

طرف آ رہا تھا بیچاری معاذ نہ جانتی تھی کہ راہب لیسانکو ہی اصل میں حسن کرسو ہے۔

اسے دیکھتے ہوئے معاذ نے لمحہ بھر کے لئے اپنے سر کو کھجایا کچھ سوچا پھر رک کر وہ لیسانکو کا انتظار کرنے لگی۔

اس موقع پر وہ مڑ کر منذر بن زبیر سے لیسانکو کے متعلق کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ایک دم چونک پڑی اس لئے کہ اس نے دیکھا کہ چار نصرانی مسلح جوان جو غرناطہ کی انتظامیہ سے تعلق رکھتے تھے جن کے گلوں میں صلیبیں لٹک رہی تھیں اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے لیسانکو کے پیچھے آئے تھے۔

پھر ان میں سے ایک نے آواز دے کر لیسانکو کو رکنے کے لئے کہا تھا۔

اس وقت لیسانکو معاذ بسیط اور منذر بن زبیر کے قریب پہنچ چکا تھا روکنے والے کی آواز کو معاذ بسیط اور منذر بن زبیر نے بھی سنا تھا۔

یہ آواز سن کر لیسانکو رک گیا جب مسلح جوان قریب آئے تو ان میں سے ایک نے گھوڑے پر ہی بیٹھے لیسانکو کو مخاطب کیا۔

”عزیز راہب تمہارا تعلق الجزائر سے ہے تمہارے لئے بہتر ہو گا کہ تم ہسپانیہ کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرو دیکھو آج تم نے مالی طور پر ہمیں بے پناہ نقصان پہنچایا ہے ہم ان دو قبائل کے جن جوانوں کو پکڑنے کے لئے آئے تھے ان کے پکڑنے کا ہمیں کسی نے حکم نہیں دیا تھا بلکہ ہم نے اپنے طور پر ان کی فہرست بنائی تھی اور انہیں پکڑنے کے لئے آئے تھے ہم چاہتے تھے کہ جب ہم انہیں پکڑیں گے تو ہماری گرفت اور پکڑ سے بچنے کے لئے یہ ہمیں بھاری رقوم دیں گے اور ہم ان سے رقوم لے کر انہیں چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے۔“ وہ کہنے والا جب خاموش ہوا تو کھا جانے والے انداز میں لیسانکو نے انہیں مخاطب کیا۔

”اس طرح گھوڑے پر بیٹھ کر مجھ سے بات کرنا میں گستاخی سمجھتا ہوں چاروں گھوڑوں سے اتر کر بات کرو۔“

معاذ اور منذر بن زبیر لیسانکو کی آواز سن رہے تھے لیسانکو کا لہجہ ایسا تحکمانہ تھا کہ وہ چاروں اپنے گھوڑوں سے اتر گئے پھر کڑکتی ہوئی آواز میں لیسانکو نے انہیں مخاطب کیا۔

”تم لوگ چند سکوں کی خاطر انسانیت کو بیچتے ہو دیکھو اگر کسی مسلم سلطنت میں اگر نصرانیوں کے ساتھ ایسا کیا جائے تو پھر تمہارے دل پر کیا گزرے گی۔“ اس بار دوسرا مسلح جوان لیسانکو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ہمارے دل پر کچھ نہیں گزرے گی ہمیں صرف دولت چاہئے ہمیں نصرانیت اور اسلام سے کوئی غرض نہیں۔

ہم تمہیں یہ بھی تنبیہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہم نے ان قبائل میں اور واردات کرنا چاہی اور تم آڑے آئے تو یاد رکھنا ہم تم پر بھی حملہ آور ہونے سے باز نہیں آئیں گے اور تم ہمارے ہاتھوں نقصان اٹھاؤ گے تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم الجزائر ہی میں رہو بار بار وہاں سے یہاں کیوں آجاتے ہو ہم نے تو سنا تھا کہ تم واپس جا چکے ہو یہاں کیسے آگئے۔"

اس مسلح جوان کے ان الفاظ پر حسن کرسو کی نگاہیں آگ برسا گئی تھیں کچھ دیر تک وہ اپنی بے پناہ غضب ناکی میں گھورتا رہا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تو تم میرے خلاف بھی حرکت میں آ کے مجھے نقصان پہنچاؤ گے۔"

جو پہلے بولا تھا اس نے بے پروائی سے کندھے اچکا کر کہہ دیا۔

"بالکل آپ کے خلاف بھی حرکت میں آئیں گے اور جو حرکت آپ نے آج کی ہے ایسی ہی حرکت اگر دہرائی گئی تو وہ حرکت اور خود تم ہمارے لئے ناقابل برداشت ہو گے۔"

لیسانکو کی حالت یکسر ہی بدل گئی آنکھیں قہر مانیت برسا گئیں چہرہ غصے میں سرخ ہو گیا تھا پھر کہنے لگا تھا۔

"اگر میں آج بلکہ اس وقت تم چاروں کے خلاف حرکت میں آ جاؤں اور تم چاروں کے سر کاٹ دوں تو کوئی ہے جو مجھ سے باز پرس کرے گا۔"

اس بار ایک تیسرے مسلح جوان نے قہقہہ لگایا اور لیسانکو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"راہب ہو راہب ہی رہو جنگجو یا سورما بننے کی کوشش نہ کرو راہب اور محارب میں بڑا فرق ہے راہب خانقاہوں میں رہ کر پر آسائش زندگی بسر کر کے اپنے پیاسے نفس کو سیراب کرتا ہے جبکہ محارب ظلمت کا فرشتہ بن کر زندگی کے سامنے موت کا خط فاصل کھینچتا ہے۔

راہب صبح کے اجالوں رات کے ضمیر میں نمناک گھٹاؤں سی آسان زندگی بسر کرتا ہے جبکہ محارب موت کی تاریکیوں میں آسمان پر کمندیں ڈالتا ہے ہواؤں کے طمانچوں میں چٹانیں توڑتا طوفان بنتا ہے۔"

وہ مسلح جوان یہیں تک کہنے پایا تھا کہ معاذ منذر بن زبیر اور بسیط کے کانوں میں راہب لیسانکو کی دھاڑتی ہوئی آواز پڑی تھی اس نے ان چاروں مسلح جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

"مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے والے شیطان کے غلیظ گماشتو اگر اس کوہستانی

سلسلے میں میں حادثوں آندھیوں اور برقی کوندوں پر سوار ہو کر تم چاروں کے لئے آندھیوں کی بے اماں فتنہ گری اور برق شرر کا رقص ثابت ہوں تو کیسا رہے گا۔" ان چار میں سے ایک نے پھر قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"کیوں ہمارے ہاتھوں حرام موت مرنے پر تل گئے ہو سورج دیکھو مغرب میں غروب ہونے والا ہے اس وقت یہاں صرف تین اور ہیں وہ کھڑے یہ ماجرا دیکھ رہے ہیں زیادہ پھیلو گے تو پہلے ہم تمہاری گردن کاٹیں گے اس کے بعد ان تینوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیں گے تا کہ کوئی تمہیں مرتا ہوا دیکھ نہ سکے۔"

معاذ کے دیکھتے ہی دیکھتے راہب لیسانکو عجیب سے انداز میں حرکت میں آیا اس نے جو راہبانہ عبا پہن رکھی تھی وہ اتار کر ایک طرف پھینک دی اب اس کے نیچے چمکتا ہوا عبا داری لباس تھا جس کے اندر سے اس کی چمکتی ہوئی زرہ تانک جھانک کر رہی تھی کمر پر پٹکا تھا جس کے اوپر اس نے تلوار اور خنجر کی خوبصورت سرخ رنگ کی پیٹی باندھ رکھی تھی ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنے گھنے پیچوں والا عمامہ بھی اتار دیا وقت کی آنکھ نے دیکھا اس سے اس کے سر پر چمکتا ہوا آہنی خود تھا جس پر ڈوبتے سورج کی سرخ شعاعیں منعکس ہو کر عجیب سا سماں باندھ گئی تھیں پھر لیسانکو نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار بے نیام کی پیٹھ پر ڈھال بھی تھی جسے اس نے فوراً اتار کر اپنے بائیں ہاتھ میں لیا اور پھر للکارنے کے انداز میں اس نے ان چاروں کو مخاطب کیا۔

"تم چاروں میرے مقابل آؤ پھر میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے والو تم کامیاب ہوتے ہو یا اس کوہستانی سلسلے کے اندر میں مسلمانوں کی مدد کرنے والا فوز مند اور کامیاب رہتا ہوں۔"

ان چاروں نے تلواریں سونت لی تھیں اور اسے راہب سمجھتے ہوئے انہوں نے اپنی پیٹھوں پر بندھی ہوئی ڈھالیں اتارنے کی زحمت نہیں کی تھی وہ یہ خیال کرتے تھے کہ راہب ان کے سامنے ایک لحہ بھی نہیں نکالے گا اور وہ اسے ٹکڑوں میں بانٹ دیں گے۔

اب وہ چاروں آہستہ آہستہ راہب کی طرف بڑھے تھے اس موقع معاذ پریشان فکر مند اور اداس ہو گئی تھی قریب ہی کھڑے منذر بن زبیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"عم یہ راہب لیسانکو عجیب و غریب انسان ہے یہ مسلمانوں کے حق میں اور نصرانیوں کے خلاف بول رہا تھا کیسا انسان ہے ہمیں آگے بڑھ کر اس کی مدد کرنی چاہیے ورنہ وہ چاروں مسلح جوان اسے نقصان پہنچائیں گے۔"

اس موقع پر معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے منذر بن زبیر بڑی رازداری میں کہنے لگا۔

''بیٹی اگر تو ایک راز کو افشاں نہ کرے تو میں اس کا تم پر اظہار کروں۔''

معاذ نے تیز نگاہوں سے منذر بن زبیر کی طرف دیکھا۔

''کیسا راز؟''

منذر بن زبیر مسکرایا۔

''میری بیٹی یہ لیسانکو نام کا راہب ہی اصل میں حسن کرسو ہے دیکھ بیٹی کسی پر اس اظہار نہ کرنا ورنہ ان سرزمینوں میں لیسانکو کے روپ میں جو کام حسن کرسو کرنا چاہتا ہے نہ کر پائے گا بیٹی میں نے تمہیں اس لئے بتایا ہے کہ تم حسن کرسو کو پسند کرتی ہو کسی پر یہ ظاہر نہ کرنا کہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے کہ لیسانکو ہی حسن کرسو ہے بسیط تم بھی میری با غور سے سنو خبردار کسی پر یہ ظاہر نہ ہو کہ یہ لیسانکو اصل میں حسن کرسو ہے۔''

منذر بن زبیر کے اس انکشاف پر معاذ دنگ رہ گئی تھی انتہائی شوق سے وہ راہب لیسا یعنی حسن کرسو کی طرف دیکھنے لگی تھی اس موقع پر چاروں مسلح جوان اس پر حملہ آور ہو کے لئے اس کے قریب آ چکے تھے اچانک معاذ زمین پر بیٹھ گئی پھر ایک دم سے وہ قبلہ رو کر زمین پر سجدہ ریز ہوئی اور گڑگڑاتے ہوئے روتے ہوئے کپکپاتی آواز میں کہہ رہی تھی۔

''اے اللہ تو حسن کرسو کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا اے اللہ یہ عالم اسلام کے ا جوانوں میں سے ہے جو شیطانوں کی شیطنت کے سامنے ملائکہ کی جبینوں کا سجود اندھیر کا لباس پہننے والوں کے سامنے ستاروں کی حکایات جیسے جاہل بن جاتے ہیں اے اللہ وہ مجاہد ہیں جو جاہلیت کی راتوں کے طول میں عالم اسلام کے لئے اٹھتے سورج کی لو ثابت ہوتے ہیں جو مسلمانوں کے لئے تعصب کی اندھیری سرزمینوں میں گنگناتی کہکشاں، گا مہتاب بن کر نمودار ہوتے ہیں اللہ اس کی حفاظت کرنا۔'' اس سے آگے معاذ کچھ نہ کہہ اس لئے کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی ساتھ ہی ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں دل ہی دل میں دعا بھی مانگ رہی تھی۔

معاذ ایک دم چونکتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اس لئے کہ اس کے کانوں میں دھاڑ ہوئی آوازوں میں کئی بار اللہ اکبر کی تعبیریں سنائی دی تھیں۔

اس نے کھڑے ہو کر جب حسن کرسو کی طرف دیکھا تو حسن کرسو چاروں سے ٹکرا چکا وہ چاروں بار بار اس پر حملہ آور ہو رہے تھے اور وہ کمال صناعی پر جمال ہنرمندی کا مظا

کرتے ہوئے ان چاروں کے حملوں کو روکتے ہوئے ان پر جوابی حملے بھی کر رہا تھا۔

اس موقع پر تحسین آمیز انداز میں منذر بن زبیر نے معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''بیٹی تیندوا تنہا ہی کیوں نہ ہو لیکن بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کے سامنے آتے ہوئے ہچکچاتا نہیں میری بچی شاہین اپنے آشیانوں سے کتنی ہی دور کیوں نہ ہو وہ کرگسوں کے سامنے آتے ہوئے اپنے جذبات اور احساسات پر گھبراہٹ محسوس نہیں کرتا بیٹی مطمئن رہ تو نے زمین پر جو سجدہ ریز ہو کر اس کے لئے دعا مانگی ہے وہ رنگ ضرور لائے گی۔ یہ حسن کرسو ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں یہ چاروں جو اس سے ٹکرا رہے ہیں یہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے گزر جائے گا۔''

منذر بن زبیر کی بات کا معاذ جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ چونک پڑی اس لئے کہ فضا میں دو چیخیں سنائی دی تھیں پھر وہ دنگ رہ گئی حسن کرسو سے ٹکرانے والے چار میں سے دو کو حسن کرسو نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا باقی دو نے اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لئے اور حسن کرسو کے سامنے اپنے دفاع کو مضبوط کرنے کے لئے اپنی پیٹھ پر لٹکتی ڈھالیں سنبھالنی چاہیں تو حسن کرسو بڑی خونخواری سے ان پر حملہ آور ہوا اور ان دو میں سے ایک اور کو موت کی گہری نیند سلا دیا تھا آخر میں بچنے والا کپکپا رہا تھا وہ اپنی پیٹھ سے اپنی ڈھال اتار چکا تھا لیکن موت کو اپنے قریب دیکھ کر اس پر لرزہ طاری ہو رہا تھا حسن کرسو کچھ دیر تک اسے گھورتا رہا پھر عجیب سی زقند لگاتے ہوئے اس پر حملہ آور ہوا آخری بچنے والا کپکپاتے ہوئے اپنا دفاع تک نہ کر سکا حسن کرسو کی تلوار بلند ہوئی اور اس کا بھی خاتمہ کر گئی۔

حسن کرسو نے فوراً اپنی تلوار صاف کر کے نیام میں کی زمین پر پڑا ہوا عمامہ اٹھا کر پھر اپنے سر پر باندھ لیا اور راہبانہ عبا جو اس نے اتاری تھی وہ بھی اس نے پہن لی تھی۔

پھر معاذ کے لئے ایک اور حیرت انگیز قدم حسن کرسو نے اٹھایا وہ اس طرح کہ مرنے والوں کے چاروں گھوڑے جو قریب ہی کھڑے تھے ایک گھوڑے کی طرف حسن کرسو بڑھا رکاب میں پاؤں جمائے بغیر اس نے شاہین کی طرح ایک غصیلی جست لگائی اور گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی باگ سنبھالتے ہوئے اسے ایڑ لگا دی تھی۔

گھوڑے کو بھگاتا ہوا جب حسن کرسو منذر بن زبیر معاذ اور بسیط کے قریب آیا تو اسے مخاطب کرتے ہوئے بڑی ارادت مندی اور عقیدت کے ساتھ معاذ نے اسے مخاطب کیا۔

''ان چاروں مسلح جوانوں کے خلاف کامیابی پر میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں آپ کی

شجاعت آپ کی جواں مردی اسلام اور مسلمانوں سے آپ کی چاہت اور محبت کو سلام کرتی ہوں مجھے پتہ چلا ہے کہ میرے بھائی کے علاوہ آپ نے کچھ اور جوانوں کو بھی ان کے ہاتھوں گرفتار ہونے سے بچایا ہے اس کے لئے آپ کا شکریہ بہت ماہ پہلے ایک بار جب آپ ہماری حویلی میں آئے تو آپ کے حق میں مجھ سے ایک گستاخی ہوئی تھی میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں آپ سے معافی مانگتی ہوں۔“

جب تک معاذ بولتی رہی حسن کرسو مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتا رہا معاذ جب خاموش ہوئی تو اس کی طرف دیکھے بغیر کسی قدر زمین کی طرف دیکھتے ہوئے حسن کرسو کہہ رہا تھا۔

”بی بی! تمہیں معذرت کرنے کی ضرورت نہیں ہے شرمسار ہونے کی نہ شکریہ ادا کرنے کی دیکھو میں ایک راہب ہوں اور ہمارا مدعا اور مقصد انسانیت کی بہتری اور بھلائی ہے۔“

اس موقع پر معاذ حسن کرسو کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتی تھی کہ حسن کرسو نے منذر بن زبیر کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کیا۔

”یہ چاروں مرنے والے غرناطہ کی انتظامیہ سے تعلق نہیں رکھتے نہ ان کا تعلق راہبوں کی کسی احتسابی عدالت سے ہے یہ بس مسلمانوں کے علاقوں میں لوٹ کھسوٹ کا لائحہ عمل اور منصوبہ بنا کر آئے تھے جو ناکام ہو گیا ہے ہو سکے تو ان کی لاشوں کو یہیں کہیں کسی گڑھے میں ڈال کر ٹھکانے لگا دو اور ان تینوں کے گھوڑوں کو بھی بستی میں لے جاؤ یہ تم لوگوں کے کام آئیں گے یہ گھوڑا جو اس وقت میرے پاس ہے یہ میرے پاس رہے گا میں پہلے نیچے خانقاہ میں جاتا ہوں اس کے بعد اپنے دادا کے پاس جاؤں گا اس لئے کہ قحطانی قبیلے کے سردار کعب بن عامر نے مجھ پر انکشاف کیا ہے کہ میرا دادا سخت بیمار ہے اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں مجھے یاد کرتا ہے میں یہاں سے پہلے نیچے خانقاہ میں جاؤں گا پھر اپنے دادا کی طرف جاؤں گا اگر دادا مان گیا تو میں اسے اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گا اس لئے کہ آج آدھی رات کے وقت میں نے یہاں سے کوچ کر جانا ہے۔“ اس کے ساتھ ہی حسن کرسو اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھ گیا تھا۔

اس موقع پر معاذ اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کرنے کے لئے حسن کرسو سے بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کچھ نہ کہہ پائی اس لئے کہ حسن کرسو گھوڑے کو ایڑ لگاتا ہوا نیچے خانقاہ کی طرف چلا گیا تھا۔

حسن کرسو کا کہا مانتے ہوئے منذر بن زبیر اور بسیط آگے بڑھے گڑھے کھود کر وہاں

مرنے والے چاروں کی لاشیں دفن کرنے لگے تھے۔

معاذ تھوڑی دیر تک حسن کرسو کو جاتے ہوئے دیکھتی رہی جب وہ خانقاہ کے اندر جا کے اس کی نگاہ سے اوجھل ہو گیا تب کچھ دیر وہ سوچتی رہی گردن جھکائے رکھی پھر اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کرتے ہوئے کوہستانی سلسلے پر کھڑے ہو کر وہ گا رہی تھی جو کچھ وہ الاپ رہی تھی اس کا لب لباب کچھ یوں تھا۔

ہم اس کے جان گئے وہ گرہ حجاب میں تھا
وہ خوبرو جو میرے خیال و خواب میں تھا
وہ حرف شوق ہمیں جستجو تھی جس کے لئے
رقم وہ تو میرے دل کی کتاب میں تھا
سمجھ رہے تھے جسے ہم راستوں کا غبار
وہ ایک گوہر چھپا ہوا تراب میں تھا
میں خوش نصیب بنا وہ میری منزلوں کا امام
وہ اجنبی سا ہیولہ کبھی سراب میں تھا
جو کبھی دل میں میرے اک صدائے کرب سا تھا
یوں لگا وہ میری خواہشوں کی تاب میں تھا
میں اسے کیوں اپنا حرز جان نہ کروں
لکھا ہوا جو میرے بخت کے نصاب میں تھا
وہ راہی راز داں میری قربتوں کا ہوا
جو باوفا میری نفرتوں کی داب میں تھا

یہ نغمہ گاتے ہوئے معاذ بیچاری کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے رو رہی تھی شاید وہ خوشی و مسرت اور ایک انوکھی ترنگ اور ایک نئی نشاط کے آنسو تھے۔

مرنے والوں کو دفن کرنے کے بعد منذر بن زبیر اور بسیط جب واپس آئے تب منذر کو مخاطب کرتے ہوئے معاذ کہنے لگی۔

”عم آپ نے حسن کرسو کو سنا وہ تھوڑی دیر تک اپنے دادا کے پاس جائیں گے کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں اور آپ بھی ساحل کی طرف جابر بن مغیث کے پاس جائیں عم آپ کو سارے حالات کا پتا ہے میں حسن کرسو سے ملنا چاہتی ہوں۔“

یہاں تک کہنے کے بعد معاذ رکی پھر دوبارہ کہہ رہی تھی۔

”عم ویسے بھی حسن کرسو کے دادا کی حالت بہت بری ہے میں اور بسیط نے آج رات ان کے پاس رہنا چاہا لیکن انہوں نے ہم دونوں کو گھر جانے کی اجازت دے دی اس لئے کہ وہاں انہیں سنبھالنے والے کافی ملاح اور ماہی گیر ہیں ویسے ان کی حالت مخدوش ہے وہ زیادہ دن نہیں نکال سکیں گے۔“

منذر بن زبیر نے کچھ سوچا پھر اپنے قریب کھڑے بسیط کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”بسیط تم ایسا کرو میرے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے میرے گھر لے جاؤ مرنے والوں کے جو تین گھوڑے ہیں انہیں بھی اپنے ساتھ لے جاؤ تمہارا گھوڑا میرے پاس ہی رہے گا معاذ کو لے کر ساحل کی طرف جاتا ہوں معاذ کے گھر والوں سے کہنا کہ یہ میرے ساتھ حسن کرسو کے دادا جابر بن مغیث کی طرف گئی ہے۔“

منذر بن زبیر کے کہنے پر بسیط حرکت میں آیا جانوروں کو اس نے ہانکنا شروع کیا ساتھ ہی تینوں گھوڑوں کو اپنے ساتھ لے گیا تھا اس موقع پر پھر معاذ نے منذر بن زبیر کو مخاطب کیا۔

”کیا ایسے بہتر نہیں کہ پہلے ہم خانقاہ میں حسن کرسو سے جا کے ملیں پھر اس کے ساتھ اس کے دادا کے پاس جائیں۔“

ہلکا سا تبسم منذر بن زبیر کے چہرے پر نمودار ہوا کہنے لگا۔

”نہیں بیٹی میں تم سے اتفاق نہیں کرتا ہم یہاں سے سیدھے جابر بن مغیث کے جھونپڑے میں جاتے ہیں تم نے اس کی تشویشناک حالت بتا کر مجھے بھی تشویش میں مبتلا کر دیا ہے اس کے پاس پہنچنا ہمارے لئے ضروری ہے حسن کرسو بھی ہمارے پیچھے پیچھے آئے گا میں میں جانتا ہوں وہ زیادہ دیر نہیں لگائے گا کیونکہ اس نے آج آدھی رات تک یہاں سے کوچ بھی کرنا ہے۔“

کوچ کا نام سن کر معاذ اداس اور افسردہ ہو گئی تھی کچھ دیر سوچوں میں کھوئی رہی دوبارہ اس نے منذر کو مخاطب کیا۔

”یہ حسن کرسو کب یہاں آئے اور آج آدھی رات کے وقت کس سمت روانہ ہو جائیں گے کیا وہ یہاں کسی مہم پر آئے ہیں؟“

منذر بن زبیر سنجیدہ ہو گیا کہنے لگا۔

”نہیں بیٹی ایسی کوئی بات نہیں ہے دراصل وہ اپنے بحری بیڑے کے ایک حصے کے ساتھ مغرب کی طرف جائے گا خیرالدین باربروسہ اس وقت قسطنطنیہ میں ہے اس کے

طلایہ گروں نے خبر دی تھی کہ کچھ ہسپانوی جہاز نئی دنیا سے دولت لے کر ہسپانیہ کی طرف آ رہے ہیں حسن کرسو ان پر حملہ آور ہوگا جو کچھ ان کے پاس ہے اسے چھین کر خیرالدین باربروسہ کا رخ کرے گا حسن کرسو کے ساتھ کا کادبھی ہے جسے اہل یورپ شیطان شکاری کے نام سے پکارتے ہیں۔“

منذر بن زبیر جب خاموش ہوا تو معاذ پہلے کی نسبت اور زیادہ اداس اور افسردہ ہو گئی کہنے لگی۔

”یہ تو بڑی خطرناک اور انتہائی مشکل مہم ہے ہسپانیہ کے جو جہاز نئی دنیا سے دولت لا رہے ہیں ان کی حفاظت کے لئے ان کے بحری بیڑے کا بھی حصہ ہوگا لہٰذا یہ مہم خطرناک صورت بھی اختیار کر سکتی ہے۔“

جواب میں منذر بن زبیر مسکرایا کہنے لگا۔

”میری بچی تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں خیرالدین باربروسہ اور اُس کے ساتھی موت سے ہمکلام ہونے والے اندھیاؤ اور تیرہ و تار فضاؤں میں دھواں دھار گھٹاؤں جیسے ہیں موت کی کراہوں مرگ کی آتش اور قضا کے کنویں جیسے سمندر کے اندر یہ اپنے شکار کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں رات کو تھپیڑے مارتی برفانی ہواؤں اجڑے کھنڈر میں پناہ گاہوں اور کراہتی بنجر پیاس میں کھڑے ہو کر اپنے خون سے اپنی قوم کی تاریخ لکھتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جو وقت کے سازوں اور آزادی کے گیتوں پر مرگ کا کھیل کھیلتے طوفانوں کے محرم بن جاتے ہیں جب دشمن کے سامنے آتے ہیں تو بے جہت غموں کے طوفان کی طرح زمین کے ذروں کی طرح انہیں پامال کرتے ہوئے اپنی ملت کی تقدیر کو بدل جاتے ہیں۔

میری بچی! جہاں یہ لوگ اسلام پسند قوتوں کے لئے نغموں کی غنایت گل لالہ کی عصمت جمال جلوہ ہر، نغموں کے گوہر اور وجدان کے نیلم ہیں وہاں یہ مسلمانوں کے دشمنوں کے لئے جھلسا دینے والی سورج کی لو کالے بخار کے چڑھاؤ نفرتوں کی اداس رتوں اور اذیتوں کی انگڑائی سے بھی زیادہ ہولناک اور اذیت دہ ہوتے ہیں۔

بیٹی میں جانتا ہوں تو حسن کرسو کو پسند کرتی ہے پر تم اس کے لئے زیادہ فکرمند نہ ہو کہ یہ لوگ زندگی سے پیار نہیں کرتے پر ایک بات میں تمہیں بتا دوں کہ جو لوگ زندگی سے پیار نہیں کرتے موت بھی ان سے کترا کر گزرتی ہے اور جو لوگ زندگی کے لیے بھاگ دوڑ اور جدوجہد کرتے ہیں موت ان کے تعاقب میں لگ جاتی ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد منذر بن زبیر رکا پھر کہنے لگا۔

''ہم دونوں باپ بیٹی کو زیادہ دیر یہاں کھڑے نہیں رہنا چاہئے آؤ اب ساحل کی طرف چلتے ہیں۔'' اس کے ساتھ ہی دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انہیں ایڑھ لگاتے ہوئے ساحل کی طرف انہیں سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

گھوڑوں کو ایک طرف باندھنے کے بعد جب وہ حسن کرسو کے دادا جابر بن مغیث کے جھونپڑے میں داخل ہوئے تو فکر مند ہو گئے اس لئے کہ جابر بن مغیث کے پاس کچھ ماہی گیر بیٹھے ہوئے تھے وہ جب آگے بڑھے تو قریب بیٹھے ہوئے ماہی گیر ایک طرف ہٹ گئے جابر بن مغیث کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی پریشانی اور فکرمندی میں منذر بن زبیر کی طرف دیکھتے ہوئے معاذ بول پڑی۔

''لگتا ہے جابر بن مغیث کی حالت پہلے سے زیادہ تشویشناک ہو گئی ہے جس حالت میں میں اور بسیط اسے چھوڑ کر گئے تھے اس کی نسبت اب حالت زیادہ خراب ہے۔''

معاذ کے ان الفاظ کا جواب منذر بن زبیر دینا ہی چاہتا تھا کہ ایک ڈھلی ہوئی عمر کا ماہی گیر دونوں کے قریب آیا اور منذر بن زبیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''جابر بن مغیث کی حالت بہت زیادہ خراب ہو گئی ہے اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔''

اس ماہی گیر کے الفاظ نے معاذ کو اور زیادہ پریشان اور فکر مند کر دیا تھا دونوں جب آگے بڑھے تو ان دونوں کو دیکھتے ہوئے جابر بن مغیث کے چہرے پر بڑا تکلیف دہ تبسم نمودار ہوا جابر اور معاذ دونوں آگے بڑھ کر اس کے پاس بیٹھ گئے وہ ماہی گیر جو جھونپڑے میں تھے وہ اٹھ کر باہر نکل گئے تھے۔

تھوڑی دیر تک باری باری منذر بن زبیر اور معاذ کی طرف دیکھنے کے بعد جابر بن مغیث کی نگاہیں منذر بن زبیر پر جم گئی تھیں پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''حسن نہیں آیا؟''

جابر بن مغیث کی ٹانگیں دباتے ہوئے دکھ بھرے انداز میں منذر بن زبیر کہنے لگا۔

''اسے آپ کی بیماری کا علم ہو چکا ہے اور وہ یہاں پہنچ چکا ہے تھوڑی دیر تک یہاں آئے گا۔'' دکھ بھرے انداز میں جابر بن مغیث نے منذر بن زبیر کی طرف دیکھا پھر وہ دکھتے ہوئے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''کب آئے گا جب اندھیری رات میں زندگی کا جمال راکھ ہو جائے گا جب نفس کی

زنجیروں میں جکڑی روح آزاد ہو جائے گی زیست کے سرچشمے خشک ہو جائیں گے۔''

تھوڑی دیر جھونپڑے میں خاموشی رہی اس دوران معاذ نے جابر بن مغیث کو مخاطب کیا۔

''آپ نے اپنے پوتے حسن کرسو کے یہاں آنے پر پابندی کیوں لگائی تھی۔''

شفقت بھرے انداز میں جابر بن مغیث نے معاذ کی طرف دیکھا پھر کہہ رہا تھا۔

''پابندی اس لئے لگائی تھی تاکہ وہ اپنی ماں بہن کو تلاش کرنے کے لئے زیادہ جدوجہد کرے۔'' کچھ دیر تک جابر بن مغیث خاموش رہا ہونٹ کاٹتا رہا آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی پھر سلگتے ہوئے لہجے میں اس کی آواز جھونپڑے میں ابھری۔

''ہائے حیف اس کی ماں اور بہن میرے لئے برکھا کا امرت رس، نظر نظر کی روشنی، نفس نفس کی تمکینی تھیں نجانے وہ کس بے کراں دشت تیرگی میں دھکے کھا رہی ہوں گی نجانے عقوبت کی کس دلدل میں وہ دکھوں کے لمحوں کی قیدی بن کر اپنی زندگی بسر کر رہی ہوں گی کاش صدیوں کے سربستہ راز کھولنے والا یہ بتاتا کہ وہ دونوں کہاں ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد جابر بن مغیث رک گیا اس کے لئے بولنا مشکل ہو گیا تھا اپنی نگاہوں کو بڑی مشکل سے حرکت دیتے ہوئے منذر بن زبیر کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''شاید پرواز کے لئے میری روح حسن کرسو کے انتظار نہ کر سکے جب وہ میری موت کے بعد یہاں آئے تو اسے کہنا کہ تیرے دادا نے تجھے معاف کیا کاش مرنے سے پہلے میں اس کی شکل دیکھ سکتا کہ وہ میرے خاندان سے بچنے والا آخری فرد ہے میں دل کی روشنی رات کی تاریکی میں صرف ایک ہی دعا مانگتا ہوں زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے میرے پوتے کو لمبی عمر دینا اسے آسودگی اور طمانیت عطا کرنا اور اسے اپنی قوم اور ملت کے دکھ درد بانٹنے اور خدمت کرنے کے جذبات عطا کرنا۔''

جابر بن مغیث کی آواز اب لحہ بہ لحہ بیٹھتی جا رہی تھی اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے معاذ بیچاری پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی منذر بن زبیر کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے تھے جابر بن مغیث کے قریب ہی زمین کے اندر چھوٹی سی ایک مشعل گڑی ہوئی تھی اور اس کی لو کبھی ہوا کے تیز جھونکوں کے سامنے مدھم ہو جاتی اور کبھی بالکل سیدھی ہو کر تیز روشنی دینے لگتی تھی۔

ایسے میں اچانک جھونپڑے کے دروازے پر حسن کرسو نمودار ہوا تھا معاذ اور منذر بن زبیر کی پشت اس کی طرف تھی لہٰذا دونوں نے اسے دیکھا نہ تھا اتنے میں جھونپڑے کے اندر

سن کرسو کی آواز بلند ہوئی تھی اپنے دادا کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی انکساری اور عاجزی سے کہا تھا۔

"دادا میں اندر آجاؤں؟"

اس آواز پر معاذ اور منذر بن زبیر دونوں چونکے تھے معاذ اپنی جگہ پر کھڑی ہوگئی تو منذر بن زبیر بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے کھڑا ہوگیا اس موقع پر معاذ حسن کرسو کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ کمرے میں جابر بن مغیث کی لرزتی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

"یہ حسن کرسو کی آواز کہاں سے آئی ہے اگر یہ کہیں نزدیک ہے تو اسے کہو کہ وہ آجائے اس لئے کہ میں اس سے اب آخری ملاقات کا منتظر ہوں میری روح کے کوچ کر جانے کے بعد وہ آیا تو کیا آیا؟"

ان الفاظ نے جہاں حسن کرسو کو پگھلا کر رکھ دیا تھا وہاں معاذ کی حالت بھی بری ہوگئی تھی حسن کرسو بھاگتا ہوا جھونپڑے میں داخل ہوا اپنے دادا کے پاس بیٹھا اس وقت جابر بن مغیث کی آنکھیں بند تھیں اس کا سر اپنی گود میں رکھتے ہوئے حسن کانپتی لرزتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"دادا میں آگیا ہوں میں حسن کرسو تمہارے پاس بیٹھا ہوں دادا اٹھ مجھے مار، لوہے کی سلاخیں گرم کر کے میرے جسم کو داغ لیکن مجھ سے بچھڑنے کی بات مت کر۔" حسن کرسو کے ان الفاظ پر معاذ سسکیاں لیتے ہوئے رونے لگی تھی منذر بن زبیر کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے تھے۔

اپنے دادا کو مخاطب کرتے ہوئے حسن کرسو پھر کہہ رہا تھا۔

"دادا جو حکم تو نے مجھے دیا تھا ابھی تک میں اس کا اتباع نہیں کر سکا اٹھ لوہے کی سلاخ گرم کر اور مجھے داغ دے کیونکہ میں اس قابل ہوں اگر ایسا نہیں کر سکتا تو مجھے مار میرے جسم سے گوشت نوچ لے میری ہڈیاں توڑ کر انہیں پیس کر راکھ بنا دے پر مجھ سے روٹھنے کی بات مت کر۔"

پھر اچانک حسن کرسو نے اپنے دادا کا سر چٹائی پر رکھا قریب ہی زمین میں پیوست جلتی ہوئی مشعل اٹھائی اور اپنے دادا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"دادا لے پکڑ یہ جلتی ہوئی مشعل آگ لگا دے مجھے جلا کر بھسم کر دے مجھے اس لئے کہ میں اس کام کی تکمیل نہیں کر سکا جو تو نے مجھے سونپا تھا۔"

معاذ جو پہلے ہچکیاں لے کر رو رہی تھی اب دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی اسے نجانے کیا سوجھی تڑپ کر آگے بڑھی ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے حسن کرسو سے مشعل لے لی اور دوبارہ زمین میں گاڑ دی اور پھر مشعل کے پاس ہی بیٹھ کر اپنا سر دونوں گھٹنوں میں چھپائے ہوئے بیچاری بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہی تھی۔

حسن کرسو پھر پہلے کی طرح اپنے دادا کے پاس بیٹھ گیا یہاں تک کہ جابر بن مغیث کی نحیف سی آواز سنائی دی۔

"میں کسی کو کیا ماروں گا خود مر رہا ہوں میرے شجرہ نسب کے آخری فرد میں تجھے کیوں راکھ کروں گا کہ میں خود راکھ ہو رہا ہوں دیکھ بچے موت کے ہیولے میری آنکھوں کے سامنے رقص کر رہے ہیں زندگی کا انجام مجھے اپنا آئینہ دکھا رہا ہے میں جب مر جاؤں تو میری لاش کو کہیں نہ لے کر جانا یہیں ساحل پر مجھے دفنا دینا تا کہ آنے والے دور میں نئی جولان گاہوں کا کوئی حدی خواں، لات وجعل کے درباروں میں نعرۂ حق بلند کرنے کے لئے ہسپانیہ کا رخ کرے تو میری روح اس کا استقبال کرے اہرمن زادوں کے ضمیر کی تجارت میں خانہ بدوشوں کے بھٹکتے کاروانوں کا کوئی خضر ان ساحلوں کا رخ کرے تو میں اسے سلام کہہ سکوں ظلمتوں کی کالی راتوں کے طول میں کوئی صاحب قراں کہکشاں بن کر ان سرزمینوں میں داخل ہونا چاہے تو میری روح اسے خوش آمدید کہہ سکے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد جابر بن مغیث کچھ دیر تک کسی کاہن کی مناجات کسی راہب کے نیاز کسی معتکف کے استغراق کی طرح ساکت پڑا رہا پھر اچانک مسجدوں کے موذن، معبدوں اور ہیکلوں کے کسی مغنی کی طرح پھٹ پڑا اور اپنا پورا زور صرف کرتے ہوئے وہ لگاتار کلمہ شہادت پڑھنے لگا تھا ساتھ ہی آہستہ آہستہ اس کی آواز ڈوبنے اور مدھم ہونے لگی یہاں تک کہ آواز ختم ہوگئی اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی اور وہ ختم ہوگیا۔

حسن کرسو بیچارہ اپنے دادا کی چھاتی پر سر رکھ کر اس معصوم بچے کی طرح بلک بلک کر رونے لگا تھا جسے اس کے ماں باپ سے زبردستی چھین لیا گیا ہو معاذ جو بیچاری مشعل کے قریب ہی اپنا سر دونوں گھٹنوں میں رکھ کر سسک رہی تھی اسے جب احساس ہوا کہ حسن کرسو کا دادا فوت ہوگیا ہے تو بیچاری تڑپ کر اٹھی ایک نگاہ چھاتی پر سر رکھ کر روتے حسن کرسو کی طرف دیکھا دہری بار اس کی نگاہیں جابر بن مغیث کے مردہ چہرے پر جم گئیں تیسری بار اس نے استفہامیہ سے انداز میں منذر بن زبیر کی طرف دیکھا تو منذر بن زبیر کی روتی ہوئی آواز جھونپڑے میں بلند ہوئی تھی۔

"معاذ میری بچی دادا ختم ہو چکا ہے۔"

منذر بن زبیر کے آخری الفاظ اس کے حلق میں ڈوب گئے تھے بیچارے کی آواز ڈ
گئی تھی معاذ آگے بڑھی اور جابر بن مغیث کی ٹانگوں سے لپٹ کر بری طرح دھاڑیں
مار کر رو رہی تھی۔

رات کسی نہ کسی طرح کٹ گئی اگلے روز مچھیروں کے علاوہ عدنانی اور قحطانی قبائل
بہت سے لوگ جمع ہو گئے جمع ہونے والے ان لوگوں میں عدنانی قبیلے کا سردار سعد بن سلا
قحطانی قبیلے کا سردار کعب بن عامر اس کا بیٹا مغیرہ بن کعب معاذ کی بڑی بہن نابیل ماں میم
اور بسیط کے علاوہ آس پاس کی بستیوں کے بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے حسن کر
کے بحری بیڑے کے جہاز ایک گمنام جگہ کوہستانی سلسلے کی اوٹ میں کھڑے تھے کاکاد و
تھا کاکاد اور اس کے ساتھیوں کو بھی حسن کرسو کے دادا کے مرنے کی خبر ہو گئی تھی لہٰذا و
وہاں آ پہنچے تھے۔

دوپہر سے پہلے جابر بن مغیث کو ماہی گیروں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا تھا ا
موقع پر کاکاد کے علاوہ کعب بن عامر سعد بن سلامہ منذر بن زبیر مغیرہ بن کعب اور بس
کے علاوہ اور بہت سے دوسرے لوگ برابر حسن کرسو کے ساتھ رہے تھے اس موقع پر حس
کرسو کاکاد کی طرف مڑا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کاکاد شاید قدرت مجھے اس طرف کھینچ کر لائی تھی کہ میں اپنے دادا سے آخ
ملاقات کر سکوں میرے عزیز محترم بھائی! جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اب آؤ اپنے ساتھیوں
ساتھ کوچ کریں اور اپنی مہم کا آغاز کریں۔"

حسن کرسو کے ان الفاظ کا جواب کاکاد دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ بسیط اس
قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آپ کو خانم بلاتی ہیں؟"

حسن کرسو نے غور سے بسیط کی طرف دیکھا پھر کسی قدر تعجب خیز انداز میں اسے مخاط
کر کے کہنے لگا۔

"کون سی خانم کھل کر کہو؟"

"آپ کو قحطانی سردار کعب بن عامر کی بیوی میمونہ بلا رہی ہیں وہ دیکھو وہ سا
کھڑی ہیں ساتھ ان کے بڑی بیٹی نابیل بھی ہے۔"

حسن کرسو بسیط سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ کاکاد کے لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر ا

حسن کرسو کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

"جاؤ جس موضوع پر وہ تم سے بات کرنا چاہتی ہیں اس کا اشارہ مجھے مل چکا ہے اور ہلکی
سی تفصیل بھی منذر بن زبیر بتا چکا ہے جاؤ دیر نہ کرو۔"

حسن کرسو منہ سے کچھ نہ بولا چپ چاپ بسیط کے ساتھ ہو لیا جب حسن کرسو میمونہ اور
نابیل کے قریب گیا تو بسیط ایک طرف کھڑا ہو گیا تھا قریب جا کر حسن کرسو نے میمونہ اور
نابیل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"آپ لوگوں نے مجھے بلایا ہے؟"

نابیل تو اپنی جگہ چپ چاپ کھڑی رہی میمونہ قریب آئی اور کہنے لگی۔

"بیٹے میں ایک بار پھر تمہارے دادا کی مرگ کا افسوس کرتی ہوں بچے میں جانتی ہوں
دنیا میں شاید وہی تمہارا سب کچھ تھا جس موضوع پر میں نے تمہیں گفتگو کرنے کے لئے
علیحدہ بلایا ہے اس موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے یہ موقع مناسب نہیں ہے لیکن کچھ
مجبوریاں ہیں جن کے تحت مجھے اس موضوع پر گفتگو کرنی پڑ رہی ہے اس لئے کہ اس کے
بعد نجانے تم سے کب ملاقات ہو۔" یہاں تک کہنے کے بعد میمونہ رکی پھر بات کو آگے
بڑھایا۔

"اگر کسی نے کہیں کوئی پھل آور درخت لگایا ہو اور وہ اس سے جدا ہو گیا ہو تو کبھی نہ کبھی
وہ اپنے لگائے ہوئے پودے کو دیکھنے یا اس کی دیکھ بھال کرنے کے لئے ضرور آتا ہے حسن
کرسو یہاں بھی یہی معاملہ ہے۔

بیٹے میں جانتی ہوں تم اور تمہارے ساتھی آگ اور طوفانوں کے آشوب میں ہست و
نیست کا کھیل کھیلتے ہیں مرگ کا راگ الاپ الاپتے لمحوں میں زندگی اور موت کی تمثیل پیش
کرتے ہو قوم اور ملت کے وحشی خون آشام دشمنوں کے سامنے جری اور نڈر پاسبان بن کر
آتے ہو تم لوگ ہی قوم کا سہاگ ہو۔

میری دعا ہے کہ خداوند قدوس تمہیں اور تمہارے سب ساتھیوں کو موت کی سایہ داری،
یستی کی خاک اور قہر مانی کے سرابوں سے بچا کر رکھے بیٹے اب جبکہ تم تھوڑی دیر کے بعد
ہاں سے رخصت ہو جاؤ گے میں تم پر یہ انکشاف کرنا چاہتی ہوں کہ یہ نہ خیال کرنا کہ دادا
کے مرنے کے بعد اب ان سرزمینوں سے ان علاقوں سے تمہارا تعلق ختم ہو جائے گا جو کچھ
ں کہنے والی ہوں وہ صرف میرے دل کی ترجمانی نہیں بلکہ میرے اہل خانہ کے ہر فرد کی
رجمانی ہے جب کبھی بھی تم آؤ ہماری حویلی کا رخ ضرور کرنا اس لئے کہ اس حویلی کے

دروازے ہر وقت تمہارے لئے کھلے رہیں گے۔

بیٹے ہماری حویلی میں اور ہمارے خاندان کے افراد میں سے ایک فرد تمہیں اپنی ذا
کے لئے صرف آشنائی اور اپنی محبت اور چاہت کے لئے لطف اور دلربائی بنا چکا ہے۔

میرا اشارہ معاذ کی طرف ہے تم جانتے ہو وہ تمہیں پسند کرتی ہے بیٹے اس وقت بھی
اکیلی سمندر کے کنارے کھڑی رو رہی ہے اسے جہاں تمہارے دادا کے مرنے کا دکھ
ہے وہاں اسے یہ بھی غم کھائے جا رہا ہے کہ تم یہاں سے کوچ کرنے والے ہو اور آئندہ
ملاقات ہو کہ نہ ہو بیٹے تم چلے جاؤ گے پر تمہارے جانے کے بعد تمہاری محبت کو وہ تمہا
یادوں کی امبر بیل اور ستاروں کے سائے تلے دھیمے دھیمے سلگتی چاندنی کی طرح اپنے
سے لگائے رکھے گی۔

بیٹے میری تم سے بس ایک ہی التجا ہے کہ جب تمہارا آنا ان سرزمینوں کی طرف
ہماری حویلی کے دروازے پر دستک ضرور دینا بیٹے معاذ اپنا مستقبل تم سے وابستہ کر چکی
اور اس وابستگی کو سامنے رکھتے ہوئے جب کبھی بھی تم مجھ سے میرے شوہر یا گھر کے کسی
سے بھی معاذ کا ساتھ مانگو گے تو کوئی انکار نہیں کرے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد میسونہ لحہ بھر کے لئے رکی اس کے بعد بڑے غور سے حسن کر
کی طرف دیکھتے ہوئے دوبارہ وہ کہہ رہی تھی۔

"میں نے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکی اب میں تم سے یہ کہوں گی کہ بیٹے میری ان باتوں
برا مت ماننا۔"

لحہ بھر کے لئے بڑی عاجزی اور انکساری سے حسن کرسو نے میسونہ کی طرف دیکھا پھر
لگا۔

"اماں آپ کس قسم کی گفتگو کر رہی ہیں معاذ ایک ایسی خوبصورت لڑکی ہے جس کا سا
ایک سعادت اور خوش بختی خیال کیا جا سکتا ہے رخصت ہونے سے پہلے میں آپ سے
کہہ سکتا ہوں کہ میں آپ لوگوں کو بھولوں گا نہیں۔"

حسن کرسو جب خاموش ہوا تب پہلی بار اسے مخاطب کرتے ہوئے نابیل کہنے لگی۔

"بھائی بھولیں گے کیسے ہماری حویلی میں یا جبل البشارات میں صرف معاذ ہی آپ
آمد کا انتظار نہیں کرے گی بلکہ ایک بہن کی حیثیت سے میں بھی بڑی بے چینی سے آپ
واپسی کی منتظر رہوں گی۔

بھائی برا مت مانیے گا دیکھئے معاذ اس وقت کس قدر کرب اور بے بسی کی حالت

کھڑی ہوئی ہے آپ رخصت ہونے سے پہلے لحہ بھر کے لئے اس سے مل لیجئے گا آپ کی
ڈھارس سے اس کی تسلی ہو جائے گی۔"

حسن کرسو نے دونوں ماں بیٹی کا شکریہ ادا کیا پھر وہ وہاں سے ہٹا معاذ کی طرف وہ اس
انداز سے گیا جیسے وہاں سے گزرتے ہوئے وہ کاکاد کی طرف جا رہا ہو معاذ سے کوئی بات
نہ کرنا چاہتا ہو۔

معاذ کے قریب جا کر لحہ بھر کے لئے حسن کرسو رکا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں تہہ دل سے اس لڑکی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھے خوابناک خوشبو اور رعنائی
جیسی اپنی محبت اور لہجہ کی شیرینی تبسم کی نرمی جیسی اپنی چاہت سے نوازا۔"

معاذ اس سے پہلے رو رہی تھی جب اس نے حسن کرسو کو اپنی طرف آتے دیکھا تو کسی
قدر سنبھل گئی حسن کرسو نے جو الفاظ کہے تھے اس کے جواب میں اس کے چہرے پر آنسوؤں
میں ڈوبا ہوا ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر اسی تبسم میں وہ اپنی شہد بھری آواز میں کہہ رہی تھی۔

"وہ لڑکی ہر روز جبل البشارات کی چوٹی پر کھڑی ہو کر آپ کا انتظار کیا کرے گی۔"

جواب میں حسن کرسو نے کچھ نہ کہا بس آگے بڑھ گیا کاکاد کے پاس گیا پھر وہ دونوں اپنے
ساتھیوں کے ساتھ اپنے بحری بیڑے کی طرف گئے اور وہاں سے وہ اپنی منزل کی طرف کوچ
کر گئے تھے۔

❂❂❂

وحشی ہواؤں کے دوش پر جوش مارتی بھوکے سمندر کی لہریں لہو میں گوندھی موت طرح غرارہی تھیں نئی دنیا کی طرف سے سونا اور دوسرا قیمتی مال ومتاع لے کر آنے وا ہسپانوی جہاز بڑی تیزی سے مشرق کا رخ کیے ہوئے تھے اس لئے کہ سمندر میں چلتی ہوائیں ان کے موافق تھیں لہٰذا چپوؤں سے کام لئے بغیر جہاز اور کشتیاں سمندر کے اند رواں دواں تھے۔

ایسے میں سامنے کی طرف سے کچھ بحری جہاز نمودار ہوئے ان کے آگے دو بڑی بڑ کشتیاں تھیں جہازوں کے اوپر بڑے بڑے ہسپانوی پرچم لہرا رہے تھے کشتیوں ا جہازوں کے عرشوں پر جا کا دکا نوجوان دکھائی دے رہے ہسپانوی بحری بیڑے کی وردیا میں ملبوس تھے نئی دنیا کی طرف سے آنے والے ہسپانوی جہازوں نے یہی سمجھا کہ سا کی طرف سے ان کا اپنا بحری بیڑہ ان کی حفاظت کے لئے آرہا ہے جبکہ وہ حقیقت میں حس کرسو اور کا کاد تھے اپنے جہازوں کے آگے ایک کشتی میں حسن کرسو اپنے مسلح جوانوں ساتھ اور دوسری کشتی میں کا کاد کچھ مسلح جوانوں کے ساتھ نئی دنیا کی طرف سے آنے وا بحری جہازوں کا بڑے غور اور انہماک سے جائزہ لے رہے تھے۔

قریب آکر حسن کرسو اور کا کاد کے جہاز دو حصوں میں بٹ گئے اپنی کشتی میں حسن کر آنے والوں کے دائیں جانب ہو گیا جبکہ کا کاد اپنی کشتی کو لے کر بائیں طرف بڑھا دونو کے پیچھے بحری جہاز بھی تقسیم ہو گئے تھے نئی دنیا کی طرف سے سامان لے کر آنے وا ہسپانیوں نے یہی سمجھا کہ یہ ان کا بحری بیڑہ ہے اور ان کے اطراف میں ان کی حفاظ کے لئے انہیں اپنے حصار میں لے رہا ہے۔

یہ صورتحال یقیناً ان کے لئے خوش کن تھی اور ان جہازوں میں جس قدر ہسپانوی تھے اپنے بحری بیڑے کا استقبال کرنے کے لئے جہازوں کے عرشوں پر آن کھڑے ہو تھے۔

ان کا ایسا کرنا تھا کہ ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا حسن کرسو اور کا کاد کے جہازوں کی طر

سے پلک جھپکنے میں سینکڑوں تیر برسا دیئے گئے جس کے نتیجے میں جس قدر لوگ باہر عرشے پر آن کھڑے ہوئے تھے وہ چھد کر موت کا لقمہ بن گئے تھے۔

اس کے ساتھ ہی حسن کرسو اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ اپنی کشتی کو بالکل ایک بحری جہاز کے قریب لے گیا اور اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ اس جہاز کے اندر کود گیا دوسری جانب کا کاد بھی اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ ایسا ہی کر چکا تھا پھر اُن کے پیچھے آنے والے جہاز بھی بڑی تیزی سے آگے بڑھے اور ان کے اندر سے بھی مسلح جوان اتر کر ہسپانیہ والوں کے جہازوں میں گھسنے لگے تھے۔

مسلمان ملاح مجاہدانہ انداز میں ہسپانیہ والوں کے سونے سے لدے جہازوں میں ایسے گھسنے لگے تھے جیسے بے خواب آنکھوں کی آغوش میں دکھ کی کسک آن گھستی ہے جیسے دھند کے کھولتے بھنور میں آندھیوں کے سندیسے آتے ہیں مسلمان ملاح ہسپانیوں پر رگ گردوں میں شگاف کر دینے والے دکھ کے عفریت اور کم نصیبی شوریدہ کاری کھڑی کرتی آگ کی جوالا کی طرح حملہ آور ہونے لگے تھے ان کے ان حملوں کے تھوڑی ہی دیر میں ہسپانیہ والوں کے جہازوں کے اندر سسکیوں آہوں چیخوں کا ایک حشر برپا ہو گیا تھا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہسپانوی جہازوں کے اندر جس قدر مسلح جوان تھے ان کا خاتمہ کر کے ان سب کی لاشیں سمندر میں پھینک دی گئیں پہلے حسن کرسو اور کا کاد نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سارے سامان کا جائزہ لیا پھر ہسپانوی جہاز کے ایک عرشے پر ہی دونوں آن کھڑے ہوئے اس موقع پر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے حسن کرسو کا کاد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کا کاد میرے محترم بھائی آج سمندر کے اندر اس مہم کی کامیابی کا لطف کچھ اور ہی تھا۔"

اس پر کا کاد نے ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

"اس کا لطف اس لئے کچھ اور تھا کہ اس سے پہلے میں اور تم یا ہمارے دوسرے ساتھی جہاں جہاں بھی اس قسم کی مہم میں حصہ لیتے رہے ہیں وہاں اس قدر مال نہیں ملا جس قدر آج ملا ہے۔"

جواب میں حسن کرسو بھی مسکرایا کہنے لگا۔

"تمہارا یہ اندازہ بھی درست ہے اس کے علاوہ ایک اور خوشخبری اور اس سے اچھی وجہ بھی ہے۔"

کا کاد نے جستجو بھری نگاہوں سے حسن کرسو کی طرف دیکھا پھر پوچھنے لگا۔

"وہ کیا؟"

اس پر حسن کرسو مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"وہ یہ کہ جب ہم اس طرف آرہے تھے تو ہوا تیز تھی اور مخالف تھی اب جبکہ جہازوں پر لدے ہوئے سامان پر قبضہ کرنے کے بعد ہم لوٹیں گے تو ہوا تیز بھی ہو موافق بھی ہوگی اور ہمیں اپنی منزل تک پہنچنے میں دقت پیش نہیں آئے گی ہمارے وہ ما جو چپو چلانے پر مقرر تھے انہیں آرام کرنے کا موقع بھی ملے گا۔" کاکادنے اس سے ات کیا پھر ہسپانیہ والوں کے سامان سے بھرے جہاز جو ان کے ہاتھ لگے تھے انہیں ا حصار میں لے کر وہ بڑی تیزی سے مشرق کا رخ کر رہے تھے۔

✿✿✿

معاذ نابیل اور بسیط تینوں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے ساحل سمند طرف آئے اور اس کوہستانی سلسلے کے قریب ہوئے تھے جس کے اوپر منذر بن زبیر ا ریوڑ چرارہا تھا۔

اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے وہ کوہستانی سلسلے کے اوپر چڑھے اور اس جگہ تی اپنے گھوڑوں سے اترے جہاں منذر بن زبیر ایک بڑی چٹان پر بیٹھا ہوا تھا تینوں کو دی ہوئے وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔

اس موقع پر منذر بن زبیر کو مخاطب کرتے ہوئے معاذ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ منذر زبیر نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کی۔

"بیٹی آج تم تینوں کافی دیر سے لوٹے ہو خیریت تو ہے۔"

اس پر معاذ ایک پتھر پر بیٹھ گئی اس کے قریب ہی نابیل اور بسیط بھی بیٹھ گئے منذر زبیر جہاں سے اٹھا تھا وہیں بیٹھ گیا پھر معاذ کہنے لگی۔

"بابا ہم تینوں حسن کرسو کے دادا کی قبر پر گئے تھے ہم نے قبر کے چاروں طرف پھول پودے لگا دیئے ہیں بابا پہلے میں حسن کرسو کے دادا کی دیکھ بھال کرنے کے لئے روزا ساحل کی طرف جاتی تھی اب میں نے جو اس کی قبر کے گرد پھول دار پودے لگائے ہیں کی نگاہ داری اور نگہداشت کے لئے روزانہ ساحل کی طرف جایا کروں گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد معاذ رکی اس کے بعد گہری مسکراہٹ میں منذر بن زبیر طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"بابا! ہمارے پاس ایک خوشخبری بھی ہے۔"

مسکراتے ہوئے منذر بن زبیر نے معاذ کی طرف دیکھا کہنے لگا۔

"بیٹی میرے لئے تو سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ تو آج خوش دکھائی دے رہی ہے مسکرارہی ہے اچھا بتا کیسی خوشخبری ہے۔"

"بابا ساحل پر کچھ ملاحوں نے ہمیں بتایا تھا کہ رات کے وقت حسن کرسو اور کاکادا اپنے بحری بیڑے کے ساتھ وہاں سے گزرتے ہوئے مشرق کی طرف چلے گئے جس مہم کے لئے وہ آئے تھے اس میں وہ دونوں کامیاب رہے ہیں وہ ہسپانوی جہاز جو نئی دنیا سے سامان لے کر آرہے تھے ان سارے جہازوں پر انہوں نے قبضہ کرلیا ہے اب وہ سارے جہازوں کو لے کر مشرق کی طرف چلے گئے ہیں۔"

معاذ جب خاموش ہوگئی تو منذر بن زبیر سنجیدہ ہوگیا اور کہنے لگا۔

"میری بچی جہاں تو نے ایک اچھی خبر سنائی ہے وہاں میرے لیے ایک بری خبر بھی ہے۔"

معاذ پریشان ہوگئی۔

"کیسی بری خبر؟"

"بیٹی یہ جو نیچے خانقاہوں میں راہب رہتے ہیں......" منذر بن زبیر اپنی بات پوری نہ کرسکا اس لئے کہ اس کی بات معاذ نے اچک لی۔

"بابا میں تو یہ پوچھنا بھول ہی گئی کہ یہ نیچے خانگاہوں میں کیسے راہب ہیں ان کے اندر ہمارا حسن کرسو بھی رہتا رہا ہے۔"

ہلکا سا تبسم منذر بن زبیر کے چہرے پر نمودار ہوا کہنے لگا۔

"میری بچی کسی سے ذکر مت کرنا یہ بہت بڑا راز ہے یہ نیچے جو خانگاہیں ہیں اور ان کے اندر جو راہب رہتے ہیں وہ سب مسلمان ہیں یہ سب مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے کام کررہے ہیں دن کے وقت ادھر اُدھر پھیلتے ہیں جو خبریں انہیں مسلمانوں کے خلاف ملتی ہیں انہیں جمع کرکے ان کا سدباب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ ان راہبوں ہی نے آج مجھے بتایا ہے کہ ہسپانیہ کی انتظامیہ ایک بہت بڑا قدم اٹھانے والی ہے۔

اس سے پہلے ہسپانیہ میں جہاں جہاں مسلمانوں کی آبادیاں ہیں وہاں راہبوں کی احتسابی عدالتیں کھڑی کی جاچکی ہیں جہاں بے گناہ مسلمانوں کو اذیتیں دے دے کر ناکردہ گناہ قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور پھر ان پر بھاری جرمانوں کی سزائیں دی جاتی

ہیں جو نہیں دے سکتے انہیں کلیساؤں کے اذیت خانوں میں بھیج دیا جاتا ہے یا انہیں مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ عیسائیت قبول کر لیں اب یہ خبریں پھیلنے لگی ہیں کہ ہسپانیہ کی انتظامیہ راہبوں کی احتسابی عدالتوں کا دائرہ کار وسیع کرنے والی ہے ہسپانیہ کا شہنشاہ چارلس انتہا درجہ کا متعصب انسان ہے اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ احتسابی عدالتوں سے اس وقت مسلمانوں کا علاقہ البشارات ہی بچا ہوا ہے لہٰذا یہاں بھی وہ احتسابی عدالتیں قائم کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ یہاں کے مسلمانوں کو اپنی گرفت میں لے کر انہیں نصرانیت قبول کرنے پر مجبور کیا جائے۔"

معاذ فکر مند ہوگئی کہنے لگی۔

"بابا اب کیا ہوگا؟"

منذر بن زبیر نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"ماضی میں بھی ایسی کوششیں کی جاتی رہی ہیں اور ایک بار تو انہی کوششوں کی وجہ سے البشارات کے اندر ایک انتہائی غضب ناک بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور اس بغاوت نے ہسپانیہ کے حکمرانوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا جس کی بناء پر البشارات کے مسلمانوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا گیا تھا اندیشہ ہے کہ ویسی ہی بغاوت اب پھر البشارات میں اٹھ کھڑی ہو گی۔"

جواب میں معاذ نے کچھ دیر تک گردن جھکائے رکھی پھر غور سے منذر بن زبیر کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"کیا آپ ہمیں البشارات میں اٹھنے والی پہلی بغاوت کی تھوڑی سی تفصیل بتائیں گے۔"

منذر بن زبیر سنبھل کر بیٹھ گیا کہنے لگا۔

"ہاں میرے بچو میں اس کی تفصیل تمہیں بتاتا ہوں سنو۔

میرے بچو! یہ داستان بڑی دردناک اور الم خیز ہے گو اس کی دُکھ بھری تفصیل بتانا میرے بس کی بات نہیں لیکن میں اختصار کے ساتھ اس بغاوت پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا جو البشارات کے کوہستانی سلسلے کے مسلم قبائل نے غرناطہ کی حکومت کے خلاف کی تھی۔

میرے بچو! یوں تو غرناطہ کے آخری مسلمان حکمران سلطان ابو عبداللہ کے دور ہی میں مسلمانوں کی بدنصیبی کی ابتداء ہو چکی تھی لیکن جب ابو عبداللہ نے لگاتار محاصرے سے تنگ آ

کر کچھ شرائط کے بدلے شہر نصرانیوں کے حوالے کیا تو مسلمانوں کے لئے یہ واقعہ مسلسل مصائب اور ابتلا کا پیش خیمہ بن گیا تھا۔

غرناطہ کے مسلمانوں نے جن شرائط پر نصرانیوں کی اطاعت قبول کی تھی وہ کچھ ایسی سخت اور بری بھی نہ تھیں اور ابتدائی حالت دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ اندلس کی کیتھولک حکومت حسب وعدہ مسلمانوں کے مذہبی عقائد کا خیال رکھے گی اندلس کے آخری تاجدار ابو عبداللہ اور نصرانی بادشاہ کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اس میں پچاس سے زیادہ شرائط درج تھیں جن میں مسلمانان اندلس کی جان و مال عزت و آبرو مذہب و عبادت گاہ وغیرہ کی حفاظت کی پوری ضمانت دی گئی تھی۔

لیکن کچھ ہی عرصہ بعد اس معاہدے کی ایک ایک شق اور ایک ایک شرط کالعدم ہونے لگی اور نصرانیوں کے جذبہ رواداری کی اس وقت تک تسکین نہ ہوئی جب تک اندلس سے کلمہ گوؤں کا مکمل طور پر استیصال نہ کر دیا گیا اور ان کی عبادت گاہوں اور یادگاروں کو ہسپانیہ سے مٹا نہیں دیا گیا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد منذر بن زبیر رکا پھر انتہائی دکھ بھرے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اہل غرناطہ اور نصرانی حکمرانوں کے درمیان جو معاہدہ طے پایا اس کی اہم شرائط اس طرح تھیں۔

مسلمان امیر ہو یا غریب اس کے جان و مال کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچنے پائے گا اور جہاں یہ رہنا چاہیں گے خواہ شہر کے اندر یا باہر ان کو رہنے کی اجازت ہوگی۔

مسلمانوں کے مذہبی امور میں نصرانی دخل اندازی نہ کریں گے۔

کوئی نصرانی مسجد میں نہیں گھسنے پائے گا۔

مساجد اور اوقاف بدستور قائم رہیں گے ان امور میں نصرانی دست اندازی نہیں کریں گے بلکہ ان کو قائم رکھنے میں مسلمانوں کی مدد کریں گے۔

مسلمانوں کے معاملات اور اُن کے فیصلہ طلب امور میں ان کی شریعت اور اُن کے قانون کی پابندی کی جائے گی اور مسلمان قاضی ان کے حقوق اور مقدمات کے تحفظ کے لئے مقرر کئے جائیں گے۔

اس جنگ میں جن مسلمانوں کو ہسپانیوں نے گرفتار کیا ہے فوراً رہا کر دیئے جائیں گے اور جو مسلمان نصرانی قید سے شہر میں بھاگ آئے ہیں وہ گرفتار نہ کئے جائیں گے۔

اگر کوئی مسلمان اندلس سے افریقہ میں جانا چاہے تو اسے جانے کی اجازت ہوگی۔

جو نصرانی مسلمان ہو گئے ہیں وہ اسلام ترک کرنے پر مجبور نہ کئے جائیں گے۔

اگر کوئی مسلمان عیسائی ہونا چاہے اور رضامندی سے خود اپنا مذہب تبدیل کرنا چاہے تو اسے ایسے کرنے کی اجازت ہو گی۔

اس جنگ میں جو مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھوں آیا ہے وہ بدستور ان ہی کے قبضے میں رہے گا۔

مسلمانوں کے گھروں پر عیسائی سپاہ مقرر نہیں کی جائے گی۔

مسلمانوں پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا جائے گا میرے بچو یہ شرائط تو اچھی تھیں اور ان دنوں یہ ہسپانیہ کا آرک بشپ یعنی بڑا مذہبی افسر نیک طبع اور آزاد منش تھا کسی کو جبراً عیسائی بنانے کے حق میں نہ تھا مسلمانوں کے حقوق کی دل سے قدر کرتا تھا لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی کہ جلد ہی ایک انتہائی ظالم شخص کو آرک بشپ کی مدد کے لئے بھیجا گیا اس شخص کو آشتی اور امن سے کوئی لگاؤ نہ تھا مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کا بڑا شائق تھا اور اس قدام سے جو مسلمانوں کے خلاف ہوا ان میں بڑا سرگرم رہتا تھا اس ظالم بھیڑیئے کا نام زی نس تھا۔

اس ظالم بھیڑیئے نے ہسپانیہ کے حکمرانوں کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ جو شرائط مسلمانوں کے ساتھ طے ہوئی تھیں انہیں پس پشت ڈال کر مسلمانوں کو زبردستی نصرانی بنایا جائے اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اسے شدید عقوبت دی جائے۔

ہسپانیہ کے مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنانے اور قابو میں لانے کی ابتدائی کوشش ناکام ہوئی دین دار مسلمانوں نے ان کوششوں کو نفرت کی نظر سے دیکھا اور اس جرم میں بہت سے لوگ باغی جان کر نصرانی حکومت نے گرفتار بھی کئے کہتے ہیں اس جرم میں ایک عورت بھی گرفتار ہوئی۔

جب اس کو جبراً قید خانے میں لے جانے لگے تو شہر کے ایک حصے کے باشندے جو مسلمان تھے اس عورت کو زبردستی چھڑا کر لے گئے۔

اس ہنگامے سے تمام غرناطہ میں ایک شور اور بغاوت کا سماں برپا ہو گیا اور ہر کوچہ اور بازار میں تلواریں چل گئیں۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے بشپ کا وہ نائب برہم ہوا وہ مسلمانوں کے قتل عام پر تل گیا تھا لیکن رحم دل آرک بشپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے تسلی اور دلاسہ دیتے ہوئے مسلمانوں کو اور ان کے جذبات کو ٹھنڈا کر دیا۔

لیکن وہ خونی نائب ایسا شخص نہ تھا کہ اپنی ناکامی کو آسانی سے تسلیم کر لیتا چنانچہ وہ

ہسپانیہ کے نصرانی حکمران سے ملا اور اس سے یہ حکم صادر کروایا کہ تمام مسلمان ہسپانیہ سے جلاوطن ہو جائیں یا نصرانیت قبول کر لیں مسلمانوں کو یہ بھی یاد دلایا گیا کہ تمہارے آباؤ اجداد عیسائی تھے لہٰذا خاندانی سلسلہ سے تم بھی عیسائی ہو بس چاہئے کہ عیسائی مذہب کے اصول اختیار کرو اس کے علاوہ مسجدوں کو جبراً بند کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا اور مسلمانوں کی لاکھوں کتابیں جو مسلمانوں کا عمر بھر کا علمی سرمایہ تھا غرناطہ میں ایک جگہ جمع کر کے جلا کر خاکستر کر دی گئیں۔

نصرانیوں کے اس سلوک کی وجہ سے غرناطہ ہی میں نہیں بلکہ البشارات میں بھی بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی نصرانی حکومت نے غرناطہ سے اٹھنے والی بغاوت کو کسی نہ کسی طرح دبا دیا لیکن البشارات پر قابو نہ پا سکے آخر البشارات کے مسلمانوں کو دبانے کے لئے نصرانی حکومت نے اپنے ایک سب سے بڑے سنگدل اور خونخوار سالار آگیلار کو مقرر کیا۔

یہ وہ شخص تھا جس کی شجاعت دلیری گزشتہ چالیس برس سے شہرہ آفاق سمجھی جاتی تھی آگیلار جب ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ البشارات کے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا تو ناقابل تسخیر سمجھا جانے والا آگیلار یہاں بے بس ہوا مسلمان اس قدر جوش اور جذبے سے اس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے کہ اُس کے پورے لشکر کو نہ صرف یہ کہ بدترین شکست ہوئی بلکہ اس جنگ میں آگیلار کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

نصرانی دنیا جہاں آگیلار کو بہت بڑا شجاع اور دلیر سمجھتی تھی وہاں اس سے بہت محبت بھی کرتی تھی چنانچہ اس کی موت سے نصرانی بڑے مایوس ہوئے اس موقع پر ایک نصرانی شاعر نے آگیلار کی اس شکست اور موت پر نظم بھی لکھی یہ نظم مجھے کبھی زبانی یاد تھی بہر حال میں تمہارے سامنے اسے مختصر انداز میں پیش کرتا ہوں شاعر نے کہا تھا۔

وہ لق و دق بیابان جو دامن تمنا کی طرح دور تک پھیلتا چلا گیا ہے اور جس کا ریگ سراب کی طرح شام غریباں والوں کو دھوکہ دے کر بلایا کرتا ہے اس کی غایت پر پہاڑ کی سنگدل چٹانوں کے بیچ میں جہاں کارک کے ہزار سالہ درخت اپنے قد و قامت پر کھڑے ناز کر رہے ہیں راستہ اس قدر ناہموار اور پر خطر ہے نہایت احتیاط سے پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا ہے۔

راستے کے اوپر سنگلاخ اور اونچے اونچے ٹیلوں اور غاروں کا بے ترتیب سلسلہ ساتھ ساتھ چلا گیا ہے جو قدرتی طور پر مسلمانوں کے لئے کمین گاہیں بناتا ہے اس وقت پہاڑ کی بلند چوٹیاں صبح کے آفتاب کی کرنوں میں آتشیں لباس پہن کر دمک رہی تھیں اور ہزاروں

بزدل مسلمان شیر دل آگیلار کے انتظار میں نظر سے پوشیدہ گھات میں لگے تھے۔

آگیلا جب ان مسلمانوں سے ٹکرایا تو اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ اپنے گنت انیقوں کے ساتھ بھاگ کر میدان میں آگیا ہزاروں خونخوار مسلمان آگے بڑھے اسے گھیر لیا ایسا ہوا کہ مسلمانوں کی صد ہا انیاں حرکت میں آئیں اور انہوں نے آگیلار لشکر کا خاتمہ کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ مسلمانوں کا وہ سالار جو مسلمانوں کی راہبر رہنمائی کر رہا تھا وہ آگیلار کے سامنے آیا اور جنگ میں اس کا مقابلہ کرتے ہوئے موت کے گھاٹ اتار دیا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے منذر بن زبیر رکا اور پھر سے سلسلہ کلام کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے بچو! اس جنگ میں جب مسلمانوں نے نصرانیوں کے سب سے بڑے سر کا خاتمہ کر دیا اور جو لشکر وہ لے کر آیا تھا اس کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو نصرانی حکومت نے البشارات کے مسلمانوں کو اپنے لیے خطرناک جانا لہٰذا وہ شرائط انہوں نے غرناطہ کے بے بس مسلمانوں پر عائد کی تھیں ان سے البشارات کے مسلمانوں مستثنیٰ قرار دے دیا اس طرح گویا مسلمانوں نے جو پہلی بغاوت نصرانی حکومت کے خلاف کھڑی کی اور جسے نصرانی دبا نہ سکے وہ البشارات کے مسلمانوں کے حق میں بہتری ثابت ہوئی۔

اس بغاوت سے لے کر آج تک نصرانی حکومت البشارات کے مسلمانوں کو زیر کر کے لئے مختلف حربے آزما رہی ہے لیکن ابھی تک ان کا کوئی حربہ ہمارے خلاف کامیاب نہیں ہوا۔

اب پھر وہ کوشش کریں گے کہ ہمارے علاقوں کے اندر راہبوں کی احتسابی عدالتیں قا کریں اور مجھے امید ہے کہ البشارات کے سارے قبائل مل کر ہسپانیہ کے حکمرانوں کی کوشش بھی ناکام بنا دیں گے۔"

منذر بن زبیر کی باتوں سے معاذ، نابیل اور بسیط کسی حد تک اداس اور افسردہ ہو تھے اس کے بعد تینوں وہاں سے اٹھ کر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور کوہستانی سلسلے نیچے اتر کر وہ اپنی بستی کا رخ کر رہے تھے۔

۞۞۞

ایک روز خیر الدین بار بروسہ نئے بنائے جانے والے بحری جہاز کا جائزہ لے رہا تھا کہ اس کا پرانا اور انتہائی مخلص ملاح صالح اس کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"امیر! آپ نے اپنے جن جوانوں کو حسن کرسو کی ماں اور بہن کو تلاش کرنے کے لیے مقرر کیا تھا ان میں سے دو میرے پاس آئے تھے انہوں نے یہ انکشاف کیا ہے کہ غرناطہ کے کچھ لوگ جزیرہ سالونیک میں آ کے آباد ہو گئے تھے اس کا خیال ہے کہ حسن کرسو کی ماں اور بہن بھی اسی جزیرے میں ہوں گی۔"

خیر الدین بار بروسہ نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"ابھی اس بات کا ذکر حسن کرسو سے نہ کرنا اگر اس جزیرے میں اس کی ماں اور بہن نہ ملی تو اسے بڑی مایوسی ہو گی جب تک اس کی ماں اور بہن مل نہیں جاتی اس وقت تک اس پر ایسا کوئی انکشاف نہ کیا جائے۔

اس کے علاوہ جہاں تک جزیرہ سالونیک کا تعلق ہے تو اس میں تو میرے خیال میں زیادہ تر یہودی آ کر آباد ہو گئے ہیں (ہسپانیہ میں نصرانیوں کے مظالم سے بھاگ کر ان گنت اور بے شمار یہودی عثمانی سلطنت میں آ گئے تھے اور سالونیک کے جزیرے میں آباد ہو گئے تھے یہ لوگ بظاہر مسلمان ہو گئے تھے مگر باطن میں یہودیت پر قائم رہے تھے۔)

ان لوگوں نے پہلے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا لیکن بعد میں انہوں نے یہودیت کے بھیس میں پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے اور انہوں نے عثمانی سلطنت کے سلطان عبدالحمید پر زور ڈالنا شروع کر دیا کہ وہ فلسطین کے کچھ علاقے یہودیوں کے حوالے کر دے۔

یہ واقعہ اس لئے پیش آیا کہ سلطان عبدالحمید نے ایک فرمان جاری کیا تھا جس کی رو سے سلطان کے دولت عثمانیہ جس میں فلسطین بھی شامل تھا یہودیوں کی اجتماعی ہجرت ممنوع قرار دے دی تھی اسی طرح یہودی زائرین کو فلسطین کے اندر تین ماہ سے زیادہ قیام کرنے کی اجازت نہ تھی۔

اس فرمان کے بعد سالونیک کے یہودیوں نے مختلف طریقوں سے سلطان عبدالحمید کو اپنے چنگل میں لینے کی کوشش کی۔

سالونیک کا ایک یہودی صوافندی تھا وہ ایک ترک عارف بک کی وساطت سے سلطان عبدالحمید کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان کو بتایا کہ اسے صیہونی جمعیت کی طرف سے بھیجا گیا ہے اور اس کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ سلطان، یافہ، غزہ اور بحر مردار کے درمیان واقع اراضی یہودیوں کو عطا کر دے اور اس کے عوض یہودی عثمانی سلطان کو پچاس لاکھ سنہری پونڈ سرکاری خزانے کو پیش کرنے کے لئے تیار ہیں علاوہ ازیں بیس لاکھ پونڈ کی رقم یہودیوں کی جمعیت ترکی کو قرض دے گی اس قرض کی واپسی کی مدت بھی حکومت خود ہی متعین کرے گی اور اس پر سود بھی نہ لیا جائے گا۔

یہودیوں کی یہ بات سن کر سلطان عبدالحمید غضبناک ہو گیا اور اس نے یہودیوں کو اپنے دربار سے دھکے دے کر نکال دیا تھا۔

دوسری مرتبہ اسی جزیرے کے یہودیوں میں سے ایک شخص ہرتزل نے سلطان کے پاس پہلے جیسا پیغام بھجوایا اس دفعہ جو سلطان نے جواب دیا وہ قابل تعریف تھا سلطان نے یہودیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

ہرتزل کو سمجھا دیا جائے کہ وہ اس معاملے میں کوئی سنجیدہ قدم اٹھانے سے گریز کرے میں فلسطین کی بالشت بھر زمین سے بھی دستبردار ہونے کیلئے تیار نہیں ہوں۔

فلسطین میری شخصی حکومت نہیں ہے یہ پوری قوم کی ملکیت ہے میری قوم نے اس سر زمین کی خاطر مدتوں جہاد کیا ہے اور اسے اپنے خون سے سینچا ہے۔

یہودیوں کو اپنے لاکھوں پونڈ اپنے پاس ہی رکھنے چاہئیں ہاں اگر کسی روز میری سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تو اس وقت وہ فلسطین بلا قیمت ہی حاصل کر سکتے ہیں مگر میرے جیتے جی ایسا نہیں ہو گا میرے لیے یہ آسان ہے کہ میرے جسم کی تکہ بوٹی کر دی جائے مگر یہ آسان نہیں کہ فلسطین کو میری سلطنت سے کاٹ دیا جائے یہ بات ہرگز ہرگز نہ ہو گی میں کبھی اس بات پر سودا نہیں کر سکتا کہ ہماری زندگی میں ہمارے جسم کے حصے بخرے کر دیئے جائیں۔

سلطان کے اس جواب سے مایوس ہو کر یہودیوں نے ایک خفیہ تنظیم بنائی اس خفیہ تنظیم کے ارکان دوغنہ کہلائے یہ وہ لوگ تھے جو اسپین سے بھاگ کر وہاں آئے تھے اور ترکی حکومت میں سمانا شروع کر دیا اس کے علاوہ ترکی کی تحریک انجمن اتحاد و ترقی کے کئی ممبر بھی

اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے آخر یہودیوں نے ترکوں کے اندر کچھ اس قدر مربوط نفوذ کیا کہ ترکوں کی جس جماعت نے سلطان عبدالحمید کو معزول کیا تو معزولی کا پیغام بھجوانے کے لئے خلیفہ کے پاس جس شخص کو بھیجا گیا وہ یہودی صوافندی ہی تھا یہ سالونیک کے یہودیوں کا پیشوا تھا اور اسے ایک بار سلطان نے اپنے قصر سے دھکے دے کر نکال دیا تھا اس طرح یہودیوں نے فلسطین کا علاقہ ان کے حوالے نہ کرنے کی وجہ سے سلطان سے نہایت ذلت آمیز انتقام لیا۔

جزیرہ سالونیک کے یہودی اپنی تنظیم قائم کرنے کے بعد ترکوں کے لیے خاصے پریشان کن ثابت ہوئے ترکوں کے اندر ایک ایسا گروہ شامل ہو گیا تھا جو بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا لیکن وہ اصل میں یہودی اور دوغنہ تھے یہ گروہ اپنے مخصوص اغراض کے تحت بظاہر مسلمان ہو گیا تھا اس گروہ کے افراد ترکی کے اتحاد و ترقی کے اندر بھی گھس گئے ترکی عسکری طاقت کے اندر بھی انہوں نے کلیدی آسامیوں پر قبضہ کر لیا بلکہ عثمانی خلافت کے آخری ایام میں وہ حکومت کے اعلیٰ عہدوں میں بھی نفوذ کر گئے تھے۔

سالونیک کے ان یہودیوں کا اصل مقصد ترکی کے تین بہترین صوبوں پر قبضہ کر کے یہودیوں کی طاقت و سلطنت قائم کرنا تھا جسے وہ ولایات ثلاثہ کا نام دیتے تھے ان تین صوبوں میں پہلا سلانیک دوسرا مناستر اور تیسرا کسوو تھا۔

ترکوں کے اندر قومیت کے جراثیم بھی اسی یہودی گروہ نے پھیلائے تھے شروع میں وہ یہودی جو اسپین سے نکل کر سلانیک میں آ کر آباد ہوئے تھے اور بظاہر مسلمان ہو گئے تھے لیکن ترک ان کے متعلق شک و شبہات میں پڑے ہوئے تھے لہٰذا انہیں مسلمان کی بجائے دوغنہ کہہ کر پکارتے تھے۔

اور جب سلانیک یہودیوں کی مسلم دشمنی ترکی کے لوگوں پر عیاں ہو گئی تب انہوں نے انہیں مرتد کہنا شروع کر دیا ترکوں اور عربوں کے درمیان نفرت پھیلانے والے بھی یہی لوگ تھے شام اور لبنان کے اندر جن ترکوں نے عربوں کے ساتھ تشدد کیا ان کا تعلق اسی گروہ سے تھا اور وہ عربوں کو ترکوں سے متنفر کرنے کے لئے ہر حربہ اختیار کرتے تھے۔

شام کا آخری ترکی گورنر جمال پاشا اسی گروہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس نے دمشق کے چوراہے میں شامی لیڈروں کو پھانسیاں دینی شروع کر دی تھیں اس شخص کا تعلق یہودیوں کی تنظیم دوغنہ سے تھا اور شامی عربوں پر مظالم ڈھانے سے اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ عرب ترکوں سے متنفر ہو جائیں۔

یہودیوں کی اسی تنظیم نے نہ صرف ترکوں کو عربوں سے بلکہ عربی زبان سے بھی انتہائی
کر دیا بلکہ اسی تحریک سے ترکوں کے ماضی کو بھی داغدار کیا اس کے بعد آنے والے دور
ترک مسلمان ان یہودیوں سے محتاط ہو گئے انہیں مرتد کہتے تھے اور اگر کسی شخص کے بار
میں کبھی یہ کہہ دیا جاتا تھا کہ یہ سلانیک جزیرے کا رہنے والا ہے تو ترکوں کے کان کھڑے
جاتے تھے۔

یہودیوں کی اسی تنظیم نے ترکوں کی اخلاقی زندگی کو بھی تباہی کے کنارے لا کھڑ
انہی یہودیوں نے جن کا تعلق دوغہ سے تھا اور جو ہسپانیہ سے ہجرت کر کے سلانیک
کے آباد ہو گئے تھے خلیج گولڈن ہارب کے ساحل پر لگ بھگ 20 سے زیادہ نہانے کے
بنائے جو سال بھر رنگا رنگ تفریحی سرگرمیوں میں مصروف رہتے تھے اور پچیس سے زا
کدے قسم کی عمارتیں بنوائیں اور جو ساحل کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوئی سبز پوش پہاڑیوں
چوٹیوں پر قائم تھیں دنیا بھر کے سیاح یہاں ٹوٹ پڑتے تھے اور سیاحت کے پردے
عشرت ونشاط کی دل کھول کر داد دی جاتی تھی مشرق کے شہروں میں بیروت اور اسکند
اسی سیاحت نے تباہ و برباد کیا تھا اور یہی کھیل یہودیوں نے استنبول میں بھی کھیلنا ش
کیا۔

استنبول کا علاقہ بیوغلو سب سے زیادہ خوشنما علاقہ تھا اسی علاقے میں یہودیو
سرمایہ خرچ کر کے جگہ جگہ نشاط گاہیں تعمیر کیں یہاں عورتوں کی گہما گہمی رہتی تھی اس کی
کی وجہ اس علاقے میں نشاط گاہوں کی کثرت تھی اور پھر سب سے بڑی بات کہ انہ
یہودیوں نے ترک عورتوں کو منی اسکرٹ پہننا سکھا دیا ترکی میں بلا کی سردی پڑتی
یہودیوں کی وجہ سے منی اسکرٹ اس سے بھی بڑی بلا بن کر ترکوں پر نازل ہوئی اور یہ
یہودیوں کا کیا دھرا تھا یہودیوں کی وجہ سے منی اسکرٹ ترکی عورتوں میں اس قدر مقبول
کہ عورت نے ہر تکلیف گوارہ کر لی سردی برداشت کر لی پر منی اسکرٹ نہ چھوڑی حد
یہ کہ خود ترک مرد سردی میں سر سے پاؤں تک گرم لباس پہنا کرتے تھے مگر عورتیں
یہودی عورتوں نے اپنا اثر ڈال دیا تھا انہیں منی اسکرٹ کی بھینٹ چڑھا دیا گیا
حالات کو دیکھتے ہوئے ترکی کے ایک شاعر نے بڑی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار
ہوئے کہا تھا۔

"مردوں نے عورتوں کو خوبصورت کہہ کہہ کر اسے بیوقوف بنا رکھا ہے۔"

بہر حال خیر الدین بار بروسہ نے اپنے ملاح صالح کو تاکید کر دی کہ فی الحال

پر یہ ظاہر نہ کیا جائے کہ غرناطہ میں جس علاقے سے اس کا تعلق تھا وہاں کے لوگ زیادہ تر
جزیرہ سلانیک میں آباد ہو گئے ہیں خیر الدین بار بروسہ چاہتا تھا کہ جب تک حسن کی ماں
اور بہن مل نہ جائیں اس وقت تک اسے کسی ایسی امید میں مبتلا نہ کیا جائے جو بعد میں غلط
ثابت ہو اور اس کی دل شکنی ہو اس گفتگو کے بعد خیر الدین بار بروسہ صالح کے ساتھ نئے
تعمیر ہونے والے بحری جہاز کا جائزہ لینے لگا تھا۔

اپنے نئے بحری بیڑے اور تازہ دم لشکر کے ساتھ خیر الدین باربروسہ اپنے ساتھیوں کی ہمراہی میں پھر سمندر میں نکلا افریقہ کی طرف روانگی سے قبل اس نے اپنے کچھ تیز رفتار طلایہ گر افریقی ساحل کی طرف بھجوا دیئے تھے افریقہ میں جو اس کے حمایتی تھے انہیں اس نے اہم امور پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے طلب کر لیا تھا۔

خیر الدین جب الجزائر پہنچا تو اس کے حمایتیوں میں سے صرف ایک شخص اس کے استقبال کے لئے ساحل پر موجود تھا اور وہ قبائل صغرای کا سردار عبدالعزیز تھا۔

باربروسہ اور اس کے سارے ساتھی عبدالعزیز سے بڑے پر جوش انداز میں ملے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کسی قدر تعجب خیز انداز میں عبدالعزیز کو مخاطب کر کے باربروسہ نے پوچھا۔

”عبدالعزیز! میں تمہارا ممنون و شکر گزار ہوں کہ میرے کہنے پر تم نے یہاں آنے کی زحمت اٹھائی پر مجھے تمہارے ساتھ بربروں کا سلطان حفصی دکھائی نہیں دے رہا۔“

عبدالعزیز کچھ اداس اور افسردہ ہو گیا کچھ سوچا پھر باربروسہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”میرے عزیز! بربروں کا سردار حفصی نہیں آئے گا اس لئے کہ اسے کوکو کے سلطان ابن القاضی نے ایک بھاری رقم دے کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے یوں جانو کہ سلطان بھی دوسری قوتوں کی طرح ہماری مخالفت پر اتر آیا ہے۔“

عبدالعزیز کچھ دیر خاموش رہا پھر پہلے سے زیادہ دکھ بھرے انداز میں وہ خیر الدین کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

”میرے عزیز! کچھ لوگ وقت فاصلوں اور شوق کے سلسلوں میں کارروانوں کی گرد کو دیکھتے ہوئے اپنی منزل کا تعین تبدیل کر لیتے ہیں یہی حال ان دنوں افریقہ کے چھوٹے بڑے مسلمان حکمرانوں کا ہے۔

یہ غیر ذمہ دار لوگ نہیں جانتے کہ جن لوگوں کی وجہ سے ہسپانیہ کے مسلمان خوف کی قوس و قزاح نفرت کی اداس رتوں عذابوں کے گرم لمحوں کا شکار ہو کر دربدری پر مجبور ہوئے

انہی سے یہ خوش گلوئی کے نشیلے نغموں سرور و کیف کی تاثیر کی امید رکھتے ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ ہسپانیہ والوں سے تعاون کر کے وہ اپنے ذہنوں میں اجالے اپنی زیست کی مانگ میں ستارے بھر لیں گے وہ نہیں جانتے کہ ہسپانیہ والے تو ان سے ان کی دعاؤں کی تاثیر چھین کر ان کے ذہن و فکر کے سارے اوطاق میں دکھوں کا ہیجان بھر دیں گے۔

کاش کوئی کیمیا گر انہیں بتاتا کہ بھیگی راکھ سے شعلے نہیں نکلتے پانی کے بلبلوں سے طوفان نہیں اٹھتے۔“

عبدالعزیز رکا پھر پہلے کی نسبت بھاری آواز میں کہنے لگا۔

”کاش کوئی چارہ گر ان پر انکشاف کرتا کہ ہسپانیہ کی جن قوتوں کا وہ ساتھ دے رہے ہیں وہ مسلمانوں کے اندر نفرت کے بیج بو رہے ہیں ہسپانیہ کی یہی قوتیں ان کے دامن میں شام غریباں کے اندھیرے ان کی جھولی میں بھٹی کی آگ اور ان کے کشکول میں شکم گرسنگی کی پستی کے سکے ڈال دیں گے مزید اگر کچھ دیں گے تو وہ یہ کہ اُن کی رگوں میں مچلتے خون کے اندر بے غیرتی کی بدبو بھر دیں گے۔

کاش اجل کے سیاہ خانوں کا کوئی بھیدی ان غیر ذمہ دار حکمرانوں کو بتاتا کہ زندگی کی حقیقی تڑپ کیا ہے ان پر یہ انکشاف کرتا کہ ان کے سامنے کہاں کہاں بدنصیبی کے کھنڈران کی تباہی کے لئے منتظر ہیں کاش وہ جان جاتے کہ سمندر پار سے آنے والی جس قوت کا وہ ساتھ دے رہے ہیں وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے جو انہیں جلا کر صحرا کے ذروں کی طرح بکھیر کر رکھ دے گی۔

عبدالعزیز جب خاموش ہوا تو باربروسہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا پھر اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

”عبدالعزیز میں تمہارے جذبوں کی قدر کرتا ہوں اگر کوکو کے سلطان ابن قاضی نے ہمارے خلاف ہسپانیہ والوں کا ساتھ دینے کے لئے بربروں کے سلطان حفصی کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے تو کوئی بات نہیں ہم اپنے کام کی ابتداء بھی کوکو شہر کے حکمران ابن قاضی سے ہی کریں گے۔“

خیر الدین باربروسہ کے اس فیصلے سے عبدالعزیز ہی نہیں بلکہ خیر الدین کے سارے سالار مطمئن اور خوش ہو گئے تھے اس کے بعد خیر الدین نے کچھ سوچتے ہوئے صغرای قبائل کے سردار عبدالعزیز کو پھر مخاطب کیا۔

”عبدالعزیز میرے محترم......“

خیرالدین اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس لئے کہ عبدالعزیز بول پڑا اور کہنے لگا۔

''ابن یعقوب شاید تم اب یہ پوچھو گے کہ میں اپنے ساتھ کچھ لے کر بھی آیا ہوں تو اس کے لئے عرض ہے کہ جس قدر لشکر میرے پاس تھا اس کا ایک حصہ میں نے اپنے علاقے کی حفاظت کے لئے چھوڑا ہے باقی لشکر کو لے کر آپ کے پاس آ گیا ہو اور میرا لشکر اس وقت آپ کے لشکر کے ساتھ مستقر میں قیام کر چکا ہے۔''

عبدالعزیز کی اس گفتگو سے خیرالدین باربروسہ خوش ہو گیا تھا ایک بار پھر اس کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا۔

''اب چلو اپنے سب لشکریوں اور ملاحوں کے ساتھ مستقر کی طرف چلتے ہیں۔'' ساتھ ہی خیرالدین نے صالح کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''صالح میرے عزیز کچھ جوانوں کو اپنے بحری بیڑے کی حفاظت کے لئے مامور کروا باقی سے کہو مستقر میں آرام کریں۔''

اس کے ساتھ ہی عبدالعزیز اور دیگر سالاروں کو لے کر خیرالدین باربروسہ مستقر کی طرف بڑھ گیا۔

✡✡✡

ادھر افریقہ میں ہسپانوی سالار اور حکمران مون کیڈ کو بھی باربروسہ کے نئی طاقت اور قوت کے ساتھ الجزائر پہنچنے کی خبر ہو گئی تھی لیکن وہ مطمئن تھا اس لئے کہ قبائل صغرای کے سردار عبدالعزیز کے علاوہ ساری قوتوں کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔

تلمسان کا حکمران ابوحمو اس کے ساتھ تھا کوکو شہر کا حکمران ابن قاضی اس کا بہترین حمایتی تھا ٹیونش کا بادشاہ حسان اس کے عمدہ حلیفوں میں سے تھا اب بربروں کا سلطان حفصی بھی اس کے حلقہ کار میں شامل ہو چکا تھا قبائل صغرای کا دوسرا بڑا سردار احمد بن قاضی بھی اس کا دست راست تھا ان حالات کو دیکھتے ہوئے مون کیڈ نے باربروسہ کو نئی طاقت اور قوت لانے کے باوجود کوئی اہمیت نہ دی تھی وہ مطمئن تھا کہ افریقہ کے اندر اتنی زیادہ قوتیں اس کے ساتھ ہیں لہٰذا وہ کہیں بھی خیرالدین باربروسہ کے پاؤں ٹکنے نہ دے گا۔''

دوسری طرف باربروسہ بھی صورتحال سے پوری طرح آگاہ تھا ایک رات اس نے اپنے مسکن سے کوچ کیا اور بڑی برق رفتاری سے اس نے ابن قاضی کے مرکزی شہر کوکو کا رخ کیا تھا۔

اس کے کوچ کی خبر افریقہ میں اس کی دشمن قوتوں کو بھی ہو گئی تھی لہٰذا کوکو کی مدد کے لئے

مون کیڈ کے علاوہ تلمسان کے حکمران ابوحمو ٹیونس کے بادشاہ حسان بربروں کے بادشاہ حفصی قبائل صغرای کے سردار احمد بن قاضی نے بھی اپنے اپنے لشکروں کے کچھ حصے اس کے مرکزی شہر کوکو کی طرف روانہ کئے تھے تاکہ باربروسہ کے سامنے کوکو کے حکمران ابن قاضی کا معقول دفاع کیا جا سکے۔

خیرالدین باربروسہ اپنے ملاحوں، اپنے سالاروں اور لشکریوں کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے فاصلوں کو سمیٹتا ہوا ابن قاضی کے مرکزی شہر کوکو جا پہنچا اور وہاں اس نے اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی کوکو اور اس کے اتحادی خیرالدین کا مقابلہ کرنے کے لئے شہر سے باہر خیمہ زن ہو چکے تھے۔

خیرالدین باربروسہ کے وہاں پہنچتے ہی ابن قاضی نے اس پر حملہ آور ہونے کی ٹھان لی تھی اس لئے کہ جو لشکر اس کے ساتھ تھا وہ تازہ دم تھا اور خیرالدین باربروسہ نے تھوڑی دیر پہلے ہی وہاں آ کر پڑاؤ کیا تھا لہٰذا ابن قاضی نے اپنے لشکر کے اندر جنگ کے طبل بجوا دیئے تھے۔

دوسری جانب خیرالدین باربروسہ نے بھی اپنے لشکر کو جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا تھا یہ حکم ملتے ہی بڑے پرجوش انداز میں اس کے لشکر کے اندر تکبیریں بلند ہونا شروع ہو گئی تھیں۔

جس وقت خیرالدین باربروسہ اپنے سالاروں میں سے طرغوت، حسن کرسو کا کادصالح سنعان اپنے بیٹے حسن اور کچھ دوسرے سالاروں کے ساتھ اپنے لشکر کی صفوں کو آخری شکل دے رہا تھا خیرالدین باربروسہ کے کچھ طلایہ گر اس کے قریب آئے انہیں دیکھ کر خیرالدین اور اس کے سالاروں کے چہروں پر تجسس سا نمودار ہوا تھا خیرالدین ان کی طرف متوجہ ہوا کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ان میں سے ایک قریب آیا اور کسی قدر خوش کن انداز میں کہنے لگا۔

''امیر ہم آپ کے لئے ایک اچھی خبر لے کر آئے ہیں۔''

خیرالدین باربروسہ کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی چہرے پر خوشگواری کے آثار نمودار ہوئے تھے پھر بڑی شفقت اور محبت بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''عزیز ساتھیو تم کیسی خبر لے کر آئے ہو؟''

طلایہ گروں میں سے جو پہلے باربروسہ سے مخاطب ہوا تھا وہ پھر ہمکلام ہوا۔

''امیر گو ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے کوکو کی مدد کو ابوحمو، مون کیڈ، حسان، احمد بن قاضی اور حفصی کے چھوٹے بڑے لشکر پہنچ چکے ہیں لیکن ابن قاضی کے لشکر میں خداوند نے چاہا تو عنقریب بغاوت اٹھ کھڑی ہو گی۔'' خیرالدین باربروسہ اور دیگر سالار اس کی طرف دیکھنے

لگے طلایہ گر نے اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

"امیر ابن قاضی کا ایک بیٹا ہے نام اس کا حسین ہے وہ مسلمانوں کے اتحاد اور خواہش مند ہے وہ کسی بھی صورت پسند نہیں کرتا کہ افریقہ کے اندر مسلمان قوتیں آپس برسرِ پیکار ہوں اور ان کا فائدہ ہسپانیہ والوں کو ہو ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ لشکر کو پہاڑ زن کرنے سے پہلے حسین نے اپنے باپ ابن قاضی سے بات کی تھی کہ ہمارے جنگ کی طرح نہیں ڈالنا چاہئے اس نے اپنے باپ کو یہ بھی مشورہ دیا تھا کہ ہسپانیہ ہسپانیہ سے نکل کر افریقہ کے کئی بڑے علاقے پر قابض ہو چکے ہیں اور ہمیں آپس لڑنے کے بجائے ساری مسلمان قوتوں کو اکٹھا کر کے ہسپانیہ کے جن مسلمانوں پر کر رہے ہیں انہیں وہاں سے نکالنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔"

وہ طلایہ گر جب خاموش ہوا تب کچھ سوچتے ہوئے خیرالدین باربروسہ کہنے لگا۔

"میں ابن قاضی کے بیٹے حسین کے ان خیالات کی قدر کرتا ہوں لیکن وہ اکیلا سکتا ہے۔"

طلایہ گر پھر امید بھرے انداز میں کہنے لگا۔

"امیر وہ اکیلا نہیں ہے اس کے ساتھ ابن قاضی کے دو بڑے اہم اور سرکردہ سالار ہیں ایک کا نام عبادہ بن تمام اور دوسرے کا نام علقمہ بن سعدون ہے یہ دونوں سالار قاضی کے بیٹے حسین کے راز دار ہیں اور انہوں نے حسین پر واضح کر دیا ہے کہ وہ کسی صورت مسلمانوں کے اندر انتشار برپا کرنے کے خواہش مند نہیں ہیں لہٰذا ان سالاروں نے حسین کو یہ بھی سمجھا دیا ہے کہ وہ اپنے باپ سے بات کرے کہ وہ والوں کے کہنے پر مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہونے سے پرہیز کرے۔

امیر جو کچھ ہم نے سنا ہے اس کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کوکو کے حکمران قاضی کے لشکر میں عنقریب اختلاف برپا ہوگا اس لئے کہ اس کے دو سردار عبادہ بن تمام علقمہ بن سعدون اس کے لشکر کے اندر خاصی اہمیت رکھتے ہیں اور اگر ابن قاضی نے دونوں سرداروں کی بات نہ مانی تو وہ اندر ہی اندر کام کرتے ہوئے لشکر کے خاصے حصے کو اپنے ساتھ ملا لیں گے اس کے بعد وہ ابن قاضی کے لئے نہ ختم ہونے والے کا باعث بن سکتے ہیں۔

خیرالدین باربروسہ کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا کہنے لگا۔

"خدا تمہاری زبان مبارک کرے اور وہ دن جلد آئے۔"

اس کے بعد لمحہ بھر کے لئے خیرالدین باربروسہ خاموش رہا کچھ سوچا اس کے بعد اپنے سارے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز ساتھیو! جنگ کی ابتداء کرنے سے پہلے اپنے سارے لشکریوں اور اپنے سارے ملاحوں پر یہ بات واضح کر دینا کہ کوکو کے حکمران ابن قاضی کے لشکر میں تین شخصیتوں کا خیال رکھنا ہے ایک اس کا بیٹا حسین اور دو اس کے سردار عبادہ بن تمام اور علقمہ بن سعدون انہیں جنگ میں نہ کوئی گزند پہنچنی چاہئے نہ ان پر کوئی حملہ آور ہو کر ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے اگر یہ جنگ کے دوران گرفتار ہوں تو انہیں عزت اور وقار کے ساتھ میرے پاس لایا جائے میں ان کا بہترین استقبال کروں گا ایسے لوگ مسلم قوم اور ملت کے مفاد کے پاسبان ہوتے ہیں ان کی قدر کی جانی چاہئے۔"

اس کے بعد خیرالدین باربروسہ نے اپنے لشکر کی صفوں کو آخری شکل دی لشکر کے اس نے چار حصے کیے تھے ایک حصہ اپنی کمانداری میں رکھا اپنے ساتھ اس نے اپنے نائب کی حیثیت سے اپنے بیٹے حسن کو رکھا تھا دائیں جانب کے لشکر کی کمانداری عالم اسلام کا مشہور اور عظیم سپہ سالار اور ملاح طرغوت کر رہا تھا اور صالح ایک نائب کی حیثیت سے اس کے ساتھ تھا بائیں جانب کے لشکر کی کمانداری حسن کرسو اور کاکاد کے ہاتھ میں تھی جبکہ لشکر کا چوتھا حصہ اپنے پڑاؤ کی حفاظت پر مامور کیا گیا تھا اس کی کمانداری صنعان کو سونپی گئی تھی۔

دوسری طرف کوکو کے حکمران ابن قاضی نے بھی اپنے لشکر کی صفوں کو آخری شکل دے دی تھی پھر ایک دم اس کے اشارے پر اس کے لشکر میں طبل اور نفیریاں بجنے سے طوفانوں کا سا شور اٹھ کھڑا ہوا تھا اس کے بعد حملہ آور ہونے کے لئے ابن قاضی نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا تھا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے ابن قاضی افریقہ کے اندر باربروسہ کی دشمن قوتوں کے متحدہ لشکر کے ساتھ کرنوں کے فاصلوں کو سمیٹتی زہریلی ہواؤں کے تھپیڑوں، قیامت خیز بیزاریاں پیدا کرتی برق کی اندھی برہمی اور روشنیوں کے فرغل اتارتے کسمساتے اندھیروں کی طرح خیرالدین باربروسہ اور اس کے لشکریوں پر حملہ آور ہوا تھا۔

دوسری جانب اس حملے کے لیے باربروسہ اور اس کے سارے سالار پوری طرح تیار تھے جس وقت ابن قاضی متحدہ لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا اس وقت خیرالدین باربروسہ کے لشکر میں اس کے اشارے پر اس طرح تکبیریں بلند ہوئیں جیسے برسوں پرانی آگ کی بارش میں وحشی سمندر بری طرح دھاڑتا ہوا داخل ہونا شروع ہوا ہو۔

اس کے بعد خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھی ابن قاضی کے متحدہ لشکر پر تن کی جلتی تپتی زمین پر بارود بھرے شراروں روح کو جسموں سے گریزاں کرتے خاک اڑاتے نفرت کے بگولوں اور تاریک گہرائیوں تک اتر جانے والے فطرت کے اجالوں کی جوت کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

میدان جنگ کے اندر بے روک قوت بن کر موت رقص کرنے لگی تھی روحوں کو بدنوں سے لاتعلق کرنے کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

ابن قاضی اور اس کے اتحادیوں کو پورا یقین تھا کہ وہ کوکو شہر سے باہر خیرالدین باربروسہ اور اس کے سارے لشکریوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے اس لئے کہ لشکر کی تعداد کا تناسب ان کے حق میں تھا وہ بہت سی قوتیں مل کر خیرالدین باربروسہ کا مقابلہ کر رہے تھے اور جبکہ باربروسہ صرف اپنے لشکر کے ساتھ اُن کے مقابل تھا افریقہ میں صرف قبائل صغرای کا سردار عبدالعزیز اس کا اتحادی تھا لیکن ابھی تک عبدالعزیز کو اس کے لشکر کے ساتھ خیرالدین باربروسہ نے جنگ کی بھٹی میں نہیں جھونکا تھا شاید ابن قاضی کے خلاف عبدالعزیز کو آخری حربے کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے۔

جنگ جب ضیاء آشام تیرگی اور خونی احساس کی شدتوں کی طرح اپنے عروج پر آئی تب گھات میں بیٹھے ہوئے قبائل صغرای کے محترم سردار عبدالعزیز نے اپنے کام کی ابتدا کی تھی ایک دم تکبیریں بلند کرتا ہوا وہ اپنی گھات سے نکلا اور ابن قاضی کے متحدہ لشکر کے ایک پہلو پر وہ خطوں تک کو حرکت میں لے آنے والی تحقیر بھری سنگ باری، صدیوں کو لمحوں کے فاصلوں میں سمیٹ دینے والے خیالات کے موجزن قہر اور تدبیر پر طنز کرتے ہوئے اسے اپنی کنیز بنا لینے والی ہولناک تقدیر کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

ابن قاضی کا متحدہ لشکر اس سے پہلے ہی باربروسہ اور اس کے سالاروں کے حملوں کو بڑی مشکل سے روک رہا تھا اور اپنے آپ کو دفاع تک محدود کر رکھا تھا۔

اب جو قبائل صغرای کا سردار عبدالعزیز بھی ایک پہلو کی طرف سے ان پر حملہ آور ہوا تو اس کے نتیجے میں ابن قاضی کے لشکر کی حالت بڑی تیزی سے گرد آلود خونی بستیوں، دلوں کے بجھے ساز زلزلوں سے شکستہ در و بام آزار بھری سوچوں اور اداس لمحوں زرد ساعتوں سے بھی زیادہ ہولناک ہونا شروع ہو گئی تھی جس کے نتیجے میں کوکو شہر کے نواح میں ابن قاضی کو خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالاروں کے مقابلے میں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا شکست اٹھانے کے بعد ابن قاضی نے فیصلہ کیا کہ اپنی پشت پر اپنے مرکزی شہر کوکو میں محصور ہو کر اس وقت تک دفاع کرے

رہے جب تک افریقہ میں اس کے حواریوں سے مزید کمک نہیں پہنچ جاتی۔

لیکن خیرالدین باربروسہ حسن کرسو طرغوت اور کاکاد، صالح، صنعان اور عبدالعزیز سب نے مل کر ابن قاضی کے ان ارادوں کو خاک میں ملا دیا تھا۔

شکست اٹھانے کے بعد جب ابن قاضی نے اپنے لشکر کے ساتھ کوکو شہر کا رُخ کرنا چاہا تو خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں نے فوراً اپنا رخ بدلا ابن قاضی کے راستے میں حائل ہو گئے جس کے نتیجے میں ابن قاضی اپنے لشکر کے ساتھ کوکو شہر کا رخ نہ کر سکا بلکہ پلٹا ایک دوسرے شہر بونہ کا رخ کیا تھا خیرالدین باربروسہ نے کچھ دیر تک بھاگتے ہوئے دشمن کا تعاقب کیا اس کے بعد وہ اس جگہ لوٹا جہاں جنگ ہوئی تھی دشمن کے پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹ لیا گیا کوکو شہر میں کوئی اتنی بڑی دفاعی قوت نہ تھی جو خیرالدین باربروسہ کا راستہ روک دے لہٰذا باربروسہ بغیر کسی مزاحمت کے کوکو شہر میں داخل ہوا شہر پر اس نے قبضہ کر لیا ابن قاضی بدترین شکست اٹھانے کے بعد بونا شہر پہنچا بچے کھچے لشکر کو اس نے وہاں استوار کیا ساتھ ہی افریقہ میں اپنے سارے حواریوں کی طرف اس نے تیز رفتار قاصد بھجوائے اور خیرالدین باربروسہ کی سیلابی طاقت اور قوت کے سامنے بند باندھنے کی التماس کی جس کے نتیجے میں افریقہ میں اس کے حمایتی اس سے رسد اور کمک کی صورت میں امداد دینے لگے۔

دوسری جانب خیرالدین باربروسہ کوکو شہر پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے نظم و نسق درست کرنے میں مصروف ہو گیا تھا گو ابن قاضی کو کوکو شہر کے نواح میں بقدورہ کے میدانوں میں شکست دینے کے بعد وہ اپنی جگہ مطمئن اور خوش تھا اس لئے کہ افریقی طاقتوں سے نبٹنے کے لئے اس نے جو لائحہ عمل تیار کیا تھا اس پر کامیابی سے عمل پیرا شروع ہو گیا تھا۔

بقدورہ کے میدان میں خیرالدین باربروسہ کے ہاتھوں بدترین شکست کی خبریں جہاں قسطنطنیہ میں سلطان سلیمان کو پہنچیں وہاں یہ خبر ہسپانیہ میں ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کے لئے بھی قہر اور بجلی بن کر گری خیرالدین باربروسہ کی بڑھتی ہوئی طاقت اور قوت اس کے لئے خطرے سے کم نہیں تھی یہ خبر سننے کے بعد اس نے اپنے کچھ بحری جہازوں کے ذریعے افریقہ میں ہسپانیوں کے والی مون کیڈ کو مدد بھیجی تاکہ باربروسہ اس کے حواریوں سے نبٹنے کے بعد اس سے ٹکرائے تو افریقہ میں جو ہسپانوی لشکر ہے اس کے دفاع اور حفاظت کا انتظام کیا جا سکے۔

۞۞۞

کوکو کے حکمران ابن قاضی کا بیٹا اور اس کے دو اہم اور بڑے سردار عبادہ بن تمام اور علقمہ بن سعدون ایک روز بونا شہر کی فصیل کے ایک برج میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے تینوں اس وقت گہری سوچ میں تھے شاید کسی اہم مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے آخر عبادہ بن تمام نے اس خاموشی کو توڑا اپنے سامنے بیٹھے ابن قاضی کے بیٹے حسین اور دوسرے سردار علقمہ بن سعدون کو مخاطب کر کے وہ کہہ رہا تھا۔

"کوکو شہر کے نواح میں بقدورہ کے میدانوں میں ہمیں شکست ہوئی اس سے ہمیں سبق سیکھنا چاہئے اور ہسپانیہ والوں کے کہنے پر عمل کرنے کے بجائے بار بروسہ کے ساتھ اتحاد اور تعاون کرتے ہوئے ہسپانیہ والوں کے خلاف حرکت میں آنا چاہئے۔

ہائے حیف ہم مسلمان ہوتے ہوئے مسلمان دشمن قوتوں کا ساتھ دے کر بار بروسہ کو کمزور کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں جبکہ بار بروسہ عالم اسلام کا وہ رجل عظیم ہے جو مسلمانوں کے تحفظ اور ان کی حفاظت کے لئے کام کر رہا ہے۔

اور سب سے بڑی بات کہ مسلمانوں کا سلطان سلیمان اس کی پشت پناہی کر رہا ہے اور اس سے پہلے سلیمان کا باپ سلطان سلیم بھی اس پر اپنا دست شفقت رکھ چکا تھا اس طرح بار بروسہ کے خلاف صف آراء ہوتے ہوئے ہم ایک طرح سے عالم اسلام کے خلاف صف آرا ہو رہے ہیں میرے خیال میں اس سے بڑی برائی اس سے بڑی لعنت کسی مسلمان کے لئے نہیں ہوسکتی۔"

اتنا کہنے کے بعد عبادہ بن تمام رکا پھر ابن قاضی کے بیٹے حسین کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"ابن قاضی کے بیٹے برا مت ماننا ہم دونوں سردار عالم اسلام کی یکجہتی اور اتحاد کے متمنی ہیں تمہارا باپ مون کیڈ کی ظالم خواہشوں کے ہجوم میں کھڑا ہو کر فضول شہرت اور حقیر عظمت کی تمنا کیے ہوئے ہے۔

یہ ہسپانیہ والے ہم مسلمانوں ہی کو اپنے ساتھ ملا کر ہمارے لئے قفس کے آہنی

دروازے اور موت کے نیزوں کی انیاں تیار کر رہے ہیں وہ ہمارے وجود کا رابطہ ہمارے تن کا تعلق مسلم قوم سے منقطع کرنا چاہتے ہیں مسلم قوم کے لیے ہمارے جذبات ہماری چاہتوں کے اثر ہماری جان کی راحتوں کو وہ زندان کے عذاب میں تبدیل کرنے کا ٹھان چکے ہیں۔

ابن حسن تمہارا باپ غلط راستہ اختیار کیے ہوئے ہے ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ اپنے باپ کو سمجھا لو لیکن تم اسے سمجھانے میں ناکام رہے ہو وہ سمجھنے میں بھی بری طرح ناکام رہا ہے حالات آہستہ آہستہ گرفت سے نکل جائیں گے میں اس وقت سے ڈرتا ہوں جب ہم تمہارے باپ کے خلاف بغاوت کھڑی کرنے کا ارادہ کر لیں گے۔

ابن قاضی کے بیٹے ہم خود تو ختم ہو سکتے ہیں لیکن ہماری روح ہمارے مذہب کا تعلق مسلم قوم سے ختم نہیں ہو سکتا خیر الدین بار بروسہ اس کے ساتھی اس کے سالار افریقہ میں خشکی پر ہی نہیں سمندر کے اندر بھی مسلمانوں کے رہبر اور راہنما اور کماندار اور سالار ہیں وہ ان علاقوں کے اندر مسلمانوں کے سکون اور راحت کی ساعتوں کے امین ہیں۔

ابن قاضی کے بیٹے قسم خداوند کی جس وقت کوکو شہر کے نواح میں بدورہ کے میدانوں میں خیر الدین بار بروسہ اور اس کے سالار ہم پر آتشیں لاوے کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے پگھل کر منزل کے راستوں کے نقوش تک مٹا دیتا ہے تو میں بے حد خوشی محسوس کر رہا تھا اس وقت میرے دل میں ایک عجیب سی جذبات کی آتش اور احساسات کا دھواں اٹھا تھا اور میرے دل نے اُس وقت چاہا تھا کہ میں ابن قاضی کے لشکر سے نکل کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ خیر الدین بار بروسہ کے لشکر میں شامل ہوں اپنی تلوار خیر الدین بار بروسہ کے قدموں میں ڈال دوں اور اس سے کہوں کہ آنے والے دور میں ہم تمہارا ساتھ دیں گے اس لئے کہ تم ہی ہمارے رہبر اور راہنما ہو۔

پر ہائے حیف ہائے میری بدقسمتی میں اپنے ذہن میں ان اٹھتے خیالات کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عبادہ بن تمام رک گیا اس کی گردن جھک گئی تھی دوسری جانب دوسرا سردار علقمہ بن سعدون بھی اداس اور افسردہ بیٹھا ہوا تھا پھر عبادہ بن تمام کے بجائے دوسرا سردار علقمہ بن سعدون بول اٹھا وہ بھی ابن قاضی کے بیٹے حسین کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

"میرے عزیز جو کچھ عبادہ بن تمام نے کہا ہے یوں جانو یہ میرے دل کی ترجمانی اور

عکاسی ہے ہم لوگ اپنوں کے خلاف برسرپیکار ہو کر ایک طرح سے ہسپانیہ والوں کی طا اور قوت کو مضبوط اور مستحکم کر رہے ہیں اور یہ ایک انتہائی گھناؤنا اور شیطانی فعل ہے ج میں اس وقت ہم ملوث ہیں۔

بقدورہ کے میدانوں میں خیرالدین باربروسہ ہمیں بدترین شکست دے چکا ہے او آگے بڑھ کر کوکو شہر پر بھی قبضہ کر چکا ہے ہم نے کو بونا شہر میں محصور ہو کر اپنے آپ کو مح کر لیا ہے پر یاد رکھنا ہم اگر کوکو شہر میں محفوظ نہ تھے تو یہاں بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ تمہیں صاف کہتا ہوں کہ اپنے باپ کو سمجھا لو کہ وہ مسلمانوں کے خلاف ترک تاز کر سے باز رہے اور اگر وہ باز نہیں آئے گا تو پھر تنگ آ کر ہمیں اس کے خلاف بغاوت کرنا گی اور میں سمجھتا ہوں ہماری یہ بغاوت اور سرکشی یقیناً عالم اسلام کی خدمت میں شما جائے گی۔

ایک بات یاد رکھنا ایک بار ہمیں شکست دینے کے بعد خیرالدین باربروسہ کوکو شہ بیکار نہیں بیٹھے گا ہفتوں مہینوں بعد نہیں بلکہ چند دن بعد بونا شہر میں ہمارا لشکر اور یہاں لوگ سنیں گے کہ کوکو شہر سے باربروسہ نے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا ہے اور ہم پر حملہ آ ہونے کے لئے وہ بونا شہر کا رخ کر رہا ہے گو تمہارے باپ ابن قاضی نے سارے ہمسای کی طرف قاصد بھجوائے ہیں خیرالدین باربروسہ کے خلاف مدد طلب کی ہے لیکن جہاں تک میرا اندازہ ہے جہاں تک میرا تجربہ ہے جس طرح بقدورہ کے میدانوں میں ہمیں شکس اٹھانی پڑی اس طرح اگر بونا شہر میں یا بونا شہر کے نواح میں کوئی جنگ ہوئی تو خیرالد باربروسہ ناکامی نامرادی اور شکست کو ایک بار پھر ہمارا مقدر بنائے گا۔“

لمحہ بھر کے لیے علقمہ بن سعدون رکا پھر وہ بات کو آگے بڑھا رہا تھا۔

”حسین میں نے یہ بھی سنا ہے کہ اس شکست کی خبر ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کو ہو گ ہے اور وہ ہسپانیہ سے بھی ایک لشکر افریقہ میں اپنے سالار مون کیڈ کو روانہ کر رہا ہے اور ا لشکر میں کافی حسین اور خوبصورت لڑکیاں بھی ہیں جو باربروسہ کے خلاف آئندہ جنگوں م اپنے لشکریوں اپنے ملاحوں کا حوصلہ اور ولولہ بڑھائیں گی۔

دوسری جانب سلطان سلیم کو بھی خیرالدین باربروسہ کی کامیابی کی خبر ہو چکی ہے وہ خو ہو گا اور اس کی کامیابی کی وجہ سے اسے مزید طاقت اور قوت فراہم کرے گا جس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

علقمہ بن سعدون جب رکا تب انتہائی افسردہ اور اداس آواز میں ابن قاضی کا بیٹا حسی

کہنے لگا۔

”میرے دونوں عزیز ساتھیو میں ایک بار پھر اپنے باپ کو سمجھاؤں گا۔ ہم تینوں مل کر لشکر کے اندر جو ہمارے حمایتی ہیں انہیں استوار اور ہمنوا بنانے کی کوشش کریں گے اس کے بعد اگر حالات جوں کے توں رہے تو میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں میں خود چاہوں گا کہ میرے باپ کو معزول کر دیا جائے اور افریقہ کے اندر جس قدر مسلمان قوتیں ہیں انہیں ہسپانیہ والوں کے خلاف اور باربروسہ کے حق میں اٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔“

حسین جب خاموش ہوا تب تھوڑی دیر تک عبادہ بن تمام اور علقمہ بن سعدون خاموش رہے کچھ سوچتے رہے اس کے بعد حسین کی طرف دیکھتے ہوئے عبادہ بن تمام فیصلہ کن انداز میں کہہ رہا تھا۔

”حسین ہم نے تمہارے باپ کو بہت برداشت کیا وہ مسلمانوں کی یکجہتی ان کے اتفاق اور تعاون پر لگاتار ضربیں لگاتے ہوئے خوشی اور سکون محسوس کرتا ہے اور وہ ایسا ہسپانوی سالار مون کیڈ کے کہنے پر کر رہا ہے وہ یہ خیال کرتا ہے کہ جب تک مون کیڈ اس کے ساتھ ہے اسے افریقہ کی سرزمینوں میں کوئی زیر نہیں کر سکتا۔“

عبادہ بن تمام رکا اس کے بعد کہنے لگا۔

”حسین کل کو اگر تم نے ہمارے فیصلوں کے خلاف آواز اٹھائی ہے ہم سے علیحدہ ہونا ہے تو آج ہی ایسا کر گزرو تمہارے باپ کی کارروائیوں کو صرف ہم ہی نہیں لشکر کے اندر بے شمار ایسے مجاہد ہیں جو اس کے فیصلوں کو ناپسند کرتے ہیں انہیں صرف ایک اشارہ کرنے کی دیر ہے اور وہ تمہارے باپ کے خلاف ایسی بغاوت کھڑی کریں گے جس کے شعلوں کو وہ بجھا نہیں سکے گا۔

ہم تم پر یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر تمہارا باپ مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں کرنے سے باز نہ آیا تو میں اور میرا ساتھی علقمہ بن سعدون دونوں اس کی گردن کاٹنے سے بھی گریز نہیں کریں گے اگر ہمارے ضمیر نے ہمیں یہ مشورہ دیا کہ ابن قاضی کے قتل اسے ہی افریقہ میں مسلمانوں کے اتحاد اور تعاون کو ایک نئی جہت مل سکتی ہے تو ہم ابن قاضی کو قتل کر دیں گے اب بولو کیا اس منزل تک تم ہمارا ساتھ دو گے۔“

حسین نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

”عزیز ساتھیو! میں آخری دم تک تمہارے ساتھ ہوں میں چاہتا ہوں کہ میرے باپ کو آخری موقع دیا جائے اگر وہ نہ سنبھلا تو پھر تمہارا فیصلہ آخری اور میرے لئے قابل قبول ہوگا

ہاں میں تم سے ایک گزارش کروں گا کہ جب تم میرے باپ پر گرفت کرو تو اس گرفت کے دوران میں وہاں موجود نہیں ہوں گا میرا تعاون تمہیں حاصل ہو گا لیکن اس کا خاتمہ کرتے وقت شاید میں اسے نہ دیکھ سکوں اس لئے میں پس پردہ رہوں گا میرے عزیز ساتھیو! عالم اسلام کی سر بلندی مسلمانوں کی فلاح اور اپنے ان علاقوں کی حفاظت کے لئے صرف اپنا باپ ہی نہیں اگر مجھے اپنے سارے اہل خانہ اور لواحقین کو بھی قربان کرنا پڑے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں میں اف نہیں کروں گا بہر حال یہ معاملہ طے ہے کہ میرے باپ کو مسلمانوں کے خلاف مزید برداشت نہیں لیا جائے گا۔"

حسین کی اس گفتگو سے عبادہ بن تمام اور علقمہ بن سعدون دونوں خوش اور مطمئن ہو گئے تھے پھر تینوں اٹھ کر مستقر کی طرف ہو لیے تھے۔

ایک سوار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا قحطانی قبائل کے سردار کعب بن عامر کی ویلی کے سامنے رکا حویلی کے دروازے پر اس نے دستک دی تھی۔

عین اسی وقت ایک طرف سے چرواہا منذر بن زبیر حویلی کی طرف آیا صدر دروازے آ کر رکا اور جس جوان نے صدر دروازے پر دستک دی تھی اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز یہ جو تو نے حویلی کے سامنے اپنا گھوڑا کھڑا کیا ہے تو اس سے میں یہ ندازہ لگاتا ہوں کہ تو کہیں دور سے آیا ہے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کس کام سے تو نے کعب ن عامر کی حویلی کے دروازے پر دستک دی ہے اور تو کہاں سے آیا ہے؟"

اس پر آنے والا وہ سوار کہنے لگا۔

"میرا تعلق عدنانی قبیلے سے ہے مجھے عدنانی قبائل کے سردار سعد بن سلامہ نے بھیجا ہے ر میں کعب بن عامر کے لیے ایک انتہائی اہم پیغام لے کر آیا ہوں۔"

منذر بن زبیر اس سوار کی گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ حویلی کا دروازہ کھلا دروازہ ھولنے والا کعب بن عامر کا بیٹا مغیرہ بن کعب تھا۔

منذر بن زبیر آگے بڑھا اور ابن کعب کو مخاطب کیا۔

"بیٹے کیا سردار اس وقت حویلی میں ہے؟"

مغیرہ بن کعب نے جب اثبات میں گردن ہلائی تو آنے والے سوار کی طرف دیکھتے ئے منذر بن زبیر کہنے لگا۔

"میرے عزیز تو اپنے گھوڑے کو یہیں رہنے دے میرے ساتھ چل میں تجھے کعب بن ر سے ملاتا ہوں۔"

اس کے ساتھ منذر بن زبیر اسے لے کر حویلی میں داخل ہوا مغیرہ بن کعب نے دروازہ ر دیا اور دونوں کو لے کر وہ دیوان خانے میں داخل ہوا۔

اس وقت دیوان خانے میں قحطانی قبیلے کا سردار کعب بن عامر بیٹھا ہوا تھا منذر بن زبیر رہ بن کعب اور آنے والا سوار جب تینوں اندر داخل ہوئے تو کعب بن عامر نے اپنی جگہ

سے اٹھ کر باری باری منذر بن زبیر اور آنے والے سوار سے مصافحہ کیا اور انہیں بیٹھنے لئے کہا جب وہ دونوں اُن کے ساتھ کعب بن عامر کا بیٹا بھی بیٹھ گیا تب اسے مخا کرتے ہوئے منذر بن زبیر کہنے لگا۔

''یہ آنے والا نوجوان سعد بن سلامہ کی طرف سے آیا ہے اس کی طرف سے آپ لئے کوئی پیغام رکھتا ہے۔''

جس وقت منذر بن زبیر یہ الفاظ ادا کر رہا تھا اس وقت معاذ نابیل ان کی ماں ب تینوں دروازے کی اوٹ میں کھڑی ہو کر اندر ہونے والی گفتگو سننے لگی تھیں۔

کعب بن عامر نے آنے والے جوان کو مخاطب کیا۔

''میرے عزیز بتا سعد بن سلامہ نے کیا پیغام دے کر میری طرف روانہ کیا ہے۔''

اس پر آنے والا سوار کسی قدر افسردہ اور اداس لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''میرے محترم! البشارات کے مسلمانوں کے لئے حالات دن بدن بد سے بد شروع ہو گئے ہیں یہ جو نیا حادثہ ہمارے خلاف کھڑا کیا جا رہا ہے اس سے ہماری سا بھی خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔

ہوا کچھ یوں ہے کہ ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس کے بیٹے فلپ کے کچھ مسلح جوان۔ مسلمانوں کو غلام بنا کر ساحل کی طرف لے جا رہے تھے ساحل پر جہاز کھڑے تھے ا جہازوں میں ان مسلمانوں کو غلام بنا کر وہ نئی دنیا کی طرف لے جانا چاہتے تھے وہا لوگوں نے وسیع اراضی پر قبضہ کر رکھا ہے اور اس اراضی کو آباد کرنے کے لئے یہاں مسلمانوں کو غلام بنا کر نئی دُنیا بھجوانے کا ایک عمل شروع ہو چکا ہے۔

فلپ کے محافظ جس وقت رات کے وقت مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہوئے لے جا رہے تھے تو مسلمانوں کے کسی سرکردہ نوجوانوں نے چنگاری بن کر ا اندر بغاوت کے آثار پیدا کر دیئے پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ مسلح جوان فلپ کے محاف حملہ آور ہوئے ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور خود بھاگ کھڑے ہو

ان کے بھاگنے کے بعد صورتحال یہ پیدا ہوئی ہے کہ فلپ نے کچھ مسلح جوان البشا کی طرف بھجوائے ہیں یہ جاننے کے لئے کہ بھاگنے والے مسلمان غلام ہمارے ا سلسلوں کی طرف تو نہیں آئے۔

آنے والے ان مسلح دستوں کے ساتھ ایک کھوجی بھی ہے وہ سب ہمارے داخل ہوئے پہلے وہ حالات کا جائزہ لیتے رہے ہیں انہوں نے ہمارے سردار سعد بن

پر انکشاف کیا کہ ولی عہد فلپ کے جو غلام بھاگے ہیں وہ بھاگ کر وادی البشارات کی طرف آئے تھے اس لئے کہ کھوجی ان کے قدموں کے نشانات کا تعاقب کرتا رہا ہے اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ بھاگنے والے دریائے آش میں داخل ہونے کے بعد دریا کے اندر ہی اندر رہتے ہوئے جنوب کی طرف سفر کرتے رہے دریا کو پار کر کے مشرق کی طرف نہیں آئے۔

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جنوب کی طرف جانے کے بعد ان کے پاؤں کے نشانات کہیں نہیں ملے وہ مسلح جوان ساحل پر بسنے والے مسلمان مچھیروں اور ماہی گیروں کی طرف بھی گئے ان کی تلاشی لی لیکن وہاں انہیں کچھ نہیں ملا۔

ایسا کرنے کے بعد وہ ہمارے قبیلے میں داخل ہوئے ان لوگوں کو شک ہے کہ جو مسلمان بھاگے ہیں انہوں نے عدنانی یا قحطانی قبائل کے اندر پناہ لے رکھی ہوگی۔

اس سلسلے میں انہوں نے آ کر ہمارے سردار سعد بن سلامہ سے بات کی جب سعد بن سلامہ نے انہیں یقین دلایا کہ میرے قبیلے کی بستیوں میں ایسے مسلمان غلام داخل نہیں ہوئے تب انہوں نے اصرار کیا کہ ہم بستیوں کی تلاشی لیں گے سعد بن سلامہ اس پر راضی ہو گیا اور انہوں نے ہماری بستیوں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔

اب وہ ہماری تلاشی مکمل کرنے کے بعد آپ کی بستیوں کا رخ کر رہے ہیں سعد بن سلامہ نے اس لئے مجھے روانہ کیا ہے اگر ایسے وہ مسلمان بھاگ کر آپ کی بستی کی طرف آئے ہیں انہیں یا تو ساحل کی طرف بھجوا دیا جائے یا انہیں ایسی جگہ چھپا دیا جائے جہاں تعاقب کرنے والے انہیں تلاش نہ کر سکیں یہ ایک نہیں سینکڑوں مسلمان نوجوان ہیں جنہیں چارلس کا بیٹا فلپ اپنے ذاتی غلاموں کی حیثیت سے نئی دنیا پہنچانا چاہتا تھا اس لئے کہ فلپ نے وہاں وسیع وعریض زمینوں پر قبضہ کرنے کے بعد انہیں آباد کرنے کا کام شروع کر دیا ہے اس سخت کام کے لیے اس نے نوجوان مسلمانوں کا انتخاب کیا تھا۔

اب کیونکہ وہ مسلمان نوجوان اس کے محافظ دستوں کا خاتمہ کرنے کے بعد بھاگ گئے ہیں لہٰذا جو کوئی بھی انہیں پناہ دے گا یا محفوظ مقام کی طرف بھاگنے میں مدد دے گا فلپ اس کے خلاف سخت ترین کارروائی کرے گا اس بناء پر مجھے آپ کی طرف بھجوایا گیا ہے کہ اگر وہ لوگ واقعی آپ کی طرف آئے ہیں تو پھر تلاشی لینے والوں کی آمد سے پہلے آپ کو چاہئے انہیں وہاں سے نکال کر کسی محفوظ جگہ پہنچا دیں۔''

اس کے ساتھ ہی عدنانی قبیلے کے سردار سعد بن سلامہ کا وہ ایلچی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کعب بن عامر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں اب جاتا ہوں اس لئے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہئے میں نے یہا کر فلپ کے مسلح دستوں کی آمد سے متعلق آپ کو آگاہ کر دیا ہے۔" کعب بن عامر نے جگہ سے اٹھ کر مصافحہ کیا اسے جانے کی اجازت دے دی اس کے ساتھ ہی وہ شخص سے نکل گیا تھا اس کے جانے کے بعد معاذ نابیل اور میسونہ تینوں ماں بیٹیاں دیوان خا میں داخل ہوئی تھیں پھر معاذ نے اپنے باپ کعب بن عامر کو مخاطب کیا۔

"بابا اس سلسلے میں عدنانی سردار سعد بن سلامہ کا شکریہ لیکن جب وہ بھاگنے وا مسلمان ہماری طرف آئے ہی نہیں تو ہمیں فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں معاذ کے ان الفاظ کے جواب میں کعب بن عامر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے فک مندی کا اظہار کرتے ہوئے منذر بن زبیر بول اٹھا تھا۔

"معاذ میری بیٹی یہ بات نہیں ہے بھاگنے والے مسلمان غلام ہماری طرف آئے اور دریائے فردلیش کے کنارے جو خانقاہیں ہیں ان کے عقب میں کچھ غاریں ہیں ان اندر ہم لوگوں نے انہیں چھپا رکھا ہے وہ رات کے وقت آئے تھے راہبوں نے بڑی تی سے نہ صرف یہ کہ ان کی پناہ کا انتظام کیا بلکہ ان کے کھانے کا بھی اہتمام کیا گیا۔"

منذر بن زبیر کے اس انکشاف پر معاذ اور کعب بن عامر ہی نہیں نابیل میسونہ اور کع بن عامر کا بیٹا مغیرہ بن کعب دنگ اور حیران رہ گئے تھے منذر بن زبیر نے یہ انکشاف کیا نہیں تھا کہ بسیط تقریباً بھاگتا ہوا دیوان خانے کے دروازے پر آیا اور کعب بن عام مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آقا ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس کے بیٹے فلپ کے کچھ محافظ دستے سعد بن سلامہ بستیوں سے نکل کر ہماری طرف آئے ہیں وہ بھاگنے والے کچھ غلاموں کو تلاش کر رہے ہیں اور ان کا رخ دریائے فردلیش کے کنارے جو راہبوں کی خانقاہیں ہیں ان کی طرف ہے۔"

بسیط کے ان الفاظ پر سب پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے اپنی جگہوں پر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اس موقع پر کعب بن عامر نے اپنی بیوی میسونہ کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"تم تینوں ماں بیٹی گھر پر رہو میں منذر اور مغیرہ دیکھتے ہیں کیا معاملہ ہے۔" اس کے ساتھ ہی کعب بن عامر منذر بن زبیر اور مغیرہ بن کعب تقریباً بھاگنے کے انداز میں حو سے نکل کر اس کوہستانی سلسلے کا رخ کر رہے تھے جس کے نیچے دریائے فردلیش کے کنار راہبوں کی خانقاہیں تھیں۔

کعب بن عامر مغیرہ بن کعب اور منذر بن زبیر تینوں جب اس کوہستانی سلسلے کے اوپر آئے جس کے نیچے خانقاہیں تھیں انہوں نے دیکھا کہ ان گنت گھوڑ سوار دریائے فردلیش کے کنارے کنارے بڑھتے ہوئے راہبوں کی خانقاہوں کا رخ کیے ہوئے تھے اس موقع پر اپنے پہلو میں کھڑے منذر بن زبیر کو مخاطب کرتے ہوئے قحطانی سردار کعب بن عامر کہہ رہا تھا۔

"ابن زبیر کم از کم تم نے مجھے پہلے ہی بتا دیا ہوتا کہ اس قدر بھاگنے والے نوجوانوں کو خانقاہوں کے پیچھے پناہ دی گئی ہے دیکھو فلپ کے مسلح جوان خانقاہوں کا ہی رخ کیے ہوئے ہیں اور اگر انہوں نے خانقاہوں کے عقبی حصے سے بھاگنے والے مسلمان غلاموں کو دیکھ لیا یا وہ انہیں نکالنے میں کامیاب ہو گئے تو یاد رکھنا ہمارے سارے قبیلے کی خیر نہیں چارلس ہم پر بغاوت کا الزام لگانے میں دیر نہیں لگائے گا اور ہم پر حملہ آور ہو گا حملے کے نتیجے میں جو حالت مسلمانوں کی ہو گی اسے تم خوب جانتے ہو۔"

کعب بن عامر جب خاموش ہوا تب منذر بن زبیر کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا کہنے لگا۔

"سردار آپ کو پریشان اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ لوگ رات کے پچھلے حصے میں آئے تھے اس وقت ایک راہب مجھے گھر سے جگا کر لے گیا تھا صبح تک ہم ان کے کھانے کا اہتمام کرتے رہے راہبوں نے ان کی خوب دیکھ بھال کی اس وقت وہ سب آرام کر رہے ہوں گے خانقاہوں کے راہبوں نے بھی گھوڑ سواروں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ لیا ہو گا لہٰذا بھاگنے والے غلاموں کو چوکنا اور محتاط ضرور کر دیا ہو گا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان خانقاہوں کے پیچھے جو غاریں ہیں وہ ایسی محفوظ اور بھول بھلیوں پر منحصر ہیں کہ آنے والے یہ گھوڑ سوار انہیں تلاش نہیں کر پائیں گے۔"

لمحہ بھر کے لئے منذر بن زبیر رکا کعب بن عامر کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پھر کہہ رہا تھا۔

"میں جو آپ کی حویلی کی طرف آیا تو میں آپ کو یہی اطلاع دینے آیا تھا کہ رات کو کچھ مسلمان بھاگ کر آئے تھے جنہیں ہم نے غاروں میں چھپا دیا ہے اسے اتفاق کہیے کہ جس وقت میں آپ کی حویلی کے صدر دروازے پر پہنچا اس وقت عدنانی قبیلے کے سردار سلامہ بن سعد کا ایلچی بھی آپ کی حویلی کے دروازے پر دستک دے رہا تھا سو میں اس کے ساتھ حویلی میں داخل ہوا جو بات میں آپ سے کہنا چاہتا تھا وہ اس ایلچی نے آپ سے کہہ دی۔"

تلاشی لینے والے گھوڑ سوار اب خانقاہوں کے قریب آ رہے تھے اس موقع پر منذر بن زبیر نے کعب بن عامر کو مخاطب کیا۔

"ہم تینوں کو اس کوہستان کے اوپر نہیں کھڑا ہونا چاہئے نیچے اتر کر راہبوں کی خانقاہوں کی طرف بڑھنا چاہئے اور آنے والے مسلح جوانوں کے سرخیل سے بھی ملنا چاہئے اگر وہ پوچھیں کہ ہم کس طرف آئے ہیں تو ہم ان سے کہیں گے کہ ہم ان خانقاہوں کے راہبوں کی خیریت دریافت کرنے آئے ہیں اور یہ ہمارا معمول ہے کہ ہم ان کی احوال پرسی کے لئے آتے ہیں تاکہ ان کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔"

اس موقع پر مطمئن سے انداز میں کعب بن عامر نے منذر بن زبیر کی طرف دیکھا مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی پھر وہ کوہستانی سلسلے سے نیچے اتر کر خانقاہوں کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

ان کے وہاں پہنچنے تک مسلح جوان خانقاہوں تک پہنچ چکے تھے اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے کچھ دیر تک وہ راہبوں سے گفتگو کرتے رہے اس کے بعد وہ خانقاہوں کے پاس سے گزر کر دریائے فردیش کے کنارے کنارے شمال کی طرف بڑھے تھے ان کے ایسا کرنے پر کعب بن عامر منذر بن زبیر اور مغیرہ بن کعب کافی حد تک مطمئن ہو گئے تھے۔

جب دریائے فردیش کے کنارے کنارے وہ مسلح جوان کعب بن عامر منذر بن زبیر اور مغیرہ بن کعب کے قریب آئے تو ہاتھ کے اشارے سے کعب بن عامر نے انہیں رکنے کے لئے کہا۔

ان کے آگے آگے ان کا کمانڈر تھا ہاتھ کے اشارے سے اس نے اپنے سواروں کو روک دیا پھر کعب بن عامر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم کون ہو اور کیوں ہمیں روکا ہے؟"

اس پر بڑے پروقار انداز میں کعب بن عامر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز میں قحطانی قبیلے کا سردار کعب بن عامر ہوں میرا یہ روزمرہ کا کام ہے کہ میں راہبوں کی ان خانقاہوں کی طرف آتا ہوں اور ان کی احوال پرسی کرتا ہوں اور انہیں کسی شے کی ضرورت ہو تو انہیں مہیا کرتا ہوں آج بھی میں اس سلسلے میں اس طرف آیا تو اتنے مسلح جوانوں کو دیکھ کر حیرت ہوئی اسی بناء پر تمہیں روکا ہے۔"

کعب بن عامر جب خاموش ہوا تو وہ کمانڈر کسی قدر خوش کن انداز میں کعب بن عامر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ آپ ان علاقوں میں راہبوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں ان کا خیال کرتے ہیں دراصل ہمارے شہنشاہ چارلس کے بیٹے فلپ کے کچھ غلام ہمارے مسلح جوانوں کو قتل کر کے بھاگے ہیں ہمیں شک گزرا تھا کہ وہ بھاگ کر البشارات کی طرف آئے ہیں اس سلسلے میں پہلے ہم نے عدنانی قبائل کا رخ کیا ان کی ساری بستیوں کو دیکھا لیکن ہمیں غلام نہیں ملے اب ہم قحطانی قبیلے کی طرف آئے ہیں اچھا ہوا آپ سے ملاقات بستی سے باہر ہو گئی ہم آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ وہ بھاگنے والے غلام آپ کی طرف تو نہیں آئے۔"

آنے والے مسلح جوانوں کا وہ کمانڈر جب خاموش ہوا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی عقیدت اور ارادت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کعب بن عامر کہہ رہا تھا۔

"ایسے لوگوں کو اپنے ہاں پناہ دینا بغاوت کے گہرے سایوں اور سرکشی کی اندھی پٹیوں کو دعوت دینے کے مترادف ہے ایسا کر کے ہم اپنے قبائل کے لئے تنگ و تاریک زندان کی اذیتوں مایوسی اور شکست کے بھنور کھڑے نہیں کرنا چاہتے جبل البشارات کے اندر جس قدر بستیاں ہیں ان کے سردار کی حیثیت سے ہم لوگ یہاں سکون کا لطیف اور سبک ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں۔"

کعب بن عامر کا پھر پہلے سے بھی زیادہ عاجزی اور انکساری میں وہ کہہ رہا تھا۔

"آنے والے مہربانو! ہم فطرت کے ان فیصلوں کو قبول کر چکے ہیں کہ ہمارا مستقبل ہسپانیہ سے وابطہ ہے اور ہم ایک جانثار رعایا کی حیثیت سے اپنی تقدیر کو اندلس سے وابطہ کر چکے ہیں۔"

کعب بن عامر نے کچھ ایسے انداز اور کچھ ایسی عاجزی کے ساتھ آنے والوں کے ساتھ گفتگو کی تھی کہ ان کے کمانڈر نے محسوس کیا کہ اس کے بولنے کے انداز میں سچائی کی

کرنوں کا نقاب اس کے الفاظ میں انصاف کا فروغ اس کے لہجے میں تقدس کے الاؤ بے فکری تھی کعب بن عامر کو مخاطب کر کے وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس دوران کعب بن عامر بول اٹھا۔

”آنے والے مہربانو! ہسپانیہ کی رعایا کی حیثیت سے ہم اس سرزمین کے سعادت کا سرچشمہ صبح کی روشنیوں میں روح کا سرور اور قلب کی پاکیزگی میں امن کا ثابت ہونا چاہتے ہیں۔

میری اس گفتگو اور میری اس یقین دہانی کے بعد کہ ہم نے اپنی بستی میں کسی غلام کو پنا نہیں دے رکھی پھر بھی آپ کو یقین نہیں ہے تو میں یہیں دریائے فردیش کے کنارے کھڑ رہتا ہوں آپ آگے جائیں میری طرف سے آپ کو اجازت ہے کہ آپ میرے قبائل کی ساری بستیوں کے ایک ایک گھر کو دیکھ سکتے ہیں تلاشی لے سکتے ہیں اور اگر بھاگنے وال غلاموں میں سے ایک بھی میری کسی بستی کے گھر سے مل گیا تو آپ لوگ واپس آئیں ا یہیں دریائے فردیش کے کنارے مجھے مصلوب کر دیں سنگسار کر دیں میں احتجاج کی ایک صدا بلند نہیں کروں گا۔“

کعب بن عامر کے ان الفاظ سے وہ لوگ کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ ان کا سرخیل کچھ تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

”نہیں آپ کی باتوں میں خلوص اور جانثاری ہے اس سے پہلے ہم عدنانی قبائل ک ساری بستیوں کا جائزہ لے چکے ہیں وہاں سے بھی ہمیں کچھ نہیں ملا ہم اب واپس قلب کے پاس جاتے ہیں اور اس پر انکشاف کرتے ہیں کہ بھاگنے والے نجانے کدھر چلے ہیں ان کا کوئی پتا نہیں چلا اسے یہ بھی یقین دلائیں گے کہ انہوں نے البشارات سلسلوں میں پناہ نہیں لی بہرحال جاتے ہوئے میں آپ سے یہ کہوں گا کہ ہمارے جا کے بعد بھاگنے والوں میں سے کوئی آئے۔“

کعب بن عامر نے اس کی بات کاٹ دی کہنے لگا۔

”آپ بالکل مطمئن اور بے فکر ہو کر جائیں آپ کے جانے کے بعد بھی بھاگنے والو میں سے کسی نے ہماری ان بستیوں کا رخ کیا تو اس کی اطلاع فی الفور آپ کو دی جا گی۔“

مسلح جوانوں کا کمانڈار پھر چند لمحوں تک بڑی عقیدت سے کعب بن عامر کی طر دیکھتا رہا اس کے بعد اس نے کعب بن عامر کو مخاطب کیا۔

”ایسی ہی یقین دہانی مجھے عدنانی قبائل کے سردار سعد بن سلامہ نے بھی دلائی ہے اور جو گفتگو آپ نے مجھ سے کی ہے اس سے میں بالکل مطمئن اور خوش ہوں اس سلسلے میں میں نے جو آپ کو زحمت دی اس کے لئے میں آپ سے معذرت خواہ ہوں۔“ اس کے ساتھ ہی وہ مسلح جوان دریائے فردیش کے کنارے کنارے شمال کی طرف چلے گئے تھے۔

✿✿✿

معاذ نابیل اور ان کی ماں میسونہ تینوں دیوان خانے میں بیٹھی ہوئی تھیں تینوں مغموم پریشان اور فکرمند تھیں کہ اس موقع پر معاذ نے اپنی ماں اور بہن کو مخاطب کیا۔

”قلب کے مسلح جوانوں نے اگر یہاں پناہ لینے والے غلام مسلمانوں کو تلاش کر لیا تو پھر ہمارے قبائل ایک نا ختم ہونے والی اذیت اور عقوبت کا شکار ہو کر رہ جائیں گے۔“

معاذ جب خاموش ہوئی تو اس کی ماں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

”بھاگنے والے غلاموں کو اس طرح غاروں میں پناہ نہیں دینی چاہیے تھی۔“

معاذ نے گھورنے کے انداز میں اپنی ماں کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

”اماں میں اس سلسلے میں آپ سے اتفاق نہیں کرتی بھاگنے والوں کو پناہ ضرور دینی چاہیے یہ ہمارا فرض بنتا ہے لیکن ان کو پناہ دینے کا کوئی اچھا انتظام ہونا چاہیے جہاں وہ محفوظ رہیں اس کے بعد ان کی آمد کی اطلاع خیرالدین باربروسہ کے ساتھیوں کو کی جانی چاہیے تاکہ وہ ان کو یہاں سے نکال لے جائیں۔“

معاذ کے ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد کچھ دیر تک دیوان خانے میں خاموشی رہی پھر تینوں ماں بیٹی گھریلو موضوع پر گفتگو کرنے لگی تھیں ساتھ ہی ساتھ وہ بڑی بے چینی سے کعب بن عامر اور مغیرہ بن کعب کا انتظار کرنے لگی تھیں۔

دوسری جانب ہسپانیہ کے ولی عہد قلب کے مسلح جوانوں کے جانے کے بعد کعب بن عامر منذر بن زبیر اور مغیرہ بن کعب کچھ دیر تک دریائے فردیش کے کنارے کھڑے رہے جب شمال کی طرف جانے والے مسلح جوان کوہستانی سلسلے کا ایک موڑ مڑتے ہوئے ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تب انہوں نے بھی دریائے فردیش کے کنارے شمال کی طرف جانا چاہا تو انہیں ایک دم رک جانا پڑا اس لئے کہ ان کی پشت کی جانب سے کسی نے انہیں پکارا تھا۔

تینوں نے جب مڑ کر دیکھا تو خانقاہوں کی طرف سے راہب بطروش تقریباً بھاگتا ہوا ان تینوں کی طرف آ رہا تھا۔

بطروش کو اپنی طرف آتے دیکھ کر تینوں مڑے آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگے اس کے قریب جا کر رک گئے پھر کعب بن عامر نے کسی قدر فکر مند لہجے میں بطروش کو مخاطب کیا۔

''بطروش خیریت تو ہے یہ فلپ کے مسلح جوان خانقاہوں کی طرف آئے تھے انہیں کوئی شک تو نہیں گزرا۔''

بطروش نے بڑے مطمئن انداز میں کعب بن عامر کو مخاطب کیا ''آپ لوگوں کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے دراصل یہ فلپ کے مسلح جوان تھے یہ عدنانی بستیوں کی تلاشی لینے کے بعد ادھر آئے میرے خیال میں اب تک منذر بن زبیر نے تفصیل آپ کو بتا دی ہو گی یا فلپ کے مسلح جوانوں نے ہی آپ پر انکشاف کر دیا ہو گا کہ کچھ مسلمان بھاگ کر ان علاقوں کی طرف آئے ہیں۔

انہوں نے ہماری خانقاہوں کے پیچھے جو دور تک پھیلے ہوئے غاروں کے سلسلے ہیں ان کے اندر ہی پناہ لے رکھی ہے۔

فلپ کے مسلح جوان ہمارے پاس آئے بڑی راز داری سے انہوں نے ہم سے بھاگنے والے مسلمانوں سے متعلق پوچھا جب ہم نے لاعلمی کا اظہار کر دیا اور انہیں یہ بھی یقین دلایا کہ بھاگنے والوں نے ان علاقوں کا رخ نہیں کیا تو وہ کسی قدر مطمئن ہو گئے میرے خیال میں وہ اگر ہمارے پاس نہ آتے اور سیدھے آپ کی طرف جاتے تو وہ ضرور آپ کی بستیوں کی تلاشی لینے کی کوشش کرتے ہمارے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد وہ مطمئن ہو گئے اور چلے گئے۔''

بطروش جب خاموش ہوا تو کسی قدر فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے کعب بن عامر نے اسے مخاطب کیا۔

''میرے عزیز فلپ کے مسلح آدمیوں سے تو ہم نے پناہ لینے والوں کو بچا لیا لیکن یہ سلسلہ کب تک قائم رہے گا فلپ بڑا ڈھیٹ بڑا انتقام لینے والا آدمی ہے وہ بھاگنے والے مسلمانوں کو ضرور تلاش کرے گا اس لئے کہ ان مسلمانوں کو غلام بنا کر نئی دُنیا بھجوانا چاہتا تھا اور ان پر دو طرح کے الزام لگائے گا ایک تو یہ بھاگے دوسرے وہ مسلح جوان جو انہیں ساحل کی طرف لے جا رہے تھے انہیں انہوں نے قتل کر دیا۔

گو وہ مسلح جوان لوٹ گئے ہیں لیکن ایک بات یاد رکھنا فلپ ضرور اپنے مخبر البشارات میں پھیلائے گا ان کے ذریعے جاننے کی کوشش کرے گا کہ بھاگنے والے کدھر گئے اب

ہمارے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ انہیں یہاں سے کسی نہ کسی طرح نکال کر افریقہ کی طرف روانہ کیا جانا چاہئے ساتھ ہی کسی پر یہ انکشاف تک نہیں ہونا چاہئے کہ بھاگنے والوں نے دریائے فردیش کے کنارے غاروں میں پناہ لی ہے۔''

کعب بن عامر جب خاموش ہوا تب بطروش نے کہنا شروع کیا۔

''ان کے متعلق آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہم نے رات کے وقت ہی اپنے دو راز دار ملاحوں کو افریقہ کی طرف روانہ کر دیا تھا جو محترم خیر الدین باربروسہ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان مسلمانوں کو یہاں سے نکالنے کا اہتمام کریں گے۔''

بطروش رکا ایک غائر نگاہ اس نے کعب بن عامر پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''اس وقت ہمارے سامنے سب سے بڑا مسئلہ ان لوگوں کی خوراک کا ہے اس لئے کہ......''

بطروش کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے کعب بن عامر بول اٹھا تھا۔

''یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں اس سے متعلق تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے آج رات کے وقت ان لوگوں کو ضرورت کے مطابق اناج اور دوسری اشیاء پہنچ جائیں گی بس تم لوگ پناہ لینے والوں کو جلد از جلد یہاں سے نکال کر محفوظ جگہ پہنچانے کا اہتمام کرو۔''

کعب بن عامر کے ان الفاظ سے بطروش مطمئن ہو گیا تھا پھر کعب بن عامر مغیرہ بن کعب اور منذر بن زبیر تو واپس دریا کے کنارے کنارے شمال کی طرف ہو لئے جبکہ بطروش واپس خانقاہوں کی طرف جا رہا تھا۔

اپنی حویلی کے قریب جا کر کعب بن عامر کو اچانک کچھ یاد آیا پھر وہ منذر بن زبیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ابن زبیر میرے عزیز! میں تمہیں ایک اچھی خبر بتانا بھول گیا دراصل ہم نے اپنی بیٹی انبل کی منگنی کر دی ہے۔''

کعب بن عامر کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی طرف کسی قدر حیرت اور تعجب سے دیکھتے ہوئے منذر بن زبیر نے پوچھ لیا۔

''ایسا آپ نے کب کیا کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں ہوئی۔''

جواب میں کعب بن عامر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''ہوا یوں کہ گزشتہ شب سعد بن سلامہ اور اس کے اہل خانہ ہمارے گھر آئے سعد بن سلامہ نے اپنے بھتیجے کے لئے میری بیٹی نابیل کا رشتہ مانگا جس کے لئے ہم نے ہاں کر دی

جواب میں سعد بن سلامہ نابیل کو انگوٹھی پہنا کر منگنی پکی کر گیا۔"

کعب بن عامر یہاں تک کہنے کے بعد رکا پھر غور سے منذر بن زبیر کی طرف دیکھ ہوئے کہنے لگا۔

"دراصل سعد بن سلامہ اپنے دونوں بھتیجوں کیلئے نابیل اور معاذ دونوں کا رشتہ مانگا لیکن ہم نے صرف نابیل کے لئے ہاں کی۔" کعب بن عامر کو رک جانا پڑا اس لئے کہ میں منذر بن زبیر بول اٹھا۔

"آپ نے بہت اچھا کیا جہاں تک معاذ کا تعلق ہے تو وہ حسن کرسو کو پسند کرتی ہے ا اپنا مستقبل اس سے وابستہ کر چکی ہے۔"

کعب بن عامر نے اس موقع پر مسکراتے ہوئے ابن زبیر کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"ابن زبیر تمہارا کہنا درست ہے اگر معاملہ کسی اور شخص کا ہوتا تو یقیناً سعد بن سلامہ ڈالتا کہ معاذ کا رشتہ اسے دیا جائے لیکن جب میں نے سعد بن سلامہ پر یہ انکشاف کیا میری بیٹی معاذ حسن کرسو کو پسند کرتی ہے اور حسن کرسو بھی معاذ کے لئے چاہت کے جذ رکھتا ہے، تب سعد بن سلامہ نے بڑی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا۔

اگر معاذ حسن کرسو کو پسند کرتی ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی سعادت عدنانی اور قحط قبائل کے لئے ہو ہی نہیں سکتی۔"

تینوں چلتے چلتے حویلی کے صدر دروازے کی طرف آ گئے تھے لہٰذا کعب بن عا خاموش ہو گیا۔

صدر دروازے کے قریب منذر بن زبیر رک گیا پھر کعب بن عامر کی طرف دیکھ ہوئے کہنے لگا۔

"آپ اپنے اہل خانہ کے پاس جائیں وہ بڑی بے چینی سے آپ دونوں کی واپسی انتظار کر رہے ہوں گے اس لئے کہ اور نہیں تو کم از کم معاذ بڑی بے چینی سے یہ جانن لئے منتظر ہو گی کہ فلپ کے مسلح جوانوں کے ساتھ کیا معاملہ طے ہوا میں واپس کوہ سلسلے کی طرف جاتا ہوں اس لئے کہ ریوڑ کی حفاظت کے لئے میں اپنے بیٹے کو چھوڑ کر تھا وہ گھر جائے گا اور ریوڑ کی دیکھ بھال میں خود کروں گا۔" اس کے ساتھ ہی منذر بن ز وہاں سے لوٹ گیا تھا۔

کعب بن عامر اور مغیرہ بن کعب دونوں باپ بیٹا حویلی میں داخل ہونے کے بعد جونہی حویلی کے صحن میں آئے دیوان خانے سے معاذ تقریباً بھاگتی ہوئی نکلی تھی اس کے پیچھے پیچھے نابیل اور ان کی ماں میسونہ بھی تھی معاذ اپنے باپ کعب بن عامر کے سامنے آئی اور انتہائی بے چینی اور فکرمندی میں اسے مخاطب کیا۔

"بابا فلپ کے وہ مسلح دستے جو بھاگنے والے مسلمان غلاموں کی تلاش میں ادھر آئے تھے کیا وہ لوٹ گئے ہیں یا ہماری بستی کی تلاشی کا سلسلہ شروع کر چکے ہیں اور انہوں نے دریا کے کنارے راہبوں کی خانقاہوں کا رخ کیا تھا تو وہاں کوئی حادثہ تو پیش نہیں آیا۔"

کعب بن عامر تھوڑی دیر تک مسکرا کر معاذ کی طرف دیکھتا رہا پھر انتہائی ہمدردی اور شفقت بھرے انداز میں کہنے لگا۔

"میری بچی! میں تیری فکرمندی اور پریشانی کو سمجھتا ہوں مسلمانوں کے لئے جو دردمندانہ جذبہ تو رکھتی ہے اس کے لئے میری بیٹی تیرے جذبے تیرے احساسات قابل ستائش ہیں بہرحال فکرمند نہ ہو مسلح دستے خانقاہوں کی طرف ضرور گئے تھے لیکن وہاں کے راہبوں نے انہیں مطمئن کر دیا پھر میری ان سے گفتگو ہوئی اس سے بھی انہیں اطمینان ہوا لہٰذا وہ ہماری بستیوں کی تلاشی لینے کی بجائے لوٹ گئے ہیں۔"

اس پر معاذ نے ایک لمبا سانس لیا اس موقع پر اس کے چہرے پر سکون آمیز مسکراہٹ تھی دوسری جانب اس کی بڑی بہن نابیل اور ماں میسونہ بھی سکون محسوس کر رہی تھیں پھر اپنی بیوی میسونہ کی طرف دیکھتے ہوئے کعب بن عامر کہنے لگا۔

"میں چاہتا ہوں اگلے ماہ نابیل کی شادی کا اہتمام کر دیا جائے یہ جو مسلمان غلام بھاگے ہیں ان کی وجہ سے چارلس کا بیٹا فلپ البشارات کے حالات خراب کرنے کی ضرور کوشش کریں گے فی الحال تو فلپ کے مسلح جوان مطمئن ہو کے گئے ہیں لیکن اس کو ایک وجہ اور علت بنا کر وہ مسلمانوں پر کوئی نہ کوئی الزام تراشی ضرور کریں گے اور اس کی بنا پر وہ مسلمانوں پر چڑھ دوڑنے کی کوشش کریں گے۔"

کعب بن عامر جب خاموش ہوا تو میسونہ نے کچھ سوچا پھر کہنے لگی۔

"آپ کی آمد سے پہلے میں نابیل اور معاذ اسی موضوع پر گفتگو کر رہی تھیں نابیل کہہ رہی تھی کہ اس کی شادی میں حسن کرسو کو بھی شامل کیا جانا چاہئے چونکہ حسن کرسو کو ہم معاذ کے لئے چن چکے ہیں معاذ بھی اسے پسند کرتی ہے اور اپنے مستقبل کو اس سے وابستہ کر چکی ہے اور ہم نے اسے ایسا کرنے کی اجازت بھی دے دی ہے تو اب حسن کرسو کے ساتھ ہمارا

ایک رشتہ ہے۔"

میسونہ اپنی بات مکمل نہ کر سکی اس لئے کہ کعب بن عامر ایک عجیب سی عقیدت ا ارادت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"حسن کرسو کے ساتھ ہمارا ایک نہیں ان گنت رشتے ہیں اگر معاذ کے لئے ہم اس انتخاب نہ بھی کر چکے ہوتے تب بھی اسلام کے فروغ اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے جذبات وہ خیرالدین باربروسہ کے ساتھ انجام دے رہا ہے اس کے حوالے سے بھی اس کے ساتھ بے شمار ناطے بن جاتے ہیں۔

حسن کرسو کی حیثیت میرے ہاں ایسی ہی ہے جیسے میرے بیٹے مغیرہ بن کعب کی اس سلسلے میں میری بیٹی معاذ کے کیا خیالات اور جذبات ہیں؟"

اس موقع پر شرم و حیا کے باعث معاذ کی گردن جھک گئی تھی۔

"اس بیچاری نے کیا کہنا ہے اس کی حالت دیکھیں زمین کی طرف دیکھنے لگی ہے بہ حال حالات کو دیکھتے ہوئے منذر بن زبیر سے ضرور کہیں گے کہ حسن سے رابطہ کرے اور اس سے کہے کہ نابیل کی شادی میں شرکت کرنے کی کوشش کرے لیکن ایسا ہم اس وقت کریں گے جب نابیل کی شادی کے دن مقرر کر دیں گے۔"

مسکراتے ہوئے کعب بن عامر کہنے لگا۔

"یہ ساری گفتگو یہاں کھڑے کھڑے صحن میں ہی ہو گی یا دیوان خانے کی طرف جانے کی بھی اجازت ہو گی۔"

اس بات پر میسونہ مسکرا دی پھر سب دیوان خانے کی طرف ہو لئے تھے۔

کوکو شہر کا نظم و نسق درست کرنے کے بعد خیرالدین باربروسہ اپنے سالاروں اور لشکریوں کے ساتھ کوکو شہر سے نکلا اس کا رخ اب بونا شہر کی طرف تھا جہاں کوکو کے حکمران ابن قاضی نے ایک بہت بڑا لشکر جمع کر لیا تھا۔

جس قدر لشکر کے ساتھ ابن قاضی نے کوکو شہر سے باہر خیرالدین باربروسہ کا مقابلہ کیا تھا اب بونا شہر میں اس کے پاس اس سے کہیں بڑا لشکر تھا۔

خیرالدین کا مقابلہ کرنے کے لیے اسے ہسپانوی حکمران اور سالار مون کیڈ ٹیونش کے حکمران حسان، بربروں کے سلطان حفصی، تلمسان کے بادشاہ ابوحمو اور قبائل صغرای کے دوسرے سالار احمد بن قاضی سے نہ صرف یہ کمک پہنچ چکی تھی بلکہ ضروریات زندگی کے ڈھیر کے ڈھیر اس کے پاس پہنچا دیئے گئے تھے۔

دوسری جانب ابن القاضی کا بیٹا حسین تو پس پردہ ہی رہا لیکن عبادہ بن تمام اور علقمہ بن سعدون نے ابن قاضی کو ایک بار پھر سمجھایا کہ مسلمانوں کو آپس میں نہیں لڑنا چاہئے ہسپانوی والی مون کیڈ کے کہنے پر مسلمانوں کو مسلمانوں ہی کے خلاف جنگ و جدال زیب نہیں دیتا لیکن ابن القاضی نے عبادہ بن تمام اور علقمہ بن سعدون کی کسی بات پر دھیان دینے سے انکار کر دیا جس کے نتیجے میں عبادہ اور علقمہ اندر ہی اندر اپنے ہم نوا لشکریوں اور سالاروں کو استوار کرنے لگے تھے لیکن انہیں کچھ زیادہ موقع نہ ملا اس لئے کہ خیرالدین باربروسہ اپنے لشکر کے ساتھ بونا شہر کے قریب پہنچ گیا جس کے جواب میں ابن القاضی بھی بونا شہر سے نکلا ابن القاضی کا ارادہ تھا کہ شہر سے باہر خیرالدین باربروسہ کو بدترین شکست دے کر اس سے کوکو کی شکست کا بدلہ لے گا۔

شہر کے باہر ایک بار پھر دونوں لشکر ٹکرائے اس بار حملہ آور ہونے کی ابتداء ابن القاضی نے کی تھی اور وہ خیرالدین باربروسہ کے لشکر بے کراں شام کے اطراف میں چیختی، زہر اگلتی آندھیوں، رشتوں میں ابہام راہوں میں قضا کا غبار اور کاروانوں میں صف در صف خناس کھڑے کرتے شیطان کے گماشتوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں نے کمال جرأت مندی اور جاں نثار مظاہرہ کرتے ہوئے ابن القاضی کے حملوں کو روکا پھر انہوں نے اس انداز میں تکبیریں کرنا شروع کیں جیسے بدلتے موسموں کی شادابی میں گنگناتی روانیوں نے اپنا رنگ شروع کیا ہو شروع میں خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں نے اپنے آپ کو تک محدود رکھا ان کا دفاع بھی بڑا عجیب و غریب اور انوکھا تھا جیسے بساط فن پر کار فر بے مثل ہنرمند نے اپنے کام کی ابتداء کی ہو وہ اس صناع کی طرح اپنا دفاع مکمل کر تھے جو اپنے قدموں میں ایک کاروان اپنے ہنر میں ایک دبستان اپنی پیش قدمی میں گنت خونی داستانیں رکھنے والے عناصر کی سی طاقت اور قوت رکھتا ہو۔

دفاع کو مکمل کرنے کے بعد خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھی حرکت میں آئے انہوں نے جوابی حملے کی ابتداء کی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ابن قاضی کے متحدہ لشکر پر پانی بے سکون لہروں کو وحشی اور زخمی کر دینے والے بگولوں، نیندوں کو برہم کر دینے وا بادلوں کی زخمی گرج اور الم نصیبیاں کھڑی کرتی کڑوی کسیلی رتوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے جنگ اپنے زور اپنے عروج پر آ گئی تھی ابن قاضی اور اس کے حواریوں نے بار بار پوری قوت صرف کرتے ہوئے باربروسہ کے لشکر کے پہلو پر دکھوں کی کسک شوریدہ سر اعصابی ہیجان اور سلگتے لمحوں کی طرح حملہ آور ہو کر اس کے لشکر میں شگاف اور شکستگی آثار پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں پوری طرح ناکامی ہوئی دوسری جانب خیر الد باربروسہ اور اس کے لشکری جوابی کارروائی کرتے ہوئے آگ کی جوالا نمود کی بے تحریکوں، وقت کے ظالم دھاروں کرب کے الاؤ کی طرح ابن قاضی کے لشکر پر ضرب رہے تھے ان کے حملہ آور ہونے میں زہرہ کا سرور دہکتے روپ اور خواب و خمار کی سی تا تھی۔

میدان جنگ اب پوری طرح بول اٹھا تھا چاروں طرف جسم جلاتے شعلوں کا طوفان کاٹتی وحشتیں اور اضطراب آفریں فروش اپنے رنگ دکھانے لگے تھے۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ابن قاضی کو خیر الدین باربروسہ کے ہاتھوں بد شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ بھاگ کر بونا شہر میں محصور ہو گیا۔

لیکن اس کے فوراً بعد ایک خونی انقلاب بونا شہر میں اٹھا۔

بونا شہر سے باہر ہونے والی جنگ میں عبادہ بن تمام بری طرح زخمی ہوا تھا تاہم ا نے اور علقمہ بن سعدون نے مشورہ کیا اور اپنے ساتھیوں کو آگاہ کرتے ہوئے انہوں

بونا شہر میں ابن قاضی کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی۔

جب عبادہ بن اور علقمہ کے ساتھیوں نے ابن قاضی کے خلاف علم بغاوت کھڑا کیا تو اس کے اتحادیوں میں سے کئی ایک کو موت کے گھاٹ اتار دیا تب سارا ہی لشکر ابن قاضی کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اس لئے کہ کوئی بھی مسلمان لشکری یہ پسند نہیں کر رہا تھا کہ مسلمان آپس میں دست و گریبان ہوں اسی کش مکش میں بونا شہر میں ابن قاضی کو قتل کر دیا گیا تھا۔

☆☆☆

دوسری طرف خیر الدین باربروسہ نے بونا شہر سے باہر پڑاؤ کر لیا تھا زخمیوں کی دیکھ بھال ہونے لگی تھی اسی دوران اس کے کچھ طلایہ گر اس کے پاس آئے اور انہوں نے یہ خبر دے دی کہ بونا شہر میں بغاوت کھڑی ہو گئی ہے اور مسلمانوں کی یکجہتی اور اتفاق قائم رکھنے کے لئے دو سرداروں عبادہ بن تمام اور علقمہ بن سعدون نے ابن قاضی کے خلاف بغاوت کھڑی کر کے ابن قاضی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

یہ خبر یقیناً مسلمانوں کے لئے خوش کن تھی اس سلسلے میں خیر الدین باربروسہ اپنے جذبات کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ بونا شہر کا دروازہ کھلا اور لوگوں کا ایک گروہ سفید علم بلند کیے خیر الدین باربروسہ کی طرف بڑھا اس طرف خیر الدین باربروسہ اپنے نائب اول طرغوت، حسن کرسو، صالح، صنعان، کاکاد اور دیگر سالاروں کے ساتھ کھڑا تھا سب بڑے غور سے بونا شہر کا دروازہ کھول کر آنے والے وفد کی طرف دیکھ رہے تھے جب وہ قریب آئے تو سب دنگ رہ گئے اس لئے کہ وفد کے ارکان میں سے کچھ جوان کسی کو چارپائی پر ڈالے اپنے ساتھ لا رہے تھے۔

وفد کے وہ ارکان سیدھے اس جگہ آئے جہاں خیر الدین باربروسہ اپنے سالاروں کے ساتھ کھڑا تھا وہ چارپائی جس پر انہوں نے کسی کو اٹھا رکھا تھا انہوں نے وہاں لا کر زمین پر رکھ دی پھر ان میں سے ایک جوان کا سرخیل تھا خیر الدین باربروسہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”امیر میرا نام علقمہ بن سعدون ہے ہم لوگ گناہ گار اور مجرم ہیں میں نے ابھی تک آگے بڑھ کر آپ سے مصافحہ نہیں کیا نجانے آپ کی طرف سے کیسا رد عمل ہو۔“

یہاں تک کہتے کہتے علقمہ کو رک جانا پڑا اس لئے کہ خیر الدین باربروسہ آگے بڑھا اس سے مصافحہ کرنے کے بجائے اسے گلے لگایا پر جوش انداز میں اس کا گال تھپتھپایا پھر خیر الدین کے دوسرے سالار علقمہ سے گلے مل رہے تھے اس کے بعد اس کے ساتھ آنے والے ساتھیوں کا بھی اسی طرح پر تپاک خیر مقدم کیا گیا۔

جب ایسا ہو چکا تب علقمہ چارپائی کے قریب آیا سفید چادر اٹھائی وہاں عبادہ بن تمام لیٹا ہوا تھا وہ زخمی تھا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علقمہ بن سعدون نے باربروسہ کو مخاطب کیا۔

''امیر یہ میرا ساتھی عبادہ بن تمام ہے ہم سب کی نمائندگی یہ خود ہی کرے گا اس کی ٹانگوں پر گہرے زخم آئے ہیں لہٰذا یہ چل پھر نہیں سکتا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد علقمہ جب خاموش ہوا تو عبادہ بن تمام نے اسے مخاطب کیا۔

''ابن سعدون میرے بھائی مجھے سہارا دے کر امیر خیرالدین باربروسہ کے سامنے کھڑا کرو ہم لوگ مجرم ہیں اور ایک مجرم کی حیثیت میں امیر خیرالدین باربروسہ کے سامنے کھڑے ہو کر میں اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی سزا سننا پسند کروں گا۔''

عبادہ بن تمام دم لینے کے لئے رکا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

''امیر ہم وہ بدبخت لوگ ہیں جو مہکتے اجالوں سے دور بھٹکتے اندھیروں میں سرگرداں رہے گل رنگ تاکستانوں کی نگہداری کرنے کے بجائے ہم لوگ کانٹوں کی آبیاری میں مصروف رہے آزادی کے سنہرے لمحوں، فوز مندی کی فزوں خیزیاں تلاش کرنے کے بجائے اپنی ملت کی یکجہتی کو خراب کرتے رہے۔

یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ حیرت کی شام وسحر میں ڈوبی امن کی ریشمی ساعتوں میں بھی سکون کو برہم کرتے خونی عزائم کا ساتھ دیتے رہے۔

ہمارے اردگرد مسلمانوں کی سسکیاں آہیں اور ہچکیاں ایک ہیجان کھڑا کرتا رہیں لیکن ہم اپنی ہی قوم کے لئے فراق اور فریب گلوں کے طوق اور کلک وقلم کے لئے تمرد اور سرکش ضمیر کے لئے کالک کا متلاشی بنے رہے۔

ہم وہ بدبخت لوگ ہیں جو اپنی دینی روح وحدت ملی یکجہتی کے جذبوں مہتاب سایوں کو فراموش کر کے اسلام دشمن قوتوں کا ساتھ دیتے ہوئے تاریک وسوسوں ظلمت گزیدہ کو باطل کی تخریب کے پہلو سے پہلو ملا کر چلتے رہے۔

ہم اپنے اس مالک کو فراموش کر گئے جس نے نوح کے سفینے کو ساحل سے آشنا کیا جس نے موسیٰ کو عصا اور ید بیضا عطا کیا اور جس نے غار حرا کو اقراء کے جلال سے بھر دیا۔

کاش ہم سب مسلمان کعبے کی حرمت کی تنویریں ثابت ہوتے تو آج نیل گوں بے کراں آسمان بادلوں کے کھلے بادبان اور خاک وافلاک سب ہماری کہساروں کی سی عظمت کے زیرنگیں ہوتے۔

اگر ہم اکٹھے ہو کر جلال حق جمال سچ کے علم بلند کرتے تو آج ہم بحروبر کے بزم کے امیر ہوتے افسوس ہم نے تکبیر ملائے اعلیٰ اور دفاع لا الہ کو فراموش کر دیا اور ہوس کی گہری تاریکیوں اور گمراہی کی کالی گھنگھور گھٹاؤں میں کھو گئے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے عبادہ بن تمام خاموش رہا پھر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''اے اللہ میں امیر خیرالدین باربروسہ سے معافی مانگ چکا ہوں تو بھی مجھے اور میرے ساتھیوں کو معاف کرنا میرے اللہ تیری ہی سطوت چاندنی رچے آبشاروں میں ہے ہر شے میں تیری ہی ضوریزی ہے نیلے سمندر میں تیرا جلال، دشت وگلشن میں تیرا جمال ہے تو ہواؤں میں، فضاؤں میں، خلاؤں میں، کہکشاؤں میں ہے۔

اے اللہ تو ہی اپنی الوہیت اپنی ربوبیت سے پستیوں سے اٹھا کر کمال عطا کرتا ہے تیرے سوا سب کا مقدر زوال ہے اے مالک دو جہاں نفس نفس کی صداؤں کون ومکان کی تنہائیوں میں تیری ذات اور صفات کی تجلیاں ہیں اے میرے اللہ میں تیری طرف رجوع کرتے ہوئے اپنی گزشتہ کوتاہیوں اور گناہوں کی معافی مانگتا ہوں۔''

یہاں تک کہتے کہتے عبادہ بن تمام کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں رو دیا تھا آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ اٹھا تھا یہ بڑا متاثر کن منظر تھا اس موقع پر خیرالدین باربروسہ آگے بڑھا عبادہ بن تمام کو اس نے تسلی دی عبادہ بن تمام سنبھلا تب اپنے قریب ہی کھڑے علقمہ کو مخاطب کرتے ہوئے خیرالدین باربروسہ نے پوچھا تم دونوں عالم اسلام کے عظیم فرزند ہو میں نیکی کی طرف تمہارے رجوع کو سلام پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی پوچھتا ہوں کہ کوکو کے حکمران ابن قاضی کا بیٹا حسین تھا وہ کہاں ہے کیا وہ بھی مسلمانوں کے منتشار کا حامی ہے۔''

اس پر علقمہ کہنے لگا۔

''امیر ابن قاضی کا خاتمہ اور اسے قتل کرنے میں اس کا بیٹا حسین ہمارے ساتھ ہے وہ اس وقت بونا شہر میں موجود ہے ہم نے اسے اپنے ساتھ لانا چاہا لیکن وہ کہتا تھا کہ میں کون سا منہ لے کر امیر خیرالدین باربروسہ کے سامنے جاؤں میں کس حیثیت سے اپنا تعارف کراؤں گا کہ میں غدار اور دشمن ملت ابن قاضی کا بیٹا ہوں اس کا کہنا تھا کہ امیر خیرالدین باربروسہ میرے لئے جو سزا تجویز کریں مجھے اس سے آگاہ کر دیا جائے اور وہ سزا بھگتنے کے لئے میں امیر کے سامنے حاضر ہو جاؤں گا۔''

علقمہ کے ان الفاظ سے خیرالدین باربروسہ بڑا متاثر ہوا۔ علقمہ سے اس نے کہا حسین کو میرے پاس بلا کر لائے اس پر علقمہ نے کچھ آدمی بونا شہر کی طرف روانہ کئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوٹے ان کے ساتھ ابن قاضی کا بیٹا حسین بھی تھا باربروسہ سامنے آکر حسین نے اچانک زمین پر گرتے ہوئے خیرالدین باربروسہ کے پاؤں پکڑ چاہے لیکن باربروسہ نے اسے ایسا نہیں کرنے دیا فوراً جھک کر اسے اٹھایا گلے سے لگایا انتہائی بشاشت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''حسین میں تمہارے عبادہ بن تمام اور علقمہ بن سعدون کے کردار سے اس قدر خو ہوں جس کا اظہار میں الفاظ میں نہیں کر سکتا۔''

یہاں تک کہتے ہوئے خیرالدین باربروسہ کو رک جانا پڑا اس لئے کہ حسین بن قاضی اپنے لباس کے اندر سے چابیاں نکالیں اور خیرالدین باربروسہ کو پیش کرتے ہوئے وہ کہنے لگا

''امیر یہ بونا شہر کی چابیاں ہیں یہ شہر آپ کا ہے اس لئے کہ آپ اسے بزور شمشیر کر چکے ہیں۔''

خیرالدین باربروسہ نے بونا شہر کی چابیوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا پھر وہ چابیاں اس عبادہ بن تمام کی مسہری پر رکھ دیں اس کے بعد وہ کہنے لگا۔

''میں ایک بار پھر تم تینوں کے کرداروں کو سلام پیش کرتا ہوں حسین جن علاقوں پر تم باپ حکمران تھا ان علاقوں پر میں تمہیں اپنی طرف سے والی مقرر کرتا ہوں افریقہ حالات میں کسی بھی وقت کوئی منفی اور ناقابل برداشت تبدیلی رونما ہو سکتی ہے لہٰذا تم ا اچھا اور تربیت یافتہ لشکر تیار کرنا جہاں تک عبادہ بن تمام اور علقمہ کا تعلق ہے تو یہ تمہارے عمدہ سالار اور دست راست بن کر تمہارے ساتھ رہیں گے۔

عبادہ بن تمام زخمی ہے اگر تمہارے پاس اس کے علاج کے لیے اچھا طبیب نہ ہو تو خود اس کا علاج کرواتا ہوں۔''

اس پر علقمہ بن سعدون کہنے لگا۔

''ابھی بونہ شہر میں بہت اچھے طبیب ہیں عبادہ بن تمام کی خواہش تھی کہ ہم ا چارپائی پر ڈال کر آپ کی خدمت میں پیش کریں اور ہم نے اس کی خواہش کا احترام کیا اب ہم سب کے لئے آپ جو بھی حکم جاری کریں گے وہ ہمارے لیے آخری ہوگا۔

اس گفتگو کے بعد جب خیرالدین باربروسہ نے حسین بن قاضی عبادہ بن تمام اور علقمہ بن سعدون کو جانے کی اجازت دے دی تو وہ اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ بونا شہر

طرف چلے گئے تھے۔

ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد خیرالدین باربروسہ کے دو طلایہ گر اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسپین کے شہنشاہ چارلس کے بیٹے فلپ کے مظالم سے بھاگ کر جن مسلمان نوجوانوں نے البشارات کے غاروں میں پناہ لی تھی اس کی اطلاع دی یہ اطلاع پا کر خیرالدین باربروسہ فوراً حرکت میں آیا کاکادا اور حسن کرسو کو اشارے سے اپنے قریب بلایا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بچو! جو کچھ آنے والے ان دونوں طلایہ گروں نے بتایا ہے تم بھی سن چکے ہو پہلے کی طرح یہ کام میں تم دونوں کے ذمے لگاتا ہوں اور میں چاہوں گا کہ آج رات کے کسی بھی وقت تم دونوں پہلے کی طرح اپنے بحری بیڑے کا ایک حصہ لے کر ہسپانیہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں چھپے ہوئے مسلمانوں کو نکالنے کی کوشش کرو۔

کوشش کرنا کہ دن کے وقت تم کوچ کرو اس رفتار سے سفر کرنا کہ عشاء کے قریب یا عشاء کے بعد ساحل پر لنگر انداز ہو جاؤ جو مسلمان نوجوان وہاں پھنسے ہوئے ہیں ان سے رابطہ کر کے انہیں وہاں سے نکالنے کے ساتھ ہی اسی رات تیزی سے سفر کرتے ہوئے لوٹ آنا اس لئے کہ آج کل ہسپانیہ والے اس سلسلے میں محتاط ہو رہے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد خیرالدین باربروسہ جب رکا تو جو طلایہ گر آئے تھے ان میں سے ایک پھر خیرالدین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر! ہسپانیہ کے سلسلے میں ایک اور اہم خبر بھی ہے البشارات اور اردگرد کے وہ علاقے جس میں اس وقت مسلمان آباد ہیں ان کا انتظام اور دیکھ بھال اور مسلمانوں کو زبردستی نصرانی بنانے کا کام ایک شخص ڈان جون کے ذمے لگایا گیا ہے یہ نوجوان ہے حد درجہ بدطینت ہے اپنے آپ کو آسٹریا کا باشندہ کہتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو نصرانی بنانے کے مقدس کام کے سلسلے میں آسٹریا سے اسپین آیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس کا ناجائز بیٹا ہے اور مسلمانوں پر مظالم اور ستم کرتے ہوئے انتہائی خوشی اور سکون محسوس کرتا ہے۔''

اس نئے انکشاف پر خیرالدین باربروسہ تھوڑی دیر خاموش رہا کچھ سوچتا رہا پھر اس نے آنے والے طلایہ گروں کو آرام کرنے اور کاکادا اور حسن کرسو کو اپنی تیاری کرنے کے لئے کہا جس پر وہ وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

✿✿✿

رات کا کھانا کھانے کے بعد قحطانی قبائل کا سردار کعب بن عامر اس کی بیوی میسونہ مغیرہ بن کعب بیٹی معاذ اور نابیل اپنے دیوان خانے میں بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ حویلی کے صدر دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

مغیرہ بن کعب اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں دیکھتا ہوں اس وقت کس نے دستک دی ہے؟''

وہ دیوان خانے سے باہر آیا ہی تھا کہ اس نے دیکھا بسیط بڑی تیزی سے صدر دروازے کی طرف بڑھا تھا لہٰذا مغیرہ بن کعب وہیں رک گیا۔

اس کے دیکھتے ہی دیکھتے بسیط نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو منذر بن زبیر حویلی میں داخل ہوا پہلے کی طرح بسیط نے دروازے کو زنجیر لگائی اتنی دیر تک اندر سے کعب بن عامر کی آواز سنائی دی۔ اس نے اپنے بیٹے مغیرہ کو مخاطب کیا تھا۔

''بیٹے کون ہے؟''

باہر کھڑے ہی کھڑے بلند آواز میں مغیرہ بن کعب کہنے لگا۔

''بابا! منذر بن زبیر آئے ہیں۔'' اتنی دیر تک منذر بن زبیر بھی مغیرہ بن کعب کے پاس آیا وہ اسے لے کر دیوان خانے میں داخل ہوا منذر بن زبیر نے آگے بڑھ کر کعب بن عامر سے مصافحہ کیا پھر اس کے قریب بیٹھ گیا سب سے پہلے معاذ نے کسی قدر فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے منذر بن زبیر کو مخاطب کیا۔

''عم! آپ کا اس وقت آنا کسی علت کے بغیر نہیں ہے میں دیکھتی ہوں آپ کے چہرے پر بہت کچھ کہنے کے اثرات ہیں کیا میں سچ کہہ رہی ہوں؟''

ہلکا سا تبسم منذر بن زبیر کے چہرے پر نمودار ہوا تھا پھر معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میری بچی! تیرا اندازہ درست ہے۔ میں دو خبریں لے کے آیا ہوں۔

پہلی یہ کہ ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس نے جو اپنے ناجائز بیٹے ڈان جون کو مسلمانوں

علاقوں کا نگران اور ناظم مقرر کیا ہے تو ڈان جان مسلمانوں پر مظالم کی ابتدا کر چکا ہے اس نے البشارات اور اردگرد کے ان علاقوں میں جہاں مسلمان آباد ہیں اپنے کارندے اور جاسوس پھیلا دیئے ہیں جو اسے مسلمانوں کی خبریں پہنچانے لگے ہیں یہ ساری باتیں مجھے راہب بطروش نے بتائی ہیں وہ بھی میرے ساتھ ہی آتا پر اس وقت وہ محتاط ہے اس لئے کہ ڈان جان کے کچھ مخبر ہمارے راہبوں سے بھی رابطہ قائم کیے ہوئے ہیں انہوں نے راہبوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ اس علاقے میں رہتے ہوئے ڈان جان کے لئے کام کریں اور مسلمانوں کے خلاف ساری خبریں ڈان جان تک پہنچائیں۔

آپ جانتے ہیں کہ یہاں جس قدر خانقاہیں ہیں اور ان میں جتنے بھی راہب ہیں ان کا سربراہ بطروش ہے جو ملت اسلامیہ کے لئے بڑا درد رکھنے والا انسان ہے۔

بطروش مجھے بتا رہا تھا کہ البشارات کے اندر یا اس کے اطراف اور گردونواح میں ڈان جان کچھ سرکردہ مسلمانوں کو اپنا بنانے کی کوشش کرے گا بطروش کہہ رہا تھا کہ وہ ایسے شخص کا انتخاب کرے گا جو مسلمان تو ہو لیکن اسے اپنے دین یا مسلمانوں سے کوئی زیادہ دلچسپی اور ہمدردی نہ ہو اس کی پشت پر ڈان جان ہاتھ رکھے گا اسے نوازے گا اور اسے ہی مسلمانوں کے خلاف استعمال کرے گا تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ظلم کرنے والا ڈان جان ہے اب دیکھیں مسلمانوں میں سے کون ایسا غدار اٹھتا ہے جو ڈان جان کا آلہ کار بنتا ہے۔

ان حالات سے ہمیں پہلے کی نسبت زیادہ محتاط رہنا ہوگا۔''

یہاں تک کہتے ہوئے منذر بن زبیر کو رک جانا پڑا اس لئے کہ معاذ نے فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا تھا۔

''ابن زبیر ان حالات میں وہ مسلم نوجوان جنہیں چارلس کے بیٹے فلپ نے غلام بنایا تھا اور جنہیں وہ اپنی نئی دنیا کی طرف لے جانا چاہتا تھا ان کا کیا بنے گا انہوں نے تو ابھی تک راہبوں کی خانقاہوں کے پشتی حصے میں غاروں کے اندر پناہ لے رکھی ہے ابھی تک ان کے یہاں سے نکلنے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔''

منذر بن زبیر مسکرایا اور کہنے لگا۔

''بیٹی میں اس موضوع کی طرف بھی آتا ہوں تم فکر نہ کرو۔'' اس کے بعد منذر بن زبیر نے پھر کہنا شروع کیا۔

''میں مزید یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جان ڈان جس غدار مسلمان کو بھی اپنے دست راست کے طور پر چنے گا اس کے ذریعے وہ سب سے پہلے مسلمانوں کے سرکردہ خاندانوں کے

خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کرے گا جو باتیں میں آپ لوگوں سے کہہ رہا ہوں یہ باتیں اس سے پہلے میں عدنانی قبیلے کے سردار سعد بن سلامہ سے بھی کہہ کر آیا ہوں۔''

اب ہمارا جو رابطہ حسن کرسو سے ہے تو یہاں آپ کی حویلی کے اندر یا باہر کسی غیر کی موجودگی میں حسن کرسو کا نام تک نہیں لینا چاہئے اس لئے کہ ہسپانیہ کے حکمران اور مختلف علاقوں کی انتظامیہ شکل سے حسن کرسو کو نہیں جانتی تو وہ حسن کرسو کا نام تو جانتے ہیں خیر الدین باربروسہ کے جس قدر ساتھی ہیں ان سب کی ایک طرح سے ہسپانیہ کے شہنشاہ اور اس کے کارندوں کے پاس باقاعدہ فہرست ہے اسی بناء پر میں یہ کہنے آیا ہوں کہ گھر سے باہر کسی بھی صورت حسن کرسو کے متعلق گفتگو نہ کی جائے گھر کے اندر بھی اس سے متعلق گفتگو کرنی ہو تو اس وقت جب صرف گھر کے افراد موجود ہوں گھر کے باہر کا کوئی بھی فرد خواہ اس کا تعلق مسلمان قبائل سے ہو کسی کے سامنے حسن کرسو کا نام نہیں لینا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد منذر بن زبیر رکا کچھ سوچا اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''اب میں اپنے دوسرے موضوع کی طرف آتا ہوں ان حالات میں جب کہ ڈان جان کے مخبر اور طلایہ گر شکاری کتوں کی طرح مسلمانوں کے علاقوں میں گھومنے پھرنے لگے ہیں تو ہمیں ان نوجوان مسلمانوں کی زیادہ فکر ہوگئی تھی جنہوں نے خانقاہوں کے پیچھے پناہ لے رکھی لیکن ان کا مسئلہ آج حل ہو جائے گا اور وہ یہاں سے نکل کر حفاظت کے ساتھ افریقہ کی طرف چلے جائیں گے۔''

منذر بن زبیر کے ان الفاظ پر معاذ چونکی اور بڑی بے تابی اور بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

''اے ابن زبیر وہ کیسے کون انہیں لینے آئے گا؟''

اس موقع پر مسکراتے ہوئے منذر بن زبیر نے معاذ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''میری بچی میں تمہاری پریشانی تمہاری بے چینی اور بے تابی کو سمجھتا ہوں دیکھو پہلے کی طرح اس بار بھی ان مسلمانوں کو نکالنے کے لئے کاکا داور حسن کرسو آئیں گے میں آپ لوگوں کو یہ بتا دوں کہ حسن کرسو اور کاکا دجن بحری جہازوں اور کشتیوں کو لے کر ان مسلمانوں کو نکالنے کے لئے آرہے ہیں تو ان کے اس بحری بیڑے کی کچھ ہراول کشتیاں مغرب کی نماز کے بعد ساحل پر لگی تھیں حسن کرسو کے کہنے پر ان لوگوں نے راہب بطروش سے رابطہ کیا مجھے بھی ساری اطلاعات بطروش ہی نے بتائی ہیں حسن کرسو نے بطروش کے نام یہ پیغام بھجوایا ہے کہ وہ آدھی رات کے قریب اپنے بحری بیڑے کو ساحل کے قریب

لائے گا اور اس وقت تک پناہ لینے والے مسلمان جوانوں کو ساحل پر پہنچ جانا چاہئے تاکہ حسن کرسو اور کاکا دانہیں لے کر افریقہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔''

منذر بن زبیر رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''بطروش کے نام حسن کرسو نے یہ بھی پیغام بھجوایا تھا کہ اس کی طرف سے قحطانی قبیلے کے سردار کعب بن عامر سے معذرت کر لی جائے کہ اس بار وہ ان کے ہاں نہیں آسکے گا ویسے بھی حالات کی پیچیدگیوں کو دیکھتے ہوئے حسن کرسو کو ان دنوں یہاں نہیں آنا چاہئے لہٰذا میں آپ پر یہ بھی واضح کرنا چاہتا تھا کہ ان نوجوانوں کو نکالنے کے لئے کاکا داور حسن کرسو آرہے ہیں لیکن حسن کرسو آپ لوگوں کو ملنے کے لئے یہاں نہیں آسکے گا۔''

منذر بن زبیر جب خاموش ہوا تب معاذ اپنے باپ کعب بن عامر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''بابا اگر آپ برا نہ مانیں تو......''

معاذ کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے اس کا باپ کعب بن عامر بول اٹھا تھا۔

''میری بیٹی میں تمہارے جذبات اور احساسات کو سمجھتا ہوں جس بے چینی اور بے تابی میں تم مبتلا ہو اس کی کیفیت بھی میں محسوس کر رہا ہوں تم یہ کہنا چاہو گی کہ اگر میں تمہیں اجازت دے دوں تو تم ساحل پر جا کر حسن کرسو سے مل لو۔

بیٹی ہم تمہیں حسن کرسو سے منسوب کر چکے ہیں بلکہ میں تمہاری ماں تمہاری بڑی بہن اور تمہارے بھائی نے اب ذہنی طور پر یہی فیصلہ کر رکھا ہے کہ تم ہمارے پاس حسن کرسو کی امانت ہو عارضی طور پر ہمارے پاس رہ رہی ہو اور کسی وقت بھی ہم تمہیں حسن کرسو کے حوالے کر دیں گے بیٹی تمہاری بڑی بہن نائیل کی شادی کے بعد میں کسی نہ کسی طرح حسن کرسو سے ملاقات کرنے کی کوشش کروں گا اور چاہوں گا کہ وہ تمہیں بیاہ کر اپنے ساتھ لے جائے اس طرح جب تم حسن کرسو کی بیوی کی حیثیت سے اس کے ساتھ افریقہ میں رہو گی تو تمہاری طرف سے میں، تمہاری ماں اور تمہارا بھائی اور بہن مطمئن اور آسودہ ہو جائیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کعب بن عامر رکا پھر بات کو آگے بڑھا رہا تھا۔

''بیٹی جو حالات منذر بن زبیر نے بیان کیے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے ہم سب حسن کرسو کو ملنے کے لئے ساحل پر نہیں جا سکتے اگر ڈان جان یہاں نہ آیا ہوتا تو ہم سب

ساحل پر جاتے اس کا استقبال کرتے بلکہ رات کے وقت اپنی حویلی میں لا کر اس ضیافت کا بہترین اہتمام کرتے پر برا ہو حالات کا اب ہم ایسا نہیں کر سکتے تم ایسا کرنا کو ساتھ لے جانا ساحل پر جانا اور وہاں حسن کرسو سے مل لینا میں تمہیں اس سے ملاقات اجازت دیتا ہوں۔"

کعب بن عامر کے اس فیصلے سے معاذ خوش ہو گئی تھی پھر کعب بن عامر نے منذر زبیر کو مخاطب کیا۔

"تمہاری باتوں نے مجھے ایک تجسس ایک طرح کی فکر مندی میں مبتلا کر دیا ہے اب جبکہ ڈان جان کے کارندے ان علاقوں میں سرگراں ہیں تو ان کی موجودگی میں ان مسلمان نوجوانوں کو کیسے نکال کر ساحل کی طرف لے جایا جائے گا جنہوں نے خانقاہوں کے پیچھے غاروں میں پناہ لے رکھی ہے۔"

جواب میں منذر بن زبیر مسکرایا اور کہنے لگا۔

"یہ بطروش بڑا سیانہ اور دانش مند انسان ہے اس نے ان سارے کارندوں کی آج دعوت کی ہے جو ڈان جان نے اس علاقے میں مقرر کیے ہیں اس لئے کہ ان کارندوں رابطہ راہبوں سے ہے وہ سارے کارندے راہبوں کے ذریعے ہی کام کریں گے اس لئے کہ انہوں نے راہبوں سے رابطہ قائم کرتے ہوئے ان پر واضح کیا ہے کہ راہب ان علاقوں میں چونکہ گھومتے پھرتے ہیں لوگوں کے گھروں تک بھی جاتے ہیں لہٰذا وہ ڈان جان کے لئے مسلمانوں کی جاسوسی کریں۔

اب بطروش نے جہاں ان کارندوں کی دعوت کا اہتمام کیا ہے وہاں یہ سارے کارندے رات ایک خانقاہ میں بسر کریں گے بطروش سے اس سلسلے میں میری بات ہوئی ہے اس کا کہنا ہے کہ اس نے ان کارندوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے کے بعد ضرورت زیادہ تیز اور تلخ شراب پلا دی ہے کچھ دیر تک وہ مدہوش ہو جائیں گے اور اس وقت لینے والے مسلمان نوجوانوں کو غاروں سے نکال کر ساحل کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔ میں خود بھی تھوڑی دیر تک ساحل کی طرف جاؤں گا میں حسن کرسو سے ملنا چاہتا ہوں

اس موقع پر معاذ جھٹ سے بول پڑی۔

"عم اگر آپ نے جانا ہے تو میں بھی آپ کے ساتھ چلی جاؤں گی۔"

منذر بن زبیر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

"میں اب اپنے گھر جا رہا ہوں تم تھوڑی دیر بعد تیاری کر کے بسیط کے ساتھ مع

ہاں آ جانا وہیں سے ہم نکل کے ساحل کی طرف چلے جائیں گے۔"

معاذ اور اس کے اہل خانہ نے منذر بن زبیر کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر منذر بن زبیر وہاں سے نکل گیا۔

رات گہری ہو گئی تھی چاروں طرف تاریکیاں ناچ اٹھی تھیں ساحل سمندر کی طرف سے آنے والی ہواؤں نے ہر شے کو نمی اور خنکی کی ردا اڑھانا شروع کر دی تھی۔

ایسے میں معاذ بسیط اور منذر بن زبیر اپنے گھوڑوں کو ساحل سمندر کی طرف سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

ماہی گیروں کے جھونپڑے کے پاس اس جگہ آ کر وہ اپنے گھوڑوں سے اتر گئے جہاں حسن کرسو کے دادا کا جھونپڑا تھا۔

جھونپڑا اسی جگہ قائم دائم تھا جب وہ اس جھونپڑے کے نزدیک ہوئے تو انہوں نے دیکھا جھونپڑے کے ارد گرد کچھ مسلح جوان کھڑے تھے جھونپڑے کے اندر ایک چھوٹی سی مشعل روشن تھی اور اس مشعل کی روشنی میں منذر بن زبیر بسیط اور معاذ نے دیکھا اندر حسن کرسو نماز پڑھ رہا تھا۔

شاید سفر کی وجہ سے وہ نماز دیر سے ادا کر رہا تھا۔

اس موقع پر منذر بن زبیر جھونپڑے کے ارد گرد کھڑے ایک مسلح جوان کے پاس گیا اس سے گفتگو کی پھر لوٹا اور معاذ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"معاذ میری بیٹی میں اور بسیط دونوں جھونپڑے سے باہر کھڑے ہوتے ہیں تو جھونپڑے کے اندر چلی جا دیکھ اندر حسن کرسو نماز ادا کر رہا ہے میری بچی تھوڑی دیر تک وہ فارغ ہو جائے گا میں اور بسیط تمہیں تنہائی میں اس سے گفتگو کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں تھوڑی دیر تک غاروں میں چھپے نوجوان یہاں پہنچ جائیں گے تو حسن کرسو انہیں لے کر روانہ ہو جائے گا پھر تمہیں تنہائی میں اس سے اپنے دل کی بات کہنے کا موقع نہیں ملے گا جا میری بچی اندر چلی جا۔"

منذر بن زبیر کی اس گفتگو کے جواب میں معاذ نے کچھ نہ کہا اس کی گردن جھک گئی پھر آہستہ آہستہ وہ جھونپڑے میں داخل ہوئی اور حسن کرسو کے پیچھے جا کھڑی ہوئی تھی جس وقت وہ جھونپڑے میں داخل ہوئی اس وقت حسن کرسو سجدے میں تھا لہٰذا وہ اس کے اندر آنے کا احساس نہ کر سکا۔

نماز پڑھنے کے بعد حسن کرسو نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کیے کچھ دیر تک وہ خاموشی دعا مانگتا رہا پیچھے کھڑی معاذ کو کچھ نہ سنائی دیا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہاں تک کہ حسن کرسو کی آواز کچھ بلند ہوئی اور الفاظ معاذ کو سنائی دیئے حسن کرسو کہہ رہا تھا۔

"میرے اللہ ہسپانیہ کے مسلمان سنسناتے تیروں اور لہراتی تلواروں کے ماحول سیاہ نصیبی کے سایوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں دشمن ان پر بدروح غول بیابانی شیطنت کے وسوسوں کی طرح طاری ہو رہے ہیں لیکن ان کے مقابلے میں یہ مبارز آرائی کی طلب نہیں رکھتے۔

میرے اللہ ہسپانیہ کے مسلمانوں کی حالت پرانے کھنڈروں، دیولاخوں میں بھٹکتی پر صداؤں اور آندھیوں کی شدت میں رکھی جلتی بجھتی شمع کی مانند ہے میرے اللہ ان کی فرما۔"

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے حسن کرسو خاموش رہا معاذ نے محسوس کیا کہ وہ رہا تھا سسک رہا تھا اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے معاذ کو نجانے کیا ہوا زمین کی ننگی پیٹھ سجدہ ریز ہو کر رونے لگی تھی اور اس کی دعا کے جواب میں آمین کہہ رہی تھی حسن کرسو پھر کہہ رہا تھا۔

"میرے اللہ تو ہی افق کی لالی میں تاریکی اجالے کا میل کراتا ہے تو ہی اداس راہوں کی مسافتوں میں بے جہت مسافروں کی منزلیں آسان کرتا ہے تو ہی مکان کو لامکان ستاروں کو کہکشاں تو ہی ذرے کو صحرا اور قطرے کو سمندر بنا دیتا ہے میرے اللہ غلامی کی ویران گزرگاہوں میں ہسپانیہ کے مسلمانوں کی مدد فرما۔"

تھوڑی دیر کے لئے حسن کرسو پھر خاموش ہو گیا تھا اس لئے کہ اس کی سسکیاں سنائی دینے لگی تھیں زمین پر سجدہ ریز معاذ رو رہی سسک رہی تھی آنسو بہا رہی تھی زمین کے دامن کو اپنے آنسوؤں کے قطروں سے بھگو رہی تھی حسن کرسو کی آواز جھونپڑے میں پھر بلند ہوئی وہ کہہ رہا تھا۔

"میرے اللہ ہسپانیہ کے مسلمانوں کی آزادی کی خاطر میں اپنے جسم کے خون کا ہر قطرہ تو پیش کر سکتا ہوں پر نطق سے محروم اپنی ملت کی پتھر کی زبان کو الفاظ نہیں دے سکتا میرے اللہ میں ایک بے بس انسان ہوں بکھری پتیوں کی لاشوں میں زندگی کے آثار پیدا نہیں کر سکتا میرے اللہ میری ملت میری قوم غفلت کی نیند سوئی ہوئی ہے اونگھ رہی ہے میرے اللہ میں اکیلا کرب و جوار کے وسوسوں میں لمحہ بہ لمحہ کراہتی اپنی ملت کے افراد کو غفلت اور

بیداری کی لعنت سے نجات نہیں دے سکتا۔

میرے اللہ مسلم قوم میں ایسا کیمیا گر پیدا کر جو نیند کی سربستہ لہروں کا راز دان بن کر اٹھے غلامی کو آزادی میں تبدیل کر دے میرے اللہ کوئی ایسا چارہ گر اٹھا جو دجلہ اور فرات کی لہروں کو ارتعاش میں تبدیل کر کے رکھ دے میرے اللہ کوئی ایسا مرد آہن اٹھا جو وقت کی خونی پکار بن کر مسلم قوم کے دشمنوں کے سامنے آئے اور خواب آلود ملت کو بیداری عطا کر دے مسلم قوم میں ایسا راہبر پیدا کر جو اندھیری رات کے دل میں چاندنی بن کر غلامی میں پیوست ہو اور اسے آزادی میں تبدیلی کر دے میرے اللہ! مسلمانوں کو کوئی ایسا حکمران عطا کر جو جنون اور بدی کی تہذیب میں صدیوں کی تشنگی، نئے دور کا آدرش اور ذوق جمال کا پیکر بن کر اٹھے اور ملت کی بھیگی پلکوں کی نمی کو سمندر کے خروش میں تبدیل کر کے رکھ دے میرے اللہ! تو رحم کرنے والا ہے میری قوم پر رحم فرما میرے اللہ! تو دلوں کے بھید جانتا ہے ہسپانیہ کے مسلمانوں پر ظلم و استبداد اور جور و ستم کے سامنے......"

یہاں تک کہتے کہتے حسن کرسو چونک اٹھا خاموش ہو گیا اس لئے کہ اس کے پیچھے معاذ جو ابھی تک سجدے میں گری ہوئی تھی سسک سسک کر اور بلند ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

حسن کرسو مڑا اٹھ کھڑا ہوا اپنے شانے پر رکھے ہوئے انگوچھے سے اپنی پلکیں صاف کیں اور جب اس نے اپنے پیچھے معاذ کو سجدے میں گر کر سسکتے روتے دیکھا تب دھیمے لہجے میں اس نے پکارا۔

"معاذ! معاذ......"

معاذ بیچاری سسک رہی تھی رو رہی تھی حسن کرسو آگے بڑھا شانوں سے پکڑ کر اسے اٹھایا معاذ کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا بیچاری سسک رہی تھی اور کانپ رہی تھی اپنے شانے پر رکھا انگوچھا حسن کرسو نے آگے بڑھایا چپ چاپ انگوچھا لے کر معاذ نے اپنا چہرہ صاف کر لیا پھر حسن کرسو کی آواز شہد بن کر اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

"معاذ تمہیں رات کے اس وقت یہاں ہرگز نہیں ہونا چاہئے تھا ہسپانیہ کے حالات اب پہلے جیسے نہیں رہے ڈان جان کے آنے کی وجہ سے یہاں کے حالات دن بدن ابتر ہوتے جائیں گے اور پھر تمہارا رات کے وقت اس طرح اکیلے مجھ سے ملاقات کے لئے آنا خود تمہارے گھر والے بھی اچھا خیال نہیں کریں گے۔"

حسن کرسو جب خاموش ہوا تو کسی قدر مطمئن انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے معاذ کہنے لگی۔

"آپ کو میرے گھر والوں کی طرف سے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے انہوں نے ہی مجھے آپ سے ملنے کی اجازت دی ہے اس لئے کہ اب وہ مجھے آپ سے منسوب کر چکے ہیں بلکہ میرے بابا اب اپنے گھر والوں کو یہاں تک کہہ چکے ہیں کہ میں ان کے پاس آپ کی امانت ہوں اور پھر آپ مطمئن رہیں میں اکیلی نہیں آئی میرے ساتھ بسیط ہے اس کے علاوہ عم منذر بن زبیر بھی ہیں انہیں کے ساتھ میں یہاں آئی ہوں وہ دونوں اس وقت جھونپڑے سے باہر کھڑے ہیں دراصل مجھے انہوں نے آپ کے ساتھ تنہائی میں بات کرنے کے لئے بھیجا ہے اور خود باہر ہی کھڑے منتظر ہیں۔"

جھونپڑے سے باہر نکلتے ہوئے حسن کرسو کہنے لگا۔

"آؤ منذر بن زبیر اور بسیط کے پاس چلتے ہیں۔"

معاذ اپنی جگہ پر کھڑی رہی اور بڑے خوش کن انداز میں حسن کرسو کو مخاطب کیا۔

"پہلے آپ میری ایک بات سنیں پھر باہر چلتے ہیں۔"

دروازے کے قریب جا کے حسن کرسو رک گیا مڑ کر معاذ کی طرف دیکھا لوٹا پھر اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"اچھا کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

جواب میں لحہ بھر کے لئے معاذ مسکرائی اور کہنے لگی۔

"اگلے ماہ نابیل کی شادی ہے ابھی تاریخ مقرر نہیں ہوئی جونہی تاریخ مقرر ہوئی اس کی اطلاع آپ کے دست راست بطروش کے ذریعے آپ کو پہنچائی جائے گی کیا آپ اس شادی میں شرکت کریں گے؟" حسن کرسو نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"دیکھو معاذ میں تمہارے ساتھ وعدہ نہیں کرتا میں نے تم سے کہا ناں کہ ہسپانیہ کے حالات دن بدن ابتر ہوتے چلے جائیں گے اور پتہ نہیں نابیل کی شادی کن حالات میں ہو اور میں اس وقت کسی محاذ پر مصروف ہوں اگر میں فارغ ہوا حالات سازگار ہوئے تو میں ضرور تم سے ملنے کے علاوہ نابیل کی شادی میں شرکت کے لئے آؤں گا۔"

پھر حسن کرسو باہر نکلا معاذ اس کے پیچھے پیچھے تھی باہر آ کر حسن کرسو بڑے پر جوش انداز میں منذر بن زبیر اور بسیط دونوں سے ملا پھر ابن زبیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ابن زبیر! میرے محترم ساحل پر اترنے کے بعد میں سیدھا دادا کے جھونپڑے میں آیا میری عشاء کی نماز رہتی تھی جھونپڑی کے اندر ہی میں نے اس جگہ نماز پڑھی جہاں میرے دادا نماز پڑھا کرتے تھے اس طرح مجھے عجیب سا ذہنی اور قلبی سکون ملا میرے خیال میں

لوگوں کو ہم نے لے کے جانا ہے تھوڑی دیر تک وہ یہاں پہنچ جائیں گے۔ اتنی دیر تک میں اپنے دادا کی قبر پر دعا مانگ لوں۔"

منذر بن زبیر یا بسیط میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا پھر حسن کرسو جھونپڑی کے ایک طرف ہولیا وہ مسلح جوان جو جھونپڑی کے اردگرد پھیلے ہوئے تھے وہ بھی اس کے دائیں بائیں اور پیچھے رہتے ہوئے اس کے ساتھ جا رہے تھے۔

حسن کرسو جب اپنے دادا کی قبر پر گیا تو تھوڑی دیر تک دنگ رہ گیا اس لئے کہ قبر کے اطراف میں کسی نے پھول دار پودے لگا رکھے تھے پھول کھلے ہوئے تھے جن کی خوشبو رات کے وقت فضاؤں کے اندر رچ بس گئی تھی۔

اس موقع پر سب سے پہلے حسن کرسو نے دعا مانگی پھر اپنے پہلو میں کھڑی معاذ کو اس نے مخاطب کیا۔

"میرا دل کہتا ہے یہ جو پھول لگے ہیں یہ تمہاری محنت ہے۔"

معاذ مسکرائی اور کہنے لگی۔

"آپ کا اندازہ درست ہے میں نابیل اور میرے بھائی نے یہاں پھول اگائے ہیں ہم روزانہ گھوڑ دوڑ کے لئے ادھر آتے ہیں اور ان پھول دار پودوں کو پانی بھی دے جاتے ہیں۔" معاذ یہیں تک کہہ پائی تھی کہ اسے رک جانا پڑا اس لئے کہ ایک مسلح جوان بھاگتا ہوا حسن کرسو کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے دھیمے سے لہجے میں کہنے لگا۔

امیر! جن لوگوں کو ہم نے لے کے جانا ہے وہ آ رہے ہیں کاکاد کو ہم نے اشارا دے دیا ہے وہ اپنے بحری بیڑے کے جہازوں کو ساحل کی طرف لا رہا ہے۔"

اس موقع پر معاذ نے حسن کرسو کو مخاطب کیا۔

"کیا بھائی کاکاد بھی آپ کے ساتھ ہیں؟"

"ہاں وہ بھی میرے ساتھ ہے اپنے بحری جہازوں کو ساحل سے ذرا پیچھے کھڑا کر دیا تھا کاکاد وہیں ہے اب وہ جہازوں کو لے کر ساحل پر آئے گا آؤ ادھر چلتے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی حسن کرسو ایک طرف ہولیا۔

تھوڑی دیر بعد حسن کرسو اور کاکاد کے بحری جہاز ساحل پر لگے کاکاد کچھ مسلح جوانوں کے ساتھ اترا پہلے اس نے معاذ کی خیریت دریافت کی پھر پر جوش انداز میں وہ بسیط اور منذر بن زبیر سے ملا اتنی دیر تک جن جوانوں کو ہسپانیہ سے نکال کر افریقہ لے جانا تھا وہ بھی پہنچ گئے اور کاکاد اور حسن کرسو مل کر بڑی تیزی سے انہیں اپنے بحری جہازوں میں سوار

کرانے لگے تھے۔

جب وہ جوان سوار ہو گئے تب حسن کرسو اس جگہ آیا جہاں منذر بن زبیر، بسیط اور
کھڑے تھے پھر اس نے معاذ کو مخاطب کیا۔

''معاذ! اپنے اہل خانہ کو جا کے میرا سلام کہنا۔'' پھر حسن کرسو نے منذر بن ز
مخاطب کیا۔

''ابن زبیر! میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ ان لوگوں کو نکالنے میں ہمیں تمہارا
حاصل ہوا اب تم لوگ جاؤ میں اور کاکاد بھی یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔'' اس کے ساتھ
حسن کرسو ہاتھ ہلاتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا پھر اس کا بحری بیڑا حرکت میں آیا اور سمندر
رواں دواں ہو گیا جب تک اس کے جہاز ہیولوں کی صورت میں معاذ کو دکھائی دیتے ر
اس وقت تک وہ ساحل پر کھڑی رہی جب وہ جہاز رات کی گہری تاریکی میں سمندر
دامن میں کھو گئے تب وہ اداس اداس افسردہ افسردہ سی مڑی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی
دیر تک منذر بن زبیر اور بسیط بھی گھوڑوں پر سوار ہو گئے تھے پھر انہیں ایڑھ لگاتے ہوئے
اپنی بستی کی طرف واپس جا رہے تھے۔

✡✡✡

کاکاد اور حسن کرسو جب ان مسلمان نوجوانوں کو لے کر افریقہ پہنچے جنہیں ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس کا بیٹا فلپ غلام بنا کر نئی دنیا لے جانا چاہتا تھا تو خیر الدین باربروسہ اس کے لشکری اور ملاحوں نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا۔

خیر الدین باربروسہ، طرغوت اور دیگر سرکردہ سارے سالاروں نے بہترین انداز میں ان نوجوانوں کا استقبال کیا انہیں اپنے لشکر میں شامل کیا اور جلدی ہی ان کی عسکری تربیت کا کام شروع کر دیا گیا تھا۔

✡✡✡

ایک روز خیر الدین باربروسہ اپنے سارے سالاروں کے ساتھ الجزائر کے ساحل پر بیٹھا ہوا تھا وہ کچھ فکرمند اور گہری سوچوں میں غرق تھا اور اس کے اردگرد بیٹھے اس کے چھوٹے بڑے سالار اس وقت خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد خیر الدین باربروسہ نے اپنے سارے ساتھیوں اور سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''میرے عزیز ساتھیو! اب تک ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس بذات خود کھل کر کبھی ہمارے سامنے نہیں آیا مختلف چھوٹے بڑے لشکروں کو ہمارے مقابل بھیجتا رہا ہے جنہیں ہم پسپا کرتے رہے ہیں لیکن اب یورپ کے اندر ایک بہت بڑی تبدیلی رونما ہو چکی ہے جس کی بنا پر ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کے حوصلے بڑھ جائیں گے اور زیادہ تندہی کے ساتھ ہمارے خلاف سمندر اور خشکی دونوں پر حرکت میں آئے گا۔

پہلے چارلس صرف ہسپانیہ کا بادشاہ تھا اب وہ ایک طرح سے پانچ ملکوں کا شہنشاہ ہے۔ پچھلے دنوں جو اس کا فرانس کے ساتھ ٹکراؤ ہوا تھا اس کے نتیجے میں فیصلہ ہسپانیہ کے حق میں ہوا چارلس نے فرانس کے بادشاہ فرانسس اول کو بدترین شکست دی اور اس جنگ کے دوران فرانس کے بادشاہ کو زندہ گرفتار کر لیا اور اس وقت فرانس کا یہ بادشاہ چارلس کی قید میں ہے اور اسے اس نے قرطبہ کے زندان میں ڈال رکھا ہے اسی طرح اب فرانس بھی

چارلس کے رحم و کرم پر ہے۔
چارلس کی ہوس مزید بڑھتی جارہی ہے فرانس کے خلاف جب اس نے جنگ کی تو ا
جنگ کو پاپائے اعظم نے ناپسند کیا جس کے نتیجے میں چارلس اٹلی پر چڑھ دوڑا اٹلی
سارے عساکر کو شکست دی اور پاپائے اعظم کو اس نے گرفتار کرلیا۔
فرانس کے بادشاہ کو گرفتار کر کے تو اس نے زندان میں ڈال دیا لیکن پاپائے اعظم
گرفتار کرنے کے بعد ایک علامتی سی قید میں رکھا پھر اسے رہا کر دیا گیا اب اٹلی اور سسلی
براہ راست چارلس کے تحت آ چکے ہیں۔
اس کے علاوہ جرمنی کے ایک بہت بڑے علاقے کو بھی یہ اپنے ماتحت کر چکا ہے
اس سے بھی بڑی بات کہ جرمنی کے علاوہ ہنگری اور آسٹریا بھی ایک طرح سے چارلس
کی شہنشاہیت میں آتے ہیں اس لیے کہ ہنگری کا جوان سال بادشاہ لوئی ہسپانیہ کے شہنشاہ
چارلس اور اس کے چھوٹے بھائی فرولندہ کا بہنوئی ہے ان دونوں کی بہن لوئی کی بیوی
اسی طرح وہ علاقے بھی چارلس ہی کی شہنشاہیت میں آتے ہیں جبکہ آسٹریا کا علاقہ
وقت چارلس کے بھائی فرولندہ کے زیر سایہ ہے۔
اب جبکہ اسپین سے نکل کر چارلس کی طاقت و قوت یورپ کے ایک بڑے حصے کو
مطیع و فرمانبردار بنا چکی ہے تو اس کی سلطنت کی یہ وسعت اس کے دماغ کو خراب بھی کر
ہے اور وہ کسی وقت بھی ہم پر چڑھ دوڑ سکتا ہے۔''
یہاں تک کہنے کے بعد خیر الدین باربروسہ نے سوالیہ سے انداز میں اپنے
راست اور اپنے ماتحت طرغوت کی طرف دیکھا طرغوت کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے
ہی صالح بول اٹھا۔
''ہمارے پاس یہ بھی تو خبریں آئی تھیں کہ ہمارے سلطان سلیمان نے بھی یورپ
خلاف ایک مہم شروع کی ہے اس مہم کا کیا بنا ابھی تک کوئی خبر نہیں آئی۔''
صالح کے سوال کے جواب میں باربروسہ کہنے لگا۔
''سلطان سلیمان سے متعلق ابھی تک جو خبریں پہنچی ہے ان کے مطابق سلطان
لشکر کے ساتھ یورپ میں داخل ہو چکا ہے اور اس کا رخ ہنگری کی سلطنت میں
کے میدانوں کی طرف ہے اس سے آگے کیا ہوا ابھی تک کوئی خبر نہیں آئی۔''
خیر الدین باربروسہ یہیں تک کہنے پایا تھا کہ رک گیا اس لیے کہ ایک کشتی کنارے
آن کے لگی تھی اس میں کچھ لوگ سوار تھے اس کشتی میں سے وہ لوگ اترے اس جگہ

جہاں خیر الدین باربروسہ اپنے سالاروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا سب نے انہیں سلام کیا
اپنی جگہ سے اٹھ کر خیر الدین باربروسہ اور اس کے سالار ان سے ملے پھر خیر الدین
باربروسہ نے انہیں مخاطب کیا۔
''مہربان اجنبیو! یہ تو کہو کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو اگر تم قسطنطنیہ کی طرف سے آئے
ہو تو میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں کیا تمہارے پاس میرے لیے کوئی پیغام ہے۔''
اس کے ساتھ ہی خیر الدین باربروسہ نے جب ہاتھ کا اشارہ کیا تو وہ سب وہاں بیٹھ
گئے پھر ان میں سے ایک خیر الدین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''امیر آپ کا اندازہ درست ہے ہم قسطنطنیہ سے ہی آئے ہیں اور اپنے سلطان سلیمان
کی طرف سے آپ کے نام ہمارے پاس ایک پیغام ہے۔''
بڑے خوش کن انداز میں ان کی طرف دیکھتے ہوئے خیر الدین باربروسہ نے پوچھ لیا۔
''میرے لیے کیا پیغام ہے؟''
آنے والوں میں سے جو پہلے ہمکلام ہوا تھا وہ پھر بولا۔
''امیر! یورپ کے کھلے میدانوں میں سلطان نے یورپ والوں کو بدترین شکست دے
کر اور ان کے لشکریوں کا قتل عام کر کے ان کی کمر توڑ دی ہے یورپ میں یورپ کی ساری
قوتوں کو بدترین شکست دینے کے بعد سلطان ایک فاتح کی حیثیت سے قسطنطنیہ لوٹ چکے
ہیں اور انہوں نے اپنی اس فتح کی خبر سارے علاقوں کی طرف بھجوائی ہے مجھے اور میرے
ان ساتھیوں کو آپ کی طرف روانہ کیا ہے ان کے علاوہ ہم جیسے قاصد ہی مصر، مکہ معظمہ دیار
بکر اور اپنے شمالی علاقوں کی طرف بھی روانہ کئے گئے ہیں سارے والیوں اور حکمرانوں کو
یورپ میں سلطان کی اس کامیابی سے آگاہ کیا گیا ہے اور خوشخبری سنائی گئی ہے۔''
آنے والا قاصد جب خاموش ہوا تو بڑی دلچسپی سے خیر الدین باربروسہ کہنے لگا۔
''میرے عزیز ساتھیو! تم میں سے کوئی ایسا ہے جو ان جنگوں میں شامل رہا ہو اگر ایسا
ہے تو میں اس سے یورپ کی اس جنگ کے واقعات تفصیل سے سننا پسند کروں گا۔''
وہی قاصد پھر بول اٹھا۔
''امیر! آپ فکر نہ کریں میں بذات خود ان جنگوں میں شامل تھا، ساری جنگوں میں،
میں نے حصہ لیا اس کی تفصیل میں خود آپ کو کہہ سکتا ہوں۔''
باربروسہ نے بڑی ممنونیت سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔
''میرے عزیز اگر یہ معاملہ ہے تو پھر کہہ کہ یورپ کے اندر کس کس قوت سے سلطان کا

ٹکراؤ ہوا اور یہ جنگیں کہاں کہاں ہوئیں اور ان کے کیا نتائج نکلے۔'' اس پر اس قاصد گلہ صاف کیا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

''امیر! جب ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس نے ایک جنگ میں فرانس کے بادشاہ کو گر کر کے اپنا قیدی بنا لیا جب اس نے اٹلی اور سسلی میں فتوحات حاصل کیں اور پاپائے ا کو بھی اپنا قیدی بنا لیا تو اس کے بعد اس نے جرمنی اور آسٹریا کی مہمات میں بھی کامیا حاصل کیں وہاں اپنا اثر ورسوخ قائم کر لیا تب اس نے اپنے بہنوئی لوئی کو جو ہنگر بادشاہ ہے انگیخت کیا کہ ترکوں نے ماضی میں جو یورپ کے علاقے نصرانیوں سے چ لیے تھے وہ واپس لینے کی کوشش کرے

چارلس کی اس انگیخت پر لوئی حرکت میں آیا حالانکہ وہ خود جنگ کی ابتداء کرنے شخص نہیں تھا اس لئے کہ وہ بڑی اچھی طبیعت کا آدمی تھا اسے صرف عسکری کھیلوں اور ش کا شوق تھا اس کے علاوہ اس کی اپنی رعایا پر بھی کوئی گرفت نہ تھی کیونکہ نسلاً وہ پولین رہنے والا تھا ہنگری کے علاوہ وہ بوہیمیا کا بھی بادشاہ تھا اور پھر اس کی بیوی میری جو چار اور فرولندہ کی بہن ہے وہ خود بھی دربار کی ضیافتوں کی بڑی دلدادہ ہے وہ ایک طرح جنگوں اور لڑائیوں سے متنفر ہے۔

ترکوں کے ساتھ جنگ کی طرح ڈالنے کی کچھ اور وجوہات بھی تھیں پہلی تو میں نے کہ ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس نے لوئی کو انگیخت کیا کہ ترکوں سے ٹکرائے اور یورپ علاقے ان سے واپس لے دوسری بات جو اس جنگ کا باعث بن سکتی تھی وہ یہ کہ ہنگر کے لوگ زیادہ تر کیتھولک نصرانی ہیں جبکہ جو بوہیمیا اور جرمنی والے پروٹیسٹنٹ ہیں اور وہ لو کے پیروکار ہیں ان دنوں لوتھر بذات خود چارلس اور پاپائے اعظم کے لئے دردسر بنا ہوا۔ اس لئے کہ پورے یورپ میں گھوم پھر کر وہ لوگوں سے کہتا پھر رہا تھا کہ نصرانی ترکوں مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے کہ نصرانی بھٹک چکے ہیں اور ترک خداوند قدوس کی طرف نصرانیوں کے لئے عذاب ہیں۔

سلطان سلیمان کے خلاف جنگ کو مزید خوفناک بنانے کے لئے اور نصرانی طاقت ا قوت میں اضافہ کرنے کے لئے ایک اور شخص بھی اٹھا اس شخص کا نام بالیس تھا یہ پاپا اعظم کی طرف سے گیا اور پورے یورپ میں گھوم پھر کر پکار پکار کر کہنے لگا۔

''لوگو گزشتہ جنگوں میں ترکوں کو ان کی مجنونانہ پیش قدمی سے ہنگری والوں نے روکا ا کے جوش غضب کو جھاگ کی طرح ہنگری والوں نے جا بٹھایا اب ہنگری والے ترکوں ے

خلاف اٹھ رہے ہیں لہٰذا سارے یورپ والوں کا فرض بنتا ہے کہ ان کی مدد کریں اس طرح یہ شخص یورپ سے ہنگری والوں کے لئے رضاکار جمع کرنے لگا تھا۔

دوسری طرف ہمارا سلطان بھی ہنگری اور آسٹریا والوں کو یہ موقع نہیں دینا چاہتا تھا کہ وہ بہت بڑا لشکر جمع کر کے اور غضبناک جوش کا اظہار کرتے ہوئے یورپ میں ترکوں کے علاقوں پر چڑھ دوڑیں لہٰذا سلطان نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ ان پر حملہ آور ہونے اور ان کی راہ روکنے کے لئے کوچ کیا۔

جن دنوں سلطان نے کوچ کیا ان دنوں ڈینیوب کے علاقے میں برسات کا موسم ختم ہو چکا تھا لیکن دریا کے بالائی حصے میں ابھی تک سیلابی کیفیت تھی دریا میں ابھی تک طغیانی کا عالم تھا بودہ شہر سے ہو کر یہ دریا ہنگری کے لق و دق وسیع میدانوں سے گزرتا ہوا اپنے کناروں سے باہر ہو کر بہہ رہا تھا صرف اس جگہ یہ محدود ہو کر بہہ رہا تھا جہاں مشرق کی پہاڑیوں کے درمیان ہوتا ہوا بلغراد پھر آگے تک بہتا چلا جاتا ہے۔

اس موسم کی تیز اور مسلسل بارشوں کی وجہ سے دریا کے کناروں کی نشیبی زمین دلدل بن گئی تھی جہاں جہاں پہاڑی چشمے تھے ان میں کیچڑ بہہ رہی تھی۔

بہرحال سلطان آگے بڑھا دوسری جانب ہنگری والے بھی ایک بہت بڑا لشکر منظم کر چکے تھے اور وہ دریائے ڈینیوب کے کنارے ایک سرخ چھتوں والے گاؤں موہاکس میں جمع ہو چکے تھے تربیت یافتہ لشکریوں کے علاوہ رضاکاروں کی ایک خاصی بڑی فوج بھی خیمہ زن تھی اس خیمہ گاہ کے آگے جنوب کی سمت چھ میل تک کیچڑ اور پانی میں ڈوبی ہوئی ایک چراگاہ تھی اس کے بعد درختوں سے ڈھکی ہوئی چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کی ایک قطار تھی اس چراگاہ کو میدان موہاکس کہتے ہیں۔

اگست کے مہینے میں اس وسیع میدان کے بالائی حصے میں ہنگری کے لشکر نے ڈیرے ڈال دیئے ہنگری کے لشکریوں کا مدعا یہ تھا کہ وہ ترکوں پر حملہ آور ہوں گے اور اگر ترکوں نے جوابی کارروائی کی تو ترکوں سے پورے یورپ کا دفاع کیا جائے گا اور پھر ان لوگوں کی مدد کے لئے انگلستان کے بادشاہ ہنری ہشتم نے بھی اس کو کمک کے علاوہ رقوم کی صورت میں بھی ان کی مدد کی تھی۔

جس وقت یورپ کے یہ عساکر ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہو رہے تھے اس وقت بھی مارٹن لوتھر پکار پکار کر اہل یورپ سے کہہ رہا تھا کہ ترکوں سے لڑنا خدا تعالیٰ کی مشیت کا مقابلہ کرنا ہے خدا نے ترکوں کو وحشت ناک عذاب کی صورت میں ہم گناہ گاروں

کی پاداش کے لئے مسلط کیا ہے۔
یورپ والے اس مارٹن لوتھر کو مرتد کہتے تھے لیکن جرمن والے اس کے ساتھ تھے
کے علاوہ یورپ کے بہت سے خطوں کے لوگ بھی مارٹن لوتھر کی در پردہ پشت پناہی کر
تھے۔

بہر حال ہنگری کا بادشاہ لوئی ایک بہت بڑا لشکر لے کر اپنی تیاریاں مکمل کر چکا
کے علاوہ اسپین کا بادشاہ چارلس کا بھائی فرولندہ بھی اس وقت ایک لشکر کے ساتھ
میں موجود تھا یورپ کے لشکر میں بھانت بھانت کے لوگ جمع تھے ان میں اختلافات
تھے پہلا اختلاف پروٹسٹنٹ کیتھولک ہونے کا تھا مذہبی اختلاف سے بڑھ کر شدید اختلا
ہنگری کے کسانوں اور امراء کی باہمی مخالفت بھی تھی چند ہی سال پہلے نیم فاقہ کش
اعلیٰ طبقے کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوئے اس کے بعد ایسے ہنگامے کھڑے ہوئے
کہ ہنگری کا معاشرہ دو طبقوں میں بٹ کر رہ گیا تھا اور یہ طبقاتی تقسیم بھی ایک طرح
اختلافات اور مفاد کا باعث بنی ہوئی تھی، اپنے انہی اختلافات اور فسادات کو چھپانے
ان کو رفع کرنے کے لئے ہنگری والے مسلمانوں کے خلاف جنگ کی طرح ڈال
تھے۔

موہاکس کے میدانوں میں جمع ہونے کے بعد ہنگری کے بادشاہ لوئی کو دو بڑی طا
کا انتظار تھا ایک ہنگری کا طاقت ور راہنما جان زاپولیا تھا جو مشرق کی طرف سے ایک
لے کر موہاکس کے میدانوں کا رخ کر رہا تھا دوسری قوت جس کا لوئی کو انتظار تھا وہ م
کی طرف سے آنے والے جرمن اور بوہیمیا کے لوگ تھے جو انتہا درجہ کے جنگجو تھے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد آنے والا قاصد رکا لمحہ بھر کے لئے اس نے خیرالدین بار
کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"یورپ والے ہم ترکوں سے ٹکرانے کے لئے اس قدر جی چرا رہے تھے کہ لوئی
ایک سالار نے اسے مشورہ دیا کہ براہ راست ترکوں سے ٹکرانے کے لئے ہمیں بودہ
لے کر اور اپنا آپ سنوار کر ترکوں کے سامنے آنا چاہئے جرمنوں کے ایک پیشہ ور سال
جس کا ہانی بال اور جس کے تحت چار ہزار جرمن رضا کار مسلمانوں کے خلاف جنگ
لئے آئے تھے اس نے اس شخص کی مخالفت کی اور اس نے تجویز پیش کی کہ مورچہ بند
مسلمانوں کا مقابلہ کرنا چاہئے اس جرمن سالار ہانی بال کو برطانیہ کے شہنشاہ ہنری
پاپائے اعظم کلیمنٹ ہفتم سے چندے کی صورت میں بھی مالی امداد مل رہی تھی پولینڈ

سالار نے اس موقع پر مشورہ دیا ہمارے پاس جس قدر چھکڑے ہیں ان کا ایک حلقہ بنا کر
مورچہ بندی کر لینی چاہئے اور اس مورچے کے پیچھے سینکڑوں تیر انداز آڑ میں بٹھا دینے
چاہئیں تاکہ ترکوں کا سامنا ہو تو تیروں سے ترکوں کو چھلنی کر دیا جائے۔

پولینڈ کے سالار کے مشورے کو ہنگری کے سرداروں نے رد کر دیا اس لئے کہ ان کے
نائیٹ اور ہلکے اسلحہ بند سوار دشمن پر جھپٹ کر حملہ کرنے کے عادی تھے ان کے خیال میں
کسانوں کی طرح دشمن کے حملے کے انتظار میں کھڑے رہنا بزدلی کی بات بھی تھی اور ایک
فاش غلطی تھی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد رکا پھر کچھ سوچا پھر وہ کہنے لگا۔

"ایک عجیب بات کہ موہاکس کے اس نصرانی لشکر کے اندر ایک اسقف اعظم بھی تھا
جس کا نام کوموری تھا وہ بڑے جوش و جذبے کے ساتھ یورپی رضا کاروں کے ساتھ جنگ
میں حصہ لینے کے لئے آیا تھا یہ اس سے پہلے بھی دریائے ڈینیوب کے علاقے میں
مسلمانوں کے خلاف چھوٹی موٹی لڑائیوں میں حصہ لے چکا تھا جنگ کا تجربہ رکھتا تھا اس کی
بھی یہی رائے تھی کہ اگر لڑنا ہے تو خود حملہ کرنا چاہئے اس نے یہ بھی کہا کہ ترکی لشکر کا بیشتر
حصہ ہلکے بکتر پوش سواروں پر مشتمل ہے جو بھاری بکتر بند نصرانیوں کے حملے سے تتر بتر ہو
جائیں گے اس نے نصرانی لشکر کو یہ بھی خوشخبری اور مژدہ سنایا کہ کل کا دن لڑائی کے لیے
منتخب کر دینا چاہئے کیونکہ کل کا مقدس دن حضرت یوحنا سے منسوب ہے۔

اسقف کوموری کی اس گفتگو کو پسند کیا گیا اور سب نے متفقہ طور پر اسے آئندہ جنگ کا
سپہ سالار اعلیٰ مقرر کر دیا اسقف کوموری مسلمانوں کے حملے سے خوف زدہ بھی تھا ڈرتا بھی
تھا گو اپنے آپ کو بڑا بہادر اور شجاع خیال کرتا تھا اس کے باوجود اس نے اس موقع پر لاکھ
عذر پیش کیا کہ اسے لشکر کی سپہ سالاری کا کوئی تجربہ نہیں اس کی ایک بھی نہ سنی گئی اور اسے
سارے نصرانی لشکر کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کر دیا گیا۔

مختصر یہ کہ اگلے روز جنگ کی ابتداء ہوئی کوموری چونکہ لشکر کا سپہ سالار بن چکا تھا اس
کے حوصلے ولولے بڑھ چکے تھے باقی لشکر پیچھے رہا بیس ہزار اہل ہنگری کے ساتھ وہ ہمارے
لشکر پر ٹوٹ پڑا۔

لیکن جب سلطان نے جوابی کارروائی کی اور ہمارے لشکری دائیں بائیں سے ہو کر
شاہینوں کی طرح جھپٹے تب میدان جنگ میں ایک قیامت برپا ہو گئی اور نصرانیوں کا وہ لشکر
جس کی تعداد بیس ہزار تھی جو اس وقت کوموری کی سپہ سالاری میں ہراول کے طور پر

مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے ان پر قیامت گزر گئی وہ بیس کے بیس ہزار اس وقت کوموری
سمیت ہمارے لشکریوں نے موت کے گھاٹ اتار دیئے۔

جس وقت کوموری ہمارے لشکر سے ٹکرایا تھا اس وقت یورپ کے دوسرے عساکر دائیں بائیں اور پشت کی جانب گھات میں بیٹھے ہوئے تھے تا کہ جب کوموری مسلمانوں کے سامنے ڈٹے گا تو وہ دائیں بائیں اور سامنے کی طرف سے گھات سے نکل کر مسلمانوں پر ایسی ضرب لگائیں گے کہ وہ پسپا ہونے پر مجبور ہو جائیں گے کوموری اور اس کے لشکر کا خاتمہ کر دیا گیا تب پہلے ہنگری کے سوار جو مگیار قوم سے تعلق رکھتے تھے اور وہ ایشیائی ہونے کے باوجود یورپ میں بہترین شہسوار سمجھے جاتے تھے جنگ کا آغاز کرنے کے لئے انہوں نے ہمارے لشکر کی اگلی صفوں کا رخ کیا اس وقت تک ہنگری کا بادشاہ لوئی بھی اپنا پرچم بلند کرتے ہوئے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھا اسی دوران یورپ کا ایک اور سپہ سالار اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ درختوں سے ڈھکی ہوئی پہاڑیوں سے نمودار ہوا اور ہنگری کے بادشاہ لوئی کو مخاطب کر کے چلایا۔

''پیش قدمی کرو مسلمانوں پر یک بارہلہ بول دو فتح قریب ہے۔''

اس کے ساتھ ہی جرمنوں کا ایک خاصا بڑا لشکر بھی ٹیلوں سے گھوڑے بھگاتا ہوا آگے بڑھا اور ہمارے لشکر پر حملہ آور ہوا۔

جب یہ ساری یورپی قوتیں ہمارے لشکر پر حملہ آور ہو گئیں تب ہمارے سلطان اور ہمارے سالار نے عجیب و غریب ردعمل کا اظہار کیا ہوا یوں کہ جب یہ سارے خونخوار بھیڑیوں کی طرح ہمارے لشکر پر حملہ آور ہو گئے تو ہماری پہلی دو صفیں پیچھے ہٹ گئیں دائیں بائیں اس طرح پسپائی اختیار کی جیسے وہ حملہ آوروں کا دباؤ برداشت نہ کر پائی ہوں لیکن یہ ہمارے سالار اور سلطان کی جنگی چال تھی اس لئے کہ حملہ آوروں کو گھیرنے کے لئے پہلی دو صفیں جان بوجھ کر پیچھے ہٹ گئی تھیں۔

جب یورپی لشکر دو صفوں کے ہٹ جانے کے بعد تیسری صف کی طرف بڑھے تو دنگ رہ گئے اس لئے کہ ہمارے لشکر کی تیسری صف انہیں راستہ دینے کے لئے منتشر نہ ہوئی اسی صف میں خود سلطان اور اس کے حفاظتی دستے تھے بڑے بڑے سپہ سالار تھے ہم سلطان اور ہمارے سالاروں نے جوابی کارروائی کی تب میدان جنگ آتش فشاں کی صورت اختیار کر گیا۔

وہ حملہ ایسا زوردار تھا کہ یورپی سواروں کے گھوڑے بے قابو ہونے لگے اس افراتفری

کے عالم میں ہنگری کے بادشاہ لوئی کا ذاتی لشکر بھی منتشر ہونے کے قریب پہنچ گیا یورپی لشکر کی بدبختی جب سلطان نے تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنے لشکریوں کو ابھارا اور زوردار حملہ آور ہونے کا حکم دیا تب ہمارا لشکر یورپی سپاہیوں کو روندتا ہوا آگے بڑھا اور یورپی سپاہیوں کی بدبختی کہ ان کے پیچھے دلدل نما کیچڑ تھا انہوں نے بھاگنا چاہا لیکن ان کے گھوڑے کیچڑ میں دھنسنے اور پھسلنے لگے جب انہوں نے دیکھا کہ گھوڑے کیچڑ میں پھنسنے لگے ہیں بھاگ نہیں سکتے اور اگر وہ نہ بھاگ سکے تو ان کی جانیں خطرے میں پڑ جائیں گی لٰہذا وہ گھوڑوں سے اتر پڑے گھوڑوں کو ہمارے لشکر کے رحم و کرم پر چھوڑ کر وہ بھاگ کھڑے ہوئے ہمارے لشکر نے دور تک بھاگتے یورپی لشکر کا تعاقب کیا پھر یہ تعاقب اس وقت ختم ہوا جب سلطان کی طرف سے تعاقب ختم کرنے کا طبل بجوایا گیا۔

موہاکس کے میدانوں میں اہل یورپ کی ہمارے لشکر کے ہاتھوں یہ مکمل اور بدترین شکست تھی کوموری جس نے بڑے جوش و خروش سے جنگ کی ابتداء کی تھی اور جس نے یورپ والوں کو مسلمانوں کے خلاف ابھارا تھا جنگ میں ایک گمنام مسلمان لشکری نے اس کا سر کاٹا اور اس کا کٹا ہوا سر اس جوشیلے اور زندہ دل نوجوان نے اس وقت سلطان سلیمان کے قدموں میں لا پھینکا جس وقت جنگ ختم ہو گئی تھی۔

اس جنگ کے دوران ہوا یوں کہ پھر بارشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس وقت موہاکس کے میدانوں میں مرنے والوں کو دفن کیا جا رہا تھا ہمارے سلطان کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ ہنگری کی قسمت کا کیا فیصلہ کیا جائے اس لئے کہ اس لڑائی میں جہاں بڑے بڑے اسقف بڑے بڑے پادری بڑے بڑے صلیب بردار بڑے بڑے سالار مارے گئے تھے وہاں ہنگری کا بادشاہ لوئی بھی ایک گمنام لشکری کے ہاتھوں موت کی نیند سلا دیا گیا بہر حال ہنگری سے متعلق سلطان جلد فیصلہ کرنا چاہتا تھا اس لئے کہ بارشوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اس کے بعد موسم خزاں آنے والا تھا جس کی وجہ سے راتوں کو برف گرنے کا خطرہ تھا اور وہ گھاس جس پر لشکر کے گھوڑوں کا گزارا تھا وہ دن بدن سوکھی جا رہی تھی۔

اس موقع پر ازراہ تمسخر سلطان نے اپنے قریب سے گزرنے والے ایک لشکری کو بلایا وہ کافی بڑی عمر کا تھا سلطان نے اسے مخاطب کیا۔

''بڑے میاں مجھے یہ بتاؤ کہ دشمن کو شکست دینے کے بعد اب مجھے ہنگری کے سلسلے میں کیا قدم اٹھانا چاہیے۔''

وہ لشکری مسکرایا اور کہنے لگا۔

سلطان محترم میری خواہش یہ کہ ماں اپنے ہی بچوں کو پریشان نہ کرے اس لشکر
کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اب جبکہ ہم نے ہنگری کے وسیع علاقوں کو فتح کرلیا تو ان علاقوں
اندر ہمیں مال غنیمت جمع کرنے کی اجازت دے دینی چاہئے لیکن سلطان نے کسی
علاقے میں لوٹ مار یا غارت گری کرنے کی اجازت نہ دی۔

ہمارے لشکر میں مشرق سے آنے والے جو سالار شامل تھے انہوں نے سلطان کو
مشورہ دیا کہ جو علاقے ہم نے فتح کیے ہیں یہ لشکریوں میں تقسیم کردینے چاہئے تاکہ
یہاں آباد ہو جائیں اور آئندہ سے یورپ سے اٹھنے والے جنگجوؤں کو روک سکیں
سلطان نہیں مانا اس کے برعکس اس نے منادوں کے ذریعے منادی کرادی کہ لشکر وا
جائے گا واپسی کے دوران نہ کسی دیہات کو جلایا جائے گا نہ کسی شہر میں غارت گری کی جا
گی اسی طرح ہمارے لشکر نے دریائے ڈینیوب کے کنارے کنارے واپسی کا سفر شرو
اب کار پیتھیا کے کوہستانی سلسلوں سے لے کر بوسینیا کی بلندیوں تک پورے ہنگر
تصرف بھی ہونا چاہئے تھا۔

اس میں شک نہیں کہ سلطان کو وہ علاقہ پسند بھی آیا تھا ہنگری کے ان وسیع اور ز
میدانوں کو دریا سیراب کرتے ہیں وہ ان فلک بوس پہاڑوں سے نکلتے ہیں جو چا
طرف سے اس میدان کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں عرصہ دراز سے یہ علاقہ مشرق
آنے والے خانہ بدوشوں کی آماجگاہ رہا تھا جس میں ہن، منگول، مگیار اور بہت سے
بدوش بلکہ پرانے ترک بھی تھے جو ان علاقوں پر حملہ آور ہو کر یہاں اپنے خیمے نصب کر
رہے۔

(سلطان سلیمان اپنے لشکر کے ساتھ یورپ میں لگ بھگ آٹھ سو چالیس میل اند
گیا تھا اگر سلطان اپنے لشکر کے ساتھ واپسی کا سفر کرنے کے بجائے یورپ کے اندر
قدمی جاری رکھتا تو ہسپانیہ تک کوئی بھی طاقت اس کا راستہ روکنے کی جسارت نہ کر
تھی۔)

بہر حال یورپ کی ساری صلیبی قوتوں کو شکست دینے کے بعد ہمارا لشکر کامیاب
کامران قسطنطنیہ پہنچ گیا ہے قسطنطنیہ پہنچتے ہی سلطان نے اپنے مختلف والیوں اور اپنے
صوبوں کے حاکموں کو اس فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لئے بھیجا سو مجھے اور میرے ساتھ
کو آپ کی طرف روانہ کیا گیا ہے۔"

جب تک وہ قاصد بولتا رہا تب تک خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھی بڑی توجہ

انہماک سے اسے سنتے رہے جب وہ خاموش ہوا تب سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے خیر
الدین کہنے لگا۔

صنعان میرے عزیز ان سب کو اپنے ساتھ لے جاؤ پہلے ان کے کھانے کا اہتمام کرو
پھر ان کے قیام کا بھی اہتمام کرو یہ جب تک چاہیں ہمارے ہاں قیام کریں اس کے ساتھ
ہی صنعان آنے والے ان قاصدوں کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

کوکو کے حکمران ابن قاضی کے سارے علاقوں کو فتح کرنے اور اس کی موت کے بعد سب سے زیادہ فکر افریقہ میں ہسپانوی حکمران مون کیڈ اور ٹیونش کے حکمران حسن کو ہوا تھی۔

گو ابن قاضی کے ساتھ خیرالدین باربروسہ کی جنگوں کے دوران حسن کے علاوہ مون کیڈ اور دوسرے حمایتیوں نے بھی ابن قاضی کی پوری مدد کی تھی لیکن ان کی بدقسمتی انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا اب ابن قاضی کا جانشین اس کا بیٹا حسین تھا جو دل جان سے خیر الدین کا حمایتی تھا ان حالات میں اگر کسی کو خیرالدین باربروسہ سے سخت خطرہ تھا تو وہ تھے مون کیڈ اور ٹیونش کا بادشاہ حسن تھے۔

اسی دوران مون کیڈ کے لئے ہسپانیہ سے ایک خاصا بڑا لشکر اور رسد کا سامان بھی پہنچ گیا اس نئے لشکر کے آنے سے مون کیڈ کو کچھ حوصلہ ہوا لہٰذا اس نے افریقہ سے خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کو نکالنے کے لئے ایک سازش تیار کی۔

ان دنوں بحری قزاقی کو ایک پیشے کے طور پر اپنایا جاتا تھا اور اس میں یورپ کی کچھ قومیں پیش پیش تھیں یورپ کی ایک قوم ریسپین تھی یہ بحری قزاقی میں مشہور تھے پوری قوم بحری قزاق تھی اور ان کے پاس سینکڑوں جہاز تھے مون کیڈ کے پاس جب ہسپانیہ سے کمک پہنچ گئی تو اپنی سازش کو کامیاب کرنے کے لئے اس نے ریسپین قوم کے بحری قزاقوں سے رابطہ قائم کیا اور انہیں ایک بھاری معاوضے کے عوض اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ سمندر کی طرف سے خیرالدین باربروسہ پر حملہ آور ہوں جبکہ خشکی کی طرف سے ہسپانیہ والے ٹیونش کے حکمران حسن کو آگے بڑھا کر ساتھ ملا کر آگے بڑھیں گے اور شرشال شہر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے ان کا خیال تھا کہ وہ شرشال پر قبضہ کرلیں گے تو وہ ساحلی علاقہ جس پر خیر الدین باربروسہ کا قبضہ تھا اس پر آسانی سے حملہ آور ہو کر خیرالدین باربروسہ کو اس سے محروم کیا جا سکتا تھا۔

دوسری طرف ابن قاضی کو اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد خیرالدین باربروسہ یہ سوچ

رہا تھا کہ اب دو قوتوں پر ضرب لگا کر افریقہ میں مسلمانوں کی حالت مضبوط اور مستحکم کرے گا۔

پہلی قوت جس پر خیرالدین باربروسہ حملہ آور ہونا چاہتا تھا وہ بربروں کا سلطان حفصی تھا دوسری قوت جس کو خیرالدین اپنا ہدف بنانا چاہتا تھا وہ تلمسان کا سلطان ابوحمو تھا یہ دونوں خیرالدین باربروسہ کے خلاف ہسپانیہ والوں کی مدد کرتے رہے تھے۔

گو قبائل صنغاء کا سردار احمد بن قاضی بھی حفصی اور ابوحمو کا ساتھ دے رہا تھا لیکن خیر الدین باربروسہ کا خیال تھا کہ اگر حملہ آور ہو کر بربروں کے سلطان حفصی اور تلمسان کے بادشاہ ابوحمو پر ضرب لگائی جائے اور انہیں زیر کرلیا جائے تو احمد بن قاضی کی کوئی اہمیت نہ رہے گی اپنے اس منصوبے اپنے اس لائحہ عمل کو آخری شکل دینے کے لئے خیرالدین باربروسہ نے اپنی تیاریاں شروع کردیں اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ جب وہ بربروں کے سلطان حفصی اور تلمسان کے بادشاہ ابوحمو پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلے گا تو ٹیونش کا بادشاہ حسن اور افریقہ میں ہسپانوی سالار اور والی ضرور اس کی مدد کریں گے ایسی صورت میں حفصی اور ابوحمو کے ساتھ جنگوں کا سلسلہ طویل بھی ہو سکتا تھا لہٰذا فیصلہ کن اور مختصر ضرب میں اپنا کام نکالنے کے لئے خیرالدین نے اپنی جنگی تیاریوں کو عروج پر پہنچا دیا تھا۔

انہی دنوں خیرالدین باربروسہ کے طلایہ گروں نے اسے یہ بھی خبر دے دی کہ مون کیڈ اور ٹیونش کا بادشاہ خشکی کے راستے حملہ آور ہو کر شرشال پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ریسپین کے بحری قزاقوں سے بھی رابطہ قائم کرلیا ہے اور انہیں بھاری رقم کے عوض اس بات پر تیار کرلیا ہے کہ وہ اپنے بحری جہازوں کے ساتھ خیرالدین باربروسہ پر سمندر کی طرف سے حملہ آور ہو جائیں اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے خیر الدین باربروسہ نے بھی اپنا لائحہ عمل تبدیل کیا لہٰذا بربروں کے سلطان حفصی اور تلمسان کے بادشاہ ابوحمو پر ضرب لگانے کے بجائے اس نے یورپ کی وحشی اور قزاقی کا پیشہ کرنے والی قوم ریسپین سے نپٹنے اور شرشال شہر کی حفاظت کے انتظامات کرنا شروع کردیئے تھے۔

اب صورتحال یہ تھی کہ سمندر کے اندر خیرالدین باربروسہ کے طلایہ گر چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بڑی تیزی سے حرکت کرنے لگے تھے جہاں وہ یورپ کی قزاقی قوم پر نگاہ رکھے ہوئے تھے وہاں یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ شرشال پر حملہ آور ہونے کے لئے دشمن قوتیں کہاں اپنا اجتماع کرتی ہیں۔

پھر انہیں طلایہ گروں نے یہ خبر دی کہ یورپ کے پیشہ ور بحری قزاق جزیرہ پنون کے

نواح میں جمع ہو رہے ہیں اور ہسپانیہ سے آنے والے عسکریت پسند مون کیڈ کی راہنم
میں شرشال شہر پر حملہ آور ہو کر اپنے لئے ایک وسیع ساحلی علاقہ حاصل کرنے کے درپے
رہے ہیں۔

یہ خبریں ملنے کے ساتھ ہی خیرالدین باربروسہ نے جس قدر اس کے پاس عسکری ق
تھی اسے تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اپنے مسکن کی حفاظت کے لئے رکھا حسن آغا
اس کا سربراہ بنایا گیا۔

دوسرا حصہ اناطولیہ سے تعلق رکھنے والے انتہائی نڈر اور بے باک اور نہ رکنے وا
سالار طرغوت کی کمانداری میں دیا گیا صنعان اور خیرالدین باربروسہ کے بیٹے حسن کو اس
نائب مقرر کیا گیا طرغوت کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ خشکی پر کسی بھی دشمن لشکر کو شرشال
طرف نہ بڑھنے دے تیسرے حصے کی کمانداری خود باربروسہ نے لی اس کے تحت حسن ک
کاکاد صنعان اور دیگر چھوٹے بڑے سالار کام کر رہے تھے اس طرح لشکریوں کی تقسیم
بعد طرغوت اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اپنی منزل کی طرف کوچ کر گیا تھا جبکہ بحری بیڑ
کو لے کر خیرالدین باربروسہ حسن کرسو اور کاکاد گہرے سمندر کا رخ کر رہے تھے۔

❂❂❂

خیرالدین باربروسہ نے یورپ کے پیشہ ور بحری قزاقوں کو جزیرہ پنون کے شمال م
لیا اس وقت دور مشرق میں سورج طلوع ہو رہا تھا سمندر کا سینہ بالکل سرخ ہو کر خونا
منظر پیش کر رہا تھا قزاقوں نے بھی دیکھ لیا تھا کہ باربروسہ آن پہنچا ہے ان کی خاصی طاق
تھی لہٰذا انہوں نے مقابلہ کرنے کی ٹھان لی وہ جانتے تھے کہ اگر انہوں نے بھاگنے
کوشش کی تو سمندر کے اندر باربروسہ ان کا ایسا تعاقب کرے گا کہ ان میں سے ہر ایک
موت طاری کرتا چلا جائے گا لہٰذا وہ خم ٹھونک کر مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے خیرالد
باربروسہ نے قریب جاتے ہی چند بار تکبیریں بلند کیں پھر اس نے اپنے لشکریوں کو حملہ
ہونے کا حکم دیا اس کے ساتھ ہی اس کے بڑے بڑے مستولوں والے بحری جہاز اور چھ
کشتیاں پہلے سے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق حرکت میں آئیں پھر اس کے ملاح م
جذبوں کی راہنمائی کرتے زیست کے بھرپور اسرار بے برگ و بار درختوں کے اندر
سورج کی گزر جانے والی لطیف شعاعوں سردی کے کرب خیز جنگل میں برف سے ا
وادیوں تک کو بھی پگھلا دینے والی صحراؤں کی کھولتی آتش کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے
میں وہ پیشہ ور بحری قزاق بھی اپنی ذات میں ظلمت کے شیطان اور رسوائیوں کے ناخدا

اپنے دامن میں عمورہ کی گناہ گاریاں سدوم کی مکاریاں بھی رکھتے تھے لہٰذا وہ خود بھی جوابی
کارروائی کرتے خون سے احوال لکھتی آندھیوں کی طرح خیرالدین باربروسہ کے لشکر پر
ٹوٹ پڑے تھے۔

سمندر کے اندر ایک ہولناک ٹکراؤ شروع ہو گیا تھا مشرق سے طلوع ہوتا سورج سمندر
کا سینہ سرخ کرتا ہوا اس انقلاب پر مسکرا رہا تھا کچھ دیر کے ٹکراؤ کے بعد اچانک خیرالدین
باربروسہ اپنے جہاز کے عرشے پر ایک بلند جگہ کھڑا ہوا پھر اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے
کہہ رہا تھا۔

"کعبے کی حرمت کے پاسبانو! حق کے بے مثل شناسو! ذرا اپنے آباؤ اجداد کے
کارناموں پر نگاہ دوڑاؤ سورج ان کا ضمیر، اجالے ان کی نیت تھے ہوائیں اور آندھیاں
ماضی میں ان کے ترکش کے تیر تھے خلاؤں کی عظمتیں انجم اور ثریا کی رفعتیں ان کی حدیث
محبت نگاہ کو سلام کرتی تھیں آؤ ہم بھی اس بحر کا طوفان بن کر اپنے سے ٹکرانے والے ان
دشمنوں کو سمندر کے اندر زیر کر دیں۔

یاد رکھو تمہارے سامنے یہ پیشہ ور قزاق ہیں گناہ اور بدی کی تخریب کے چارگر ہیں یہ
زہر اگلتے خودسر زہریلے اژدھے اور اضطراب خیز خاموشیوں میں یہ بے ثمر رویوں اور
گناہوں کے بھنور سے بھی زیادہ بدتر ہوتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد خیرالدین باربروسہ رکا اس کے بعد وہ پہلے سے بھی زور دار
آواز میں کہہ رہا تھا۔

"فطرت کے نگہدارو! قبل اس کے یہ ہمارے لئے اس سمندر کے اندر بھنور بننے کی
کوشش کریں اور اہانت اور ذلت کو ہماری جولان گاہیں بنا دیں قبل اس کے یہ ہمارے
سامنے بے جہت اور بے مہار ہونے کی کوشش کریں آؤ ننگ و ذلت کے شبستانوں کو ان
کے لئے سجا کر رکھ دیں۔

قبل اس کے یہ پیشہ ور یورپی قزاق ہمارے لئے ظلم اور استبداد کا بحرِ بے کراں بننے کی
کوشش کریں آؤ اس سمندر کے اندر ان کی حالت ٹوٹے کاسۂ زر اور کھنڈر راتوں سے بھی
ہولناک بنا کر رکھیں تا کہ آنے والے دور میں یہ کبھی ہمارے ساتھ ٹکرانا تو بہت دور کی بات
ہم سے قریب گزرنے تک کا سوچ نہ سکیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد باربروسہ نیچے اترا پھر وہ بڑے پرجوش انداز میں دشمن پر حملہ
آور ہونے لگا تھا اس کی اس تقریر نے خاطر خواہ اثر کیا اور اس کے ان الفاظ کے جواب

میں اس کے ملاح اس کے لشکری بے اتھاہ ساگر میں اٹھتے طوفانوں، حرص و ہوس کی قر گاہوں مسمار کرتی قہر بھری ابتداؤں اور بدی کی نحوستوں، عشرت کی شہرتوں کے تکبر کو بہا جانے والے ماہ وسال کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کا یہ حملہ ایسا ہولناک تھا جسے یورپ کے پیشہ ور بحری قزاق برداشت نہ کر سکے انہیں ہولناک شکست کا سامنا کرنا پڑا ان کا ر بچے کچے لشکر کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا تاہم خیر الدین باربروسہ نے ان کی کچھ کشتیاں چند جہاز چھین کر ان پر قبضہ کرلیا اور کچھ بحری قزاق بھی حراست میں لے لیے گئے تھے۔

جنگ کے خاتمے کے بعد سب سے پہلے خیر الدین نے اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال اور جس قدر بحری قزاق گرفتار ہوئے تھے ان سب کو بڑے جہاز کے عرشے پر جمع کیا گیا خیر الدین باربروسہ کے سامنے پیش کیا گیا۔

قبل اس کے کہ خیر الدین باربروسہ انہیں مخاطب کر کے کچھ کہتا ان بحری قزاقوں م سے ایک چند قدم آگے بڑھا اور خیر الدین باربروسہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

مسلمانوں کے عظیم امیر البحر اگر آپ ہم سب کو رہا کر دیں تو میں آپ کو دو ایسی خبر بتاتا ہوں جو آپ کے لئے انتہا درجہ کی سودمند ثابت ہوں گی۔

خیر الدین باربروسہ اور اس کے قریب بیٹھے حسن کرسو اور کاکا داور صالح نے عجیب سے انداز میں اس بحری قزاق کی طرف دیکھا پھر خیر الدین باربروسہ نے اسے مخاطب کیا۔

''تو کون سی دو اچھی خبریں ہمیں بتانا چاہتا ہے جس میں ہمارا فائدہ ہے کہو اگر ہمارے لئے سودمند ثابت ہوئیں تو تمہاری تجویز پر عمل کیا جائے گا''۔

جواب میں وہ بحری قزاق کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

''پہلی اور اچھی خبر یہ ہے کہ اسپین کا ایک شخص کارٹیس نئی دنیا سے اسپین کا رخ کر رہا ہے وہ دو ہفتوں تک اسپین کے قریب بحر اوقیانوس میں نمودار ہوگا یہ اسپین کا وہ شخص ہے جس نے نئی دنیا میں میکسیکو نام کے علاقے کو فتح کیا تھا جن جہازوں کو لے کر یہ آرہا ہے ان میں کافی مال ومتاع ہے اور یہ سب ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس کی ملکیت ہیں۔

دوسری خبر یہ کہ انگلستان کے کچھ ملاح بھی خلیج میکسیکو اور جزائر غرب الہند سے انگلستان کا رخ کر رہے ہیں ان کے پاس بھی کافی مال ومتاع ہے یہ چھوٹے چھوٹے ملاح ہیں ان کا کوئی بڑا سرکردہ نہیں یہ نئی دنیا میں لوٹ مار کے لیے جاتے ہیں اس وقت ان کے پاس کافی مال ہے یہ اسپینی ملاح اور امیر البحر کارٹیس سے لگ بھگ ایک ہفتے بعد بحر اوقیانوس میں

نمودار ہوں گے اگر ان دونوں گروہوں پر آپ حملہ آور ہو کر ان کے جہازوں پر قبضہ کر لیں تو آپ لوگ مالا مال ہو سکتے ہیں''۔

وہ بحری قزاق جب خاموش ہو گیا تب کچھ دیر خیر الدین باربروسہ چپ رہ کر سوچتا رہا پھر حسن کرسو کا کا داور صالح کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''عزیز ساتھیو! اس بحری قزاق نے ہمیں کوئی خاص خبر تو نہیں سنائی یہ جو دو خبریں کہہ رہا ہے یہ سمندر کے اندر متحرک رہنے والے ہمارے طلایہ گر بھی ہمیں چند دنوں تک پہنچا دیں گے پھر ہم ان دو خبروں کو کیوں اہمیت دیں''۔

خیر الدین باربروسہ جب خاموش ہوا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے حسن کرسو بول اٹھا۔

''ان بحری قزاقوں کو چھوڑنا نہیں چاہئے کیونکہ انہوں نے ہمیں بتا دیا ہے کہ نئی دنیا سے دو گروہ مال لے کر آ رہے ہیں اگر ہم نے انہیں چھوڑ دیا تو یہ جا کے ہسپانیہ کے امیر البحر یا شہنشاہ کو کہہ دیں گے کہ ہم ان دو گروہوں پر حملہ آور ہونے والے ہیں لہٰذا وہ ان کی حفاظت کا اہتمام کرلیں گے اور ہم کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے''۔

جب تک حسن کرسو کہتا رہا خیر الدین باربروسہ مسکراتا رہا جب خاموش ہوا تب خیر الدین باربروسہ نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی پھر کہنے لگا۔

''میرے عزیز! تیرا کہنا درست ہے یہ اس قابل ہیں ہی نہیں کہ انہیں چھوڑا جائے''۔

پھر خیر الدین باربروسہ کے کہنے پر اس کے مسلح جوان حرکت میں آئے اور ان بحری قزاقوں کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

اس کے بعد خیر الدین باربروسہ نے دشمن کی جس قدر کشتیاں اور جہاز ہاتھ لگے تھے ان پر اپنے ملاح مقرر کیے اور جس وقت وہ وہاں سے کوچ کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا ذرا فاصلے پر جنوب کی سمت سے دو چھوٹی چھوٹی کشتیاں آتی دکھائی دیں۔

خیر الدین باربروسہ سوچوں میں کھو گیا اس وقت اس کے دائیں بائیں حسن کرسو کا کاد اور صالح کھڑے تھے اس موقع پر حسن کرسو نے خیر الدین باربروسہ کو مخاطب کیا۔

''امیر ہم یہاں تو اپنے کام کی تکمیل کر چکے ہیں اب ہمیں شمال کا رخ کرنا چاہئے اور ہاں دشمن قوتوں کے خلاف طرغوت صنعان اور حسن کی مدد کرنی چاہئے''۔

حسن کرسو کی طرف دیکھے بغیر خیر الدین باربروسہ مسکرایا اس لئے کہ اس کی نظریں جنوب کی طرف سے آنے والی دونوں کشتیوں پر جمی ہوئی تھیں پھر اس کی آواز سنائی دی۔

''کرسو میرے عزیز تو ٹھیک کہتا ہے یہ سامنے جو کشتیاں آرہی ہیں انہیں آنے دو
ہیں یہ کون ہیں اس کے بعد ہم شرشال کا رخ کریں گے تاکہ دشمن کے خلاف طرغوت
مدد کی جاسکے۔'' پھر خاموشی سے ان دو کشتیوں کی آمد کا انتظار کرتے رہے دونوں کشتیاں
خیر الدین باربروسہ کے بڑے جہاز کے ساتھ آکر لگیں ان میں سے کچھ ملاح اترے
الدین باربروسہ اور اس کے سالار پہچان گئے کہ وہ ان کے طلایہ گر تھے جب وہ قریب آ
تو سب سے پہلے ان سب نے بلند آواز میں خیر الدین باربروسہ اور دوسرے سالاروں
بحری قزاقوں کے خلاف فتح کی مبارک باد دی پھر ان میں سے ایک خیر الدین باربروسہ
مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر ہم آپ کے لئے ایک اچھی خبر لے کر آئے ہیں ہسپانیہ سے ایک خاصا بڑا
جس میں جرمن اسپینی بوہیمیا والے اور کچھ آسٹروی بھی شامل تھے مون کیڈ کی سربراہی
شرشال شہر کی طرف بڑھے تھے راستے میں انہوں نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اور یہیں ان
بدبختی کی ابتداء ہوگئی۔

امیر طرغوت نے انتظار نہیں کیا اس نے شرشال سے باہر ان کی راہ روکنے کا فیصلہ
کیا بلکہ جس وقت انہوں نے پڑاؤ کیا رات کے وقت اس نے ان پر ایسا جان لیوا
ہولناک شب خون مارا کہ دشمن کی آدھی سے زیادہ قوت کو اس نے کاٹ کر رکھ دیا باقی
کیڈ سمیت شکست اٹھا کر بھاگ گئے ان کے پڑاؤ کے اندر جس قدر ساز و سامان تھا
پر طرغوت نے قبضہ کر لیا ہے وہ ایک دو روز تک احتیاطاً وہاں قیام کرے گا اس کے
واپس اپنے مسکن کا رخ کرے گا۔

یہ خبر سن کر خیر الدین باربروسہ حسن کرسو، کاکاد، صالح اور دیگر سالار مسکرا اٹھے تھے
الدین تھوڑی دیر تک گہری سوچوں میں کھو گیا پھر بڑی عقیدت سے کہہ رہا تھا۔

''میں جانتا تھا اناطولیہ کا وہ شیر دل سالار ایسا ہی کرے گا وہ طرغوت ہے جو دشمن
لبوں پر خاموشی کی فصل بو سکتا ہے اس کی لب کشائی کی تمنا کے پر کاٹ سکتا ہے وہ
ناقابل شکست سالار ہے جو دشمن کی خوشیوں میں داد و دہش بن سکتا ہے اور ان کی ہستی
ساری طنابیں کھینچ کر حالات کو اپنے حق میں کر سکتا ہے وہ دشمن کی آنکھوں کے نہاں خانوں
دھڑکنوں اور نبض کی تپش تک میں زرد تعبیریں اور کرنوں کا غبار بھرنے کا ہنر جانتا ہے
اس کی روح تک کو ریزہ ریزہ کر دینے والی جرأت مندی صبح ازل کی بہاروں، فکر عمل
پیغام میں اس کی شجاعت یقین و ایمان میں ڈھلی ہوئی خواہشوں جیسی اس کی جانثاری

نظر پر نقش بن جانے والی اس کی شجاعت کو سلام کرتا ہوں وہ عالم اسلام کا ایسا فرزند ہے جو
دشمن کے سامنے کامیابیوں اور کامرانیوں اور فوزمندی کے بند باندھنے کی صناعی جانتا ہے۔
اس کے بعد خیر الدین باربروسہ خاموش ہو گیا پھر اس نے واپسی کا حکم دیا اس کے
ساتھ ہی اس کا بحری بیڑہ الجزائر کا رخ کر رہا تھا۔

✿✿✿

مغرب کی نماز کے بعد جبکہ میسونہ نابیل اور معاذ تینوں ماں بیٹی مطبخ کے کاموں میں مصروف تھیں کعب بن عامر اور مغیرہ بن کعب دونوں باپ بیٹا دیوان خانے میں باہم گفتگو کر رہے تھے کہ حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

مغیرہ بن کعب دیوان خانے سے نکل کر بڑی تیزی سے صدر دروازے کی طرف بڑھا اتنی دیر تک میسونہ، نابیل اور معاذ بھی مطبخ سے نکل آئی تھیں شاید وہ اپنا کام ختم کر چکی تھیں۔

مغیرہ بن کعب نے جب آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو حویلی میں منذر بن زبیر اور اس کے ساتھ راہبوں کے لباس میں بطروش داخل ہوا۔

ان دونوں کے اس طرح اس وقت آنے کے باعث تینوں ماں بیٹیاں ایک دوسرے کی طرف سوالیہ سے انداز میں دیکھ رہی تھیں پھر معاذ نے اپنی ماں میسونہ اور بہن نابیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''یہ عم ابن زبیر کے ساتھ بھائی بطروش کا اس وقت آنا کسی علت کے بغیر نہیں ضرور کوئی اہم واقعہ یا حادثہ ہوا ہے۔''

اتنی دیر تک مغیرہ بن کعب ان دونوں کو لے کر ان کے قریب آچکا تھا تینوں نے انہیں سلام کیا پھر جب وہ دیوان خانے کی طرف گئے تب وہ تینوں ماں بیٹی بھی ان کے پیچھے دیوان خانے میں داخل ہوئیں۔

جب سب نشستوں پر بیٹھ گئے تب گفتگو کا آغاز معاذ نے کیا اس نے بطروش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''بھائی آپ کا چہرہ بتاتا ہے کہ آج آپ کسی علت کے بغیر نہیں آئے کچھ نہ کچھ ہوا ہے۔''

بطروش کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر اچانک وہ سنجیدہ ہو گیا اور کہنے لگا۔

''میری بہن تیرا اندازہ اکثر ٹھیک ہی ہوتا ہے میں واقعی ہی ایک اہم کام کے سلسلے میں

آیا ہوں بلکہ یوں جانیں اطلاع کرنے آیا ہوں۔''

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بطروش نے کعب بن عامر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''سردار بات یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ ڈان جون مسلمانوں کے علاقوں میں اپنی گرفت سخت کرنا چاہتا ہے چارلس نے نا صرف ان علاقوں کا اسے ناظم مقرر کیا جہاں مسلمان آباد ہیں بلکہ ان علاقوں میں امن قائم رکھنے کیلئے اس نے اسے ہر طرح کی سختی برتنے کے اختیارات دے رکھے ہیں۔

ہمارے قبائل کے مغرب میں اس ڈان جون کو وسیع اراضی مہیا کی گئی ہے جہاں اس کا قلعہ نما حویلی بھی ہے اس اراضی کے علاوہ اسے مزید مغرب میں بھی کچھ اراضی اور قلعے مہیا کئے گئے ہیں یہ ڈان جون کبھی اس قلعے میں کبھی دوسرے میں اور کبھی غرناطہ میں ہوتا ہے ایک جگہ زیادہ ٹکتا نہیں ہر وقت اپنے اردگرد محافظوں کا ایک دستہ رکھتا ہے اس لئے کہ اسے جان کا خطرہ بھی ہے۔

اب یہ گزشتہ کئی ہفتوں سے کسی ایسے مسلمان کی تلاش میں تھا جس پر یہ بھروسہ کر سکے اور جس کے ذریعے وہ سارے مسلمانوں کی خبریں سمیٹ کر اس کے مطابق مسلمانوں پر سختی کی ابتداء کر سکے۔

اس کے کارندے بڑی تیزی سے کام کر رہے تھے اس سلسلے میں ڈان جون نے ہم سب راہبوں سے بھی رابطہ قائم کیا ہم نے انہیں یہ کہہ کر ٹال دیا ہے کہ جن علاقوں میں ہم رہتے ہیں ان میں کوئی بھی مسلمان تمہارے کام کا نہیں ہے ہماری طرف سے مایوس ہو کر اس نے آخر کار خود ہی اپنا شکار ڈھونڈ لیا ہے اور وہ شلفی قبیلے کا سردار سالم بن حلوان ہے۔

سالم بن حلوان بربر ہے خود بربر اس شخص کو پسند نہیں کرتے انتہائی ناپسندیدہ اور عیاش شخص ہے ڈان جون نے اسے بھاری رقومات کے علاوہ ہمارے قبیلوں کے مغرب میں ایک انتہائی محفوظ اور قلعہ نما حویلی بھی مہیا کی ہے کچھ اراضی بھی اس کو دی ہے کچھ باغات کا بھی اسے مالک بنایا گیا ہے پہلے یہ سادہ سی غریبانہ سی زندگی بسر کرتا تھا اب اس کے ٹھاٹھ باٹھ اور ہو گئے ہیں اس کے اردگرد اس کے غلام رہنے لگے ہیں گھوڑوں کے بڑے بڑے اصطبل کا مالک بن گیا ہے۔

آج میرا آنا اس لئے ہے کہ یہ شلفی ہو سکتا ہے آپ لوگوں سے بھی رابطہ رکھے یا اس کے کارندے آپ کی طرف آنا جانا شروع کر دیں ان سے محتاط رہے گا ان کے سامنے کوئی

بات نہ کیجئے گا اس لئے کہ جو بھی بات آپ ان کے سامنے کریں گے تو وہ اسی دن ا
جون کے پاس پہنچ جائے اور اس کا ردعمل بھی اسی روز ظاہر ہو جائے گا۔
میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ شلفی قبیلے کا سردار صالم بن حلوان اب قابل اعتبا
شرفاء میں سے نہیں رہا یہ ایک طرح سے اب ڈان جون کے لئے مسلمانوں کی جا
کرے گا اور جب آدمی لالچ لوبھ اور حرص میں پڑ جاتا ہے تو پھر نیکی بدی کے امتیاز
بھول جاتا ہے ہر برے کام کو بھی ثواب سمجھ کر کر گزرتا ہے ان حالات میں شلفی قبیلے
سردار صالم بن حلوان سے بھی ہر برائی ہر بدی کی امید کی جاسکتی ہے لہٰذا یہ اگر آپ
پاس آئے تو ڈان جون یا ہسپانوی حکومت سے متعلق کسی قسم کی بات نہ کریں وہ کرید
کے آپ سے افریقہ کے مسلمانوں یا خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں سے متعلق
معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے گا یا اس کے کارندے ایسا کر سکتے ہیں میں آ
اور آپ کے سارے اہل خانہ کو تنبیہ کرتا ہوں کہ ان کے سامنے اس انداز میں گفتگو کر
جیسے آپ اپنے گھر کی چاردیواری سے باہر کسی کو جانتے تک نہیں ہیں۔“

بطروش جب تک بولتا رہا سب خاموش رہ کر سنجیدہ حالت میں اسے سنتے رہے جب
خاموش ہوا تب کعب بن عامر بول اٹھا۔

”میں جانتا ہوں ڈان جون انتہائی غلیظ اور بدمزاج انسان ہے مسلمانوں کا بڑ
دشمن ہے بہرحال شلفی قبیلے کے سردار صالح بن حلوان نے بہت برا کیا جو اس نے
سے کام لیتے ہوئے ڈان جون کے نمائندے کی حیثیت سے کام کرنا پسند کر لیا بط
میرے بیٹے تمہارا شکریہ تمہاری بڑی مہربانی تم نے مجھے قبل از وقت آگاہ کر دیا میں
میرے اہل خانہ اس صالح بن حلوان سے محتاط رہیں گے یہی خبر تمہیں سعد بن سلامہ ک
پہنچانا چاہئے تھی۔“

اس پر بطروش فوراً بول اٹھا۔

”آپ کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ ساری باتیں سعد بن سلامہ کو بتانے
بعد میں آپ لوگوں کی طرف آیا ہوں۔“

بطروش جب خاموش ہوا تب کعب بن عامر کہنے لگا۔

”بیٹے تم نے ابھی مزید کچھ کہنا ہے کہ میں اب اپنے کام کی ابتدا کروں۔“

بطروش نے تیز نگاہوں سے کعب عامر کی طرف دیکھا۔

”آپ کون سے کام کی ابتداء کرنا چاہتے ہیں۔“

کعب بن عامر نے گلہ صاف کیا پھر کہنے لگا۔

”جیسا کہ تمہیں خبر ہو چکی ہے بلکہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ نابیل کی شادی کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس شادی میں حسن کرسو بھی شرکت کرے اب وہ میرے گھر کا ایک فرد ہے میرے خاندان کی ایک اکائی ہے اسے شرکت کی اطلاع میرے بیٹے تم ہی کر دو گے۔“

بطروش نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

”میں اسے اطلاع تو کر دوں گا لیکن اب ان علاقوں میں اس کا زیادہ آنا خطرہ سے خالی نہیں ہے یہ حقیقت ہے کہ ہسپانیہ کی انتظامیہ اسے اس کے چہرے سے نہیں پہچانتی اگر وہ راہب کے بھیس میں آئے تو اس کی بڑی عزت ہو اس لئے کہ ایک راہب کی حیثیت سے لوگ اسے جانتے ہیں پر مجھے خطرہ ہے کہ یہ بھیس کسی دن کھل نہ جائے اگر ایسا ہوا تو حسن کرسو کے اطراف میں خطرات ہی خطرات اٹھ کھڑے ہوں گے۔“

بطروش کے ان الفاظ سے معاذ بیچاری پیلی ہو گئی تھی فکرمندیاں اور پریشانیاں اس کے چہرے پر ہجوم کر کے آگئیں تھیں کعب بن عامر بھی کچھ دیر سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

”بطروش تمہارا کہنا درست ہے وہ اب چونکہ میرے گھر کا فرد ہے لہٰذا میں اسے تکلیف اور پریشانی میں نہیں دیکھ سکتا پر میں نے میسونہ اور نابیل کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد یہ بھی طے کر لیا ہے کہ وہ نابیل کی شادی میں شرکت ضرور کرے جب وہ یہاں آئے گا تو میں چاہتا ہوں معاذ کے ساتھ اس کا نکاح ہو جائے گا اس کے بعد اس کی مرضی ہے جب اور جس وقت چاہے معاذ کو اپنے ساتھ لے جائے۔“

اس موقع پر معاذ کی گردن جھک گئی تھی گہری سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی یہاں تک کہ کعب بن عامر کی آواز سنائی دی۔

”بطروش میرے بیٹے معاذ اب میرے پاس اس کی امانت ہے میں چاہتا ہوں دونوں کا نکاح ہو جائے اس کے بعد اگر حسن کرسو معاذ کو فی الحال یہیں رکھنا چاہے تو معاذ کو یہیں رہنے دے اگر اپنے ساتھ لے جانا چاہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔“

کعب بن عامر خاموش ہوا تب کچھ دیر سوچنے کے بعد بطروش بولا۔ ”سردار آپ کا کہنا درست ہے حسن کرسو کو مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا اور وہ اپنا راز مجھ سے راز نہیں رکھتا آپ جانئے فی الحال وہ اکیلا ہے ساتھ ہی اپنی ماں اور بہن کی تلاش میں بھی ہے اس کا ارادہ تھا کہ جب اس کی ماں اور بہن مل جائیں گی تو وہ معاذ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد معاذ کو

اپنی ماں اور بہن کے پاس لے جائے گا آپ جانتے ہیں کہ ابھی تک اس کی ماں اور بہن نہیں ملیں خیر الدین باربروسہ نے اپنے کچھ آدمی مقرر کیے ہوئے ہیں جو اس کی ماں بہن کو تلاش کر رہے ہیں۔"

بطروش مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے کعب بن عامر بول اٹھا۔

"بطروش میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک بار حسن کرسو نابیل کی شادی کے روز پر آجائے اس کا اور معاذ کا نکاح ہو جائے گا اس کے بعد جب تک وہ معاذ کو اپنے ساتھ نہ لے جانا چاہتا معاذ اس کی بیوی اس کی امانت کی حیثیت سے ہمارے پاس رہے گی"

کعب بن عامر جب خاموش ہوا تب بطروش کہنے لگا۔

"فی الحال میں کچھ نہیں کہہ سکتا پہلے میں اس سے رابطہ قائم کروں گا اس کے بعد آپ کو کوئی جواب دوں گا اس کے علاوہ میرے پاس کچھ اچھی خبریں بھی آپ کو سنانے کے لئے ہیں۔"

ان الفاظ پر معاذ چونکی اور بطروش کی طرف دیکھنے لگی تھی باقی لوگ بھی بطروش کی طرف دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ بطروش نے کہنا شروع کیا۔

"ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس اپنے سالار مون کیڈ کے ذریعے افریقہ میں اپنی گرفت مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں وسیع علاقوں پر اپنا قبضہ جمانا چاہتا تھا اس سلسلے میں اس نے کچھ مسلمان حکمرانوں سے بھی رابطے قائم کر رکھے تھے انہیں بھاری رقوم دے کر اپنے ساتھ ملا لیا تھا ان میں سے ایک تو کوکو کا حکمران ابن قاضی، تلمسان کا بادشاہ ابوحمو، بربر کا بادشاہ حفصی، قبائل صغراء کا سردار احمد بن قاضی اس طرح کی کچھ دوسری قوتیں تھیں ان کے خلاف باربروسہ نے اپنے کام کی ابتداء کی سب سے پہلے اس نے کوکو کے حکمران ابن قاضی کا انتخاب کیا دو جنگیں ہوئیں دونوں جنگوں میں اسے بدترین شکستیں ہوئیں پھر ابن قاضی کی بدبختی کہ اس کے اپنے کچھ ساتھیوں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اب اس کی جگہ باربروسہ نے اس کے بیٹے کو وہاں کا حکمران مقرر کیا ہے جو خیر الدین باربروسہ کا وفادار ہے۔

اب ترکوں کے سلطان سلیمان کی طرف سے بھی خیر الدین باربروسہ کو رسد اور کمک مہیا ہونے لگی ہے ابھی پچھلے ہی دنوں ہسپانیہ سے کچھ لشکر گئے تھے ہسپانیہ کے بادشاہ کا ارادہ تھا کہ ایک ساحلی شہر جو مسلمانوں کا ہے جس کا نام شرشال ہے اس پر قبضہ کر کے اپنے ساحلی علاقوں کو توسیع دے ساتھ ہی اس نے بحر روم کے اندر جو یورپ کے قزاق سرگرداں ہیں

ان سے بھی رابطہ قائم کیا اور انہیں کہا کہ وہ خیر الدین باربروسہ پر حملہ آور ہو جائیں تاکہ خیر الدین باربروسہ کی توجہ ہٹا کر وہ شرشال شہر پر قبضہ کر لیں۔

لیکن اپنی طاقت اور قوت کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد خیر الدین باربروسہ نے ہسپانیہ والوں کو بدترین شکست دی اور جو بحری قزاق تھے ان کی اکثریت کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

جن ملاحوں کے ذریعے میرا حسن کرسو یا محترم خیر الدین باربروسہ کا رابطہ ہے وہ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ چند روز تک باربروسہ کے بحری بیڑے کا ایک حصہ مغرب کا رخ کرے گا اس لئے کہ جن پیشہ ور بحری قزاقوں کو خیر الدین باربروسہ نے شکست دی ان کے ذریعے باربروسہ کو خبر ہوئی کہ یکے بعد دیگرے دو قافلے نئی دنیا سے سامان لے کر یورپ کا رخ کر رہے ہیں اور خیر الدین ان پر حملہ آور ہو کر ان کا سارا مال چھیننے کی کوشش کرے گا۔

اب میرا ارادہ یہ ہے کہ اگر تو ان قافلوں پر حملہ آور ہونے کے لئے حسن کرسو اور کاکاد آتے ہیں جیسا کہ ماضی میں ہوتا رہا ہے تو اس کے آنے پر معاذ کا اس کے ساتھ نکاح ہو جائے گا اور اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ وہ ہر صورت نابیل کی شادی میں شرکت کرے اور......"

بطروش مزید اور کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے کعب بن عامر بول پڑا۔

"بطروش نہیں میرے بیٹے میں حسن کرسو کو خطرات میں نہیں ڈالنا چاہتا اس پر زور نہیں دیا جائے گا کہ وہ ہر صورت میں نابیل کی شادی میں شرکت کرے اگر وہ مغرب کی کسی مہم پر آنے والا ہے تو پھر اس سے رابطہ قائم کرو جب وہ مغرب کی طرف آئے ہمیں ملے اسی دوران اس کا اور معاذ کا نکاح ہو جائے گا۔"

بطروش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا۔

"آپ بے فکر رہیں ایسا ہی ہو گا۔" اس پر معاذ بھی کھڑی ہو گئی کہنے لگی۔

"بھائی میں جانتی ہوں ابھی آپ نے کھانا نہیں کھایا ہو گا اس لئے کہ آپ کھانا دیر سے کھانے کے عادی ہیں۔"

بطروش مسکرا دیا کہنے لگا۔

"معاذ میری بہن میں جاتا ہوں کھانا میرا تیار ہو گا۔"

معاذ آگے بڑھ کر دیوان خانے کے دروازے پر کھڑی ہو گئی کہنے لگی۔

"نہیں بھائی آپ ایسے نہیں جائیں گے آرام سے بیٹھیں کھانا میں یہیں لگواتی ہوں

کھانا کھانے کے بعد آپ دونوں جائیں گے۔''

مسکراتے ہوئے بطروش اپنی جگہ پر بیٹھ گیا پھر معاذ باہر نکلی اس کے پیچھے پیچھے نائلہ بھی نکل گئی دونوں بہنوں نے وہیں کھانا لگوایا پھر سب بیٹھ کر خاموشی سے کھانا کھانے لگے تھے۔

✪✪✪

ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس اپنی بندرگاہ بارسلونا کی ایک عمارت کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا اس کے قریب اس کا بیٹا فلپ مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کے لئے چنا جانے والا ڈان جون اور امیر البحر اندریا دوایا بیٹھے ہوئے تھے یہ شخص بنیادی طور پر جینوا کا رہنے والا تھا پندرہ برس کی عمر میں پوپ لیو کے حفاظتی دستوں میں شامل ہو گیا تھا اس کے بعد یہ کچھ عرصہ تک نیپلز کے فرماں روا کے تحت نمایاں خدمات ادا کرتا رہا ترقی کرتا رہا اسے بحری قزاقی اور بحری مشاغل کا بڑا شوق تھا اپنے انہیں مشاغل کی تکمیل کے لئے اس نے سارے کام ترک کر کے بحری قزاقی کا کام شروع کیا اور ایک چھوٹے سے لٹیرے گروہ کا سردار بن گیا اور پھر ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس نے اس کا انتخاب اپنے بحری بیڑے کے امیر البحر کی حیثیت سے کرلیا۔

بہر حال جس وقت بارسلونا کی اس عمارت کے کمرے میں یہ چاروں بیٹھے ہوئے تھے تو دروازے پر چارلس کا چوبدار نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی چارلس نے اسے مخاطب کیا۔

''یہ بحری قزاقوں کا سردار حوقل کہاں ہے۔''

اس پر داروغہ اپنے سر کو خم کر کے کہنے لگا۔

''آقا میں نے اسے بلایا ہے وہ آرہا ہے۔''

اس کے ساتھ ہی داروغہ ایک طرف ہو گیا اس لئے کہ بحری قزاقوں کا سردار حوقل اس کمرے میں داخل ہوا تھا یہ وہی تھا جس کے بحری قزاقوں کو چند ہفتے پہلے کھلے سمندر کے اندر جزیرہ پنون کے نواح میں خیرالدین باربروسہ نے بدترین شکست دی تھی۔

حوقل جب اس کمرے میں داخل ہوا تو ہاتھ کے اشارے سے چارلس نے اسے ایک نشست پر بیٹھنے کے لئے کہا جب وہ بیٹھ گیا تب اسے مخاطب کر کے چارلس کہنے لگا۔

''حوقل میں نے تمہیں اچھے معاوضے کی پیشکش کی آدھی رقم پیشگی بھی ادا کر دی پھر بھی تم اس خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکے کوئی قابل ذکر اسے نقصان نہ پہنچا سکے الٹا تمہیں شکست ہوئی تم اپنے آدھے آدمیوں سے محروم ہو گئے تمہارے کچھ جہازوں اور کشتیوں پر بھی اس نامراد نے قبضہ کر لیا کہ وہ سمندر کے اندر اتنی طاقت پکڑ چکا ہے کہ کسی کے قابو نہیں آتا۔''

چارلس جب خاموش ہوا تب شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے حوقل کہنے لگا۔

"آقا خیرالدین باربروسہ کوئی عام انسان نہیں سمندر کا ہیولہ بحر کا دیوتا ہے ہم نے بحری قزاقوں کی حیثیت سے سمندر کے اندر بڑی بڑی قوتوں کو اپنے سامنے زیر کر لیا بڑے بڑے بحری کاروانوں کو لوٹا پر اس جیسا اور اس کے ساتھیوں جیسے ملاح نہیں دیکھے۔

باربروسہ خود اور اس کے ساتھی پہلوانوں کی طرح تنومند ہیں وہ پیدائشی ملاح ہیں سمندر کا انہیں اتنا تجربہ ہے کہ جب کسی سمت سے طوفان اٹھنا ہوتا ہے تو انہیں پہلے خبر ہو جاتی ہے اگر وہ کسی موقع پر کہیں سمندری ریت میں بھی پھنس جائیں تو اپنے بحری بیڑے کو وہاں سے نکالنے کا ہنر جانتے ہیں اگر حالات اس کے بس میں نہ رہیں اسے اپنی جان بچانی پڑے تو وہ ساحل کے گمنام یا ایسے ہی کسی اور جزیرے میں اپنے جہازوں کو چھپا کر آسانی سے اپنی جان بچا لیتا ہے۔

اس کے ساتھی بھی بڑے خونخوار ہیں اس کے بعد جو سب سے کڑا آدمی ہے وہ طرغوت ہے غصے کا انتہائی سخت ہے اور جب کسی سے انتقام لینا ہوتا ہے تو سمندر تک کو کھنگال لیتا ہے پہلوان اور تنومند ہے اس لئے کہ سمندر میں اترنے سے پہلے وہ پہلوانی کیا کرتا تھا حالات کتنے ہی خراب ہوں دشمن کتنا ہی طاقتور ہو وہ ان کے سامنے چھاتی تان کے کھڑا ہو جاتا ہے۔

ایک اور حسن کرسو ہے یہ بچپن سے خیرالدین باربروسہ کے ساتھ ہے جب چھوٹا تھا تو بندر سے بھی زیادہ تیز رفتار کے ساتھ بڑے بڑے جہازوں کے ستونوں پر چڑھ جاتا تھا اور مستول پر بیٹھ کر نیچے عرشے پر کھڑے خیرالدین باربروسہ کو بتا سکتا تھا کہ دشمن کہاں ہے سمندر کے اندر کوئی طوفان اٹھ رہا ہے تو وہ کس طرف سے آرہا ہے اور اس کا رخ کدھر ہے انتہا درجہ کا جانباز ہے ان کے علاوہ صالح ہے کاکا جسے یورپ والے شیطان شکاری کہتے ہیں انتہائی قسم کا ہولناک شخص ہے انتقام پر اترتا ہے تو پیچھا نہیں چھوڑتا اس کے علاوہ بھی اس کے بہت سے ساتھی ہیں جو جنگ میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لیتے ہیں اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے وہ موت کی پرواہ بھی نہیں کرتے دراصل جو لوگ زندگی کے پیچھے بھاگتے ہیں موت ان کے منہ پر طمانچہ مارتی ہے اور جو موت سے بغلگیر ہونے کے لئے آگے بڑھتے ہیں زندگی ان سے بغلگیر ہوتی ہے اور موت ان سے فرار حاصل کرتی ہے۔

ایسے ہی لوگ باربروسہ اور اس کے ساتھی ہیں میں نے آپ کے کہنے پر اس کے ساتھ ٹکرانے کی حامی بھر لی لیکن ٹکرانے سے پہلے میں ڈرتا تھا کہ وہ ہمیں شکست ضرور دے گا اور میرے خدشات درست ثابت ہوئے اس نے ہمارے کچھ جہازوں پر قبضہ کر لیا کچھ

کشتیاں بھی ہم سے چھین لیں میرے بہت سے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور کچھ کو زندہ گرفتار کر لیا ایک طرح سے اس نے میری طاقت اور قوت کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔"

حوقل جب خاموش ہوا تب چارلس نے کسی قدر ہمدردی سے اسے مخاطب کیا۔

"تمہیں اپنے نقصان کے متعلق فکرمند نہیں ہونا چاہئے جس قدر تمہارا نقصان ہوا ہے اس سے دس گناہ زیادہ رقم تمہیں مہیا کروں گا اس سے تم اپنے بحری قزاقوں میں اضافہ کر سکتے ہو پہلے جیسی طاقت اور قوت حاصل کر سکتے ہو میں تمہیں مزید رقم بھی دوں گا تاکہ تم اپنی قوت میں اضافہ کرو میں چاہوں گا کہ تم باربروسہ کو زیر کرنے میں آنے والے دنوں میں بھی ہمارا ساتھ دیتے رہو۔" یہاں تک کہنے کے بعد چارلس رکا کچھ دیر وہ اپنے امیر البحر اندریا دوریا کی طرف دیکھتا رہا پھر اسے مخاطب کیا۔

"دوریا یہ ہمارے لئے انتہائی شرم کی بات ہے کہ یہ شخص مشرق سے لے کر مغرب تک سمندر کے اندر دندناتا رہے اور اسے کوئی پوچھنے والا نہ ہو اسے کوئی شکست دینے والا نہ ہو کوئی اس سے بازپرس کرنے والا نہ ہو۔

دوریا حالات اگر ایسے رہے تو یاد رکھنا ہمارے لیے دولت اور سونا جو نئی دنیا سے اسپین میں آتا ہے ہم اس سے بھی محروم ہو جائیں گے اس لیے کہ جب سمندر پر اس شخص کا قبضہ رہے گا تو نئی دنیا سے کوئی بھی جہاز وہ ہسپانیہ نہیں آنے دے گا اور جس دن ایسا ہوا یاد رکھنا ہسپانیہ کے اندر قحط کے آثار نمودار ہو جائیں گے۔

یورپ کے اندر ہم نے کئی ملکوں کو زیر کیا اور اس وقت لوگ مجھے سات ملکوں کا شہنشاہ کہتے ہیں (جن ملکوں پر اس دور میں چارلس کی حکومت تھی وہ اسپین بیلجیم ہالینڈ جرمن میکسیکو پیرو اور سسلی تھے)۔"

چارلس رکا پھر وہ دوبارہ اپنے امیر البحر کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"سات ملکوں کا سربراہ ہونے کے باوجود اگر میں باربروسہ کو اپنے سمندروں سے باہر نہ نکال سکوں تو دوریا یہ صرف میرے اور تمہارے لئے ہی نہیں بلکہ سارے لشکریوں اور سارے ملاحوں کے لئے انتہا درجہ کی شرمناک بات ہے۔

اگر حالات ایسے رہے تو ہمیں صرف نقصان یہ نہیں ہوگا کہ مغرب سے ہمارے پاس دولت آتی ہے وہ آنا بند ہو جائے گی اور اس سے محروم ہو جائیں گے بلکہ اس کے اور زیادہ برے اثرات ہوں گے اور وہ یہ کہ اس وقت افریقہ میں خاصے بڑے علاقے میں ہمارا قبضہ ہے ہم اس سے بھی محروم ہو جائیں گے اور اگر ہماری وہاں کوئی قوت نہ رہی سارے علاقوں

پر باربروسہ نے قبضہ کرلیا تو اس کے ایسا کرنے سے نہ صرف پورا جزیرہ سسلی بلکہ ہمارا
جنوبی ساحل بھی خطرات سے دوچار ہوسکتا ہے۔"

چارلس تھوڑی دیر رکا پھر وہ اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"دوریا میں تمہیں صرف چند دن تیاری کا موقع دیتا ہوں تمہارا بحری بیڑہ پہلے سے
ہے جس قدر تمہیں سامان چاہئے آج اس کی پوری فہرست بنادو اور چند دنوں میں تمہیں
سارا سامان مہیا کیا جائے گا اس کے بعد اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لاؤ ایسا بحری
اس سے پہلے ان سمندروں نے نہ دیکھا ہوگا میں چاہتا ہوں تمہیں جہاں کہیں
باربروسہ ملے اس سے ٹکراؤ میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ تم باربروسہ کو زندہ یا
میرے سامنے پیش کرو اور اگر تم ایسا کرسو تو دوریا جو تم مانگو گے وہ میں تمہیں دوں گا۔

تم نے اپنے بیٹے کا نام بھی دوریا ہی رکھا ہوا ہے اسے بھی اپنے ایک نائب کی جگہ
سے رکھو تاکہ آنے والے دور میں وہ بھی ہسپانیہ کے لئے سودمند بحری امیر ثابت ہو۔

دوریا اس وقت حالات ہماری گرفت میں ہیں افریقہ کے بہت سے حکمران اب
باربروسہ کے خلاف ہیں اس نے اگر کوکو کے حکمران کا خاتمہ کرکے اس کے بیٹے کو وہاں
حاکم بنادیا ہے جو باربروسہ کا حامی ہے لیکن اب بھی بربروں کا بادشاہ تلمسان کا بادشاہ
کا بادشاہ یہ سب ہمارے ساتھ ہیں اس کے علاوہ قبائل صغراء کا ایک سردار بھی افریقہ
مون کیڈ کا حمایتی ہے اور آنے والے دور میں اگر ہم ان حکمرانوں کی حمایت سے محروم
گئے تو پھر ہمیں افریقہ سے اپنا بوریا بستر باندھنا ہوگا اور اپنی بساط لپیٹنا ہوگی اور میں
ایسا نہیں چاہوں گا۔"

چارلس جب خاموش ہوا تو کچھ سوچ بچار کے بعد دوریا کہنے لگا۔

"مالک آپ فکرمند نہ ہوں باربروسہ اتنی بڑی قوت نہیں کہ سمندر کے اندر اسے
کیا جاسکے میں بھی سمندر کا وسیع تجربہ رکھتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک روز
اس باربروسہ کو رسیوں میں جکڑ کر آپ کے سامنے ایک غلام کی حیثیت سے پیش کردوں
چند روز تک اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سمندر کے اندر حرکت میں آؤں
باربروسہ کو زیر کروں گا۔"

دوریا کے اس جواب سے چارلس خوش ہوگیا تھا پھر اندریا دوریا کے سمندر میں
کی تیاریاں شروع ہوگئی تھیں۔

❁❁❁

سلطان سلیمان ایک روز اپنے قصر کے ذاتی کمرے میں اپنی ماں اور اپنی دونوں بیویوں
کے ساتھ بیٹھا کسی موضوع پر گفتگو کررہا تھا اس کی ایک بیوی گل بہار تھی جو پہلی بیوی تھی اور
اس کے بطن سے سلطان کا ایک بیٹا تھا نام جس کا مصطفیٰ تھا دوسری بیوی روسی تھی اور سلافی
نسل سے تھی اس کے بطن سے دو بیٹے تھے جن کے نام سلطان سلیمان نے اپنے باپ اور
دادا کے نام پر سلیم اور بایزید رکھے تھے۔

خرم نام کی یہ لڑکی کوشش کرتی تھی کہ ہر بار ایک نئے روپ میں سلطان کے سامنے
آئے کبھی چھوٹی سی ترکی ٹوپی اوڑھتی کبھی اپنے کھلے ہوئے ہلکے رنگ کے بالوں کو موتیوں
کی لڑیوں میں باندھ لیتی کبھی ایک دبلے پتلے لڑکے کی طرح فوجی اور عسکری لباس پہن کر
سلطان کے سامنے آتی۔

اس کے برعکس سلطان کی پہلی بیوی نام جس کا گل بہار تھا اس کا صرف ایک ہی انداز
تھا سادہ سی عورت تھی اگر کبھی زیادہ بھی اپنے آپ کو سنوارتی تو اپنی لمبی لمبی زلفوں میں شیشے
کے رنگ برنگے پھول لگالیا کرتی تھی۔

گل بہار اس بات کی بھی کوشش کرتی تھی کہ خرم کی ان بھول بھلیوں میں بالکل الگ
رہے اس کی خدمت کے لئے کنیزیں تھیں سیاہ فام خواجہ سرا تھے جو باہر کی خبریں اسے
پہنچاتے تھے اور چونکہ وہ حرم کے معاملات میں زیادہ دخل اندازی نہیں کرتی تھی لہٰذا سلطان
کی والدہ اس گل بہار کو بہت پسند کرتی تھی۔

دوسری جانب سلطان سلیمان اپنی ماں کی بے حد عزت کرتا تھا یہ سلاطین آل عثمان کا
خاص وطیرہ تھا روسلانہ بہت چالاک اور ہوشیار تھی لیکن اس نے کبھی ماں اور بیٹے کے
درمیان حائل ہونے کی کوشش نہیں کی۔

روسلانہ شمال سے آئی تھی اور ایک تاتاری بردہ فروش سے خریدی گئی تھی وہ ایک نازک
سی لڑکی تھی اس کے بال سنہری تھے بلاشبہ وہ سیلانی نسل سے تھی اور اسے خرم کا لقب دیا گیا
تھا محل کی پارچہ جات کی داروغہ نے اسے یہ لقب دیا تھا اور وہ بڑے مزے لے کر گاتی

بھی تھی وہ ہاتھ میں سارنگی لیتی گاتی اور قالین پر اس کے پاؤں تھرکتے تھے۔

وہ بڑی چابکدستی سے کپڑے پر تاج اور شیشے کی تصویریں کاڑھ لیتی تھی اس لیے پار جات کی داروغہ نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا تھا اور اسے تھوڑا سا جیب خرچ مل جا لیکن روسی لڑکی کا جداگانہ طریق تھا وہ شمع کے پاس اپنا ہاتھ لے جاتی اور انہیں اس طر نچاتی کہ دیواروں پر دیو رقص کرتے نظر آتے۔

پہلی بار جب سلطان سلیمان کی والدہ حافظہ نے اس لڑکی کے متعلق پوچھا تو پار جات کی داروغہ نے کہا یہ سلافی لڑکی تیز اور ہوشیار ہے لیکن جواہرات کی طرح سخت ہے

جواب میں سلطان سلیمان کی ماں حافظہ نے کہا۔

"ضرور یہی بات ہوگی کیونکہ ایک اجنبی ملک سے آئی ہوئی لڑکی پہلے قیدی پھر کنیز اس کے بعد خادمہ بنی طبیعت میں ضد اور ہٹ دھرمی ہونا قدرتی ہے۔

سلطان سلیمان اکثر اس کے کاڑھے ہوئے رومال استعمال کرتا تھا لیکن دیکھا اس د تھا جس دن اس کے گانے کی آواز اس نے سنی تھی اس روز بوڑھی عورتیں اسے چپ کر چاہتی تھیں لیکن وہ چپ نہ ہوئی اس لئے کہ سلطان اس کا گانا سن رہا تھا چونکہ سلیمان خود چند دوسری بولیاں سیکھ لی تھیں اس لئے وہ اس کے گیت کے الفاظ سنتا اور سمجھتا بھی اس روز پہلی بار سلطان نے اس کا نام پوچھا تھا۔

پھر وہ آہستہ آہستہ سلطان کے سامنے آنے لگی سلطان اس کے پاس ٹھہر کے کبھی کبھ اس سے اس کی اجنبی زبان میں جب باتیں کرتا تو وہ غور سے سنتی اور اس کی زبان بو میں سلطان جو غلطیاں کرتا تو یہ لڑکی کھلکھلا کے ہنس دیتی تھی لیکن سلطان سلیمان کو اس ہنسی پر غصہ نہیں آتا تھا اس لئے کہ اب وہ اس کی منظور نظر ہوتی جا رہی تھی اگر محل میں وہ کو غلطی کرتی تو پارچہ جات کی داروغہ کی بھی اتنی مجال نہ تھی کہ اسے سزا دے سکے اس لئے کہ سب جانتے تھے کہ وہ سلطان سے قریب ہوتی جا رہی ہے۔

عثمانیوں کے ہاں حرم کرکے آئین کے مطابق جس نوجوان لڑکی پر سلطان کی نظ التفات پڑتی اسے علیحدہ خواب گاہ دی جاتی تھوڑے سے کپڑے ملتے اس کے خدام الگ کر دیئے جاتے اس کے لئے موتیوں اور سونے کا مشاہرہ مقرر کر دیا جاتا تھا وہ جب چاہتی غسالہ اور مشاطہ کو طلب کر سکتی تھی۔

خرم سے پہلے سلطان کے پاس ایک ہی بیوی تھی گل بہار اس کے علاوہ اس نے حرم کی کسی عورت کو نظر بھر کر نہ دیکھا تھا گل بہار ہی سلطان کی منظور نظر رہی تھی لیکن خرم نے اپ

چلبلے پن اور اپنی اجنبی بولی سے سلطان کا دل موہ لیا۔

ایک روز مغرب کی نماز کے بعد سلطان نے اس کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کے کاندھے پر اپنا رومال ڈال دیا خرم یہ دیکھ کر مسکرائی کہ یہ رومال اسی کا کاڑھا ہوا ہے اور کندھے پر رومال ڈالنا اس بات کی نشانی تھی کہ سلطان اسے اپنے حرم خاص میں شامل کرنا چاہتا ہے۔

یوں یہ سیلانی لڑکی سلطان سلیمان کی بیوی بن گئی۔

سلطان اپنے اہل خانہ کے پاس بیٹھا محو گفتگو تھا کہ کمرے کے دروازے پر چوبدار نمودار ہوا اور سلطان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سلطان محترم فرانس سے ایک ایلچی آیا ہے اس کے پاس فرانس کے بادشاہ کی ماں کا ایک خط ہے جو آپ کو پیش کرنا چاہتا ہے۔

سلطان نے غور سے داروغہ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"تم دارالعدل میں سب کو جمع کرو میں تھوڑی دیر تک وہیں آتا ہوں اور وہیں فرانسیسی سفیر سے ملتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی وہ داروغہ وہاں سے ہٹ گیا تھوڑی دیر بعد سلطان بھی جب دارالعدل میں گیا وہاں سب عمائدین سالار بیٹھے ہوئے تھے اپنی نشست پر سلطنت کا وزیر ابراہیم بھی بیٹھ چکا تھا جونہی سلطان اس کمرے میں داخل ہوا سب نے اپنی جگہ پر اٹھ کر سلطان کا استقبال کیا سلطان جب نشست پر بیٹھا تب سب لوگ بیٹھ گئے پھر اس کے بعد سلطان نے داروغہ کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ وہ فرانسیسی سفیر کو وہاں لے کر آئے اس پر داروغہ باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ فرانسیسی سفیر کو لے کر آیا پھر سلطان نے اسے ایک نشست پر بیٹھنے کے لئے کہا اس نے بیٹھنے سے پہلے فرانس کے بادشاہ کی ماں کا خط سلطان کو پیش کیا۔

دراصل اس زمانے میں فرانس کا نوجوان متلون مزاج بادشاہ فرانسس اول تھا اس نے اٹلی اطالیہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی جس کے سلسلے میں اس کی ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس سے جنگ ہوئی جس میں فرانس کو شکست اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور اس جنگ کے دوران وہ چارلس کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اور چارلس نے اسے قرطبہ کے ایک زندان میں ڈال دیا تھا۔

ان حالات کے تحت فرانس کے بادشاہ فرانسس اول کی ماں نے بڑے درد اور منت

سے سلیمان کو ترکوں کے شہنشاہ کے لقب سے مخاطب کیا تھا اور التجا کی تھی کہ اس کے چارلس سے آزاد کروایا جائے اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ اسے شہنشاہ اعظم ہم تیرا ڈھونڈتے ہیں کہ تو رحم اور خدا ترسی سے میرے بیٹے کو آزاد کروا کر مجھ سے ملا دے۔

اس خط کے علاوہ فرانسیسی سفیر نے زبانی بھی سلطان سلیمان سے گزارش کی کہ ہم بادشاہ چارلس اپنی حدود سے نکل رہا ہے لہٰذا اس کی ترک تاز کو روکنا چاہئے اس نے اشارہ دے دیا کہ ایسا نہ ہوا تو چارلس فرانس پر قبضہ کر لے گا۔

سارے حالات جاننے کے بعد سلطان نے اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے وزیر ابرا طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کیا۔

اس نامہ کا جواب دے دو اور فرانس کے بادشاہ کی ماں کو ڈھارس دو لیکن ابھی قدم نہیں اٹھائیں گے اس لئے کہ ہنگری کی طرف سے بھی بری بری خبریں آر ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کا بھائی فرولندہ پر پرزے نکال رہا ہے آسٹریا سے نکل کر ہنگ قابض ہو رہا ہے اور اس کی اس حرکت کے خلاف ہمارے جاسوسوں نے بتایا ہے ک زاپولیا کے کچھ قاصد بھی چند روز تک یہاں پہنچیں گے پہلے جان زاپولیا کے قاصد لینے دو اس کے بعد ہم کوئی فیصلہ کریں گے کہ اہل یورپ کے خلاف ہم نے کیا قد ہے اب تم فرانس کے سفیر کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور اسے مطمئن کر دو۔

اس کے ساتھ ہی سلطان نے وہ اجلاس ختم کر دیا تھا جبکہ ابراہیم فرانس کے سفیر ساتھ لے گیا تھا۔

❁❁❁

ہسپانیہ کا امیر البحر ایک بہت بڑے بحری بیڑے کے ساتھ کھلے سمندر میں سفر کر بحری قزاقوں کا سردار حوقل جسے خیر الدین باربروسہ بدترین شکست دے چکا تھا وہ کے ساتھ تھا دونوں ایک ہی جہاز کے عرشے پر کھڑے تھے پھر دوریا نے حوقل کو مخاطب

"تم تو کہتے تھے ان علاقوں میں خیر الدین باربروسہ ضرور ہماری راہ روکے گا لیکن کا دور دور تک کوئی نشان ہی نہیں لگتا ہے اسے ہمارے آنے کی خبر ہو چکی ہے اور وہ دم بھاگ چکا ہے اس وقت سمندر عجیب سی ہلچل بغاوت اور خروش پر اترا ہوا تھا تیز ہوائیں رہی تھیں جس کی بنا پر بگولے خوفناک داستانیں رقم کر رہے تھے سمندر کی سنسنی لہریں اس طرح اٹھ رہی تھیں گویا وہ بحری سوچوں کو متزلزل کر کے ساحلوں کی ہواؤں کو اداس اور اذیت ناک بنا دینا چاہتی ہوں۔

دوریا کے ان الفاظ کے جواب میں حوقل کچھ دیر تک خاموش رہا پھر کہنے لگا۔

"نہیں وہ بھاگنے والا نہیں ہے میری ایک بات یاد رکھنا اس سمندر کے اندر وہ اچانک ودار ہوگا اور ہماری راہ روک کر کھڑا ہوگا اس لئے کہ......"

"دوریا تم جانتے ہو کہ یورپ کے کچھ لوگ اسے بحر کا دیوتا کوئی اسے پانیوں کا عقاب ئی اسے سمندروں کا راز داں کہتا ہے وہ سمندر کے سارے بھید جانتا ہے کہیں سے بھی یک اٹھ کر حملہ آور ہونے کا فن اور ہنر بھی رکھتا ہے ایک بات یاد رکھنا گو اس وقت ہم لے سمندر میں ہیں اور چاروں طرف وہ ہمیں کہیں بھی دکھائی نہیں دیتا لیکن اچانک نمودار گا اور پانسہ پلٹ کر رکھ دے گا لہٰذا ہمیں محتاط رہنا چاہئے اس لئے کہ......"

اس سے آگے حوقل کچھ نہ کہہ سکا اس لئے کہ سمندر کے اندر وہ کوئی آواز سننے کی کوشش رہا تھا پھر فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے دوریا سے کہنے لگا۔

دوریا سن دھند کے اندر سے ایک آواز آ رہی اور میں تمہیں وثوق سے کہتا ہوں یہ آواز ر الدین باربروسہ کے ساتھیوں کی ہے دوریا نے بھی خاموش ہو کر کان ادھر لگا دیئے تھے ا کی ساعت سے آواز ٹکرانے لگی کوئی کہہ رہا تھا۔

"ہم نوا میں فطرت کے پاسبان ہیں کوئی ہمیں اپنے اندھیروں کا اسیر نہیں کر سکتا۔

"ہم جستجو میں بھٹکنے والے بے روک بگولے ہیں کوئی ہمیں جس رنگ میں قید نہیں کر سکتا۔

ہم دست ہوس کے دشمن ہیں کوئی بند دروازہ ہماری راہ نہیں روک سکتا۔

ہم خود اپنی ذات کا زاد سفر ہیں کوئی ہمیں اپنے عہد کا غبار آلود کرب نہیں بنا سکتا۔

ہماری تکبیریں ہمارا حصار ہیں کوئی ہمارے پاؤں میں تھکن کی زنجیریں اور بازو میں الی کے حلقے نہیں ڈال سکتا۔

عنقریب ہم اپنے عزم سے نفرت کی عبادت لکھنے والوں الجھے الجھے نوکیلے وسوسے پھیلانے والوں کو ریزہ ریزہ کر کے عمر بھر کی اسیری ان کا مقدر بنا دیں گے۔"

آواز آنی بند ہوگئی پھر دوریا نے دیکھا سامنے کی طرف سے کچھ بحری جہاز نمودار ہوئے ر اگلے جہاز کے عرشے پر خیر الدین باربروسہ اور اس کا دست راست طرغوت تھے دوریا کے بحری بیڑے کو دیکھتے ہی خیر الدین باربروسہ اور طرغوت کے ساتھیوں نے بیک و بان ہو کر پوری قوت سے پکارا تھا۔

"ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کی انسانی شر سے۔"

دوریا اور حوقل خوش تھے اس لئے کہ ان کے سامنے جو بحری بیڑہ خیرالدین بار
طرغوت لے کر نمودار ہوئے تھے وہ چھوٹا سا ایک بحری بیڑہ تھا لیکن اچانک ہی او
پڑے کہ دائیں جانب سے ایک اور بحری بیڑہ نمودار ہوا اس کی قیادت حسن کرسو اور کا
رہے تھے قریب آ کر انہوں نے بھی اپنا نعرہ بلند کیا وہ کہہ رہے تھے قہر کرب خیر
اپنے امیر کی پناہ مانگتے ہیں دوریا اور حوقل ابھی انہیں کی طرف دیکھ رہے تھے کہ
تیسری جانب سے بھی ایک بحری بیڑہ نمودار ہوا اور اس کی کمانداری صالح اور ضنعا
رہے تھے ان کے ساتھ باربروسہ کا بیٹا حسن بھی تھا قریب آ کر انہوں نے بھی اپنا نع
کیا انہوں نے کہا تھا۔

"ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کی سمندر کے اندر سرگرداں شیطانی گماشتوں سے"

اب تین اطراف سے خیرالدین باربروسہ کے ساتھی دوریا اور حوقل کے بحری بیڑ
طرف بڑھ رہے تھے چاروں طرف چپ تھی سمندر کھول رہا تھا زمین خاموش آسمان
پرسکون تھا جیسے وہ سمندر کے اندر کسی ہولناک اور برباد کر دینے والے انقلاب کے منت
گئے ہوں۔

خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالار تین اطراف سے بحر کے محتسبوں سمندر کے محرموں فتح مندی کے جویاؤں، آگ کے پیرہن میں کھولتے لمحوں اور خلاؤں میں جلتے آفتاب کی طرح دوریا اور حوقل کے بحری بیڑے کی طرف بڑھے تھے پھر نزدیک آ کر سب سے پہلے خیرالدین باربروسہ نے اپنے کام کی ابتدا کی اور وہ دشمن کے بحری بیڑے پر برگ کی خاموشی میں غرق کر دینے والے طوفانوں، معجزگانہ حرکات کے مالک کی سی ضرب لگانے والے حق کے دست راست اور اقوام کی تقدیر بدل دینے والے عقیدتوں کے عروج کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

اس کے تھوڑی ہی دیر بعد حسن کرسو اور کاکاد بھی اپنے کام کی ابتدا کر چکے تھے اپنے ساتھ کے بحری بیڑے کو وہ قریب لائے اور دوریا اور حوقل کے ایک پہلو پر وہ پل بھر میں اپنے دشمن کو لاش کی طرح سرد کر دینے والے سمندر کے فسوں لمحہ بھر میں اپنے غنیم کو پریشان ہوئے گل کی طرح اڑا دینے والی تلخ سچائیوں کی گرفت کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

حسن کرسو اور کاکاد کے ساتھ ہی ضنعان صالح اور خیرالدین باربروسہ کا بیٹا حسن بھی حرکت میں آ چکے تھے اور وہ بھی فضاؤں کی نیل گوں پوشاک میں لامتناہی قوت کی موت بحر کے طوفانوں کے اندر اٹھ کھڑے ہونے والے سیل بلاخیز اور ہواؤں کو آہ و زاری اور نالہ و ماتم سے بھر دینے والے موت اور نیستی کے عناصر کی طرح ٹوٹ پڑے تھے

دوسری جانب دوریا اور حوقل بھی صحراؤں کے طوفانوں سے اٹھتے بھڑکتے آگ کے الاؤ اور یادوں کے سڑے سوکھے لمحوں میں اندھی پیاسی خواہشوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے

سمندر کے اندر کچھ ایسا سماں برپا ہو گیا تھا جیسے درد کے صحرا میں گرد کے نزول نے اپنے کام کی ابتدا کر دی ہو تیز ہواؤں کے شور، طوفانوں کے زور میں مرنے والوں کی چیخیں اور حملہ آور ہونے والوں کے نعروں کے باعث سمندر کا قطرہ قطرہ سہم گیا تھا موج موج خوفزدہ ہونا شروع ہو گئی تھی

دونوں طرف کے لشکری ایک دوسرے کے جہازوں پر کودتے ہوئے حملہ آور ہو
تھے تلواریں ڈھالیں برس رہی تھیں نیزے اور تیر فضاؤں میں تیرتے ہوئے انسانی جسم
کو چھیدنے لگے تھے ایسے میں جب جنگ اپنے عروج پر تھی ہر کوئی دوسرے کا حلقوم کا
کے درپے تھا اچانک خیر الدین باربروسہ نے اپنے حصے کے بحری بیڑے کی کمانداری ا
نائب طرغوت کے حوالے کر دی پھر حکماً اس نے ناشر الصوت اپنے منہ سے لگایا اور ا
لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ بھڑکتی اور کھولتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

”میرے شیر دل لشکریو! میرے پرعزم ملاحو! میں خیر الدین باربروسہ بول رہا
تمہارے مقابل اس وقت دوریا اور حوقل کا بحری بیڑہ ہے تم سے نبرد آزما ہونے وا
انسانی فکر کے قاتل ہیں انحطاط وزوال کرب اور فراق وہجر کا دکھ بن کر ان پر چھاتے
جاؤ۔

یہ ظلمات کے فرزند ہیں ان کی حالت بڑی تیزی اور سرعت کے ساتھ گورستان
متلاشی بے اولادوں، پانیوں سے ابھرتی پیاس سی تشنگی سے بھی ہولناک و بدتر کرتے
جائے۔

یہ استبداد کی اولاد ہیں انہیں راہبوں سے خالی راہب خانوں کی طرح اداس اور ا
کرتے چلے جاؤ۔

آندھیوں کے حریف میرے ساتھیو! اپنے مدمقابل کو دشت جنون میں پژمردہ
بداماں کر کے رکھ دو شب کے انتظار میں بھاگتا یہ دن دیکھے کہ تم لوگ ان کے جسم میں
کرتے لہو میں چنگاریاں بن کر حلول کر گئے ہو شعلے اگلتے آتش کی طرح آگے بڑھو ان
دلوں میں ہزیمت کی راکھ بھر دو اور اس طلسم کدہ حیرت میں روشنی کی کرنیں بن کر ا
کی سیڑھیوں پر لا کھڑا کرو۔

میرے عزیز ساتھیو قسم کعبہ کے رب کی! اگر تم اپنے پورے خلوص اپنی پوری جا
سے اپنے خدائے واحد کو اپنا کلی اور واحد مددگار خیال کرتے ہوئے سرفروشانہ انداز م
آور ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں تھوڑی ہی دیر تک فتح اور فوز مندی تمہارے قدم
گی۔“

یہاں تک کہنے کے بعد باربروسہ خاموش ہو گیا تھا اس نے جو الفاظ اور جملے ا
تھے ان کے جواب میں اس کے ملاحوں اور لشکریوں کے اندر ایک آگ سی بھڑک ا
اور وہ پربتوں سے اترتی کہر کی طرح دشمن پر چھاتے ہوئے ان کے دلوں کے اندر

ت کے حروف رقم کرنے لگے تھے۔
ان کی ساعت میں شکستوں کے جلتے لمحیں اور کرنوں کا بے نوا کرب ڈالنے لگے تھے
ی آنکھوں میں قطرہ قطرہ زہر ٹپکاتا خوف انہوں نے بھر کر رکھ دیا تھا۔

کھلے سمندر میں اندریا دوریا اور حوقل کو خیر الدین باربروسہ طرغوت حسن کرسو کا دصالح
اور حسن کے مقابلے میں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اپنے بچے کھچے لشکر کو
ظ کرنے کے لیے دوریا اور حوقل دونوں بھاگ کھڑے ہوئے اس بھاگ دوڑ میں جہاں
الدین باربروسہ اور ان کے ساتھیوں نے ان کا کچھ قتل عام بھی کیا بلکہ ان کے جہازوں
کشتیوں پر بھی قبضہ کر لیا اس طرح کھلے سمندر میں اندریا دوریا اور حوقل دونوں کو خیر
ین باربروسہ کے مقابلے میں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

دوریا اور حوقل دونوں ہی خیال کر رہے تھے کہ وہ خیر الدین باربروسہ اور اس کے
وں سے جان بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن اس وقت انہیں انتہا
کی حیرت ہوئی جب کھلے سمندر کے اندر انہیں احساس ہوا کہ خیر الدین باربروسہ بڑی
اسے ان کے تعاقب میں لگا ہوا ہے اس کی چھوٹی بڑی کشتیاں بڑے جہازوں کے
بڑی تیزی سے پیش قدمی کر رہی تھیں۔

دوریا اور حوقل خوفزدہ ہو گئے انہوں نے سمندر کے اندر اپنا رخ بدل لیا اس طرح وہ یہ
چاہتے تھے کہ باربروسہ اپنے ملاحوں کے ساتھ ان کے تعاقب میں لگا ہوا تھا یا وہ کسی
کا رخ کر رہا تھا۔

ب انہوں نے رخ بدلا تو انہیں کچھ سکون ہوا اس لئے کہ خیر الدین باربروسہ ان کے
ل آیا تھا اس نے اپنا رخ بدل لیا تھا اور وہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی کا رخ کر

آبنائے خینا سے گزرا جہاں ہمیشہ مدوجذر رہتے ہیں اس نے سب سے پہلے اٹلی شہر
ہدف بنایا شہر پر وہ حملہ آور ہوا شہر کے اندر جو محافظ لشکر تھا اسے موت کے گھاٹ
شہر کی اس نے اینٹ سے اینٹ بجا دی شہر کی ساری دولت سمیٹ کر اپنے بحری
امیں اس نے منتقل کر دی تھی۔

اس کے بعد اس نے اٹلی میں مزید پیش قدمی کی اور اپنی صرف اٹھارہ کشتیوں سے اٹلی
اور شہر جگراچت پر حملہ آور ہوا ان اٹھارہ کشتیوں نے ساحلی شہر میں تباہی مچا دی
لائے جو کچھ ملا اس نے اپنی جنگی کشتیوں میں منتقل کر دیا اس کے بعد وہ اطالیہ

ساحل پر دور تک جہاں موقع ملا اترتا اور دھاوا بولتا چلا گیا تھا۔

یہاں تک کہ وہ اٹلی کے ساحل پر بلا روک ٹوک یلغار کرتا ہوا شہروں کو لوٹتا تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلتا سمندر کے طوفان کی طرح اپنے سامنے آنے والی روندتا ہوا اٹلی کے شہر فوندی جا پہنچا۔

یہاں اس نے راتوں رات اپنے لشکر کا ایک حصہ ساحل پر اتار کر فوندی لوٹ لیا یہاں یورپ کی حسین ترین لڑکی جولیا گون تسا گا رہتی تھی۔

جولیا گون تسا گا کولونہ خاندان کے ایک امیر کی بیوہ اور ارا گون کی بہن تھی۔ اٹلی کے عشق نگار شعراء نے اس کے حسن کی تعریف میں قصیدے کے قصیدے ڈالے تھے جولیا بھی اسی قدر تحسین کی مستحق تھی کیونکہ اس کا حسن و جمال اور اس کی کشش ایک مثالی حیثیت رکھتی تھی۔

کہتے ہیں فوندی پر جب باربروسہ نے حملہ کیا اور یہ حملہ کیونکہ رات کے وقت جولیا کے خدام نے جب اسے مسلمانوں کے اس حملے کے خطرے سے آگاہ کیا بس اتنا وقت ملا کہ بستر سے اٹھ کر ایک بے زین گھوڑے پر سوار ہو گئی اور اندھیرے میں گھوڑا دوڑاتی ہوئی دور نکل گئی۔

یورپ کے بعض لکھنے والوں کا بیان ہے کہ جولیا صرف شب خوابی کا لباس تھی بعض کا کہنا ہے کہ اس کے جسم پر ایک تار بھی نہ تھا معلوم نہیں اصل واقع کیا اس کے ہمرکاب اس کا ایک معزز مصاحب تھا جسے بعد میں جولیا کے خاندان والوں کر دیا اس لئے کہ اس نے جولیا کو برہنہ حالت میں دیکھ لیا تھا۔

خیر الدین باربروسہ کے اٹلی پر حملے اور اس کے کئی شہروں کو تباہ اور برباد کر لینے سے یورپ کے اندر ایک ہلچل مچ گئی شاہی درباروں میں لوگ مشتعل یورپ والوں کا کہنا تھا کہ اٹلی پر حملہ کر کے خیر الدین نے ایک طرح سے یورپ کے کان پکڑ کر کھینچ لئے ہیں۔

جب تک اہل یورپ اٹلی پہنچتے اس وقت تک باربروسہ اپنا کام کر چکا تھا مختلف ممالک نے جب اپنے بحری بیڑے رومۃ الکبریٰ کی حفاظت کے لئے تک باربروسہ اپنا کام ختم کر کے روپوش ہو گیا پھر وہ اپنے جنگی جہازوں اور بڑی تیزی سے واپس افریقہ کا رخ کر رہا تھا۔ دوبارہ وہ اس جگہ آیا جہاں اس حوقل کو شکست دی تھی۔ یہ دن کا وقت تھا وقت گزارنے کے لئے وہ سمندر کے

سرگرداں رہا شاید وہ رات کے وقت کسی اور انتہائی اہم مہم کی ابتداء کرنا چاہتا تھا۔

✿✿✿

دوسری جانب افریقہ ہسپانیہ والوں کا حاکم اور سالار بھی حالات کا جائزہ بڑی گہری نگاہ سے لے رہا تھا اسے دوریا اور حوقل کے باربروسہ کے خلاف سمندر میں اترنے کی اطلاع ہو چکی تھی وہ پر امید تھا کہ جتنا بڑا بحری بیڑہ اندریا دوریا لے کر آیا تھا اس کا مقابلہ کرنا خیر الدین باربروسہ کے بس کی بات نہیں لہٰذا اسے سو فیصد یقین تھا کہ دوریا کے ہاتھوں خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کی شکست یقینی ہے۔

لیکن جب رات کے وقت اسے یہ خبر پہنچی کہ ہسپانیہ کے بحری بیڑے کو کھلے سمندر کے اندر خیر الدین باربروسہ نے بدترین شکست دی ہے اور ہسپانیہ کے بحری جہازوں اور کشتیوں پر بھی اس نے قبضہ کر لیا ہے اور تب مون کیڈ کے پاؤں تلے سے ایک دفعہ زمین کھسک کر رہ گئی تھی وہ بھونچال اور زلزلے کا شکار ہو گیا تھا وہ امید بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اتنے بڑے بحری بیڑے کو خیر الدین باربروسہ شکست سے دوچار کر دے گا۔

اس رات خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں نے ایک اور کام کر دکھایا شام سے پہلے ہی پہلے انہوں نے اندریا دوریا اور حوقل کو بدترین شکست دے کر ان دونوں کا تعاقب بھی کیا پھر سمندر کے اندر سرگرداں رہتے ہوئے وقت گزارتے رہے رات جب گہری ہو گئی تو طوفانی انداز میں وہ ساحل کی طرف بڑھے۔

اپنے مسکن واپس آنے کے بجائے باربروسہ نے ٹیونس کا رخ کیا تھا آدھی رات کے قریب اپنے بحری بیڑے کو ساحل پر لنگر انداز کیا پھر اس نے ٹیونس کے حکمران مولائے حسن پر شب خون مارا یہ ایسا شب خون تھا جس کو مولائے حسن برداشت نہ کر سکا۔

ٹیونس کا حکمران جس نے ہر وقت ہسپانیہ والوں کا ساتھ دیا تھا رات کے وقت اس حملے نے اسے بوکھلا کر رکھ دیا تھا اس نے اپنی طرف سے بہت کوشش کی حملہ آوروں کو روکے جوابی کارروائی کرے لیکن جب اسے اور اس کے ساتھیوں کو یہ خبر ہوئی کہ ان پر شب خون مارنے والا خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھی ہیں تب حسن کے تحت جو لشکری کام کر رہے تھے وہ بددل ہو گئے اور بہت سے رات کی تاریکی میں اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے جنہوں نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی ان کا خیر الدین باربروسہ اور اس کے ملاحوں نے خاتمہ کر دیا تھا۔

ٹیونس کا حکمران حسن اپنی جان بچا کر فرار اور روپوش ہو گیا تھا کسی کو کچھ خبر نہ تھی کہ وہ

کدھر گیا تاہم صبح کا سورج جب طلوع ہوا تو اس نے دیکھا کہ ٹیونس پر خیر الدین بار[بروسہ] کا قبضہ ہو چکا تھا اور دوپہر تک یہ خبر مون کیڈ تک بھی پہنچ چکی تھی۔

مون کیڈ پہلے ہی کھلے سمندر میں ہسپانیہ کے بحری بیڑے کی شکست پر پریشان ا[ور فکر]مند تھا اور جب اسے اس کے طلایہ گروں نے یہ اطلاع دی کہ رات کے وقت خیر ا[لدین] باربروسہ نے ٹیونس پر شب خون مارا اور ٹیونس کے لشکر کو تہہ تیغ کر کے ٹیونس پر قبضہ [کر لیا] ہے اور ٹیونس کے بادشاہ حسن کا کوئی پتا نہیں وہ کدھر چلا گیا ہے تب اس خبر نے ایک [طرح] سے مون کیڈ کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔

⚝⚝⚝

راہب بطروش قحطانی سردار کعب بن عامر کی حویلی کے دروازے پر دستک دے رہا تھا اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا فضاؤں کے اندر گہری تاریکیاں چھا چکی تھیں لوگ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو جا چکے تھے۔

حویلی کا دروازہ کھول کر بسیط اسے اندر لے گیا تھا جب وہ دیوان خانے میں گیا تو اس وقت دیوان خانے میں کعب بن عامر، مغیرہ بن کعب، میسونہ اور معاذ بیٹھے آپس میں کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔

بطروش جب کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا تب سب نے اپنی جگہ سے اٹھ کر بہترین انداز میں اس کا استقبال کیا بطروش اندر داخل ہوا کعب بن عامر کے پہلو میں بیٹھ گیا کچھ دیر خاموشی رہی پھر کعب بن عامر نے اسے مخاطب کیا۔

بطروش میرے عزیز تمہاری آمد سے پہلے ہم سب حسن کرسو سے متعلق گفتگو کر رہے تھے دراصل اس کی وجہ سے ہم سب پریشان ہیں میری بیٹی نابیل کی شادی ہو گئی وہ اپنے گھر چلی گئی لیکن حسن کرسو اس کی شادی میں شرکت کرنے کے لئے نہیں آیا تم نے کہا تھا نئی دنیا کی طرف سے ہسپانیہ کا ایک قافلہ مال لے کر آنے والا ہے اور کاکا اور وہ اس پر حملہ آور ہونے کے لئے جب ادھر آئیں گے تو معاذ اور اس کے نکاح کا اہتمام کر دیا جائے گا لیکن تم دیکھتے ہو کہ وہ اس وقت تک نہیں آیا میرے عزیز! کیا تم بتاؤ گے اس وقت وہ کہاں ہے ہم سب اس کے متعلق پریشان ہیں اور سب سے زیادہ پریشان معاذ ہے اس لئے کہ اسے ہم اس کے ساتھ منسوب کر چکے ہیں اور اس موقع پر اس کا پریشان ہونا......''

اس سے آگے کعب بن عامر کچھ نہ کہہ سکا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بطروش بول اٹھا تھا۔

''میرے محترم جو کچھ آپ نے کہا وہ اپنی جگہ درست ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ اس قدر مصروف تھا کہ نابیل کی شادی میں شرکت نہ کر سکا بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس کا شرکت نہ کرنا ہی بہتر ہے اس لئے کہ شلمی قبیلے کا سردار ثعلب بن حلوان مسلمانوں کے لئے خطرے

کانشان بنتا جارہا تھا وہ بڑے تگ ودو کے ساتھ ڈان جان کے لئے کام کررہا تھا۔

جہاں تک حسن کرسواور کاکادکا نئی دنیا سے آنے والے قافلے پرحملہ آور ہونے کا تعلق ہے تو اس میں کچھ تبدیلی ہوچکی ہے۔

میں نے آپ سے ذکر کیا تھا کہ نئی دنیا سے دو قافلوں نے ایک مہینے کا وقفہ ڈال کر آنا تھا ایک قافلہ ہسپانیہ والوں کا دوسرا انگلستان والوں کا تھا انگلستان کے قافلے نے ایک ماہ بعد کوچ کرنا تھا لیکن اب جو فیصلہ ہوا اس کے مطابق ہسپانیہ اور انگلستان کے قافلے دونوں اکٹھے نئی دنیا سے مشرق کا رُخ کریں گے ایسا مشاہدہ اپنے تحفظ کے تحت کررہے ہیں اس بناء پر حسن کرسو یہاں نہیں آیا۔

آپ لوگوں کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ساحل کے ماہی گیروں اور ملاحوں کے ذریعے میرا حسن کرسو کے ساتھ باقاعدہ رابطہ ہے۔

حسن کرسو اس مہم کے سلسلے میں جب کاکاد کے ساتھ مغرب کا رخ کرے گا میں آپ لوگوں کو بروقت اطلاع کردوں گا لہٰذا اس کے ساتھ معاذ کے نکاح کا اہتمام کردیا جائے گا۔" یہاں تک کہنے کے بعد بطروش رُکا کچھ سوچا پھر وہ کعب بن عامر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ایک موضوع ختم ہوا اب میں آپ کے لئے چند اچھی خبریں رکھتا ہوں۔"

سب چونکنے کے انداز میں بطروش کی طرف دیکھنے لگے پھر معاذ نے بڑی بے تابی سے بطروش کو مخاطب کیا۔

"بھائی اگر آپ کے پاس اچھی خبریں ہیں تو آپ سنانے میں تاخیر سے کام کیوں لے رہے ہیں۔"

اس پر بطروش نے ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر وہ کہنے لگا۔

"پہلی اور بہترین خبر یہ ہے کہ خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں نے ہسپانیہ کے بحری بیڑے کو بدترین شکست دی ہے ہسپانیہ کے بحری بیڑے کی کمانداری اندریا دوریا کررہا تھا سمندر کے اندر قذاقی کرنے والوں کا سردار حوقل بھی اس کے ساتھ تھا کھلے سمندر کے اندر یہ خوفناک ٹکراؤ تھا جس کے نتیجے میں خیرالدین باربروسہ فتح مند رہا اور اندریا دوریا اور حوقل دونوں شکست اٹھا کر بھاگے ان کے جہازوں اور کشتیوں پر بھی خیرالدین باربروسہ نے قبضہ کرلیا ہے۔

دوسری اچھی خبر یہ ہے کہ جس روز کھلے سمندر میں خیرالدین باربروسہ نے اندریا دوریا

اور حوقل کو شکست دی شکست دینے کے بعد خیرالدین باربروسہ اپنے مسکن نہیں گیا سمندر کے اندر سرگرداں رہا اور پھر آدھی رات کے قریب طوفانی انداز میں ساحل کی طرف گیا ٹیونس کے ساحل پر لنگر انداز ہوا اور ٹیونس پر اس نے ایسا ہولناک شب خون مارا جس کسی نے بھی مزاحمت کی اس نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ٹیونس کا حکمران حسن جو ماضی میں ہمیشہ خیرالدین کے مقابلے میں ہسپانیوں کا ساتھ دیتا رہا ہے وہ کہیں روپوش ہو چکا ہے اور ٹیونس کے سارے علاقوں پر خیرالدین باربروسہ نے قبضہ کرلیا ہے۔

یہ دونوں خبریں سن کر کعب بن عامر، مغیرہ بن کعب، میسونہ اور معاذ اور بسیط کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی اس موقع پر اچھلنے کے انداز میں معاذ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور بھاگتی ہوئی دیوان خانے سے باہر نکل گئی تھی تھوڑی دیر بعد وہ لوٹی اس کے ہاتھ میں چاندی کا ایک طشت تھا اور اس کے اندر اس نے تازہ پنیر کاٹ کر سجایا ہوا تھا سب سے پہلے معاذ وہ طشت اپنے باپ ماں اور بھائی کے سامنے رکھ گئی انہوں نے کچھ ٹکڑے اٹھا لیے پھر وہ طشت معاذ نے مسکراتے ہوئے بطروش کے سامنے رکھا پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

بطروش میرے بھائی آپ نے ہمیں ایسی خبریں سنائی ہیں جنہیں سننے کے لیے ایک عرصے سے دل چاہتا تھا اب اس طشت میں جس قدر تازہ پنیر ہے یہ سب آپ نے کھانا ہے یہ......"

معاذ اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکی بطروش نے مسکراتے ہوئے پنیر کا ایک ٹکڑا اٹھایا پھر معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"معاذ میری بہن! یوں نہیں چلے گا دیکھ میں اکیلا کھاتا ہوا اچھا نہیں لگتا میری بہن بھی کھائے تو میری خوشی دوچند ہوجائے گی۔" اس پر ہاتھ آگے بڑھا کر معاذ نے بھی ایک ٹکڑا اٹھالیا کچھ دیر کمرے میں خاموشی رہی اس کے بعد بطروش پھر بول اٹھا۔

"ایک اور بھی خوشخبری ہے لیکن وہ پرانی ہوچکی ہے اور ہوسکتا ہے آپ لوگوں نے سن لی ہو۔"

معاذ کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی کہنے لگی۔

"وہ کون سی خوشخبری ہے بھائی آپ کہیں تو۔"

اس پر بطروش کہنے لگا "خبر یہ ہے کہ موہاکس کے میدانوں میں سلطان سلیمان نے یورپ کے لشکر کو بدترین شکست دی ہے اس جنگ کی ابتداء کرنے والا ہنگری کا بادشاہ لوئی

تھا جو ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کا بہنوئی ہے جہاں چارلس کی بہن لوئی کی بیوی تھی
لوئی کی بہن کی شادی چارلس کے چھوٹے بھائی اور آسٹریا کے حکمران فرولندہ سے
تھی۔

اس جنگ میں لوئی مارا جاچکا ہے سلطان نے یورپ کے متحدہ لشکر کو بدترین شکست
جن لوگوں نے ہمیں خبر دی وہ کہتے تھے کہ سلطان کے ہاتھوں اس قدر مال غنیمت
جس کا شمار نہیں ہے۔"

بطروش جب خاموش ہوا تب معاذ نے اسے مخاطب کیا۔

"بطروش میرے بھائی! آپ نے جو خبریں دی ہیں وہ ہمارے لئے خوشی کا باعث
پر میرا دل کہتا ہے کہ مسلمانوں کی کامیابیوں کا کوئی نہ کوئی ردعمل ضرور ہوگا اس لئے
چارلس......"

معاذ اپنی بات مکمل نہ کرسکی اس لئے کہ بطروش بول پڑا تھا۔

"میری بہن تمہارا اندازہ درست ہے جہاں تک ہسپانیہ والوں کی کھلے سمندر
شکست کا تعلق ہے تو میرا دل کہتا ہے کہ چارلس بذاتِ خود ایک بہت بڑے بحری بیڑے
کے ساتھ خیرالدین باربروسہ کے مقابلے میں نکلے گا اس لئے کہ وہ کسی بھی صورت پسند نہ
کرے گا کہ خیرالدین باربروسہ کا افریقہ کے وسیع علاقوں پر قبضہ ہو جائے اس کے
طرح قابض ہونے سے جہاں سسلی کو خطرہ لاحق ہوگا وہاں ہسپانیہ کا ساحل بھی محفوظ نہ
رہے گا۔

ان دنوں چونکہ ہسپانیہ کے علاوہ جرمنی، اٹلی، سسلی، بیلجیئم وغیرہ سب کا شہنشاہ یہ چارلس
ہی ہے لہٰذا چارلس اپنے علاقوں کو محفوظ کرنے کے علاوہ اندریا دوریا اور حوقل کی شکست
انتقام لینے کے لئے نکلے گا۔

ادھر جو سلطان سلیمان نے موہاکس کے میدانوں میں یورپ کی متحدہ قوت کو شکست
میرا دل کہتا ہے وہاں بھی ایک ردعمل اٹھے گا جہاں ہسپانیہ کا شہنشاہ چارلس کا تعلق ہے
ایک بہت بڑا بحری بیڑہ تیار کر کے سمندر میں اترے گا اس لئے کہ اس قسم کا بحری بیڑا
کرنا اس کے لیے مشکل نہیں وہ اس وقت سات ملکوں کا شہنشاہ ہے اور ساتوں ملکوں
بحری بیڑے کو اکٹھا کر کے بھی وہ خیرالدین باربروسہ کے خلاف حرکت میں آسکتا ہے
دوسرا ردعمل جو یورپ میں نمودار ہوسکتا ہے وہ یہ کہ ہسپانیہ کا شہنشاہ چارلس اپنے
فرولندہ کو جو آسٹریا کا حکمران ہے رسد اور کمک فراہم کرے گا اور اسے یہ ترغیب دے گا

وہ آگے بڑھ کر ہنگری پر قبضہ کرلے اس لئے کہ ہنگری کا بادشاہ ان کا بہنوئی تھا میرا اندازہ ہے کہ فرولندہ ایسا کر گزرے گا اس لئے کہ موہاکس میں دشمن کو شکست دینے اور مال غنیمت سمیٹنے کے بعد سلطان قسطنطنیہ واپس جاچکا ہے اب دیکھیں کیسے کیسے ردعمل سامنے آتے ہیں۔

بطروش جب خاموش ہوا تب کعب بن عامر بول اٹھا۔

"بطروش میرے عزیز ہم سب تمہارے لشکر گزار اور ممنون ہیں کہ تم نے ہمیں اتنی اچھی خبریں دیں پر ایک مسئلے پر تم نے گفتگو تو کی ہی نہیں البشارات سے گزر کر کافی بے بسی اور مجبور مسلمان جنوب میں ماہی گیروں کی بستی کا رخ کر چکے ہیں لہٰذا انہیں افریقہ لے جانے کا اہتمام کرنا چاہتے ہیں ان دنوں چونکہ ڈان جان مسلمانوں کے خلاف ایک زہریلا ناگ بن کر بیٹھا ہوا ہے اور پھر جیسا کہ تم جانتے ہو شلبی قبیلے کا ثعلب بن حلوان اس کے لئے جاسوسی اور اس کے لئے ایک دست راست کا کام دے رہا ہے تو ان حالات میں ہجرت کرنے والے بے بس لوگوں کو زیادہ دیر تک ماہی گیروں کی بستی میں نہیں رکھا جاسکتا۔"

کعب بن عامر جب خاموش ہوا تب بطروش کہنے لگا۔

"مجھے اس کا احساس ہے آپ کو اس سلسلے میں پریشان اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے جن ماہی گیروں کے ذریعے میرا خیرالدین باربروسہ سے رابطہ ہے ان کے ذریعے میں نے خیرالدین باربروسہ کو آگاہ کر دیا ہے اب دیکھیں وہ کب جہازوں کو بھیجتا ہے جو مسلمانوں کو افریقہ کی طرف لے جائیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی بطروش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

"میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا کہہ چکا اب مجھے اجازت دیں میں جاتا ہوں۔"

کعب بن عامر اور مغیرہ بن کعب بھی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے دونوں بطروش کو اپنی حویلی کے دروازے تک چھوڑنے گئے اور بطروش ان دونوں کو الوداع کہتا ہوا اپنی خانقاہ کی طرف جا رہا تھا۔

سلطان سلیمان اپنے قصر کے ایک کمرے میں اپنے عمائدین اپنے وزیر ابراہیم اور دوسرے سالاروں اور مشیروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور مختلف سمتوں سے آنے والے اپنے مخبروں سے کام کی خبریں سن رہا تھا۔

گو سلطان سلیمان کی ابھی تک کوئی خواہش نہیں تھی کہ وہ یورپ پر ضرب لگائے لیکن مخبروں نے اسے بتایا کہ یورپ والے ہر وقت اس کے حملے کی توقع رکھتے ہیں اور اہل یورپ اس پر کڑی نگاہ رکھتے ہوئے اسے وہ یورپ کے لئے مشرق کا ایک خطرناک اور طاقتور سربراہ سمجھتے ہیں۔

یورپ والوں کا یہ نظریہ درست بھی تھا آخر وہ خلفاء کا جانشین تھا ان ترکوں نے اب ان عربوں کی جگہ سنبھال لی تھی جنہوں نے صلیبی جنگوں کے بہادروں سے یروشلم چھینا تھا اور اب تو خود پروٹسٹنٹ مذہب کا پوپ لوتھر یورپ کے شہر شہر گھوم پھر کر یہ کہتا پھر رہا تھا کہ ترک خداوند قدوس کی طرف سے اہل یورپ کے لئے عذاب ہیں اس کے علاوہ جو بھی سیاح یا سفیر سلطان سلیمان کی بارگاہ میں ایک بار حاضر ہوتے واپس جا کر اپنی مملکتوں میں یہی دہراتے۔

”جس زمین پر ترکوں کے سلطان کے گھوڑے کی ٹاپ پڑ گئی وہ ہمیشہ کے لئے اس کی ہو گئی۔“

مذہبی تعصب کی وجہ سے یورپ کے درباروں اور دانش گاہوں میں اس ترک اعظم کا تصور یہ تھا کہ وہ ایک فاتح ہے جو ان پر پے در پے حملے کیے جا رہا ہے ہنگروی بلغاریوں بوسنیا والوں کے علاوہ ابھی تک کسی اور کو ترکوں سے پالا نہیں پڑا تھا لہٰذا ترکوں کے اصل حالات سے انہیں آگاہ ہی نہیں تھی۔

ہاں وہ اتنا ضرور جانتے تھے کہ اندلس کے اسلامی اسپین کا وہ مرکب تمدن جس نے غرناطہ کا حسن تخلیق کیا تھا اب ملیا میٹ کیا جا رہا ہے عربوں کو اندلس سے نکال کر افریقہ کی طرف ہجرت کر جانے پر مجبور کیا جا رہا ہے اور یہ کہ بعض عربوں نے سلطان سلیمان کے

ہاں بھی پناہ لے لی ہے۔

سلطان سلیمان ایک ایسے ترکی تمدن کا ضرور خواہش مند تھا جو سب سے الگ تھلگ ہو مگر جسے ایشیا اور یورپ دونوں عزت کی نگاہ سے دیکھیں اس کا شہر قسطنطنیہ دو سمندروں اور دو براعظموں کے درمیان تھا وہ چاہتا تھا اس میں ایسے لوگ بسائے جائیں گے جو دوسرے ملکوں سے نکالے گئے ہوں جنہیں ایشیا اور یورپ کی اور قوموں سے کچھ لینا دینا نہ ہو کوئی واسطہ نہ ہو جو سوچیں سلطان سلیمان کی تھیں انہیں سوچوں کے تحت سکندر اعظم نے عروس البلاد سکندریا کو آباد کیا تھا۔

سلطان سلیمان زیادہ جاہ و جلال اور بناوٹ کا قائل نہیں تھا اسے ان عملی باتوں سے دلچسپی تھی جن کی تکمیل کا کوئی امکان ہو اس کے نزدیک گھر کی حیثیت محض یہ تھی کہ وہ ایک خاندان کو سردی اور بارش سے محفوظ رکھ سکتا ہو اس نے معماروں کو حکم دیا کہ شہر کی فصیلوں کو ڈھا کر پانی کی نہریں بنائی جائیں جن سے لوگ مستفید ہوں وہ ایک نئے ترکی طرز تعمیر کا بھی جو یہ تھا اس سے پہلے ساری مسجدیں عہد قدیم کی بنائی ہوئی جامع صوفیہ کی نقل ہوتی تھیں لیکن وہ چاہتا تھا کہ ان کا اپنا کوئی طرز تعمیر ہو ساتھ ہی وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ ادب حرف فارسی ہی میں کیوں لکھا جائے۔

اپنی فتوحالت اور شان و شوکت کے باعث اہل یورپ سلطان سلیمان کو ترک اعظم کہتے تھے اس کی خدمت میں حاضر ہونے والے سفیر جب اس کے تاج کے طرے کی سلوٹوں میں جواہرات کی خیرہ کن جگمگاہٹ دیکھتے اور سلطان کے وزیر ابراہیم کی زبانی سات برجوں کے خزانے کا فخریہ بیان سنتے تو ان کی عقل دنگ رہ جاتی تھی۔

جہاں تک سلطنت کے نظم و نسق کا تعلق تھا جو سلطان سلیمان کا حکم تھا کہ ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ کوچہ بازار میں ہنگامہ نہ ہونے دے رات کو حادثوں کی روک تھام کے لئے حکم تھا کہ اندھیرا ہونے کے بعد کوئی سڑکوں پر نہ نکلے صرف رمضان کے مہینے میں اس کی اجازت ہوا کرتی تھی۔

افراد کے نظم و ضبط اور ذمہ داری کا یہ احساس سلطان سلیمان سے لے کر گاؤں کے چوکیدار تک سب میں یکساں موجود تھا سلیمان میں ایک انفرادی خصوصیت یہ تھی کہ اس کے ہاں اخلاقی قانون کتابی قانون سے اہم سمجھا جاتا تھا اس اخلاقی قانون کو سلطان اپنے زبانی فرمان سے جاری کرتا تھا سلطان سلیمان کے نظم و ضبط ہی کی وجہ سے چند سال کے عرصے میں یورپ کے کسی اور بادشاہ یا سابقہ سلطان کی نسبت اس کی بے شمار رعایا جس کی خوراک

اور سربراہی کی ذمہ داری اس پر عائد ہوئی تھی بہت خوش حال ہو گئی تھی۔

سلطان سلیمان کے نظم وضبط کے متعلق ایک فرانسیسی لکھتا ہے۔

”ترک اپنی زندگی میں نظم وضبط پسند کرتے ہیں ان کی ہر بات میں انتظام اور سلیقہ ہ ہے کیونکہ اجناس کا بچاؤ اور ان کی صحیح تقسیم نظم ضبط کے لئے ضروری ہے اس لئے وہ اس خاص اہتمام کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرح کا غلہ سستے اور مناسب داموں میں ا کے ہاں دستیاب ہوا کرتا تھا۔“

بہر حال سلطان سلیمان مختلف علاقوں اور صوبوں سے آنے والے اپنے مخبروں سے وہاں کے حالات سن رہا تھا کہ چوبدار نے اندر آ کر اطلاع دی کہ دو مختلف گروہ میں ہنگری کے جان زاپولیا اور آسٹریا کے بادشاہ فرولندہ کے قاصد آئے ہیں اور سلطان کی خدمت میں حاضری چاہتے ہیں۔

اس پر سلطان نے اپنے وزیر ابراہیم کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”میں پیچھے چھوٹی کھڑکی میں بیٹھتا ہوں تم خود ہی ان سفیروں سے گفتگو کر لو جو گفتگو ان کے اور تمہارے درمیان ہو گی میں چھوٹی کھڑکی سے ہر بات سنتا رہوں گا فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔“

اس پر سلطان اپنی جگہ سے اٹھ کر پردے کے پیچھے چلا گیا وہاں ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی اور بڑے کمرے میں جو گفتگو ہوتی تھی وہاں کھڑکی کے پاس بیٹھ کر سنی جا سکتی تھی سلطان سلیمان کے حکم کے مطابق پہلے جان زاپولیا کے قاصدوں کو پیش کیا گیا۔

زاپولیا کا سفیر ابراہیم کے پاس آیا ابراہیم نے اسے اپنے قریب نشست پر بٹھایا پھر اس سے آنے کی وجہ پوچھی اس پر وہ سفیر کہنے لگا۔

آپ جانتے ہیں کہ زاپولیا نا صرف یہ کہ ہنگری کی عوامی افواج کا سپہ سالار بلکہ ہنگری کا بادشاہ بھی تھا لیکن ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کو یہ صورتحال پسند نہ آئی اس کا بھائی فرولندہ آسٹریا کا بادشاہ ہے اس نے رسد اور کمک دے کر فرولندہ کو اکسایا جس پر فرولندہ ہنگری پر حملہ آور ہو گیا اس کے نتیجے میں ہنگری کے اندر فرولندہ اور زاپولیا کے درمیان جنگ چھڑ گئی فرولندہ کی پشت پناہی چارلس کر رہا تھا اس کے پاس بڑا لشکر اور زیادہ ساز و سامان تھا اور اسے بوہیمیا کے بہادروں کی بھی مدد حاصل تھی لہٰذا وہ آسانی سے ہنگری پر قابض ہو گیا اس نے سارے وسطی میدانوں پر قبضہ کر لیا ہے اور عوام کی جو فوج زاپولیا نے اکٹھی کی تھی اسے مار بھگایا ہے۔

یہ جنگ ہارنے کے بعد ہمارے بادشاہ جان زاپولیا نے مجھے آپ کی طرف مدد کے لئے روانہ کیا ہے۔

سلطان سلیمان اور اس کا وزیر ابراہیم مدد کی اس درخواست سے تو خوش ہوئے لیکن جس انداز سے یہ درخواست پیش کی گئی تھی وہ اس سے ناخوش ہوئے۔

اس پر ابراہیم نے قاصد کو سختی سے جھڑکا پھر کہنے لگا۔

”فرولندہ تو کب کا ہنگری میں داخل ہو چکا ہے اور تمہارا زاپولیا ادھر اُدھر دھکے کھاتا پھرتا ہے تم نے آنے میں دیر کر دی ہے تمہیں بہت پہلے آ جانا چاہئے تھا۔

اور پھر تمہارے سردار زاپولیا کی یہ کیسے ہمت ہوئی کہ وہ اپنے آپ کو ہنگری کا بادشاہ سمجھے کیا تم کو اس کا علم نہیں اس شہر میں ہمارے سلطان تشریف فرما ہو چکے ہیں اور جس سر زمین پر سلطان کے گھوڑے کی ٹاپ پڑ چکی ہو وہ سلطان کا علاقہ کہلاتا ہے۔

میرے عزیز! تم یہاں ایک اطاعت گزار امیر کے سفیر بن کر آئے ہو اگر خراج لے کر آئے ہو تو حاضر کرو ورنہ اس موضوع پر تم سے گفتگو کرنا بیکار ہے اب تم باہر بیٹھو تا کہ میں دوسرے سفیروں سے مل لوں۔“

ابراہیم کے ساتھ اس قدر گفتگو کے بعد آسٹریا کے سفیر نے سلطان سلیمان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا اور اس کے ساتھ جو لوگ سامان اٹھائے ہوئے تھے وہ سامان انہوں نے سلطان کی خدمت میں پیش کرنا چاہا یہ انتہا درجہ کے قیمتی تحائف تھے جو آسٹریا کے بادشاہ فرولندہ نے روانہ کئے تھے۔

سلطان سلیمان ساری گفتگو سن رہا تھا اس نے براہ راست سفیروں کو مخاطب نہیں کیا بلکہ ابراہیم سے کہا کہ ان سے پوچھے کہ ان کا بادشاہ فرولندہ کیا چاہتا ہے۔

ابراہیم نے جب یہ سوال کیا تو سفیر جو جرمن تھا کہنے لگا ”اگر وہ صلح نہیں تو کم از کم جنگ روکنے کی درخواست لے کر آیا ہے۔“ اس موقع پر سلطان نے خود جواب نہیں دیا بلکہ ابراہیم کے کان میں کچھ کہا جس پر ابراہیم نے سفیر کی طرف دیکھا اور ڈانٹ کر پوچھا۔

”تمہاری یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم سلطان کے حضور اپنے بادشاہ کی عظمت کا ذکر کرو یورپ کے دوسرے بادشاہوں نے ہمارے سلطان سے نیاز مندی کا اظہار کر رکھا ہے۔“

سفیر بدحواس سا ہو گیا تھا پوچھ بیٹھا۔

”کن بادشاہوں نے نیاز مندی کا اظہار کیا ہے؟“ سفیر نے کپکپاتی آواز میں پوچھا۔

اس پر پہلے سے زیادہ روکھے انداز میں ابراہیم کہنے لگا۔

"فرانس کے بادشاہ نے پولینڈ کے شہریار نے سلووینیا کے حکمران نے پاپائے روم نے اور وینس کے بادشاہ نے۔"

چونکہ یہ جواب حقیت پر مبنی تھا لہٰذا جرمن سفیر کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔

کچھ دیر کی سوچ بچار کے بعد جرمن سفیر پھر بولا اور کہنے لگا۔

"ہمارا بادشاہ فرولندہ یہ چاہتا ہے کہ ہنگری کے تمام قلعہ بند علاقوں پر اس کی حکومت تسلیم کر لی جائے اس شرط پر وہ سلطان کے ساتھ امن برقرار رکھے گا۔"

سفیر کی یہ گفتگو سن کر طنزیہ سے انداز میں ابراہیم مسکرایا اور پھر تنقید کرنے کے انداز میں کہنے لگا۔ "مجھے تعجب ہے کہ تمہارے بادشاہ نے قسطنطنیہ پر قبضے کا دعویٰ نہیں کر دیا۔"

اس پر سفیر پھر بولا اور کہنے لگا۔

"اگر مسلمانوں کا سلطان ہنگری پر ہمارے بادشاہ فرولندہ کا تسلط تسلیم کر لے تو ہمارا بادشاہ معاوضے میں آپ کے سلطان کو کچھ رقم ادا کر دے گا۔"

اس پر ابراہیم برہم ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اس نے کھڑکی کے قریب جا کر شہر کی پرانی فصیل کی طرف اشارہ کیا پھر سفیروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اس فصیل کو دیکھتے ہو جہاں یہ ختم ہوتی ہے وہاں سات برج ہیں ہر برج سونے اور زر و جواہر سے بھرا پڑا ہے رہ گئی معاوضے کی پیشکش تو نہ چارلس کے وعدے کا کوئی اعتبار ہے اور نہ اس کے بھائی فرولندہ کے وعدے کا۔"

اس کے بعد جب سفیروں نے سلطان سلیمان کی خدمت میں حاضر ہونے کی گزارش کی تو سلطان نے ان سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا بلکہ انہیں واپس چلے جانے کا حکم ملا سلطان کی خدمت میں بازیابی کی اجازت نہ ملنا اور واپسی کا حکم جرمنوں کے لئے براشگون تھا جس وقت وہ اپنی جگہ سے اٹھے تب سلطان نے کھڑکی کے قریب منہ لے جاتے ہوئے ان سفیروں کو مخاطب کیا۔

"تمہارے آقا کو ابھی تک ہماری ہمسائیگی اور دوستی کا اندازہ نہیں ہوا لیکن بہت جلد اسے پتہ چل جائے گا۔

واپس جا کر اپنے بادشاہ سے صاف صاف کہہ دینا میں اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ بذات خود حاضر ہو رہا ہوں کہ ہنگری کے مستحکم قلعے جن کا اس نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے وہ اس کے حوالے کر دوں اس سے کہہ دینا وہ میرے استقبال کے لئے تیار ہو جائے۔"

اس کے ساتھ ہی سفیر باہر نکل گئے ان کو واپس نہیں جانے دیا گیا تھا بلکہ قسطنطنیہ ہی میں روک دیا گیا تھا۔

دراصل سلطان سلیمان نے طے کر لیا تھا کہ ہنگری کو مکمل طور پر چارلس اور اس کے بھائی فرولندہ سے بالکل الگ کر دیا جائے اس کا ارادہ تھا کہ اس خوش آئند چراگاہوں اور جھیلوں والے ملک کا نام میگیارستان رکھا جائے جہاں اس کی زیرنگرانی ہنگری کے باشندوں کو حق خود ارادیت بخشا جائے اس کام کے لئے ایک شخص موزوں اور موجود بھی تھا اور وہ زاپولیا تھا اور عوام اس کا ساتھ بھی دے رہے تھے۔

جرمن سفیروں کے جانے کے بعد سلطان نے ابراہیم سے کہا۔

"زاپولیا کو ہنگری کا بادشاہ تسلیم کر لیا جائے اسے خراج سے اس شرط سے مستثنیٰ کر دیا جائے کہ وہ وقت ضرورت ترکی کی سلطنت کو لشکر مہیا کرے گا۔"

سلطان نے ابراہیم سے یہ بھی کہا کہ زاپولیا کے قاصدوں سے کہہ دو کہ واپس جا کر اپنے آقا سے کہہ دیں کہ وہ دونوں کان بند کر کے آرام سے سو جائے آسٹریا کا بادشاہ فرولندہ اور ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

ابراہیم نے جب یہی الفاظ زاپولیا کے قاصدوں سے کہے تو قاصد بے انتہا خوش ہوئے اور پھر ابراہیم نے انہیں رخصت کر دیا تھا۔

عصر کے قریب بطروش کعب بن عامر کی حویلی میں داخل ہوا اس وقت کعب بن عامر اور اس کا بیٹا مغیرہ بن کعب دونوں اپنے اصطبل میں گھوڑوں کا جائزہ لے رہے تھے بطروش کو حویلی میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ اصطبل سے نکلے دیوان خانے کا رخ کیا پھر کعب بن عامر نے ایک جگہ رک کر بطروش کا انتظار کیا جب وہ قریب آیا تو کعب بن عامر نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے دیوان خانے میں لے گیا تھا۔

دیوان خانے میں پہلے سے معاذ اور اس کی ماں میسونہ بیٹھی باہم گفتگو کر رہی تھیں بطروش کو دیکھتے ہوئے انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اس لئے کہ بطروش کے چہرے سے انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اچھی خبر لے کر آیا تھا۔

جب سب بیٹھ گئے تب بطروش نے کعب بن عامر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

”میں آپ کے لیے ایک اچھی خبر لے کر آیا ہوں جن ملاحوں اور ماہی گیروں کے ذریعے میرا حسن کرسو کے ساتھ رابطہ ہے ان کے مطابق آج آدھی رات کے قریب حسن کرسو ہسپانیہ کے ساحل پر آئے گا یہ خبر سن کر معاذ کے سراپا میں بے نوا بے امنگ خواہشوں کو گلوں کے تبسم گہری رات میں اندھیرا کی پوشاک کو سحر کی تازگی بیابانوں کو کہکشاؤں ویرانوں کو خیابانوں اور غم اوڑھے تمناؤں کو موسیقیت و غنائیت میں تبدیل کر دینے والے جذبے بکھر گئے تھے۔“

بطروش کے الفاظ نے اس کے چہرے پر گلابی تمناؤں کی تکمیل کا سرور اور آنکھوں میں خوشیوں کے رقص رنگ بکھیر کر رکھ دیئے تھے یہاں تک کہ بطروش پھر بولا اور کہنے لگا۔

”محترم کعب بن عامر حسن کرسو زیادہ دیر قیام نہیں کر سکے گا اس لئے کہ......“

بطروش کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے کعب بن عامر بول اٹھا تھا۔

”کیا وہ آنے والی شب کو ہمارے گھر آئے گا۔“

ہلکے ہلکے دھیمے دھیمے مسکراتے ہوئے بطروش نے نفی میں گردن ہلائی پھر کہنے لگا۔

”نہیں وہ آپ کی حویلی میں نہیں آئے گا اس کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہے وہ اور کاکادا اپنے بحری بیڑے کے ایک حصے کے ساتھ ادھر آئیں گے ان کی منزل مغربی سمندر کے اندر ہے جہاں ہسپانیہ اور انگریزوں کا ایک قافلہ نئی دنیا سے قیمتی سامان لے کر آ رہا ہے حسن کرسو اور کاکادا اس قافلے کو دور مغرب میں جا کے اپنا ہدف بنانا چاہتے ہیں اس لئے کہ وہ نہیں چاہتے کہ انگریزوں کا قافلہ علیحدہ ہو کر بائیں جانب انگلستان کی طرف چلا جائے اور ہسپانیہ کا قافلہ ہسپانیہ کی طرف آئے وہ دونوں پر ایک ساتھ ضرب لگانا چاہتے ہیں اگر میں اسے پیغام نہ بھیجتا تو وہ یہاں ہسپانیہ کے ساحل کی طرف نہ آتا اور نہ ہی یہاں رکتا۔

محترم کعب بن عامر میں نے اپنے راز دار ملاحوں کے ذریعے حسن کرسو پر یہ انکشاف کر دیا ہے کہ آپ لوگ معاذ کا نکاح اس سے کرنا چاہتے ہیں لہٰذا وہ کسی بھی صورت وقت نکال کر ہسپانیہ کے ساحل کی طرف آئے۔

اب میرے اس پیغام کے جواب میں اس نے کہلا بھیجا ہے کہ وہ اور کاکاد بحری بیڑے کا ایک حصہ لے کر مغرب کی طرف آئیں گے۔

کاکادا اپنے بحری بیڑے کے ساتھ دور سمندر کے اندر لنگر انداز ہو کر کھڑا رہے گا جبکہ چھوٹی سی ایک کشتی میں حسن کرسو ساحل کی طرف آئے گا اس کی خواہش ہے کہ اس کا اور معاذ کا نکاح اس کے دادا کے جھونپڑے میں ہو مجھے امید ہے کہ آپ کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔“

اس موقع پر میسونہ اور مغیرہ بن کعب نے تھوڑی دیر کے لیے کعب بن عامر کی طرف دیکھا نگاہوں ہی نگاہوں میں کچھ فیصلہ ہوا پھر کعب بن عامر بطروش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا بطروش میرے عزیز تم جانتے ہو معاذ اس وقت ہمارے پاس حسن کرسو کی امانت ہے۔ میری بیٹی سامنے بیٹھی ہوئی پورے حالات سے واقف اور آگاہ ہے اگر حسن کرسو نامناسب حالات کے تحت ہمارے ہاں نہیں آ سکتا اور ساحل میں اپنے دادا کے جھونپڑے میں ہی نکاح کا اہتمام کروانا چاہتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہم ایسا ہی کریں گے۔“

کعب بن عامر کا جواب سن کر بطروش خوش ہو گیا تھا پھر اپنے سلسلہ کلام کو وہ آگے بڑھا اٹھا تھا۔

"محترم کعب بن عامر اس موقع پر میں یہ بھی کہوں گا کہ حسن کرسو اور ہماری بہن
کے نکاح کی کسی اور کو خبر نہیں ہونی چاہئے میں یہ بھی کہوں گا کہ اس نکاح کی خبر آپ کی
بیٹی نابیل تک کو نہیں ہونی چاہئے اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا ہے تو اس کے ذریعے یہ خبر
قبیلے تک پہنچے گی ایک شخص سے دوسرے شخص ایک عورت سے دوسری عورت کے
جاتے ہوئے یہ پورے البشارات میں پھیل جائے گی اور یاد رکھنا جس روز ایسا ہوا
ہم سب کی کمبختی کی ابتداء ہو جائے گی۔"

بطروش جب خاموش ہوا تب اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کعب بن عامر کہنے لگا۔

"تمہارا کیا خیال ہے اس نکاح میں کس کس کو شامل ہونا چاہئے؟"

جواب میں بطروش نے کچھ سوچا پھر کمرے میں اس کی دھیمی رازدارانہ سی آواز سنائی دی۔

"اس نکاح میں آپ خود آپ کا بیٹا مغیرہ بن کعب منذر بن زبیر میں اور بسیط کے علاوہ معاذ اور اس کی ماں میسونہ شامل ہوں گے اس کے علاوہ نہ اپنے ساتھ کسی کو لے کر جائے نہ کسی پر اس حقیقت کا انکشاف کیجئے گا۔

ساتھ ہی میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ خیرالدین باربروسہ نے اپنے کچھ ساتھیوں کو حسن کرسو کی ماں اور بہن کو تلاش کرنے پر مقرر کیا ہوا ہے اور امید ہے وہ دونوں بہت جلد مل جائیں گی۔

فی الوقت نکاح کے بعد حسن کرسو معاذ کو اپنے ساتھ لے جا نہیں سکتا نکاح کے بعد معاذ آپ کے پاس ہی رہے گی جو حالات حسن کرسو پر گزر رہے ہیں ان کے تحت اس کی رہائش مستقر میں ہے اس نے یہ بھی کہلا بھیجا ہے کہ جب اس کی ماں اور بہن مل جائیں گی تو وہ معاذ کو اپنے ساتھ افریقہ لے جائے گا جہاں ان تینوں کی بہترین رہائش کا اہتمام کرے گا۔"

بطروش جب خاموش ہوا تب مسکراتے ہوئے کعب بن عامر کہنے لگا۔

"بطروش یہ باتیں ہم سے کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے حسن کرسو کے کیا حالات ہیں ہم اس سے بخوبی واقف ہیں اور پھر میری بیٹی معاذ ساتھ جانے پر ضد نہیں کرے گی اس لئے کہ اسے بھی حسن کرسو کے حالات کا علم ہے نکاح کا اہتمام اس لئے کر رہا ہوں کہ حسن کرسو کو یہ بھی احساس رہے کہ اس کا کام صرف جنگوں میں حصہ لے کر اپنے دشمن کو دبانا

زیر کرنا ہی نہیں بلکہ اس کی کوئی ذاتی ذمہ داریاں بھی ہیں ایسے میں انسان جان بوجھ کر اپنے آپ کو خطرات میں نہیں ڈالتا اور جہاں تک ممکن ہو دشمن پر ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ اپنی حفاظت کا بھی اہتمام کرتا ہے۔"

کعب بن عامر جب خاموش ہوا تب مسکراتے ہوئے بطروش کہنے لگا۔

"آپ کے ارادے بہت اچھے اور خیر پر مبنی ہیں اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ ساحل کی طرف جانے کے لئے آپ نے کیا اہتمام کرنا ہے۔"

جواب میں کعب بن عامر نے کچھ سوچا پھر بطروش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"کیا اس تقریب میں ساحل کے کسی ملاح یا مچھیرے کو بھی شامل کرنا ہے؟"

بطروش نے پھر مسکراتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

"نہیں کوئی اور شامل نہیں ہوگا کسی ملاح کسی مچھیرے کو خبر نہیں ہوگی کہ معاذ اور حسن کرسو کا یہاں جھونپڑی میں نکاح ہوا ہے اور یہ کہ اب وہ دونوں میاں بیوی ہیں یہ راز صرف ان ملاحوں تک محدود رہے گا جن کے ذریعے میری اور حسن کرسو کی پیغام رسانی ہوتی ہے وہ قابل بھروسہ ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی بھی اس میں شامل نہیں ہوگا۔

منذر بن زبیر کو تو بتانا پڑے گا کہ وہ آج آدھی رات کے وقت جھونپڑی میں پہنچے۔"

سوالیہ سے انداز میں بطروش کی طرف دیکھتے ہوئے کعب بن عامر نے کہا تھا۔

"آپ کو کچھ کہنے اور کرنے کی ضرورت نہیں ہے منذر بن زبیر کو سارے معاملے کی خبر ہو چکی ہے۔" اپنی نشست پر پہلو بدلتے ہوئے بطروش نے کہنا شروع کیا تھا۔ "میں تو اب یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس وقت تیار ہو کر یہاں سے نکل سکتے ہیں میری خواہش ہے ہم آدھی رات سے پہلے یہاں سے کوچ کر جائیں اور اس کے دادا کے جھونپڑے میں بیٹھ کر اس کا انتظار کریں کہیں ایسا نہ ہو وہ وہاں پہنچے اور ہمیں نہ دیکھ کر وہ چلا جائے اس لئے کہ جس مہم پر وہ اور کاکا آئے ہیں وہ انتہائی اہم مہم ہے اور اس مہم کے سلسلے میں حسن کرسو کوئی تاخیر برداشت نہیں کرے گا۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ وہ وقت بھی ضائع نہیں کرنا چاہتے اس لئے کہ اب انہیں ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس کی طرف سے خطرہ ہے اس لئے کہ خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالاروں نے ہسپانیہ کے امیر البحر دوریا کو کھلے سمندر کے اندر بدترین شکست دی ہے اور اس کے کئی جہازوں پر قبضہ کر لیا اور یہیں تک اکتفا نہیں کیا بلکہ کچھ دور تک انہوں نے دوریا کا تعاقب کیا اور پھر اچانک وہ آندھی اور طوفان کی طرح اٹلی کی طرف مڑے اور اٹلی

کے ساحل کے علاقوں کے کئی شہروں کو برباد اور پامال کر کے رکھ دیا ہے اس طرح جو چارلس اور پہلے حکمرانوں نے ہسپانیہ میں مسلمانوں کو پہنچائیں خیر الدین باربروسہ کا انتقام اٹلی والوں سے خوب لیا۔

اب سنا ہے اس سلسلے میں ہسپانیہ کا شہنشاہ چارلس بڑا برہم ہے یورپ کے مختلف حکم اس سے پیغام رسانی کر رہے ہیں اور اسے یہ طعنہ دے رہے ہیں کہ وہ یورپ کے ملکوں کا شہنشاہ ہے پھر کیا بات ہے مسلمانوں کا چھوٹا سا امیر البحر اس کے قابو میں نہیں ان طعنوں کے جواب میں چارلس نے اپنے تیز رفتار قاصد جرمنی آسٹریا ہنگری بیلجیم ا طرف روانہ کیے ہوئے ہیں اور وہاں جس قدر بحری بیڑے ہیں ان سب کو اس نے حکم ہے کہ وہ ہسپانیہ کی بندرگاہ بارسلونا میں جمع ہوں یہ بھی سنا گیا ہے کہ جب یہ سارے بیڑے بارسلونا میں جمع ہو جائیں گے تو بذات خود چارلس بھی بارسلونا پہنچے گا اور اپنے البحر دوریا کے ساتھ وہ بحری بیڑے میں افریقہ کے ساحلوں کا سفر کرے گا اور خود خیر الدین باربروسہ سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا۔''

بطروش جب خاموش ہوا تب کعب بن عامر کہنے لگا۔

''خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کے لئے یہ بڑا نازک وقت ہو گا اگر چا خود بحری بیڑوں کی کمانداری کرتے ہوئے ان کے مقابل جاتا ہے تو ترکی کے سلـ سلیمان کو بھرپور انداز میں خیر الدین باربروسہ کی پشت پناہی کرنی چاہئے۔''

جواب میں بطروش نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ ''میرے محترم ترکوں کے پاس اس پہلے کوئی بڑا بحری بیڑہ تھا اور نہ ان کو اس کی ضرورت تھی ان کے پاس جتنے جہاز باربروسہ کے حوالے کر دیئے گئے ہیں اور یہ کل چوراسی جہاز ہیں ان میں سے بھی ناکارہ ہیں تاہم یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ سلطان سلیمان عنقریب یورپ کے اندر خشکی اپنی مہموں کی ابتداء کرے گا اس لئے کہ چارلس کے بھائی فرولندہ نے جو آسٹریا کا حکمر ہے اپنی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے ہنگری پر بھی قبضہ کر لیا ہے یہ بھی سنا گیا ہے کہ سلـ فرولندہ سے ہنگری کو خالی کروانا چاہتا ہے بہر حال دیکھیں وقت کیا رنگ دکھاتا ہے ہے خیر الدین باربروسہ احسن طریقے سے چارلس اور اس کے بحری بیڑوں سے نپٹے گا

یہاں تک کہنے کے بعد بطروش خاموش ہوا پھر اپنے سلسلہ کلام کو آگے بڑھاتے ہو کہہ رہا تھا۔

''اس وقت سب سے اہم معاملے جو ہم نے طے کرنے ہیں وہ یہ کہ ہم لوگ ساحل

طرف کیسے روانہ ہوں میں چاہتا ہوں ہم لوگ اکٹھے نہ جائیں میں اور منذر بن زبیر دونوں آپ سے پہلے ساحل کی طرف چلے جائیں گے کہ ملاح اور ماہی گیر حسن کرسو کے دادا کے جھونپڑے کو پہلے کی طرح صاف ستھرا رکھتے ہیں لیکن وہاں جا کر میں جھونپڑے کے اندر روشنی کا انتظام کروں گا میں راہبوں کے بھیس کے بجائے عام کپڑوں میں ہوں گا تا کہ رات کی تاریکی میں بھی مجھے کوئی دیکھے تو شک نہ کرے وہاں جا کر میں عام لوگوں کے سامنے تو نہیں آؤں گا عام ملاحوں اور ماہی گیروں سے منذر بن زبیر ہی گفتگو کرے گا اور انہیں یہ کہہ کر مطمئن کرے گا کہ وہ رات جابر بن مغیث کے جھونپڑے میں بسر کرے گا اس لئے کہ صبح ہی صبح اس کے کچھ جاننے والے سمندر پار سے اس سے ملنے کے لئے آئیں گے اس طرح وہ ماہی گیروں اور ملاحوں کو مطمئن کر کے میرے ساتھ جھونپڑے میں آپ سب کے آنے کا انتظار کرے گا میں اپنا چہرہ ڈھانپ کر رکھوں گا تا کہ کوئی پہچان نہ لے۔

گو وہ سارے ماہی گیر اور ملاح ہمارے راز دار ہیں انہیں کے ذریعے ہی ہم یہاں سے بے بس اور مظلوم مسلمانوں کو افریقہ کی طرف روانہ کرتے ہیں لیکن حسن کرسو اور معاذ کے نکاح کا معاملہ ایسا سنگین ہے کہ ان کو بھی اس کی بھنک نہیں پڑنی چاہئے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد بطروش رکا پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا۔ ''میں اب جاتا ہوں جو معاملہ طے ہوا ہے اس کے مطابق عمل کیا جائے گا میں یہاں سے جانے کے لئے لباس تبدیل کر کے کچھ وقت منذر بن زبیر کے ہاں گزاروں گا اس کے بعد میں اور وہ ساحل کی طرف کوچ کریں گے آپ بھی معاذ اور میسونہ اور بسیط کو لے کر وہاں پہنچ جائیے گا۔'' اس کے ساتھ ہی بطروش کعب بن عامر کی حویلی سے نکل گیا تھا۔

ریشم جیسی نیند کے خوش رنگ بستر بچھاتی رات آسمان کی نیل گوں پر مہتاب کی روشنی میں نہائے بادلوں سے گلے ملتی سیب کے پھولوں چنار کی کونپلوں کو چومتی چنبیلی کی مہلک گلاب کی خوشبو سے لطف اندوز ہوتی بانسری کے نغموں کی گہری رفاقت ڈھلکتی برف کے ہمنوا ہو کر گاتے چشموں کی روانی کے ساتھ گنگناتی کھیتوں اور تاکستانوں کی تابانی میں رقص کرتی بھاگی جا رہی تھی۔

لوگ گہری نیند سو چکے تھے رات گہری ہو چکی تھی جابر بن مغیث کے جھونپڑے میں کعب بن عامر، زبیر بن کعب، میسونہ، معاذ، بطروش، منذر بن زبیر بیٹھے بے چینی سے انتظار کر رہے تھے بار بار سب کی آنکھیں سمندر کی طرف اٹھ جاتی تھیں۔

تیز ہواؤں کے جھکڑوں کے باعث تدبیر کا مضحکہ اڑاتا سمندر موت کی مستی میں طرح کھول اٹھا تھا جیسے اس کی ذات کے چلمن میں کسی نے آگ لگا دی ہو اداس ساحل کی بھیگی گود کھولتے سمندر کی لہروں کے لگاتار ٹکرانے سے مسلسل عذاب سے دو چار تھی

چاروں طرف پیڑوں کی سہمی شاخوں شاخ شاخ لرزتے پتوں سہمے سہمے پنکھ پھیرے بھیگی ساحلی چٹانیں صحرائے بے کراں کی طرح چپ اور خاموش تھیں۔

جابر بن مغیث کے جھونپڑے میں بیٹھے سب بڑی بے چینی سے حسن کرسوئی آمد کا انتظار کررہے تھے کہ بطروش اچانک چونک اٹھا اور انہیں مخاطب کر کے کہہ اٹھا۔

''کرسوآ گیا ہے۔''

سب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے جھونپڑے کے دروازے پر کھڑے ہو کر جب انہوں نے چاندنی میں نہائے ہوئے سمندر کی طرف دیکھا تو چھوٹی سی ایک کشتی سمندر کا سینہ اور رات کا سماں چیرتی ساحل کی طرف بڑھ رہی تھی اس میں صرف دو افراد سوار دونوں بڑی تیزی اور طاقت کے ساتھ چپو چلا رہے تھے۔

جھونپڑے کے دروازے پر کھڑے ہو کر وہ سارا منظر دیکھتے رہے یہاں تک کہ ساحل پر آئی پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے دونوں کشتیوں سے چھلانگ لگا کر اترے کشتی کھینچ کر انہوں نے ساحل کی ریت پر چڑھا دیا تھا پھر وہ جابر بن مغیث کے جھونپڑے کی طرف بڑھے جب وہ قریب آئے تو انہوں نے دیکھا وہ دونوں حسن کرسو اور کاکاد تھے۔

دونوں نے آگے بڑھ کر باری باری بڑے پرجوش انداز میں کعب بن عامر، مغیرہ بن کعب، بطروش، منذر بن زبیر سے مصافحہ کیا میسونہ نے آگے بڑھ کر دونوں کے سر پر ہاتھ پھیرا جبکہ ان سب کے پیچھے معاذ اپنے حسن کی ساری تابانی اپنے جمال کے سارے جلوؤں کو سمیٹتی ہوئی گردن جھکائے مسکرا رہی تھی تاہم وہ کبھی کبھی دزدیدہ اور چور نگاہوں سے حسن کرسو کی طرف دیکھ ضرور لیتی تھی۔

سب جھونپڑے میں بیٹھ گئے پھر گفتگو کا آغاز کاکاد نے کیا معاذ کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''معاذ میری بہن زندگی کے ہمسفر کے لئے تم نے ہمارے بھائی حسن کرسو کا انتخاب کیا ہے اس کے لئے میں اور میرے وہ ساتھی جو یہاں نہیں ہیں تمہارے شکر گزار ہیں۔

میری بہن رشتوں اور ناطوں کی جو گرہ اور عقد لگنے جا رہی ہے اس کی تکمیل سے پہلے میری بہن! حقیقت حال تم پر واضح کرنا ہمارا فرض بنتا ہے۔

اس وقت میرا بھائی حسن کرسو میرے پہلو میں بیٹھا ہوا ہے اگر تم ہمارے حالات ہماری زندگی کی نشیب و فراز سے واقف نہیں ہو تو میں تھوڑی سی تصویر تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ آنے والے دنوں میں تمہیں پچھتاوے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

میری عزیز بہن ہم وہ لوگ ہیں جو لمبی راتوں، روشن دنوں، نا آشنا وادیوں اور اجنبی سفر میں بادلوں کے شور لبوں کی پیاس بن کر حروف حقیت کے متلاشیوں کی طرح ہر روز قضا کے در پر دستک دیتے ہیں ہم زمانے کے ٹھکرائے ہوئے وہ لوگ ہیں جن کی ٹوٹی حسرتوں کا تمسخر ملگجی شام کے زرد صحرا اور دور تک پھیلے سمندر بھی اڑاتے ہیں۔

میری بہن ہم بچپن سے سمندر اور بحر کی گود میں پرورش پانے والے ہیں نغموں کے بے پناہ لوچ، ماں کے بوسوں کی گداز نرمیوں اور جسموں و پیکر کے نگہبان فرشتوں جیسی ممتا سے محروم رہے ہیں ہمارے جلتے تن من ہمیشہ ماؤں کی محبت بھرے الفاظ ہی کو ترستے رہے ہیں سمندر اور صحرا کے اندر ہواؤں کی قہرمانی ہو یا برف کی مار ہم ایسے سارے عناصر کو طفل نادان کی طرح جھٹک دیتے ہیں۔

میری بہن ہماری زندگی میں مختلف ادوار آئے ہیں کبھی سمندر کے اندر ہم ٹھاٹھیں مارتی لہروں کی طرح خوش و خرم ہوتے ہیں کبھی نیم اور املی کے تشنہ پتوں پر پیاسی خواہشوں کی طرح اداس اور افسردہ ہوتے ہیں۔

میری بہن جس زندگی کی ابتدا کرنے جا رہی ہو اس میں داخل ہونے کے بعد ناموافق حالات کے خروش اور مستقبل کے خوفناک مناظر صحراؤں میں بلبلاتی آوارہ برق جیسی دشمنی اور تسلیم بیم و رضا کی کشمکش کو دیکھ کر اگر کل کو تم نے اس رشتے پر پچھتانا ہے تو میری بہن ابھی وقت ہے تمہارے جو قدم آگے بڑھے ہیں انہیں پیچھے لے جاؤ اور اپنی خواہش اور اپنی مرضی کے مطابق خوش و خرم زندگی بسر کرو۔''

کاکاد جب تک بولتا رہا معاذ بڑے غور سے اسے سنتی رہی جب وہ خاموش ہوا تب کہر کے بادلوں میں جلتی دمکتی چاندنی کی طرح اس کے ہونٹوں پر دبی ہنسی اور آنکھوں میں شرمگیں مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگی۔

''میرے بھائی جو فیصلہ میں نے کیا ہے وہ سوچ سمجھ کر کیا ہے آپ میرے متعلق کوئی فکر نہ کریں میں نے اپنی زندگی کے لئے جس ساتھی کا اہتمام کیا ہے اس میں میرے دل میرے میرے ذہن کی پکار میرے ضمیر کا فیصلہ بالکل ایک ہے میں آپ لوگوں کو یقین دلاتی ہوں کہ زخم، پاؤں کے چھالے لیے میں خود اعتمادی کی دھوپ کی طرح آپ لوگوں کے بیچ

میں کھڑی رہوں گی میں جانتی ہوں انجان سفر کی مسافتوں میں آپ لوگ اپنے خون سے سوز و گداز کے دیے روشن کرنے والے ہیں میں بھی آپ لوگوں کے اندر سوکھے کشت تخیل میں بھی بکھرتی خوشبو کی طرح آپ لوگوں کا ساتھ دوں گی میں جانتی ہوں آپ لوگ اپنے وطن کے لئے نئی رتوں کے محافظ تاریک وسوسوں میں غم کی گھٹاؤں کے سامنے اپنی قوم اور ملت کے نگہبان ہیں میں نے جو فیصلہ کیا ہے سوچ سمجھ کر کیا ہے ان سارے نامساعد حالات میں میں اپنی زندگی کے ساتھی کے ہمراہ حوصلوں کا شباب خوابیدہ چٹانوں کا عزم اور روشنی کے مینار کا اعتماد بن کر رہوں گی۔

کاکاد میرے بھائی زندگی صرف نرم و نازک خواہش ہی نہیں تپش و حدت بھی ہے راز ہی نہیں سوز بھی ہے میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ حالات کیسے ہی برے کیوں نہ ہوں بد سے بدتر حالات میرے سامنے موت اور قضا بن کر کھڑے ہو جائیں تب بھی میں ذہن کی منڈیر پر حرف راز کی صورت ایک عزم اور استقلال کے ساتھ ان کا ساتھ دیتی رہوں گی۔"

معاذ جب خاموش ہوئی تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کاکاد کہنے لگا۔

"معاذ میری بہن قسم خداوند قدوس کی جن خیالات اور جن افکار کی میں تم سے توقع رکھتا تھا تم نے انہیں کا اظہار کیا ہے ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ اپنے اندر ہم تمہیں ایسے رکھیں گے جیسے ایک باغبان پھولوں کو اور خاندان کا ایک سربراہ اپنے خاندان کے سارے افراد کو رکھتا ہے خیر الدین باربروسہ اور ہمارے دوسرے ساتھیوں کے اہل خانہ ان دنوں الجزائر میں مقیم ہیں مجھے امید ہے کہ ان کے اندر رہتے ہوئے تم سکون اور خوشی محسوس کرو گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد کاکاد خاموش ہوا پھر کعب بن عامر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے محترم جس کام کے لئے آپ آئے ہیں میرے خیال میں اس کی تکمیل ہونی چاہئے اس لئے کہ میں اور حسن کرسو زیادہ دیر یہاں قیام نہیں کریں گے جس مہم پر ہم نکلے ہوئے ہیں وہ بڑی اہم ہے۔"

کاکاد کے ان الفاظ کا کعب بن عامر نے کوئی جواب نہ دیا جواب طلب سے انداز میں اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے منذر بن زبیر اور بطروش کی طرف دیکھا پھر وہ دونوں حرکت میں آئے اور جابر بن مغیث کے اس جھونپڑے کے اندر حسن کرسو اور معاذ کا نکاح پڑھا دیا گیا تھا۔

نکاح کے بعد کاکاد اپنا منہ حسن کرسو کے کان کے قریب لے گیا اور مسکراتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔

"کرسو میرے بھائی میں جانتا ہوں ہمارے پاس یہاں قیام کرنے کے لیے وقت بہت کم ہے لیکن میں معاذ کے علاوہ سب کو جھونپڑے سے باہر لے جاتا ہوں دیکھو اب تم دونوں میاں بیوی ہو تھوڑی دیر بعد تم نے رخصت ہو جانا ہے رخصت سے پہلے میں چاہتا ہوں تم دونوں میاں بیوی تنہائی میں گفتگو کر لو معاذ کو تمہاری طرف سے جہاں ڈھارس ہو گی وہاں تمہارے عزم اور اعتماد میں بھی اضافہ ہو گا۔"

کاکاد کی اس گفتگو کے جواب میں حسن کرسو کچھ نہ بولا بس مسکرا کر رہ گیا تھا اس پر کاکاد اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

"حسن تم اور معاذ جھونپڑے ہی میں بیٹھو باقی سب لوگ میرے ساتھ باہر آئیں۔"

اس پر کعب بن عامر مغیرہ بن کعب بطروش منذر بن زبیر میسونہ کو لے کر کاکاد خیمے سے باہر نکل گیا تھا تھوڑا سا دور جا کر ان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آپ سب لوگ میری باتوں کا برا نہ مانئے گا حسن اور معاذ اب دونوں میاں بیوی ہیں تھوڑی دیر تک ہم لوگ یہاں سے رخصت ہو جائیں گے آپ لوگوں کو باہر لانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ دونوں میاں بیوی تنہائی میں تھوڑی دیر کے لئے آپس میں باتیں کر لیں۔"

کاکاد کی اس گفتگو پر کعب بن عامر مسکرایا کہنے لگا۔

"بیٹے جو کام میں کرنا چاہتا تھا وہ تم نے کر دیا اگر تم نہ کہتے تو تھوڑی دیر تک میں خود ہی سب لوگوں کو لے کر باہر آنے والا تھا کہ معاذ اور حسن کرسو کو آپس میں کچھ کہنے اور سننے کا موقع مل جائے۔"

دوسری طرف جب سب جھونپڑے سے باہر نکل گئے تب اپنی جگہ سے اٹھ کر حسن کرسو معاذ کے پہلو میں آن بیٹھا تھا اس موقع پر معاذ کا جسم کپکپا اٹھا تھا پھر معاذ کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے پیار اور چاہت میں حسن کرسو کہہ رہا تھا۔

"معاذ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جنہیں استعمال کرتے ہوئے میں تمہارا شکریہ ادا کروں کہ تم نے میری زندگی کا ساتھی بننا قبول کیا معاذ گو میں ہر وقت صحراؤں اور سمندروں کے اندر موت اور قضا سے دست و گریبان رہتا ہوں پھر بھی تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارا نکھار گل کے غازہ اور رنگوں کی خوش تابی جیسا حسن زرفشاں نظری طراوت اور طلسمی انداز کا زعفرانی جمال میرے لئے اعتماد کا باعث ہو گا تمہارے نرم گلابی ہونٹوں اور شیریں لبوں کی

گفتگو تمہارے جسم کے جھروکے سے جھانکتی مہکتی کلیوں کی خوشبو میرے عزم صمیم کا باعث گی بہار کے موسموں میں تازہ کھلے پھولوں کی پنکھڑیوں جیسی تمہاری خوبصورتی مجھے احساس دلاتی رہے گی کہ جہاں میں نے موت سے دست وگریبان ہونا ہے وہاں میں کسی کے لئے اپنی حفاظت کا اہتمام بھی کرنا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حسن کرسو جب خاموش ہوا تب معاذ چونکہ اب حسن کر بیوی تھی کسی قدر بے باکی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے حسن کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اس کے ہاتھ کی پشت کو بوسا دیا پھر اپنی شیریں آواز میں کہنے لگی۔

"آپ پہلے شخص ہیں جس نے میرے سامنے محبت اور چاہت کا طوفان کھڑا کر میری کنواری سانسوں میں جھانکا تھا گو میں نے آپ کو دیکھا نہ تھا پھر بھی میں انداز اور آ سے ماورہ کر آپ کی محبت کی لذت سے سرشار ہو گئی تھی اب ان طلسمی فضاؤں میں آپ میرے ذہن اور قلب کی آسودگی ہیں۔

میں جانتی ہوں تھوڑی دیر تک آپ مجھ سے رخصت ہو جائیں گے رخصت سے میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میں عام عورتوں کی طرح ہجر وفراق کے گیت گا کر پلکوں کی تحریروں کے ساتھ آپ کی آمد کا انتظار نہیں کروں گی۔

میں جبل البشارات کی کسی چوٹی پر کھڑے ہو کر خواہشوں کے بے برگ اشجار کی طرح آپ کی راہ بھی دیکھوں گی اور مہکتے دھکتے خلوص کے ساتھ آپ کی کامیابیوں آپ کی ن مندیوں کے لئے دعائیں بھی مانگتی رہوں گی۔"

حسن کرسو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا معاذ کا ہاتھ پکڑ کر اس نے اٹھایا پھر کہنے لگا۔

"تمہاری دعاؤں کے جواب میں ہمیشہ میں تمہارا ممنون اور شکر گزار رہوں گا۔"

اس کے بعد معاذ کا ہاتھ تھامے حسن کرسو جھونپڑے سے نکلا جھونپڑے سے نکل کر اس نے معاذ کا ہاتھ چھوڑ دیا پھر دھیمی سی آواز میں اس نے کاکاد کو پکارا اور اس پکار کے جواب میں کاکاد اور باقی سب لوگ ان کے قریب جھونپڑے کے پاس آن کھڑے ہوئے تھے حسن کرسو نے کاکاد کو مخاطب کیا۔

"میرے بھائی آپ کوچ کریں ہمارے ساتھی بڑی بے چینی سے ہمارے منتظر ہوں گے قبل اس کے کہ سمندر کے اندر انہیں کوئی حادثہ پیش آ جائے ہمیں فوراً ان کے پاس جانا چاہیے۔"

کاکاد نے اس سے اتفاق کیا پھر دونوں باری باری سب سے ملے اور کشتی میں بیٹھ

بڑی تیزی کے ساتھ وہ چپو کو حرکت میں لائے اور کشتی کو سمندر کی طرف لے جانے لگے جب تک رات کے دامن پر پھیلی چاندنی میں کنارے پر کھڑے ان سب کو کاکاد اور حسن کرسو کی کشتی دکھائی دیتی رہی وہ وہاں کھڑے رہے جب کشتی سمندر کی کوکھ میں نظروں سے اوجھل ہو گئی تب وہ بھی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے تھوڑی دیر بعد وہ واپس بستی کی طرف جا رہے تھے۔

⚝⚝⚝

حسن کرسو اور کاکاد نے مغرب میں دور تک اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سفر جاری رکھا اپنے آگے انہوں نے چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں اپنے طلایہ گر پھیلا دیئے تھے اور جب انہوں نے اطلاع دی کہ ہسپانیہ اور انگلستان والوں کا ایک متحدہ قافلہ سمندر کے اندر قریب آ گیا ہے تب وہ بالکل تیار اور مستعد ہو گئے۔

پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا جس طرح اس سے پہلے حسن کرسو اور کاکاد نئی دنیا سے آنے والے قافلے پر حملہ آور ہو کر ان کے سامنے جہازوں اور ان کے سارے سامان کو لے کر چلے گئے تھے اس بار بھی وہ اسی انداز میں حملہ آور ہوئے۔

جس وقت وہ حملہ آور ہوئے اس وقت تک سورج مشرق سے طلوع نہیں ہوا تھا تاہم ہلکی ہلکی روشنی اور ملگجی تاریکیاں ایک دوسرے سے گلے مل رہی تھیں ایسے میں حسن کرسو اور کاکاد نے خوفناک حملہ اس کاروان پر کیا کاروان کے اندر کافی مسلح جوان تھے جنہوں نے بھرپور انداز میں اپنا دفاع کیا۔

لیکن انجام کار حسن کرسو اور کاکاد نے انہیں ادھیڑ کر رکھ دیا کچھ دیر تک جہازوں اور کشتیوں کے اندر قضا کے رقص کا سماں رہا حسن کرسو اور کاکاد کے لشکری اور ملاح موت کے بگولوں کی طرح دشمن کے جہازوں پر کود کر ان کا قتل عام کر چکے تھے یہاں تک کہ نئی دنیا سے آنے والے ان ہسپانیوں اور انگلستان کے جہازوں کے اندر جس قدر مسلح جوان تھے ان کا خاتمہ کر کے ان کی لاشوں کو سمندر میں پھینک دیا گیا سامان سمیت جس قدر جہاز تھے حسن کرسو اور کاکاد نے انہیں اپنے قبضے میں لیا کچھ دیر تک اسی جگہ زخمی ہونے والوں کی مرہم پٹی کا سامان کیا گیا جو سامان اور جہاز ہاتھ لگے تھے ان کی تنظیم درست کر کے سارے سامان کی حفاظت پر چند لشکریوں کو چھوڑا۔

جس وقت حسن کرسو اور کاکاد نے مغرب کی طرف سفر شروع کیا تھا اس وقت ہوا مخالف تھی اب جبکہ انہوں نے دشمن کو زیر کر لیا اور دشمن کے بحری جہازوں پر بھی قبضہ کر لیا

تب انہوں نے دیکھا ہوا اب بھی موافق نہ تھی پہلے ہوا مغرب سے مشرق کی طرف تھی اب شمال سے جنوب کی طرف چلنے لگی تھی۔

کسی متوقع تعاقب سے محفوظ رہنے کے لئے انہوں نے ہوا کے رخ پر پہلے جنوب کی طرف سفر کیا اور یہ سفر سہ پہر تک جاری رہا پھر ان کی خوش قسمتی کہ ہوا کا رخ دوبارہ مغرب سے مشرق کی طرف تھا لہٰذا وہ بھی اب ہوا کے موافق پر بڑی تیزی سے افریقہ کے ساحلوں کا رخ کر رہے تھے۔

ایک روز خیر الدین باربروسہ اپنے سارے چھوٹے بڑے سالاروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا یہ سمندر کا کنارا تھا اور سب ساحل کی ریت پر بیٹھے جو سامان حسن کرسو اور کاکاد لے کر آئے تھے اس پر گفتگو ہو رہی تھی اچانک خیر الدین باربروسہ نے موضوع بدلا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے ساتھیو اس سے پہلے بھی میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ اب افریقہ میں ہماری حالت کافی مضبوط اور مستحکم ہو چکی ہے کوکو حکمران ابن قاضی ختم ہو چکا ہے ٹیونس کے حسان کو شکست دے کر ہم نے ٹیونس پر قبضہ کر لیا ہے اب ہمارے سامنے جو بڑی قوتیں افریقہ میں رکاوٹ بن سکتی ہیں وہ طلمسان کا حکمران ابوحمو اور بربروں کا حکمران حفصی رہتے ہیں جہاں تک صغرای قبائل کے دوسرے بڑے سردار احمد بن قاضی کا تعلق ہے تو اس سے قبائل صغرای کا سردار عبدالعزیز خود ہی نپٹ لے گا۔

اس وقت میں تین موضوعات پر تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

اول یہ کہ آج ہی میں ایک قاصد قبائل صغرای کے سردار عبدالعزیز کی طرف روانہ کر رہا ہوں اور اس کو یہ مشورہ دے رہا ہوں کہ اس کے پاس جس قدر مسلح جوان ہیں ان کے ساتھ وہ احمد بن قاضی پر حملہ آور ہو اور ہر صورت میں اسے مسلمان قوتوں کا فرمانبردار بنا کر رکھے۔

دوسرا موضوع یہ کہ اس وقت ہمارے پاس عسکری طاقت بھی خوب ہے لہٰذا باری باری طلمسان کے حکمران ابوحمو اور بربروں کے سلطان حفصی پر ضرب لگائی جائے اور انہیں بھی اپنا فرمانبردار بنایا جائے۔

تیسرا موضوع ان دونوں موضاعات سے زیادہ اہم ہے اور وہ یہ کہ اس وقت ہمارے پاس بڑے جہازوں کے علاوہ چھوٹی بڑی کشتیاں بھی کافی ہیں پچھلے دنوں ہسپانوی امیر البحر دوریا کے خلاف جو جنگ ہوئی اس میں ہم اپنی ساری کشتیوں کو حرکت میں نہیں لائے تھے میں چاہتا ہوں کہ کچھ کشتیوں کو ہم ایسی جگہ محفوظ کر دیں کہ جب ہمارے حالات ناموافق

ہوں یا خدا نہ کرے ہمارے بحری بیڑے کو نقصان ہو تو ان محفوظ کی ہوئی کشتیوں کو نکال کر ہم ایک بار پھر دشمن کے خلاف حرکت میں آسکیں۔"

خیر الدین بار بروسہ یہاں تک کہنے کے بعد خاموش ہوا کچھ سوچا پھر اپنے پہلو میں بیٹھے عالم اسلام کے رجل عزیز اور عظیم امیر البحر طرغوت کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"طرغوت میرے بھائی تم جنگوں کا ہی نہیں سمندر کے بھیدوں کا بھی گہرا تجربہ رکھتے ہو جو تجویز کشتیوں کو محفوظ کرنے کی میں نے پیش کی ہے کیا اس سے تم اتفاق کرتے ہو۔"

باربروسہ کے اس استفسار پر طرغوت کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

"میرے بھائی تم نے میرے دل کی بات کہی ہے میں خود چاہ رہا تھا کہ اپنی کچھ چھوٹی بڑی کشتیوں کو چھپا کر محفوظ کر دیا جائے اور کشتیوں کو محفوظ کرنے کا ایک طریقہ کار بھی میرے ذہن میں ہے۔"

طرغوت کے ان الفاظ پر خیر الدین بار بروسہ چونکا پوچھنے لگا۔

"وہ کیا طریقہ ہے میرے بھائی اس لئے کہ میں نے بھی کشتیوں کو چھپانے اور محفوظ کرنے کا ایک طریقہ کار وضع کر رکھا ہے۔"

طرغوت مسکراتے ہوئے کہنے لگا جو طریقہ کار میں نے سوچا ہے وہ اس طرح ہے کہ کچھ کشتیوں کو جن میں زیادہ تر بڑی کشتیاں ہوں اسے رسوں سے باندھا جائے جو سمندر کے پانی میں ڈوبنے کے باوجود بھی خراب نہیں ہوتے اور پھر ان کشتیوں کو سمندر کے کنارے اس جگہ ڈبو دیا جائے جہاں پانی خوب گہرا ہو اور پھر جن رسوں کے ساتھ یہ کشتیاں بندھی ہوئی ہوں انہیں کنارے کے اتھلے پانی کی طرف لایا جائے اور پھر کنارے پر اس قدر گہرے گڑھے کھودے جائیں کہ جن کے رسوں کے ساتھ ڈوبی ہوئی کشتیاں بندھی ہوئی ہوں گی وہ نہ پانی میں دکھائی دیں نہ ہی خشکی پر۔

جو گڑھے کھودے جائیں ان کے اندر کھونٹے نصب کئے جائیں اور ان کھونٹوں کے ساتھ رسوں کو باندھ کر ان کے اوپر ریت ڈال دی جائے اور رسے کا وہ حصہ جو سمندر سے باہر نکل کر خشکی کی طرف آئے اسے بھی گہری کھائی میں دبا دیا جائے اس طرح کسی کو خبر نہیں ہوگی کہ ہم نے کہاں کشتیاں محفوظ کی ہیں لیکن اپنی یادداشت کے لیے جہاں کشتیاں ڈبوئی جائیں اس کے سامنے کنارے پر کوئی شناختی نشان ضرور چھوڑنا چاہیے۔"

طرغوت جب خاموش ہوا تب توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے بے پناہ

خوشی کے اظہار میں خیر الدین بار بروسہ کہہ رہا تھا۔

"طرغوت میرے بھائی قسم کعبہ کے رب کی تو نے وہ بات کہی تو نے وہ تدبیر بتا دی جو میرے ذہن میں تھی جو طریقہ کار تم نے بیان کیا ہے بالکل اسی طرح میں بھی فالتو کشتیوں کو سمندر کے اندر محفوظ کرنا چاہتا ہوں اس طریقہ سے کیونکہ ہمارے ساتھیوں کو بھی آگاہی ہو گئی ہے لہٰذا اٹھو برے وقت اور انتہائی اہم ضرورت پوری کرنے کے لئے ان کشتیوں کو سمندر کے اندر محفوظ کر دیں۔"

اس کے ساتھ ہی سب سالار اٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ہی خیر الدین بار بروسہ کے حکم پر بہت سے ماہی گیروں کو وہاں بلا لیا گیا اور آن کی آن میں کئی کشتیوں کو رسوں سے باندھ کر اور سمندر کے کنارے گہرے گڑھے کھود کر ان میں کھونٹے ٹھونک کر کشتیوں کو سمندر کے اندر ڈبو کر محفوظ کر دیا گیا تھا۔

❖❖❖

ہسپانیہ کا شہنشاہ چارلس ایک روز بارسلونا کی بندرگاہ پر سات ملکوں کے بحری بیڑوں کا جائزہ لینے کے بعد بندرگاہ کے کنارے ایک عمارت میں اپنے امیر البحر کے علاوہ قزاقوں کے سردار اور کچھ دیگر سرکردہ لوگوں کے ساتھ بیٹھا بحری بیڑوں سے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔

یہ بحری بیڑے اسپین، جرمنی، بیلجیم، ہالینڈ، آسٹریا، ہنگری اور اٹلی کے جنگجوؤں پر مشتمل تھے اور ان بحری بیڑوں کے اندر اس قدر بڑا لشکر چارلس کے پاس جمع ہو گیا تھا کہ چارلس سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ اگر اس بحری بیڑے اور اتنے بڑے لشکر کو لے کر وہ نکلے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

بہر حال بندرگاہ کی ایک عمارت میں کچھ دیر وہ بحری بیڑوں سے متعلق گفتگو کرتا رہا اچانک اس نے موضوع بدلا اور اپنے امیر البحر دوریا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"دوریا! میں، تم، جوقل اور یہاں بیٹھے سب لوگوں نے بحری بیڑوں کا جائزہ لے لیا ہے اور ان بحری بیڑوں کے اندر جس قدر لشکری ہیں ان کو بھی ہم دیکھ چکے ہیں اس قدر بحری بیڑوں اور ان کے اندر اتنے بڑے لشکر کے ساتھ بھی ہم خیر الدین بار بروسہ کو شکست نہ دے سکیں اسے زندہ یا مردہ گرفتار نہ کر سکیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے اس سے بڑھ کر کوئی ذلت کوئی ناکامی نہ ہوگی۔

اس وقت سب سے بڑی پریشانی جو مجھے لاحق ہے وہ یہ کہ وہ شخص ہمارے قابو میں نہیں آتا لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ ایک معمولی قزاق ہے سمندر کے اندر چھوٹی بڑی کشتیوں کے

ساتھ متحرک رہتا ہے۔'' یہاں تک کہتے کہتے چارلس کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بیچ میں قزاقوں کا سردار حوقل بول پڑا چارلس کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''یہ خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھی عام انسان اور معمولی بحری قزاق نہیں خیر الدین باربروسہ گو قذاقی میں ہم سے تجربہ رکھتا ہے اس لئے کہ اس نے بہت تھوڑا قذاقی میں حصہ لیا اس کے بعد اس نے اپنا بحری بیڑہ بنا کر ایک خاص مقصد کے تحت کرنا شروع کر دیا لیکن وہ ہم سے کہیں زیادہ سمندر کا بھیدی اور بحر کا محرم ہے کھلے میں وہ یونہی دشمن کے مقابل نہیں آتا اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنی سرخ آنکھوں اوطاقوں میں سراب اور سوچ میں ڈوبے اپنے دل میں بھنور لے کر اٹھتا ہے اور ان اور بھنور میں دشمن کو ڈبو دیتا ہے۔

جس طرح ہوائیں سموں کی آبنائے سے گزر کر رت بدلنے کی بشارت دیتی ہیں طرح سمندر کے اندر چلنے والی ہواؤں سے اندازہ لگا کر وہ بتا سکتا ہے کہ پہلی رتوں کے کس سمت سے اٹھیں گے بے چہرگی کا شکار کر دینے والے طوفان کدھر سے نمودار ہو گے۔

اسپین کے عظیم شہنشاہ جس طرح ہر پنکھ پکھیرو کی بولی ہوتی ہے اسی طرح خیر الد باربروسہ اور اس کے سالار بھی جنگ میں اور خاص کر حملہ آور ہوتے وقت ایک دوسرے سے رابطہ رکھنے کے لیے ایک خاص بولی بولتے ہیں جسے آج تک کوئی بحری قذاق یا آور سمجھ نہیں سکا یہ بولیاں بولتے ہوئے وہ حوصلہ شکن موسموں، ساون کے گہرے بادلوں پھوار بدلتے موسموں کی سفاکی اور لفظوں کی ردا میں معانی کے ہجوم کی طرح دشمن پر حملہ ہو کر اس کے ہر فکر و ہوش کی دیوار گرا کر رکھ دیتے ہیں۔

میں بچپن سے بحری قذاقی کے پیشے سے وابستہ رہا ہوں لیکن میں نے اپنی زندگی باربروسہ، طرغوت، حسن، کرسو، صنعان، کاکا اور صالح اور ان کے دوسرے ساتھیوں بحری قذاق نہیں دیکھے جو سینہ تان کر سمندری طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں۔''

چارلس حوقل کی ساری گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اس کا چوبدار کمرے میں داخل ہوا اور چارلس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''مالک ٹیونس کا سابق حکمران حسان آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔''

حسان کا نام سن کر چارلس چونکا تھا چوبدار سے حسان کو اندر لانے کے لیے کہا چوبدار

باہر نکلا تھوڑی دیر بعد ٹیونس کا سابق حکمران حسان اس کمرے میں داخل ہوا چارلس اور اس کے سارے ساتھیوں نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا اپنے قریب ہی چارلس نے اسے بیٹھنے کے لیے کہا پھر چارلس نے اسے مخاطب کیا۔

''مجھے یہ سن کر بڑا دکھ اور صدمہ ہوا تھا کہ صرف چند ہفتے قبل خیر الدین باربروسہ نے تمہیں بھی ٹیونس کی حکمرانی سے محروم کر دیا ہے۔'' چارلس جب خاموش ہوا تو حسان نے کہنا شروع کیا۔

''کوئی عام انسان ہوتا تو میں اس کے ہاتھوں کبھی شکست نہ کھاتا اس کا مقابلہ کرتا اور اسے اپنی سرزمینوں سے مار بھگاتا لیکن یہ خیر الدین باربروسہ عجیب و غریب شے ہے یہ شیطانوں کا شیطان ابلیسوں کا ابلیس ہے میں سمجھتا ہوں یہ انسان ہی نہیں سمندر کی کوئی بہت بڑی عفریت ہے یا اس کا تعلق کسی غول بیابانی سے ہے اچانک نمودار ہو کر حملہ آور ہوتا ہے اور دشمن کی کمر توڑ کر رکھ دیتا ہے۔

آپ نے دیکھا جس وقت کھلے سمندر میں دوریا کے ساتھ اس کا مقابلہ ہوا تھا اس نے دوریا کو بدترین شکست دی حالانکہ دوریا کے پاس اس سے کہیں بڑا بحری بیڑہ تھا اور پھر کھلے سمندر میں وہ دوریا کے پیچھے لگ گیا دوریا نے یہی سمجھا کہ وہ اس کے تعاقب میں ہے لیکن جونہی سورج غروب ہوا ایک دم اس نے تعاقب ترک کر دیا اور اٹلی کے ساحل کی طرف بڑھا اور اٹلی کے ساحل کے ساتھ ساتھ دور تک اس نے وہ ترک تاز کی کہ جس کے دوران اس نے بڑے بڑے شہروں اور بڑی بڑی بندرگاہوں کو اس نے لوٹا اور وہاں سے بے شمار دولت سمیٹ کر چلتا بنا ساحل کے ساتھ ساتھ کسی کی جرأت نہ تھی کہ اس کی راہ روکے ہر اس شہر کو اس نے برباد کیا اپنی مرضی کے مطابق ہر شہر کو لوٹتا رہا وہاں جو دفاعی عساکر تھے اس کے سامنے سر کو خم کرتے رہے اور وہ دولت کے انبار سے اپنے جہاز بھرتا ہوا واپس لوٹ گیا۔

لوگ یہی خیال کرتے رہے کہ اٹلی کو لوٹنے کے بعد وہ اپنے مستقر کی طرف جائے گا آرام کرے گا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا ایک دم وہ مجھ پر وارد ہوا مجھ پر وہ ایسے وقت حملہ آور ہوا جس وقت اس کے حملہ آور ہونے کی امید بھی نہیں کی جا سکتی تھی میں اپنا دفاع کرنے میں ناکام رہا لہٰذا اس نے لشکر کا کام تمام کر کے ٹیونس پر قبضہ کر لیا اب میں آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اس شخص کا کوئی بندوبست کیا جائے مجھے میرا ملک واپس دلوایا جائے میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر ٹیونس کی حکمرانی مجھے واپس مل گئی تو میں جب

تک حکمران رہوں گا آپ کا مقرر کردہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔"

حسان یہاں تک کہنے کے بعد خاموش ہوا کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"اسپین کے عظیم شہنشاہ آپ کو باربروسہ پر حملہ آور ہونے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے ابن قاضی کی سلطنت پر وہ پہلے ہی قابض ہو کر اس کے بیٹے کو وہاں اپنی طرف سے والی مقرر کر چکا ہے ٹیونس اس نے مجھ سے چھین لیا ہے افریقہ میں آپ کے سالار اور والی مون کیڈ کے پاس وسیع علاقے تھے اور ان وسیع علاقوں سے بھی بہت سے علاقوں پر خیر الدین باربروسہ قابض ہو چکا ہے اور اب مجھے امید ہے کہ وہ مون کیڈ کے اطراف میں اپنا گھیرا اپنا حصار تنگ کرتا رہے گا اور ایسا وقت لائے گا کہ مون کیڈ کو افریقہ سے نکلنا پڑے گا جس وقت ایسا ہوا یاد رکھئے گا اس وقت اسپین اور سسلی دونوں خطرات میں گھر جائیں گے۔

میرا اپنا اندازہ ہے کہ ٹیونس مجھ سے چھیننے کے بعد وہ یوں ہی نہیں بیٹھے گا اور پھر وہ بیکار بیٹھنے کا عادی بھی نہیں ہے شاید بے کار بیٹھنے سے اسے خارش ہونا شروع ہو جاتی ہے اب وہ کسی نہ کسی مہم کا آغاز ضرور کرے گا میرے خیال میں اس وقت اس کے سامنے افریقہ کی سرزمینوں میں دو تین مہموں سے زیادہ نہیں ہیں۔

جہاں تک میں سوچتا ہوں اس کا اگلا ہدف اب بربروں کا سلطان حفصی یا طلمسان کا بادشاہ ابوحمو ہوں گے ان دونوں قوتوں کو باری باری مطیع اور فرمانبردار کر کے خیر الدین باربروسہ انہیں اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے اور سر جھکانے پر مجبور کر دے گا اس کے بعد باقی قبائل صغرای کا ایک چھوٹا سردار احمد بن قاضی رہ جائے گا اور اس کی خیر الدین باربروسہ کے سامنے کوئی اہمیت ہی نہیں ہے اسے تو خیر الدین باربروسہ لمحوں میں اڑا کر رکھ دے گا۔

ایک بات یاد رکھئے گا جس روز خیر الدین باربروسہ نے بربروں کے سلطان حفصی طلمسان کے حکمران ابوحمو کو اپنے سامنے زیر کر لیا اس کے بعد خیر الدین باربروسہ کے سامنے صرف ایک ہی سوالیہ نشان رہ جائے گا اور وہ افریقہ میں آپ کا سالار مون کیڈ ہوگا ابوحمو اور حفصی کو زیر کرنے کے بعد خیر الدین باربروسہ مون کیڈ پر حملہ آور ہونے میں تاخیر سے کام نہیں لے گا اور جس روز اس نے مون کیڈ کو شکست دے کر وہاں سے نکال دیا یا اس کا خاتمہ کر دیا تو پھر آپ لوگوں کے لئے افریقہ کے اندر پاؤں جمانے کا کام انتہائی مشکل بلکہ ناممکن ہو کر رہ جائے گا اپنے انہیں تجربات کی بناء پر میں آپ سے گزارش کرنے آیا ہوں کہ آپ افریقہ کی طرف دھیان دیں آپ کے پاس بہت بڑی قوت ہے خیر الدین باربروسہ پر حملہ آور ہوں۔

آپ کے تحت سات ملک ہیں جہاں سے آپ کو کمک اور رسد مل سکتی ہے جہاں تک خیر الدین باربروسہ کا تعلق ہے اسے رسد تو مل سکتی ہے لیکن کمک نہیں اس لئے کہ رسد اسے ترکوں کا سلطان سلیمان پہنچا سکتا ہے لیکن سلیمان کے پاس بحری جہاز نہیں ہیں جنہیں وہ خیر الدین باربروسہ کی طرف بھیج کر اس کی طاقت اور قوت میں اضافہ کر دے اس لئے کہ ترکی حکومت کے پاس جس قدر بحری جہاز تھے وہ پہلے ہی سلطان سلیمان نے خیر الدین باربروسہ کے حوالے کر رکھے ہیں۔

سمندر کے اندر خیر الدین باربروسہ کو ایک بار زیر کر لیا جائے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہسپانیہ اور سسلی کے علاوہ اٹلی اور دیگر یورپی ممالک کے جتنے ساحل ہیں سب محفوظ ہو جائیں گے۔" حسان جب خاموش ہوا تب اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے چارلس کہنے لگا۔

"تمہارا کہنا یقیناً درست ہے باربروسہ کے ہاتھوں ہمارے امیر البحر دوریا کی شکست سے ہمیں اتنا نقصان نہیں ہوا جتنا نقصان اس خیر الدین باربروسہ نے اٹلی کے ساحلی شہروں پر حملہ آور ہو کر وہاں لوٹ مار کرتے ہوئے پہنچایا اس نے ایک نہیں ان گنت شہروں کو لوٹا بڑے بڑے پرانے اور قدیم خزانوں کو اس نے اپنے بحری جہازوں میں منتقل کر دیا اور یہ خزانے اگر اس نے ترکی کے سلطان کی طرف نہیں بھجوا دیئے الجزائر ہی میں کسی جگہ محفوظ رکھے ہیں تو وہ ہم اس سے چھین کر رہیں گے۔

اٹلی کے ساحلی شہروں کی لوٹ مار اور ترک تاز اور بربادی سے بھی بڑھ کر اس نے ہمیں کئی نقصانات پہنچائے ابھی حال ہی میں اس نے نئی دنیا سے آنے والے قافلوں کو لوٹا یہ دو متحدہ قافلے تھے ایک ہمارا اور ایک انگلستان والوں کا مغرب کے دور افتادہ سمندروں کے اندر اس کے سالار اس کے ملاح ان بحری قافلوں پر حملہ آور ہوئے نئی دنیا سے آنے والے سارے ملاحوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا جس قدر سامان اور دولت سے بھرے ہوئے ان کے پاس جہاز اور کشتیاں تھیں سب کو وہ ہانکتے ہوئے اپنے مسکن کی طرف لے گئے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد چارلس رکا کچھ سوچا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"اگر باربروسہ کھلے سمندر کے اندر اسی طرح ہمیں نقصان پہنچاتا رہا اور کسی نے بھی اس کی راہ نہ روکی تو عنقریب وہ وقت آئے گا کہ صرف اسپین ہی نہیں بلکہ دوسرے بہت

سے یورپی ممالک کی معیشت کو تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا۔

اس وقت دنیا میں دو بڑے خطرات اٹھ رہے ہیں ایک خشکی پر ترکوں کا سلطان سلیمان دوسرا سمندر کے اندر خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھی۔'' چارلس مزید کچھ کہنا چاہتا کہ اس موقع پر حسان بول اٹھا چارلس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں نے سنا ہے کہ گزشتہ مہینوں میں آپ اور فرانس کے بادشاہ کے درمیان جو جنگ ہوئیں اس کے نتیجے میں آپ نے فرانس کو شکست دے کر فرانس کے بادشاہ فرانسس اول گرفتار کر لیا اور اس وقت وہ آپ کے ہاں زندان میں بند ہے۔''

لمحہ بھر کے لئے چارلس نے بڑے غور سے حسان کی طرف دیکھا پھر تعصب بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''یقیناً ایسا ہی تھا حالات کیونکہ ایک دم پلٹا کھانے لگے تھے اس لئے ہم نے فرانس کے بادشاہ فرانسس اول کو زندان سے نکال کر آزاد کر دیا ہے اب وہ واپس فرانس جا رہا ہے۔

ہوا یوں کہ جب ہم نے فرانسس کو اپنے ہاں زندان میں ڈالا تو اس کی ماں نے سلطان سلیمان کی طرف ایک قاصد بھجوایا اور اسے خط بھی لکھا جس میں فرانس کے بادشاہ کی ماں نے التماس کی تھی کہ اس کے بیٹے کو چونکہ ہم نے زندان میں ڈال دیا ہے لہٰذا اس کی رہائی کا سامان کیا جائے۔

اس موقع پر ہمیں اپنی مملکت کے لیے خطرات اٹھتے دکھائی دیئے وہ اس طرح کہ اگر اس خط کے جواب میں ترکوں کا سلطان حرکت میں آ جاتا فرانس میں داخل ہوتا فرانس کی قوت کو بھی اپنے ساتھ ملانے کے بعد اٹلی کو روندتا ہوا جب وہ آگے بڑھتا تو میں سمجھتا ہوں ہم اسے اسپین میں داخل ہونے سے نہ روک سکتے تھے اس طرح ہم وہ تباہی اور بربادی دیکھتے جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اب چونکہ ہم نے فرانس کے بادشاہ کو رہا کر دیا ہے تو ہمیں امید ہے کہ ترکوں کا سلطان سلیمان ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا لیکن اب بھی اس کے سامنے ایک ہدف ہے اور وہ ہنگری ہے۔

ہنگری کا بادشاہ ہمارا بہنوئی تھا وہ مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں مارا جا چکا ہے اب اس کے مرنے کے بعد ہنگری پر ہمارا حق بنتا ہے اسی بناء پر میرا بھائی فرڈیننڈ جو آسٹریا کا بادشاہ ہے اس نے ہنگری پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔

ہنگری کا ایک سردار جو عوام میں مقبول ہے نام اس کا جان زاپولیا ہے اب اس نے اپنے قاصد سلطان کی طرف بھیجے ہیں اور ان قاصدوں کو سلطان نے کیا جواب دیا ہے اور یہ کہ جان زاپولیا کے قاصدوں کے جواب میں ترکوں کا سلطان کس ردعمل کا اظہار کرتا ہے لیکن میں چاہتا ہوں ہم بھی بیکار نہ بیٹھیں گو بحری بیڑوں کو حرکت میں لانے کے لئے ہمیں کئی ماہ لگ سکتے ہیں کیونکہ کچھ جہاز بیکار ہیں مرمت چاہتے ہیں میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ سمندر میں اتریں اور خیرالدین باربروسہ اور اس کی بحری قوت کو تباہ و برباد کر دیں ایسا کر کے میں سمجھوں گا کہ میں نے ترکوں کے سلطان سلیمان کو اس کے ایک انتہائی اہم دست راست سے محروم کر دیا لیکن بیڑوں کی تیاری پر ہمیں ایک عرصہ درکار ہوگا۔''

چارلس جب خاموش ہوا تب خدشات کا اظہار کرتے ہوئے اس کا امیر البحر دوریا کہنے لگا۔

''مالک جو کچھ آپ نے سوچا ہے وہ مناسب بھی ہے اور بہتر بھی لیکن ایک پہلو کو ہم نظر انداز کر رہے ہیں۔''

تیز اور سوالیہ نگاہوں سے چارلس نے دوریا کی طرف دیکھا پھر پوچھ لیا۔

''دوریا تمہارا اشارہ کس پہلو کی طرف ہے کیا سمندر کے اندر کوئی اور طاقت اور قوت بھی ہے جو خیرالدین باربروسہ کی حمایت میں اچانک ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہے اگر ایسی کوئی طاقتور قوت ہے تو اس کی نشاندہی کرو تاکہ جب ہم اتنے ملکوں کے بحری بیڑوں کو لے کر نکلیں تو ہر اس قوت کو روند کر رکھ دیں جو آنے والے دنوں میں ہماری راہ کی رکاوٹ بننے کی کوشش کرے۔

اس وقت ہمارے سامنے سب سے بڑا اور اہم ہدف خیرالدین باربروسہ ہے یاد رکھو اگر اس شخص کو زیر نہ کیا گیا تو یہ شخص صرف الجزائر ٹیونس اور اس کے ملحقہ علاقوں تک محدود نہیں رہے گا پورے افریقہ کے اندر ایک بہت بڑی قوت بن کر اٹھے گا اور جس دن ایسا ہو گیا تو یاد رکھنا اس روز ہسپانیہ اور سسلی دونوں کا مستقبل تاریک ہوگا ہی اس کے ساتھ ہی اٹلی کے لئے بھی بے شمار خطرات اٹھ کھڑے ہوں گے۔'' چارلس جب خاموش ہوا تب دوریا کہنے لگا۔

''مالک جہاں تک خیرالدین باربروسہ کا تعلق ہے جب تک ہم اسے زیر نہیں کرتے یا اس کا خاتمہ نہیں کرتے اس وقت تک ہم محفوظ نہیں ہیں خیرالدین باربروسہ کو تو ہم نے ختم کرنا ہی ہے یہ تو ایک اٹل فیصلہ ہے میرا اشارہ اس وقت مسلمانوں کے سلطان سلیمان کی

طرف ہے۔

"میں یہ اندیشہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم اس متحدہ بحری بیڑے کو لے کر خیر الدین باربروسہ کا خاتمہ کرنے کے لئے نکلتے ہیں تو کیا ایسا تو نہ ہو جائے گا کہ مسلمانوں کا سلطان اپنے لشکر کو لے کر نکلے اور جان زاپولیا کے حق میں یورپ پر چڑھ دوڑے۔"

اس موقع پر چارلس کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر بڑے فخر اور گھمنڈ میں کہنے لگا۔

"اگر ایسا ہو بھی جائے تو مسلمانوں کا سلطان ہمارا کیا بگاڑ لے گا میرا بھائی فرولندہ آسٹریا کا حکمران ہے اس کے پاس اس وقت سلطان سلیمان سے بھی زیادہ بڑی عسکری قوت ہے اس کے علاوہ میں نے کچھ لشکر ہسپانیہ سے بھی بھیج دیئے ہیں جرمنی، بوہیمیا، بیلجیم، ہالینڈ کے بہت سے لشکر بھی اس کے پاس پہنچ چکے ہیں مجھے امید ہے کہ جب ہم خیر الدین باربروسہ کے تعاقب میں نکلیں گے تو مسلمانوں کا سلطان ضرور یورپ کا رخ کرے گا۔

اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ جس طرح کھلے سمندر کے اندر ہم خیر الدین باربروسہ کو اپنے سامنے زیر کریں گے اس طرح میرا بھائی فرولندہ یورپ کے وسیع میدانوں میں مسلمانوں کے سلطان سلیمان کو بھی زیر کر کے یا پسپا کر کے بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد چارلس لمحہ بھر کے لئے خاموش ہوا پھر ٹیونس کے سابق والی حسان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"حسان تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہم تمہارے ممنون ہیں کہ تم ہمارا ساتھ دے رہے ہو چند ماہ تک ہم خیر الدین باربروسہ کے تعاقب میں نکلیں گے اس وقت تک تمہارا قیام ہمارے ہاں ایک معزز مہمان کی حیثیت سے ہوگا۔" اس کے ساتھ ہی وہ اجلاس چارلس نے ختم کر دیا اور دوریا کو حکم دیا کہ حسان کو اپنے ساتھ لے جائے اور اس کے قیام کا بہترین اہتمام کرے اس کے ساتھ ہی چارلس اٹھ گیا جبکہ دوریا ٹیونس کے سابق حکمران حسان کو اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔

✿✿✿

اپنی بہت سی کشتیوں کو سمندر کے اندر محفوظ کرنے کے بعد خیر الدین باربروسہ نے اپنے دوسرے کام کی ابتداء کی تھی اپنے لشکر کے ساتھ وہ اپنے مسکن سے نکلا صحرا کا رخ کیا اس کے سامنے دو ہدف تھے پہلا بربروں کے سلطان حفصی کو اپنے سامنے زیر کرنا اور دوسرا طلمسان کے بادشاہ ابوحمو کو مطیع و فرمانبردار بنانا۔

ساتھ ہی خیر الدین باربروسہ نے قاصد بھیج کر اپنی ان دونوں مہموں کی اطلاع صغرای قبائل کے سردار عبدالعزیز کو کر دی تھی۔ اور اسے یہ بھی پیغام دیا تھا کہ اس کے پاس جو لشکر ہے اس کے ساتھ وہ نکلے صغرای قبائل کے باغی سردار احمد بن قاضی پر حملہ آور ہو جائے اس طرح صغرای قبائل کے سردار عبدالعزیز کے ساتھ مل کر خیر الدین باربروسہ بیک وقت تین مہموں کو سر کرتے ہوئے افریقہ میں اپنی طاقت اور قوت کو مضبوط اور مستحکم کرنے میں تل گیا تھا۔

اپنے مسکن سے کوچ کرنے سے پہلے خیر الدین باربروسہ نے احتیاطی تدابیر کرتے ہوئے چند دن پہلے ہی اپنے مخبروں کو بربروں کے سلطان حفصی اور طلمسان کے حکمران ابو حمو پر نگاہ رکھنے کے لئے روانہ کر دیا تھا۔

خیر الدین باربروسہ نے پہلے بربروں کے سلطان حفصی کا رخ کیا ابھی وہ بربروں کے سلطان حفصی کی حدود سے کافی دور تھے کہ خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھ جس قدر سالار تھے وہ رک گئے لشکر بھی پیچھے رک گیا تھا طلایہ گر قریب آئے خیر الدین باربروسہ اور باقی سالاروں کے سامنے آ کر رکے پھر ان میں سے ایک خیر الدین کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"امیر ہم آپ کے لئے دو اہم خبریں لے کر آئے ہیں۔

پہلی یہ کہ بربروں کے سلطان حفصی اور طلمسان کے حکمران ابوحمو کو خبر ہو گئی ہے کہ آپ ان پر حملہ آور ہونے کے لئے نکل چکے ہیں۔

اس سلسلے میں ان دونوں نے آپ کے خلاف ہسپانیہ کے سپہ سالار مون کیڈ سے بھی مدد

طلب کی ہے مون کیڈ کا ایک لشکر سلطان حفصی کے پاس پہنچ چکا ہے اسی طرح ابوحمو کا لشکر بھی حفصی کے پاس جمع ہو چکا ہے ان کا طریقہ کار کچھ اس طرح ہو گا۔

تینوں لشکر کو یکجا کر کے وہ دو حصوں میں تقسیم کریں گے امیر ایک حصہ آپ کی راہ روکے اور آپ کو جنگ میں مصروف رکھنے کے لئے آپ کے سامنے آئے گا جنگ شروع ہو جائے گی اور عین جنگ کے دوران ان کے لشکر کا دوسرا حصہ جسے انہوں نے گھات میں بٹھا دیا ہو گا وہ اپنی گھات سے نکل کر آپ پر حملہ آور ہو کر آپ کے خلاف فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد طلایہ گر جب خاموش ہوا تو ہلکے ہلکے تبسم میں خیرالدین باربروسہ نے اپنے قریب کھڑے طرغوت، حسن کرسو، کاکاد، صنعان، صالح اپنے بیٹے حسن اور دیگر سالاروں کی طرف دیکھا اور پھر طلایہ گروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

”اگر انہوں نے ہمارے خلاف اپنی کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے لشکر کا ایک حصہ گھات میں بٹھا دیا ہے اور جو لشکر راہ روکے گا اس کی بھی جس لشکر کو وہ گھات میں بٹھائیں گے اس کی بھی میں خوب خبر لوں گا اس سلسلے میں تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد خیرالدین باربروسہ پھر بڑی شفقت میں آنے والے طلایہ گروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

”تمہاری ایک خبر تو مکمل ہوئی اور میں تمہاری اس خبر کے مطابق انتظامات بھی مکمل کر لوں گا اب دوسری خبر کہو۔“

وہی طلایہ گر بولا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ”امیر دوسری خبر بہت اچھی ہے امیر شاید آپ کو یاد ہو گا کہ مرنے والے کوکو کے دو بہترین سالار ہوا کرتے تھے علقمہ بن سعدون اور عبادہ بن تمام۔“

طلایہ گر کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے خیرالدین باربروسہ بول اٹھا۔

”میں ان دونوں کو خوب جانتا ہوں ان دونوں نے ہی میری حمایت کرتے ہوئے ابن قاضی کو موت کے گھاٹ اتارا تھا وہ دونوں عالم اسلام اور مسلمانوں کا درد رکھنے والے ہیں کچھ عرصہ بیچارے اپنے دل پر جبر کرتے ہوئے اپنے ضمیر کے باغی بن کر ابن قاضی کا ساتھ دیتے رہے اور جب ان دونوں نے یہ محسوس کیا کہ ابن قاضی مسلمانوں کے خلاف آگے جاتے ہوئے اپنی حدود سے باہر ہوتا جا رہا ہے تب انہوں نے اس کے بیٹے کو اپنے

ساتھ ملایا اور ابن قاضی کا خاتمہ کر دیا اب بولو تم ان دونوں یعنی عبادہ بن تمام اور علقمہ بن سعدون سے متعلق کیا کہنا چاہتے ہو۔“

خیرالدین باربروسہ جب خاموش ہوا تو طلایہ گر نے کہنا شروع کیا۔

”امیر ہمارے پیچھے ہی پیچھے وہ دونوں زندہ دل سالار ایک لشکر لے کر آ رہے ہیں اور وہ بربروں کے سلطان حفصی اور طلمسان کے حکمران ابوحمو کے خلاف آپ کا ساتھ دیں گے۔“

یہ خبر سن کر خیرالدین کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آنکھوں میں ایک انوکھی چمک پیدا ہوئی باقی سارے سالار بھی خوشی کا اظہار کر رہے تھے پھر خیرالدین باربروسہ بڑے غور اور انہاک سے اپنے دائیں جانب صحرا کے اندر دیکھنے لگا تھا اس لئے کہ اس جانب سے گرد کے بادل اٹھنا شروع ہو چکے تھے جو اس بات کی نشاندہی کرتے تھے کہ کوئی لشکر ان کی طرف آ رہا ہے۔

تھوڑی دیر بعد گرد کے بادل چھٹے تو ایک لشکر نمودار ہوا ان گنت گھوڑے سرپٹ دوڑتے ہوئے خیرالدین باربروسہ کا رخ کر رہے تھے جب وہ نزدیک آئے تو خیرالدین باربروسہ اور سارے سالاروں نے دیکھا لشکر کے آگے آگے عبادہ بن تمام اور علقمہ بن سعدون تھے۔

قریب آ کر وہ لشکر رک گیا ابن تمام اور ابن سعدون دونوں اپنے گھوڑوں کو اس جگہ لائے جہاں خیرالدین باربروسہ اور دیگر سالار کھڑے تھے ان کی طرف دیکھتے ہوئے خیرالدین باربروسہ اپنے گھوڑے سے اتر گیا تھا دوسرے سالار بھی اپنے گھوڑوں سے اتر چکے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ابن تمام اور ابن سعدون بھی اپنے گھوڑوں سے اتر کر آگے بڑھے پہلے دونوں باری باری خیرالدین باربروسہ سے گلے ملے پھر اسی کے سے انداز میں وہ دوسرے سالاروں سے مل رہے تھے۔

اس موقع پر ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے خیرالدین باربروسہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ابن تمام نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کی۔

”امیر خیرالدین مجھے اور میرے عزیز ابن سعدون کو آپ سے ڈھیروں گلے اور شکوے ہیں امیر جب سے ہم نے ابن قاضی کو قتل کیا اس کے بعد آپ نے کئی مہمیں سر کیں پر ہم دونوں کو کبھی آواز نہیں دی امیر آپ جانتے ہیں مسلمانوں کی بہتری اور عالم اسلام کی یکجہتی کی خاطر ہم نے ابن قاضی کو موت کے گھاٹ اتارا آپ اکثر و بیشتر صغرای قبائل کے سردار العزیز کو تو آواز دیتے رہے لیکن ضرورت کے وقت کبھی ہمیں نہیں پکارا امیر آپ کبھی

ہمیں پکار کر دیکھتے تو سہی پھر آپ جانتے کہ ہم کیسے ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔"

عبادہ بن تمام کی اس گفتگو سے خیر الدین بار بروسہ ایسا متاثر ہوا تھا کہ اس کی آنکھ نمناک ہو گئی تھیں ہونٹ کاٹنے لگا تھا کچھ دیر تک کچھ بول نہ سکا تھا پھر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"میں تم دونوں کے جذبوں تم دونوں کے احساسات کو سلام پیش کرتا ہوں اگر ضرو کے وقت میں نے تمہیں آواز نہ دے کر غلطی کی ہے تو میں اپنی غلطی پر معذرت خوا میرے عزیز بھائیو دراصل میں چاہتا تھا کہ......"

اس بار عبادہ بن تمام کے بجائے ابن سعدون بول اٹھا۔

"امیر آپ جو بھی چاہتے تھے ہمیں آپ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے تھا اس بار بھی جب آپ بربروں کے سلطان حفصی، طلمسان کے حکمران ابوحمو کے خلاف نکل کھڑے اور ہمیں نہ اطلاع دی نہ ہمیں ساتھ دینے کے لئے پکارا یہ تو ہمیں آپ کے طلایہ گردو خبر ہوئی تو ہم نے اپنے لشکر کو استوار کیا اور آپ کے طلایہ گردوں کے پیچھے پیچھے ہم بھی آ کھڑے ہوئے۔"

خیر الدین بار بروسہ مسکرایا آگے بڑھ کر اس نے باری باری ان دونوں کی پیٹھ تھپتھپا پھر کہنے لگا۔

"جو ہوا اسے فراموش کر دو میرے خداوند نے چاہا تو آئندہ میں ضرورت کے وقت تم دونوں کو ضرور آواز دیا کروں گا۔"

خیر الدین بار بروسہ جب یہاں تک کہنے پایا تب اسے مخاطب کرتے ہوئے ابن سعدون بول اٹھا۔

"امیر جس مہم پر آپ نکلے ہیں اس کی صورت حال یہ ہے کہ تین لشکر جمع ہو چکے ہیں" اپنی بات مکمل نہ کر سکا خیر الدین بار بروسہ بول اٹھا۔

"میرے طلایہ گر مجھے پوری صورت حال سے آگاہ کر چکے ہیں میں تمہارے آنے کی خبر سن کر رک گیا تھا یہ مجھے بتا چکے ہیں کہ تین لشکر جمع ہو چکے ہیں بربروں کا طلمسان کے حکمران ابوحمو کا اور مون کیڈ کا اور ان تینوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ ہمارے سامنے آئے گا دوسرا گھات پر بیٹھ کر ضرورت کے وقت ہم پر حملہ آور ہو کر اپنے لئے فتح حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

میرے عزیزو! تمہارے آنے کی وجہ سے مجھے خوشی اور حوصلہ ہوا ہے میں اب جس لشکر

تم لے کر آئے ہو اسے ساتھ ملا کر پورے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے لگا ہوں ایک حصے کی کمانداری خود کرتا ہوا دشمن پر ضرب لگاؤں گا دوسرا حصہ گھات میں رہے گا اور دشمن کا وہ لشکر جو گھات سے نکل کر ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا اس سے نبٹے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد خیر الدین بار بروسہ رکا پھر ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"لشکر کا جو حصہ گھات میں رہے گا کیا اس کی کمانداری تم دونوں میں سے کوئی سنبھالنے کے لئے تیار ہے۔"

خیر الدین بار بروسہ کے اس سوال پر عبادہ بن تمام اور علقمہ بن سعدون نے عجیب سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی سوال و جواب ہوا پھر عبادہ بن تمام عجیب سی عقیدت میں کہہ رہا تھا۔

"امیر خیر الدین آپ کے ساتھیوں میں سے جہاں محترم طرغوت، حسن کرسو، کاکا، سنان، صالح ہوں وہاں ہم دونوں کی کیا مجال کہ کسی لشکر کی کمانداری کریں امیر آپ کے ساتھی وہ کماندار وہ سالار ہیں جن پر ہم اپنا سب کچھ نچھاور کر سکتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے ہم دونوں میں سے کوئی بھی کسی لشکر کی کمانداری سنبھالنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔"

عبادہ بن تمام کے اس جواب پر خیر الدین کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ اور آنکھوں میں ہمدردی کی چمک نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو سنو دوسرے حصے کی کمانداری میں طرغوت کو سونپتا ہوں یہ سمندروں کا بھیدی ہے صحراؤں کا محرم ہے بڑے سے بڑے حالات میں بھی دشمن پر ضرب لگا کر اسے پسپا کر دینے کا ہنر جانتا ہے۔"

سب نے اس سے اتفاق کیا اس کے بعد لشکر کو دو برابر حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک حصے کو لے کر خود خیر الدین بار بروسہ آگے بڑھا تھا جبکہ دوسرے حصے کو لے کر طرغوت صحرائی ٹیلوں کی بھول بھلیوں میں کھو گیا تھا۔

دوسری طرف بربروں کا سلطان حفصی طلمسان کا حکمران ابوحمو اور مون کیڈ کی طرف سے آنے والے سالار بھی خیر الدین بار بروسہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے چکے تھے لشکر کا ایک حصہ انہوں نے گھات میں بٹھا دیا تھا پھر وہ کھلے اور ویران میدانوں کے اندر خیر الدین بار بروسہ کی راہ روک کھڑے ہوئے۔

خیر الدین بار بروسہ اپنے لشکر کو لے کر جب ابوحمو حفصی اور مون کیڈ کے سالاروں کے

سامنے آیا تب مون کیڈ کا سالار اپنے سامنے کھڑے حفصی اور ابوحمو کو مخاطب کر کے
لگا۔

"میرے پاس خیر الدین باربروسہ کے لشکریوں کو بددل اور بے حوصلہ کرنے کی ترکیب ہے اگر تم تعاون کرو تو اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔"

حفصی نے اس کی طرف غور سے دیکھا پھر کہنے لگا۔

"کیسا تعاون؟"

ہسپانوی سالار کہنے لگا۔

"میرے لشکر میں ایک تیغ زن ہے جو گلیڈی ایٹر ہے تیغ زنی میں کسی سے مات کھ والا نہیں ہے تیغ زنی کے ہسپانوی طریقہ کار میں اپنا جواب نہیں رکھتا میں چاہتا ہوں کہ ا انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اتارا جائے دونوں لشکروں کے وسط میں جا صرف انفرادی مقابلے کے لئے نہ للکارے بلکہ خیر الدین باربروسہ، طرغوت، حسن ک کا کاد، صنعان، صالح اور اس طرح کے جو بڑے سالار ہیں ان کے نام لے کر ا مقابلے کی دعوت دے۔

ظاہر ہے نام لے کر جب وہ مقابلے کی دعوت دے گا تو جس کا وہ نام لے گا انہیں سے مقابلے کے لیے کوئی نکلے گا اور مجھے امید ہے جو بھی مقابلے کے لئے نکلے گا وہ ہسپا تیغ زن اسے موت کے گھاٹ اتار دے گا اور خیر الدین باربروسہ یا اس کے کسی اہم کے یوں انفرادی مقابلے کے دوران مارے جانے سے اس کے لشکریوں میں ایک ط سے بددلی کی لہر پھیل جائے گی جو ہماری فتح اور ہماری کامیابی کو یقینی بنا سکتی ہے۔

اس موقع پر ابوحمو اور حفصی نے آپس میں صلاح مشورہ کیا پھر ہسپانوی سالا کی طر دیکھتے ہوئے اس بار ابوحمو کہنے لگا۔

"تمہاری یہ ترکیب ہے تو بہت عمدہ اور اس پر آسانی سے عمل بھی کیا جا سکتا ہے اس انفرادی مقابلے میں اگر تمہارا وہ ہسپانوی گلیڈی ایٹر مارا گیا تو پھر کیا بنے گا۔"

ہسپانوی سالار کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر کہنے لگا۔

"یہ ناممکنات میں سے ہے وہ پیشہ ور تیغ زن ہے ایسے لوگ میدان میں انسانی اع کاٹ کر اپنی کامیابی اپنی فتح مندی کا اعلان کرتے ہیں۔ تیغ زنی کے فن میں وہ اپنی عمر چکا ہے ہسپانیہ میں جب کبھی بھی تیغ زنی کے مقابلے ہوئے ہمیشہ یہی سرخرو ہو کر نکلا میں تمہیں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ تیغ زنی کے فن میں اس ہسپانوی تیغ زن کا

الدین یا اس کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی زیر اور مغلوب نہیں کر سکے گا بلکہ جو بھی اس کے مقابلے میں آئے گا اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اور اس کا یوں میرے ساتھی کے سامنے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھنا ان کے لشکر میں بددلی اور ایک طرح سے افراتفری کا باعث بھی بنے گا۔"

اس بار بربروں کے سلطان حفصی نے ہسپانوی سالار کو مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو اپنے اس تیغ زن کو انفرادی مقابلے کے لئے نکالو اگر وہ ہماری فتح کا باعث بن سکتا ہے تو میں سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر ہمارے لئے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔"

حفصی کے اس فیصلے پر ہسپانوی سالار خوش ہو گیا تھا پیچھے ہٹا اپنے حصے کے لشکر کی طرف گیا پھر تھوڑی دیر بعد ایک ہسپانوی سیاہ گھوڑے پر سوار میدان میں نکلا وہ سر سے لے کر پاؤں تک چمکتے ہوئے فولاد میں غرق تھا اس کی کمر پر اس کی تلوار اور ڈھال تھی ہاتھ میں لمبا چمکتا ہوا نیزہ تھا اور اپنے گھوڑے کو مہمیز پر مہمیز لگاتا ہوا وہ میدان کے وسطی حصے کی طرف بڑھا تھا مستی پر آیا ہوا اس کا گھوڑا بار بار ہنہنا رہا تھا نتھنے پھڑپھڑا رہا تھا اور کبھی کبھی اپنی دونوں ٹانگیں اٹھاتے ہوئے سرکشی کا اظہار بھی کر رہا تھا۔

میدان کے وسط میں آ کر عجیب سے خوفناک انداز میں اس ہسپانوی تیغ زن نے اپنا نیزہ زمین میں گاڑھا پھر خیر الدین باربروسہ اور اس کے بڑے بڑے سالاروں کے نام لیتے ہوئے اس نے انفرادی مقابلے کے لئے پکارا تھا۔

اس کی اس پکار پر خیر الدین باربروسہ کے لشکر میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا حسن کرسو، کاکاد، صنعان اور دیگر کئی سالاروں نے ایک ساتھ اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے اس سے مقابلہ کرنے کے لئے میدان کا رخ کیا تھا۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے باربروسہ کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی آواز دے کر اس نے سب کو رکنے کے لئے کہا۔

سب مڑے اور خیر الدین باربروسہ کے قریب آئے اس موقع پر حسن کرسو نے خیر الدین باربروسہ کو مخاطب کیا۔

"امیر یہ جو انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اترا ہے اس کا تعلق افریقہ سے نہیں یہ ہسپانوی ہے۔ اس کے پکارنے کے انداز کو میں پہچان چکا ہوں لہٰذا اس کے مقابلے کے لئے میرا جانا ہی مناسب ہے اس لئے کہ میں ان کے طریقہ واردات سے آگاہ اور واقف

ہوں۔"

حسن کرسو کے بعد دوسرے سالاروں نے بھی اپنی اپنی خواہش کا اظہار کیا اس پر کرتے ہوئے باربروسہ کہنے لگا۔

"میرے عزیزو! میرے بھائیو! میرے رفیقو! میں تم سب کے جذبوں کی قدر کرتا ہوں میں تمہاری جرأت مندی تمہاری جانثاری کو سلام پیش کرتا ہوں دیکھو بالکل پرسکون رہو جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے مقابلے پر حسن کرسو کو اترنے دو۔"

خیرالدین باربروسہ کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے سارے سالار پیچھے ہٹ گئے جبکہ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا حسن کرسو میدان کے وسطی حصے کی طرف بڑھا تھا۔

وہ ہسپانوی سورما اپنے گھوڑے پر بیٹھا اپنے مدمقابل کا منتظر تھا کہ حسن کرسو اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اس کے سامنے گیا اپنی چمکتی ہوئی تلوار اور ڈھال لہرا لئے اپنے سامنے لہراتے ہوئے مسکرایا ساتھ ہی خاص انداز میں اس نے گھوڑے کی ٹانگوں کے ذرا پیچھے جب مہمیز لگائی تو گھوڑا ہنہنایا اپنی اگلی دونوں ٹانگیں اٹھاتے ہوئے وحشی قوت کا اظہار کیا اس کے ساتھ حسن کرسو نے اسے مخاطب کیا۔

"انفرادی مقابلے کے لئے پکارنے والے ہسپانوی بتا تیرا نام کیا ہے۔"

اس نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا کہنے لگا۔ "تو نے بھی خوب پہچانا کہ میں ہسپانوی ہوں نام میرا غلیس ہے۔"

جواب میں حسن کرسو نے بھی اس جیسا قہقہہ لگایا کہنے لگا۔

"تو پھر میرا نام حسن کرسو ہے یہ نام یقیناً تو نے سن رکھا ہوگا اور موت کے اس میدان میں میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تیرا نام میں غلیس سے غلیظ میں تبدیل کر دوں گا۔"

جواب میں ہسپانوی تیغ زن غلیس کہنے لگا۔

"میرا تو خیال تھا کہ خیرالدین باربروسہ خود میدان میں اترے گا لیکن تجھے اس نے بھیجا تیرے ساتھ بھی مقابلہ خوب رہے گا اس لئے کہ حسن کرسو کا نام سارے یورپ میں جانا پہچانا ہے۔"

وہ گلیڈی ایٹر جب خاموش ہوا تب اسے مخاطب کرتے ہوئے حسن کرسو کہنے لگا۔

"تیرے مقابلے میں خیرالدین باربروسہ کیوں آتا جو ہسپانوی لشکر اس وقت ہمارے دشمنوں کی صفوں میں شامل ہے اس کے سالار کو بھیجو مقابلے میں آئے تو اس کے مقابلے میں خیرالدین باربروسہ ضرور نکلے گا۔"

غلیس کچھ دیر تک بڑے غور سے حسن کرسو کو دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

"تو باتیں بہت بناتا ہے پر دیکھ تھوڑی دیر بعد کوئی تجھے سوچنے والا کوئی تجھے سننے والا کوئی تجھے دیکھنے والا کوئی تجھے چاہنے والا نہ رہے گا اس لئے کہ میں تیری حالت ٹوٹے ذہنوں کے نوکیلے ٹکڑوں کی طرح بے وقعت کر دوں گا تجھ پر قضا کے ایسے غلیظ در کھولوں گا کہ تو اپنی زیست کے ماہ و سال سے نفرت کرنے لگے گا سن حسن کرسو میں جب دکھ کے گراں بار طوفانوں بدبختی کے پھیلتے گلیم کی طرح تجھ پر نزول کروں گا تو اپنے آپ کو خشک ہواؤں میں اڑتے گرد اور بنجر زمین کی خونی دلدل میں کھڑے تنہا بے آسرا اکیلے خشک درخت کی طرح محسوس کر رہا ہو گا۔"

اس تیغ زن کی اس گفتگو سے حسن کرسو تاؤ کھا گیا تھا کہنے لگا۔

"میں نے تیرے جیسے پاؤلے بھیڑیے بہت دیکھ رکھے ہیں۔ اپنے دل کے قرطاس پر لکھ رکھ کہ میں اپنی راہ کے ہر سانپ کا سر کچلتا جاتا ہوں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو کاروان وقت کے سینہ آفاق پر اندیشوں کے اندھیاکوں کی طرح نمودار ہو جاتے ہیں، اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں اترتے ہیں اور موت سے بے خوف و بے خطر رہ کر دشمن کے خلاف برسر پیکار ہو جاتے ہیں۔ عنقریب وقت کی آنکھ دیکھے گی کہ میں نحوست میں ڈوبی تیری خواہشوں کو سہمے سہمے خوفزدہ فرار تیرے قرار روح اور جسم کو تند حقارت اور سناٹے بھرے بوجھ میں تبدیل کر دوں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حسن کرسو کا پھر اپنا سلسلہ کلام آگے بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔

"دیکھ ہسپانوی نائیٹ وقت ضائع مت کر آ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائیں پھر دیکھیں کس کی ساعتیں بصارتیں مجروح ہوتی ہیں کون بے افق و بے نشان ہوتا ہے کس پر زخم خوردہ حروف نوحہ گری کرتے ہیں زوال و انحطاط سے لیس ہو کر بدمست موت کس کو اپنا ہدف بناتی ہے ہر جہت جھاڑو دیتے قضا کے اندھے جھکڑ کس کا شکار کرتے ہیں۔"

حسن کرسو کی اس گفتگو سے غلیس کا چہرہ غصے اور غضب میں سرخ ہو گیا تھا ایک دم اپنے نیزے کو وہ حرکت میں لایا اسے ہوا میں تولا لہرایا پھر تاک کر نیزہ اس نے حسن کرسو کو دے مارا تھا۔

حسن کرسو شاید پہلے سے اس سے ایسے حملے کی توقع رکھتا تھا لہٰذا ڈھال مارتے ہوئے اس نے نیزے کو دور پھینک دیا عین اسی لمحہ غلیس اپنی تلوار لہراتا ہوا گھوڑے کو مہمیز لگاتا ہوا موت کی خونی دیمک لاحاصل کے ژولیدہ کر دینے والے کرب ہجر و عذاب کے خونی لمحوں

وہم وحشت بھرے چھلاوے اور تاریک رات میں اٹھ کھڑے ہونے والے وحشی
جذبوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

حسن کرسو نے پہلے اس کے حملے کو روکا پھر ہر جہت کو بے جہت کر دینے والی صد
اس نے چند بار تکبیریں بلند کیں پھر جوابی کارروائی کرتے ہوئے اس نے دفاع
طرف رکھا اور جارحیت پر اترا اور غلیس پر وہ بھی نفرت بھرے گداز خیارو خس
جانے والے صدیوں سے رکے آگ کے شعلوں گونجتی فضا کی بھنور اور سرفروش اور
جذبوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

کچھ دیر تک دونوں جم کر لڑتے رہے غلیس بہت جلد حسن کرسو کو اپنے سامنے
چاہتا تھا لیکن اس نے یہ بھی دیکھا کہ لحظہ بہ لحظہ حسن کرسو کے حملوں میں کالی گھنگھور گھٹاؤں
طرح زور، گداز نرم پھوٹتی کونپلوں جیسی شادابی اور آبگینوں میں گلابی روپ جیسی تازگی
چلی گئی تھی۔

غلیس پر تیز حملے کرتے ہوئے اچانک حسن کرسو نے پینترا بدلا پھر اس انداز میں
ڈھال برسائی کہ غلیس کے سر سے اس کا خود اتر کر دور جا گرا حسن کرسو پیچھے ہٹا اس
آہنی خود کو ایک ٹھوکر ماری اور اس کا وہ آہنی خود دور لڑھکتا چلا گیا تھا حسن کرسو پھر اس
سامنے آیا اور وحشت بھرے انداز میں اسے مخاطب کیا۔

”دیکھ غلیس میں نے تیری ذات کا ایک برج گرا دیا ہے اب دوسرے برج کو
کروں گا۔

اس کے بعد حسن کرسو نے پھر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا اب اس کے جمال میں
اور آندھیوں جیسی تیزی بڑھتی چلی جا رہی تھی جس نے غلیس کو ایک طرح سے مایوس
امید کر دیا تھا تاہم ابھی تک وہ بہترین انداز میں حملے روکنے کے ساتھ ساتھ گاہے گاہے جار
بھی اختیار کر رہا تھا اچانک فضا کے اندر حسن کرسو نے تکبیر بلند کی جس سے غلیس بوکھلا
گیا ساتھ ہی حسن کرسو کی تلوار اپنا کام کر گئی اور غلیس نے اپنے شانوں پر جو آہنی خول
چڑھائے ہوئے تھے دائیں خول پر حسن کرسو کی تلوار گری تھی اور وہ خول علیحدہ ہو کر زمین
گر گیا تھا۔

حسن کرسو نے پھر ایک قہقہہ لگایا اور غلیس کو مخاطب کیا۔

”سن غلیس میں نے تیری ذات کا دوسرا برج بھی گرا دیا ہے اب تیسرے برج کے
ملیا میٹ ہونے کا انتظار کر۔“

اس کے ساتھ ہی حسن کرسو پھر غلیس پر کف آلود ساگر لاہوتی قوتوں کے بحر بے کراں بے انت دوریاں تک جھاڑ و چھیر دینے والے قضا کے جھکڑوں کی طرح حملہ آور ہونا شروع ہو گیا تھا اور اب اس کے مقابلے میں اس ہسپانوی تیغ زن کی حالت کھوئی ہوئی غیر محفوظ بے مایوسی کے سکوں سے بھرے شکستہ کشکول گدا، وقت کے خوفناک منظر میں اندھی کھائیوں تاریکیوں میں پھنسی برسوں کی تشنگی سے بھی زیادہ ہولناک ہونا شروع ہو گئی تھی۔

غلیس کے اب حرکت کرنے اور دائیں بائیں چکر کاٹنے سے صاف طور پر دکھائی دے رہا تھا کہ اس کے اندر تھکاوٹ کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے اچانک ایک بار پھر حسن کرسو نے تکبیر بلند کی اور اس کے دوسرے شانے پر جو آہنی خول تھا اسے بھی کاٹ کر گرا دیا تھا پھر حسن کرسو چند قدم پیچھے ہٹا ایک ہولناک قہقہہ لگایا اور اس قہقہے کو سن کر غلیس لرز گیا تھا ساتھ ہی حسن کرسو نے اسے مخاطب کیا۔

”سن ہسپانیہ کے ناقابل تسخیر تیغ زن میں نے تیری ذات کا تیسرا برج بھی گرا دیا ہے سن جس فصیل کے تین برج گر جائیں اس کے پاس کیا رہ جاتا ہے اب تیرے جسم کی فصیل گراؤں گا اور پھر قصہ تمام ہو جائے گا۔“

اس کے ساتھ ہی جست لگانے کے انداز میں حسن کرسو آگے بڑھا نہ رکنے والے اژدھا، منہ زور طوفانوں کی طرح پھر حملہ آور ہونا شروع ہو گیا تھا اس کے بعد آسمان کی نیلی بصارتوں آہنی زمین کی بھوری بساطوں اور قوت کی آنکھ نے دیکھا حسن کرسو کی تلوار ایک ہولناک تکبیر کے ساتھ غلیس کے دائیں شانے پر گری تھی اور اسے کاٹتی ہوئی نکل گئی تھی۔

میدان کے وسطی حصے میں ایک ہولناک چیخ بلند ہوئی اور غلیس لاش کی صورت میں زمین پر گر گیا تھا۔

حسن کرسو اس کے پاس آیا اور نفرت آمیز انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”سن ہسپانوی سورما میں تجھے بار بار تنبیہ کرتا رہا کہ تیرا ایک برج گرا ہے دوسرا گرنے والا ہے تیسرا گرا ہے اور اس کے بعد میں نے تجھے آخری بار یہ بھی تنبیہ کر دی کہ میں اب تیرے جسم کی فصیل پر ضرب لگانے لگا ہوں پھر تو تیغ زنی کا ایسا نو آموز اور ناتجربہ نکلا کہ تو اپنا دفاع ہی نہ کر سکا اب اس میں میرا کیا قصور ہے۔“

اس کے ساتھ ہی حسن کرسو نے تلوار بلند کر کے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی اس کے لباس سے اپنی تلوار صاف کر کے نیام میں کی ایک جست لگا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتا ہوا اپنے لشکر کی طرف جا رہا تھا۔

جس وقت اس ہسپانوی کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے بعد حسن کرسو اپنے
طرف لوٹ رہا تھا اس وقت خیر الدین باربروسہ کی حالت عجیب تھی حسن کرسو کی
دیکھتے ہوئے دھیمے دھیمے لہجے میں وہ کہہ رہا تھا۔

"کرسو! دشت امکان میں خوشبو میں بسے ماحول جیسی تیری کامیابی روشن رخ
گنگناتی آرزوؤں جیسی تیری فوز مندی روز و شب کے ان پہر سلسلوں میں طرب
فسوں جیسی تیری کامرانی کو میں سلام کرتا ہوں میری خداوند سے دعا ہے کہ اپنی صدا
فیکون میں وہ آئندہ بھی تجھے امیدوں کے نور کی پھوار کی طرح کامیاب اور کا
رکھے۔"

اتنی دیر تک حسن کرسو اس کے نزدیک آ گیا تھا اپنے گھوڑے سے اتر کر خیر ا
باربروسہ کھڑا ہو گیا قریب آ کر حسن کرسو بھی گھوڑے سے اترا دوسرے سالار بھی
گھوڑوں سے اتر گئے تھے آگے بڑھ کر حسن کرسو کو خیر الدین باربروسہ نے گلے لگایا
بار اس کی پیشانی کو چوما ساتھ ہی کہنے لگا۔

"کرسو میرے عزیز تیرے جیسے جوان ہی نئی رتوں کے پیغامبر بن کر اپنی قوم ملت
فلاح کا کام کر جاتے ہیں تیرے جیسے جوان ہی درخشاں آزادی کی نوید دیتے ہیں حسن
تیرے جیسے جوان ہی اپنی سرزمینوں اپنے دین اپنی ملت کے لئے جسم جلاتے شعلوں
طرح نگاہ حق بین دوا، زہر جنوں اور مقاع صد سکون ثابت ہوتے ہیں ایک بار پھر
تیری کامیابی تیری جرأت مندی کو سلام کرتا ہوں۔

اس کے بعد خیر الدین باربروسہ نے کئی بار اس کی پیٹھ تھپتھپائی بعد میں مسکراتے ہوئے
حسن کرسو اپنے دوسرے ساتھیوں سے ملا پھر سب اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے تھے۔

✿✿✿

دوسری جانب اس ہسپانوی سورما کے مارے جانے پر بربروں کے سلطان حفصی نے اپنے قریب کھڑے ہسپانوی سالار کو مخاطب کیا۔

"تم تو کہتے تھے کہ یہ ہسپانیہ کا سب سے کڑا اور بہترین تیغ زن ہے تیغ زنی میں کبھی اسے مات ہی نہیں دی میدان میں جو اس کا حشر ہوا تو نے بھی دیکھا اور ہم سب نے بھی اس کی بے بسی کو دیکھ لیا ہے۔

جس وقت وہ اکڑتے ہوئے اور چھاتی تانتے ہوئے میدان میں اترا تھا میں نے خیال کیا تھا کہ وہ وراء گمان قیاس آسیب کی طرح حملہ آور ہو گا اور خیر الدین باربروسہ کی طرف سے جو مقابلے کے لئے نکلا اسے لمحوں میں زیر کر دے گا لیکن یہ حرام خور اس صد سالہ مکروہ اژدھے سے بھی برا نکلا جو اپنی حفاظت نہیں کر سکتا تو نے دیکھا تمہارے اس ہسپانوی سورما کے مقابلے میں جو آیا تھا وہ خیر الدین باربروسہ کا شاہین حسن کرسو تھا کس کمال ہنر کے ساتھ اس نے تمہارے سورما کو ہوس کی گہری تاریکی میں پھینکا صحرا کے بے سمت راستوں کی طرح اس کے دعوؤں کو مٹایا اور خزاں کے جور سہتے خشک پتوں کی طرح پاؤں تلے مسل کر رکھ دیا۔

مقابلے کے آخری لمحوں میں جس وقت تمہارے ہسپانوی سورما کی موت اس کے سر پر منڈلا رہی تھی اس وقت اس کی حالت سے لگتا تھا جیسے وہ جھلساتی دھوپ کے لمبے سفر کے باعث رتھ میں جتے گھوڑوں کی طرح ہانپ رہا ہو اور اس کی سانس دھونکنی کی طرح چل رہی ہو بہر حال تم نے انفرادی مقابلے کے لئے کسی اچھے ہسپانوی تیغ زن کا انتخاب نہیں کیا۔

بربروں کا سلطان حفصی جب خاموش ہوا تب طلمسان کے حکمران ابو حمو نے بھی اپنی برہمی کا اظہار کرتے ہوئے ہسپانوی سالار کو مخاطب کیا۔

"یہ تو نے کس قسم کے سورما کو انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اتارا اور پھر اس کی کارکردگی بری تھی اسے ہرگز خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کے نام لے کر انفرادی مقابلے کے لئے نہیں پکارنا چاہئے صرف انفرادی مقابلے کے لئے اترتا اس طرح ہو سکتا

ہے کہ کوئی عام لشکری اس کے مقابل آتا اور وہ کامیابی حاصل کر لیتا لیکن اب جو حالت اس کی ہوئی وہ تم نے بھی دیکھی وہ ہم نے بھی دیکھ لی۔

انفرادی مقابلے کا اہتمام کر کے ہم چاہتے تھے کہ مقابلے میں کامیابی حاصل ہو اور اس طرح ہمارے لشکریوں کے حوصلے بلند اور خیر الدین باربروسہ کے لشکریوں کے ولولے ماند پڑیں لیکن یہاں معاملہ الٹ ہو گیا اب دیکھو ہمارے لشکر میں چہ میگوئیاں ہونا شروع ہو گئی ہیں جبکہ خیر الدین باربروسہ کے لشکر میں تکبیریں بلند ہو رہی ہیں جو اس بات کی نشان دہی ہے کہ وہ ہمیں مٹا کر رکھ دیں گے۔" ابوحمو جب خاموش ہوا تب ان دونوں کی تسلی کے لیے ہسپانوی سالار نے کہنا شروع کیا۔

"مجھے خود تعجب ہے کہ خیر الدین باربروسہ کا یہ ساتھی اس قدر آسانی کے ساتھ ہمارے تیغ زن پر کیسے حاوی ہو گیا میں طرف داری نہیں کروں گا اور نہ ہی غلط بیانی کروں گا میں نے پورا مقابلہ بڑے غور سے دیکھا خیر الدین باربروسہ کا ساتھی شروع ہی میں حاوی ہونا شروع ہو چکا تھا اور اس نے ایسے تیز اور خوفناک حملے کیے جس کے سامنے ہمارا تیغ زن ماند پڑتا رہا زیر ہونے کے لئے اس کے خلا پیدا کرتا رہا بہر حال یہ ناکامی ہماری مکمل ناکامی کا باعث نہیں بن سکتی۔

اس لئے کہ جو لشکر ہم نے گھات میں بٹھایا ہوا ہے وہ اپنا کام ضرور دکھائے گا۔" یہاں تک کہنے کے بعد وہ ہسپانوی سالار رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھا رہا تھا۔

"میرے دونوں محترم حکمرانو! انفرادی مقابلے ہارنے کے بعد ہمیں جی نہیں چھوڑنا چاہئے جنگ کی ابتداء کرتے ہیں اس کے بعد جب گھات میں بیٹھا ہوا ہمارا لشکر نکل کر باربروسہ کے کسی پہلو پر حملہ آور ہو گا اور اس کی صفوں میں ابتری پھیلے گی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خیر الدین باربروسہ صحرا کے اندر ہمارے آگے بھاگے گا اور اس کے بھاگنے کے بعد جب ہم اس کا تعاقب کریں گے وہ تعاقب اس صحرا کے اندر خیر الدین اور اس کے ساتھیوں کے لئے بڑا عبرت خیز ہو گا۔"

اس ہسپانوی سالار کی اس گفتگو کے جواب میں بربروں کا سلطان حفصی کہنے لگا۔

"دیکھ لینا تمہارا پہلا دعویٰ کہ انفرای مقابلہ جیتنے کے بعد خیر الدین باربروسہ کے لشکر میں بددلی پھیل جائے گی لیکن کچھ نہ ہوا تمہارا سورما جس کے متعلق تمہارا خیال تھا کہ " ناقابل تسخیر ہے اور ہر حالت میں وہ تیغ زنی کے فن میں کامیابی حاصل کرے گا وہ میدان کے اندر مردہ پڑا ہے اب تم کہتے ہو کہ ہمارا جو لشکر گھات میں بیٹھا ہوا جنگ کے دوران

جب وہ گھات سے نکل کر خیر الدین باربروسہ کے پہلو پر حملہ آور ہو گا تو خیر الدین بھاگے گا اور ہم اس کا تعاقب کریں گے اور یہ تعاقب اس کے لیے عبرت خیز ہو گا میں ڈرتا ہوں کہ یہ عبرت خیزی کہیں ہمارے ہی دامن میں نہ آن پڑے۔"

حفصی کی اس گفتگو کا جواب ہسپانوی سالار دینا ہی چاہتا تھا کہ طلمسان کا حکمران ابوحمو بول اٹھا۔

"میرے خیال میں ہمیں اب وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے ہسپانوی سورما کے ہار جانے کے باعث ہمارے لشکر میں چہ میگوئیاں ہونا شروع ہو چکی ہیں اور اگر ہم نے جنگ کی ابتداء کرنے میں تاخیر سے کام لیا تو یاد رکھئے گا لشکر کے اندر بددلی بڑھنا شروع ہو جائے گی لہٰذا میں آپ دونوں کو مشورہ دوں گا کہ فی الفور حرکت میں آنا چاہئے اور خیر الدین باربروسہ کے لشکر پر حملہ آور ہونے میں پہل کر لینی چاہئے۔"

ہسپانوی سالار اور حفصی نے ابوحمو کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر سب اپنے اپنے حصے کے لشکروں کے سامنے آ گئے مخصوص اشارے دیتے ہوئے انہوں نے لشکر کو آگے بڑھایا اس کے بعد وہ خیر الدین باربروسہ کے لشکر پر وقت کی پکار میں چاروں طرف افق کی سی لہو رنگ قالین بچھاتی گمراہی کی کالی سازشوں صدیوں کے گہرے سناٹوں میں کرب کی شدید ضربوں اور نفرت کے جال بننے والے جہل کے طوفانوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

جواب میں خیر الدین باربروسہ اور اس کے سارے لشکری بھی اس طرح حرکت میں آئے جیسے ظلمتوں سے برسرپیکار ہونے کے لئے بے روک اور اٹل طوفان وقت کے بے کراں بحر میں غوطہ زن ہوتے ہیں ابوحمو اور ہسپانوی سالار کے حملوں کو روکنے کے بعد خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں نے دفاع سے نکل کر اس طرح جارحیت اختیار کی جیسے اپنے راستے میں آنے والی پیوستہ چٹانوں کو سمندر کا جلال جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے اس کے بعد انہوں نے فیصلہ کن حملہ کیا اور وہ بگولوں کو پیتے کروٹیں لیتے طوفانوں، زیست کی شیرینی موت کے تلخ ذائقوں میں تبدیل کر دینے والے قضا و قدر کے عناصر کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے رزم گاہ میں حشر برپا ہو گیا تھا بھٹکتے سرکش پاؤں کی رہنمائی میں ہزاروں ہاتھ ایک دوسرے سے برسرپیکار ہو گئے تھے۔

بربروں کے سلطان حفصی طلمسان کے حکمران ابوحمو اور ہسپانیہ کے لشکریوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح کوئی بھی جتن استعمال کرتے ہوئے خیر الدین

باربروسہ کو شکست دیں اور پھر اس کے بعد خوفناک تعاقب شروع کریں۔

لیکن وہ یہ محسوس کر رہے تھے کہ خیر الدین باربروسہ ان پر بھاری ثابت ہو رہا تھا بربروں اور ابوحمو کے بڑے بڑے سورما جو جنگ کے ماہر اور تلوار کے دھنی خیال کیے جاتے تھے جنگ میں کام آنے لگے تھے اس طرح کھلے میدانوں میں خیر الدین باربروسہ کو پسپا کرنے کا وہ خواب جو حفصی ابوحمو اور ہسپانوی دیکھ رہے تھے وہ انہیں بے تعبیر اور ناکام ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

ہسپانیہ والوں کے صلاح مشورے پر ابوحمو اور حفصی نے ایک خاصا بڑا لشکر جو گھات میں بٹھا رکھا تھا اس نے جب دیکھا کہ خیر الدین باربروسہ کے ساتھ جنگ اپنے زوروں پر آ گئی ہے تب وہ بھی اپنی گھات سے نکلے اور رزم گاہ کا رخ کیا۔

دوسری طرف عالم اسلام کا نایاب امیر البحر بے مثال سپہ سالار اور اناطولیہ کے میدانوں کا لاجواب مجاہد گھات میں بیٹھا دشمن کے اس لشکر پر گہری نگاہ رکھے ہوئے تھا جس نے اچانک اپنی گھات سے نکل کر خیر الدین باربروسہ پر حملہ آور ہو کر ابوحمو حفصی اور ہسپانیہ کی کامیابی کو یقینی بنانا تھا۔

جونہی وہ لشکر اپنی گھات سے نکلا اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ طرغوت بھی چشم صحرا میں زیست کے لمحوں کی تاب خودنمائی کو سینوں کی جلن، جبینوں کی شکن والے نئے سال کے اولین لمحوں کی طرح نمودار ہوا اور اس لشکر کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔

دشمن کا لشکر جو گھاٹ سے نکلا تھا اسے ابھی تک خبر نہ تھی کہ ان کی گھات میں بھی کوئی لگا ہوا ہے ابھی وہ خیر الدین باربروسہ کے لشکر سے دور ہی تھا کہ پشت کی جانب سے برق کے کوندوں کی طرح طرغوت نے انہیں آن لیا اور پھر وہ ان پر ارتقاء کی قوتوں سے محروم کر کے ناروا کو روا کر دینے والے قضا کے کھولتے جبر صدیوں کے قفل توڑ کر درِ تنہائی پر مرگ کی دستک کے نشان چھوڑتے پیچ و خم بناتے بے چین بحر کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

طرغوت کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہ حملہ ایسا خوفناک تھا کہ دشمن کے لشکر کو یوں لگا جیسے عمر رواں کے زینوں کو توڑ دینے والی وقت کی بے کل لہروں نے انہیں آن دبوچا ہو جواب میں وہ بھی مڑے اور طرغوت اور اس کے لشکر پر برق کی آگ بے چین یادوں کے گماشتوں نفرتوں کی ساعتیں کھڑی کرتی آتشیں عصیان اور ازلی اور ابدی مجروح شیطانوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

جہاں خیر الدین باربروسہ کی کمانداری میں ترک اور عرب ابوحمو، حفصی اور ہسپانیہ

ہوں کے خلاف موت کا کھیل کھیلتے ہوئے ان پر حاوی ہوتے جا رہے تھے وہاں طرغوت ہوں گھات سے نکلنے والے دشمن کے لشکر کے ساتھ وہی کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا اس نے جو ترک تھے موت کا تعاقب کرنے والے سایوں کی طرح ہجوم کرتے ہوئے دشمن ہیں لگانے لگے تھے۔

یوں میدان جنگ میں روحیں موت کی تاریکیوں میں گم ہونے لگی تھیں نفرتوں کی گہری ہوں میں ٹوٹے لرزاں خیالات کی طرح ان گنت جسم روحوں سے محروم ہونے لگے تھے جس طرح سنگریزوں کی بارش سے سینہ آب پر ابھر کر لہریں نئے دائرے بنتی ہوئی کسی رکے سکوت کو توڑ دیتی ہیں اس طرح میدان جنگ میں موت بھی چاروں طرف پھیلتی لشکریوں کی تعداد کم کرنے لگی تھی۔

آسمان پر بادلوں کی کشتیاں زمین پر پھیلتی مرگ کی پرچھائیوں پر طنزیہ مسکراہٹ کرتی اپنی منزلوں کو رواں تھیں طرغوت اور خیر الدین باربروسہ کے تحت کام کرنے والے ری اپنے تمدن اور شناخت کے پاسبان اپنے شاداب راستوں کے پرجوش رکھوالے بن دشمن پر بدبختیاں اڑاتی دھوپ کی طرح چھانا شروع ہو گئے تھے۔

جہاں خیر الدین باربروسہ اور حسن کرسو، صنعان، صالح اور دیگر سالار دشمن کو شکست کر اپنے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور کر چکے تھے وہاں طرغوت اور اس کے ماتحت کرنے والے سالار بھی گھات سے نکل کر خیر الدین باربروسہ کی طرف آنے والے روں کو بدترین شکست دے چکے تھے اس طرح خیر الدین باربروسہ اور اس کے اروں کے مقابلے میں ابوحمو حفصی اور ہسپانیہ والوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

ابوحمو اور حفصی کسی طرح اپنی جانیں بچا کر میدان جنگ سے بھاگ کر روپوش ہونے کامیاب ہو گئے افریقہ کی کھلی سرزمینوں میں دشمن کے خلاف خیر الدین باربروسہ اور کے سالاروں کی وہ ایک شاندار اور بے مثال فتح اور فوز مندی تھی۔

قحطانی قبیلے کا سردار کعب بن عامر اور اس کا بیٹا مغیرہ بن کعب اور منذر بن زبیر جمعہ کی نماز پڑھ کر نکلے تھے مسجد سے باہر آ کر منذر بن زبیر کعب بن عامر کے قریب ہوا سرگوشی کے انداز میں اس سے کہنے لگا۔

"میں ایک انتہائی اور نازک موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں اور......"

منذر بن زبیر نے گو گفتگو کا آغاز سرگوشی کے انداز اور انتہائی دھیمے لہجے میں کیا تھا؟ کعب بن عامر محتاط ہو گیا اور اس کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔

"ابن زبیر یہاں کچھ مت کہنا میرے ساتھ حویلی میں چلو وہاں بیٹھ کر تفصیل سے گفتگو ہو گی کھانا بھی اکٹھے وہاں کھائیں گے۔"

اس پر منذر بن زبیر مطمئن ہو گیا تینوں خاموشی سے چلنے لگے یہاں تک کہ تینوں حویلی میں داخل ہوئے۔

صدر دروازے سے گزرنے کے بعد جب وہ صحن میں آئے تو صحن کے ایک طرف معاذ اور میسونہ گھر کے کام میں مصروف تھیں اپنے باپ اور بھائی کے ساتھ منذر بن زبیر کو دیکھتے ہوئے کسی قدر خدشات بھری آواز میں اپنی ماں کو مخاطب کرتے ہوئے معاذ کہنے لگی۔

"یہ جو آج جمعہ کی نماز پڑھ کر عم منذر بن زبیر، بابا اور بھائی کے ساتھ آئے ہیں تو ماں لگتا ہے منذر بن زبیر کوئی انتہائی اہم خبر دینے آئے ہیں جب وہ حویلی میں داخل ہوئے ماں تم نے خیال نہیں کیا ہو گا لیکن میں نے عم منذر بن زبیر کے چہرے کا بغور جائزہ لیا ان کے چہرے پر بہت کچھ کہنے کے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔"

جب کعب بن عامر، منذر بن زبیر اور مغیرہ بن کعب دیوان خانے کی طرف بڑھے تو معاذ آگے بڑھی اور منذر بن زبیر کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"عم اگر آپ نے کسی راز دارانہ موضوع پر گفتگو نہ کرنی ہو تو میں اور میری ماں دیوان خانے میں آ کر آپ کے پاس بیٹھ جائیں۔"

اس پر منذر بن زبیر نے بڑی سنجیدگی میں معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"میری بیٹی دیوان خانے میں بیٹھنے کے لئے تم نہ بھی پوچھتی تب بھی میں تمہیں خود مخاطب کرتا اور کہتا کہ آؤ ہمارے ساتھ دیوان خانے میں بیٹھو بیٹے میں جس موضوع پر گفتگو کرنے آیا ہوں وہ انتہائی اہم اور نازک ہے اور اس میں تم دونوں ماں بیٹی کا شامل ہونا بھی بے حد ضروری ہے۔"

منذر بن زبیر کی اس گفتگو سے معاذ مطمئن ہو گئی تھی پھر سب دیوان خانے میں آ کر بیٹھ گئے کچھ دیر خاموشی رہی پھر گفتگو کا آغاز منذر بن زبیر نے کیا تھا بڑی دھیمی ہلکی اور رازدارانہ سی آواز دیوان خانے میں سنائی دی تھی کعب بن عامر کو اس نے مخاطب کیا تھا۔

"سردار جس موضوع پر میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں وہ بڑا نازک بھی ہے اور اہم بھی ابن عامر اس سے پہلے بطروش آپ کو بتا چکا ہے کہ چارلس نے مسلمانوں کے علاقوں پر نگاہ رکھنے کے لئے اور انہیں عقوبت خانوں میں بھیجنے کے لئے ڈان جون کا انتخاب کیا ہوا ہے اب ڈان جون ہمہ وقت مسلمانوں کے علاقوں کے آس پاس نہیں رہتا اس لئے کہ فارس کی طرف اس کی بہت جاگیریں ہیں زمینیں ہیں باغات ہیں جن کی اسے دیکھ بھال کرنی ہوتی ہے لہٰذا مسلمانوں کے علاقوں پر نظر رکھنے کے لئے اس نے اپنا ایک نائب مقرر کیا ہے نام اس کا الیونش ہے سردار بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے آخری تاجدار ابو عبداللہ نے البشارات میں جو اپنے وزیروں اور مشیروں کے لئے قلعہ نما حویلیاں بنوائی تھیں انہی میں سے ایک میں اس لیونش نے قیام کیا ہوا ہے اس کے پاس کافی مسلح جوان بھی ہمہ وقت رہتے ہیں اور یہ لیونش اب براہ راست ڈان جون کو جواب دہ ہے جس قلعہ نما حویلی میں لیونش نے قیام کیا ہے وہ عدنانی قبائل کی بستیوں کے قریب ہے اب لیونش نے اپنے آدمی مسلمانوں کے علاقوں میں پھیلائے ہوئے ہیں جو بھیس بدل کر بھی کام کرتے ہیں ان میں ایسے بھی ہیں جو بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن باطل میں کٹر قسم کے نصرانی ہوتے ہیں یہ سب لیونش کو مسلمانوں کے علاقوں کی خبریں پہنچانے لگے ہیں۔

لیونش یہ ساری خبریں ڈان جون کو پہنچایا کرے گا اور پھر وہ مسلمانوں کے خلاف کارروائی کیا کرے گا یہ بھی فیصلہ ہوا ہے کہ جب ڈان جون موجود نہ ہو تو لیونش کا فیصلہ آخری سمجھا جائے گا اس لئے کہ اپنی جاگیر کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے سرکاری احکامات کے سلسلے میں ڈان جون کو غرناطہ قرطبہ اور طلیطلہ کی طرف بھی جانا پڑتا ہے اسی بناء پر لیونش کو مقرر کیا گیا ہے اور وہ البشارات میں رونما ہونے والی ہر تبدیلی کا جائزہ لے گا ہر نئے حادثے کی اطلاع چارلس اور اس کی انتظامیہ کو کیا کرے گا۔"

منذر بن زبیر جب خاموش ہوا تو کسی قدر فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے کعب بن عامر کہنے لگا۔

"اس کا مطلب ہے چارلس اپنے مختلف گماشتوں کے ذریعے البشارات کے مسلمانوں کے گرد اپنا حصار تنگ کرنے لگا ہے منذر بن زبیر جو خبر تم مجھے دے رہے ہو یہ قحطانی قبیلے کے سردار کو بھی پہنچنی چاہئے۔" اس پر منذر بن زبیر فوراً بول اٹھا۔

"قحطانی قبیلے کے سردار سعد بن سلامہ کی طرف سے آپ کو فکر مند نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ بطروش اس کی طرف جا چکا ہے اور پورے حالات سے اسے آگاہ کر دے گا مجھے بطروش ہی نے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ میں آپ کو یہ نئی اطلاع کروں۔"

منذر بن زبیر جب خاموش ہوا تب کچھ سوچتے ہوئے کسی قدر فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے کعب بن عامر کہنے لگا۔

"منذر بن زبیر جو حالات تم نے بتائے ہیں انہوں نے مجھے عجیب سے شکوک اور وسوسات میں ڈال دیا ہے دیکھو آج صبح سے بسیط غائب ہے ابھی تک تو میں یہی سمجھ رہا تھا کہ اپنے کسی ملنے والے کے پاس گیا ہوگا یا کسی کے پاس بیٹھ گیا ہوگا جبکہ وہ ایسا نہیں کرتا اگر اس نے کسی سے ملنے جانا ہو تو پہلے مجھے یا اہل خانہ کو اطلاع کرتا ہے بغیر اطلاع کئے وہ ایک قدم بھی گھر سے باہر نہیں نکالتا۔

اب وہ صبح فجر کی نماز پڑھنے گیا تھا اس وقت اندھیرا ہی تھا تب سے وہ لوٹا نہیں ہے جمعہ کی نماز کے دوران ہی مجھے ذہنی سکون نہیں تھا میں اس سے متعلق ہی سوچتا رہا اب جبکہ تم نے رونما ہونے والی نئی تبدیلی کے متعلق اطلاع دی ہے تو میرے دل میں یہ کھٹکا پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں لیونش نے کوئی اطلاع حاصل کرنے کے لئے بسیط کو گرفتار نہ کر لیا ہو۔"

منذر بن زبیر فکر مند ہو گیا چہرے پر پریشانی کے آثار پھیل گئے پھر کہنے لگا۔

"ایسا ممکن ہے ان علاقوں میں ہمیں تین آدمیوں سے انتہائی محتاط رہنا چاہئے ایک ڈان جون دوسرا لیونش اور تیسرا شبلی قبیلے کا سردار ثعلب بن حلوان اس لئے کہ یہ ابن حلوان اب ایک طرح سے ڈان جون کا گماشتہ اور خاص آدمی ہے مسلمانوں کے علاقوں میں رونما ہونے والی تبدیلیوں پر یہ نگاہ رکھتا ہے اور ساری خبریں ڈان جون کو پہنچاتا رہا ہے اب یہی خبریں لیونش تک پہنچائے گا۔"

منذر بن زبیر جب خاموش ہوا تب کسی قدر فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے کعب بن عامر کہنے لگا۔ "پہلے یہ بتاؤ کہ بسیط کا کیا کریں؟"

منذر بن زبیر نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ "فی الحال خاموش رہیں ویسے میرا دل کہتا ہے بسیط کو لیونش یا ثعلب بن حلوان کے آدمیوں نے اٹھایا ہوگا اس وقت وہ یا تو ابن حلوان کی حویلی میں ہوگا یا اس قلعہ نما عمارت کے اندر جس میں لیونش نے رہائش اختیار کی ہے اگر بسیط ان دونوں کے قبضے میں ہے تو سوچنا یہ ہوگا کہ انہوں نے اگر بسیط کو پکڑا ہے تو اس سے کس قسم کی اطلاعات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

اس کے ساتھ ہی منذر بن زبیر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ "میں اب جاتا ہوں یہاں سے جانے کے بعد بطروش کو بھیجوں گا کہ وہ بسیط کا پتا کرے۔"

اس موقع پر کعب بن عامر بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ "ابن زبیر کھانا کھا کر جانا۔"

دکھ بھرے انداز میں منذر بن زبیر کہنے لگا۔ "ابن عامر جو گفتگو ہوئی ہے اس گفتگو سے بھوک مرگئی ہے کھانے کو دل نہیں کرتا آپ کے ہاں سے جانے کے بعد میں بطروش سے ملتا ہوں اور اس سے التماس کرتا ہوں کہ وہ بسیط کا پتا کرے۔" اس کے ساتھ ہی منذر بن زبیر حویلی سے نکل گیا تھا۔

✿✿✿

شبلی قبیلے کا سردار ثعلب بن حلوان جو ڈان جون سے مل چکا تھا اور اس کے گماشتے کی حیثیت سے کام کر رہا تھا وہ البشارات کے کونے میں ایک قلعہ نما حویلی میں داخل ہوا یہ وہی حویلی تھی جو ڈان جون کے نائب لیونش کو مہیا کی گئی تھی تاکہ وہاں قیام کر کے اپنے گماشتے البشارات میں پھیلا کر مسلمانوں کے احوال کی مخبری کرتا رہے۔

اس قلعہ نما حویلی میں داخل ہونے کے بعد ثعلب بن حلوان اس کمرے میں داخل ہوا جس میں لیونش بیٹھا ہوا تھا اسے دیکھتے ہی لیونش نے ایک نشست پر بیٹھنے کے لئے کہا ابن حلوان اس کے سامنے ہو بیٹھا کمرے میں تھوڑی دیر خاموشی رہی اس کے بعد ثعلب نے گفتگو کا آغاز کیا لیونش کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"لیونش کعب بن عامر کے خادم بسیط کو بڑی مشکل سے ہم نے پکڑا ہے یہ فجر کی نماز کے لئے گھر سے نکلا تھا اس وقت اندھیرا تھا لہٰذا میرے آدمیوں نے اس پر گرفت کی اسے اٹھا کر تمہارے پاس لے آیا لیکن اس پر ہاتھ ذرا ہلکا رکھنا اس لئے کہ وہ خادم ہے میرے خیال میں تھوڑی سی مار ہی میں حقیقت بتا دے گا اس سے ابھی تک تم نے پوچھ گچھ تو نہیں کی ہوگی۔" جواب میں لیونش نے لحظہ بھر کے لیے توصیفی انداز میں

ثعلب بن حلوان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔
"میں آپ کی کارگزاری پر خوش ہوں میں نے ہی آپ کو بلایا تھا میں آپ کا شکر
کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے بڑے وقت پر اس بسیط کو پکڑا میرے خیال میں یہ غلام
دیر تک برداشت نہیں کر سکے گا اگر کعب بن عامر کے ہاں حسن کرسو کا آنا جانا ہے
طرح کہ تم نے مجھے خبر دی ہے کہ کعب بن عامر کی بیٹی حسن کرسو کو پسند کرتی ہے اگر اس
کوئی سچائی اور حقیقت ہوئی تو میرے خیال میں یہ بسیط نام کا غلام تھوڑی سی مار پیٹ
بعد حقیقت اگل کر رکھ دے گا۔" لیونش جب خاموش ہوا تب غدار ابن حلوان نے
انتہائی مکروہ قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا۔
"لیونش تمہارا کہنا درست ہے یہ بسیط زیادہ مار برداشت نہیں کر سکے گا کعب بن
کے ہاں اس نے بڑی آرام دہ زندگی بسر کی ہے یہ بچپن سے ہی ان کے ہاں ہے اور
کے سارے بھید جانتا ہے۔" ابن حلوان اس کے آگے کچھ نہ کہہ سکا اس لئے کہ اس کی با
کاٹتے ہوئے لیونش بول اٹھا تھا۔
"ابن حلوان میرے عزیز اگر اس نے کچھ بتانے سے انکار کر دیا تب۔"
ثعلب بن حلوان نے کچھ سوچا پھر اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہنے لگا۔ "اگر اس نے
بتانے سے انکار کر دیا یا کچھ بتا نہ سکا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ کچھ نہیں جانتا میں
ہوں اپنی جان بچانے کی خاطر ہر سچائی اگلے گا اگر یہ کچھ نہ بتا سکا تو اس کا مطلب ہے
کچھ نہیں جانتا۔"
لیونش نے پھر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "اگر اس نے کچھ نہ
تب بھی ہم اسے چھوڑ تو نہیں سکتے واپس جا کر یہ بتا دے گا کہ کس طرح اسے اٹھایا گیا
کہاں اور کس جگہ اسے لے جایا گیا اس سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد کیا اس کا خاتمہ
کرنا چاہئے۔"
حلوان نے بڑے غور سے لیونش کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "لیونش اس
البشارات میں معاملہ زیادہ خراب ہو جائے گا تم جانتے ہو کہ اس سے پہلے جب البشارات
میں بغاوت اٹھی تھی تو ہسپانیہ کے کئی بڑے بڑے سالار موت کے گھاٹ اتر گئے تھے
لئے بسیط کی موت پر سارے البشارات کے مسلمان متحد ہو جائیں گے اور البشارات
علاقہ ایسا ہے کہ یہاں اٹھی ہوئی بغاوت کو آسانی سے دبایا نہیں جا سکتا۔"
لیونش نے فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے ثعلب بن حلوان کی طرف دیکھا پھر کہنے

تمہارا کیا ارادہ ہے اگر یہ بسیط کچھ نہیں بتاتا تو اسے کہاں رکھا جائے کیا اسے رہا کر دیا
جائے۔"
ثعلب بن حلوان نے پھر کچھ سوچا اور کہنے لگا۔
"لیونش تم یہ تو جانتے ہو کہ اسے اندھیرے کے وقت اٹھایا گیا تھا میرے جن ساتھیوں
نے اسے اٹھایا تھا انہوں نے چہرے ڈھانپے ہوئے تھے اور اسے اٹھانے کے بعد اس کی
آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی تھی اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے لہٰذا وہ یہ تو جان
نہیں سکا کہ اسے اٹھانے والے کون تھے اور اسے اٹھا کر کہاں لے گئے ابھی تک بسیط کو یہ
معلوم نہیں ہے کہ اسے کعب بن عامر کی بستی سے کس نے اٹھایا اور کہاں لے گیا لیونش اگر یہ
نہیں بتاتا تو میرے خیال میں کسی دن رات کے وقت اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر
کعب بن عامر کی بستی کی طرف جانے والے راستے پر ڈال دیں گے وہاں سے کوئی نہ
کوئی اسے اپنے ساتھ لے جائے گا۔"
لمحہ بھر کے لئے ثعلب بن حلوان رکا پھر کہنے لگا۔ "بسیط کو قتل کر دینا میرے خیال کے
مطابق ان علاقوں کے اندر حالات کو ابتر اور خراب کرنے کی ایک دعوت ہوگی جب ہم اس
کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر کہیں ڈال دیں گے تو کسی کو کیا خبر کہ کہاں تھا کون اٹھا کر کہاں
لے گیا اور کس نے اس سے باز پرس کی۔"
لمحہ بھر کے لئے صالح بن حلوان رکا کچھ سوچا اس کے بعد اس نے پہلے کی نسبت کسی
قدر دھیمی آواز میں لیونش کو مخاطب کیا۔
"لیونش تم کہہ رہے تھے کہ دریائے آش کے کنارے چوراہوں کی خانقاہیں ہیں ان
خانقاہوں کا جو سردار راہب بطروش ہے اس سے بھی رابطہ قائم کرو گے اور کچھ جاننے کی
کوشش کرو گے۔"
تب ہلکا سا تبسم لیونش کے چہرے پر نمودار ہوا پھر کہنے لگا۔ "میں غافل نہیں بیٹھا
میں نے راہبوں کو یہاں نہیں بلایا تھا بلکہ میں خود چل کر راہبوں کی خانقاہ میں گیا تھا
وہاں میں بطروش سے ملا یہ کوئی پرانی نہیں آج ہی کی بات ہے اس پر میں نے یہ تو ظاہر نہیں
کیا کہ ہم بسیط کو اٹھا کر لے گئے ہیں میں نے اس سے یونہی بات کی کہ کچھ لوگوں کا کہنا
ہے کہ خیر الدین باربروسہ کے ایک ساتھی حسن کرسو کا البشارات میں آنا جانا ہے میں نے
اس سے یہ بھی کہا کہ میں نے کچھ لوگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ حسن کرسو کا کعب بن عامر کے
ہاں آنا جانا ہے۔"

اس پر بطروش نے بڑے وثوق سے کہا کہ وہ البشارات کے سب لوگوں کو جانتا خاص کر کعب بن عامر راہبوں کا بہت خیال رکھنے والا ہے ان کی بڑی مدد کرتا ہے نے مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا تھا کہ کعب بن عامر ایک طرح سے آدھا مسلمان آدھا ہے اس نے مجھے یقین دلایا تھا کہ حسن کرسو کا نہ البشارات میں آنا جانا ہے اور نہ کعب عامر سے اس کا کوئی تعلق ہے۔

جس وقت بطروش مجھ سے یہ گفتگو کر رہا تھا اس کا چہرہ صاف سپاٹ ستھرا تھا جو بات کی غمازی کرتا تھا کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے سچ ہے میرا اپنا بھی یہی خیال ہے کہ حسن کا کعب بن عامر کے ہاں آنا جانا نہیں بہر حال اپنے اطمینان کی خاطر اس بسیط سے پوچھ گچھ کر لیتے ہیں اگر یہ کچھ بتاتا ہے تو ٹھیک ورنہ آنے والی شب کو اس کی آنکھوں بندھی رہے گی اور اسے ہم کعب بن عامر کی بستی کی طرف جانے والے راستے پر ڈال آ گے۔"

لیونش تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر ابن حلوان کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

"ابن حلوان تم یہیں بیٹھو میرے خیال میں میں تمہاری موجودگی ہی میں اس بسیط پوچھ گچھ کرتا ہوں۔"

ثعلب بن حلوان زخمی سانپ کی طرح اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور لیونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"لیونش میری موجودگی میں ایسا ہرگز مت کرنا میں چلا جاؤں اس کے بعد اس کو لا اس سے تحقیق کرنا میرا یہاں موجود رہنا کئی خطرات اور کئی اندیشوں کو جنم دے گا میں یہاں قیام کرنے سے باتوں باتوں میں تم میرا نام بھی لے سکتے ہو غلطی سے میں تمہارا بھی لے سکتا ہوں بے خیالی میں ایسا ہو سکتا ہے اور اگر ایسا ہو گیا تو یاد رکھنا البشارات ایک خونی انقلاب اٹھ کھڑا ہو گا میرا جانا ہی بہتر ہے میرے جانے کے بعد اسے بلا کر سے پوچھ گچھ کرو لیکن اس کی آنکھوں سے پٹی مت اتارنا تا کہ وہ تمہیں نہ پہچانے۔"

لیونش نے اس سے اتفاق کیا پھر ثعلب بن حلوان وہاں سے چلا گیا اس کے جانے بعد اپنے ایک کارندے کو لیونش نے بلایا اور بسیط کو لانے کا حکم دیا۔

تھوڑی دیر بعد بسیط کو لایا گیا اس کی آنکھوں پر موٹے کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی تھی اس کپڑے کی کئی تہیں بنائی گئی تھیں تا کہ اسے کچھ دکھائی نہ دے ہاتھ بھی پشت پر بندھے ہوئے تھے لیونش کے اس کارکن نے بسیط کو لا کر اس نشست پر بٹھا دیا جہاں سے تھوڑا

پہلے ثعلب بن حلوان اٹھ کر گیا تھا کچھ دیر خاموشی رہی اس موقع پر لیونش بسیط کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ کہنے کی ابتدا کرنا چاہتا تھا کہ بسیط پہلے ہی بول اٹھا۔

"میں کہاں ہوں مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے اور یہ میری آنکھوں پر پٹی کیوں بندھی ہوئی ہے ہاتھ کیوں پشت پر باندھ دیئے گئے ہیں میں نے کیا جرم کیا ہے جس کی مجھے سزا دی جا رہی ہے۔"

اس موقع پر لیونش کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا کہنے لگا۔ "بسیط میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اگر سچ بتاؤ گے تو تمہارے چہرے سے پٹی اتر جائے گی تمہارے ہاتھ بھی کھول دیئے جائیں گے اور تمہیں رہا بھی کر دیا جائے گا اور تمہیں واپس کعب بن عامر کی بستی میں جانے کی اجازت دے دی جائے گی۔"

بسیط کے ہاتھ کیونکہ پشت پر بندھے ہوئے تھے لہٰذا وہ بڑی دقت محسوس کر رہا تھا بڑی مشکل سے نشست پر اس نے پہلو بدلا پھر کہنے لگا۔ "میں نہیں جانتا تم کون ہو اور کیوں مجھ سے اس قسم کی گفتگو کر رہے ہو بہر حال اگر تم مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں جو کچھ میں جانتا ہوں سچ کہوں گا۔"

لیونش نے کچھ سوچا اس موقع پر اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جسے تھوڑی دیر تک وہ میز پر آہستہ آہستہ مارتا رہا سوچتا رہا پھر بسیط کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "یہ کہو کہ کیا خیر الدین باربروسہ کے ایک ساتھی حسن کرسو کا قحطانی قبیلے کے سردار کعب بن عامر کے ہاں آنا جانا ہے۔"

اس موقع پر لیونش بسیط کے چہرے کے تاثرات کا اندازہ نہ لگا سکا اس لئے کہ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی اس نے اس کی پیشانی کا آدھا حصہ بھی ڈھانپ رکھا تھا اور ناک تک نیچے چلی آئی تھی لیونش کے اس استفسار پر بسیط نے وقت ضائع نہیں کیا فوراً بول اٹھا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ یہ حسن کرسو ہے کون؟" عجیب سی جرأت مندی اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بسیط نے یہ سوال داغا تھا۔

لیونش مکروہ ہنسی ہنسا پھر کہنے لگا۔ "کیا تم نہیں جانتے کہ حسن کرسو کون ہے؟"

"میں کیا جانوں حسن کرسو کون ہے آخر تم لوگوں کو اس کی تفصیل بتانے میں کیا حرج ہے؟" بسیط نے ایک حوصلے اور عزم میں جواب دیا تھا۔

لیونش پھر تھوڑی دیر تک اپنی چھڑی کا ایک سرا آہستہ آہستہ میز پر مارتا رہا پھر کہنے لگا۔ "حسن کرسو مشہور قزاق خیر الدین باربروسہ کا ایک خوفناک ساتھی ہے اس نے سمندر کے

اندر نصرانیوں کو بہت نقصان پہنچایا نئی دنیا سے آنے والے بحری جہازوں کو کئی بار اس نے لوٹا میں نے سنا ہے اس کا تمہارے آقا کعب بن عامر کے ہاں آنا جانا ہے یہ بھی سنا گیا ہے کہ کعب بن عامر کی بیٹی اسے پسند کرتی ہے۔"

جواب دینے میں بسیط نے وقت ضائع نہیں کیا فوراً بول اٹھا۔ "میرا بچپن اسی حویلی میں گزرا ہے عمر اب ڈھل چکی ہے معاذ اور اس کی بڑی بہن دونوں کو میں نے گود کھلایا ہے دونوں ہی میرے ہاتھوں میں بڑی ہوئی ہیں مجھ سے بہتر ان دونوں کو کوئی نہیں جانتا بڑی بہن کی شادی ہو چکی ہے چھوٹی کا ابھی رشتہ کہیں طے نہیں ہوا اور یہ جو افواہ پھیلانے والوں نے افواہ پھیلائی ہے کہ حسن کرسو کا یہاں آنا جانا ہے تو بالکل غلط ہے حسن کرسو کو نہ میں جانتا ہوں نہ کبھی وہ کعب بن عامر کی حویلی میں آیا ہے اس لئے کہ میں ہر وقت حویلی میں موجود ہوتا ہوں آنے جانے والے پر نگاہ رکھتا ہوں مجھے پتا ہوتا ہے کہ حویلی میں کون آیا اور کون گیا لہٰذا اگر تم سچائی پر رہتے ہوئے میرا جواب سننا چاہتے ہو تو جواب یہ ہے کہ حسن کرسو کا کعب بن عامر کی حویلی میں کوئی آنا جانا نہیں نہ اس حویلی کا کوئی فرد اسے جانتا ہے اور نہ ہی ہماری بیٹی معاذ سے اس کا کوئی تعلق اور واسطہ ہے۔"

بسیط کا یہ جواب سن کر لیونش کو ایک طرح سے مایوسی ہوئی اور اپنی جگہ سے اٹھا اور لگاتار ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی اس نے کئی بار بسیط کے جسم پر برسا دی تھی تکلیف کے باعث بسیط بلبلا اٹھا تھا کچھ دیر لگاتار بسیط کو مارنے کے بعد جب لیونش تھک گیا تب اس نے ایک قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے تم اب سچ اگلنے پر مجبور ہو جاؤ گے اور اگر تم نے سچی بات نہ کی تو اگلی مار تمہیں کئی بار ماری جا سکتی ہے اور بہتر یہی ہے کہ سچ بول دو۔"

لیونش جب خاموش ہوا تب بڑے عزم کا اظہار کرتے ہوئے بسیط کہہ رہا تھا۔

"اے اجنبی میں نہیں جانتا تو کون ہے نہ میں تیری شخصیت کو پہچانتا ہوں نہ تیری آواز میرے لئے شناسا ہے پر ایک بات یاد رکھنا اگر تم جھوٹ کو سچ ثابت کرنا چاہتے اور اگر تم خیال کرتے ہو کہ میں جھوٹ کو سچ بنا کر تمہارے سامنے پیش کر دوں گا تو یہ تمہاری خام خیالی ہے اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں اپنی جان بچانے کی خاطر تم سے یہ کہہ دوں گا کہ ہاں حسن کرسو کا کعب بن عامر کے ہاں آنا جانا ہے اور کعب بن عامر کی بیٹی معاذ اس میں دلچسپی لیتی ہے تو میں یہ گناہ اپنے اعمال نامے میں نہیں لکھواؤں گا سن اجنبی میں جو کچھ جانتا تھا تمہیں بتا دیا اس سے زائد نہ میرے کچھ پاس ہے نہ میں بتاؤں گا اگر تم یہ چاہتے ہو کہ

جھوٹ کو سچ بنا دوں اور تم میری جان بخشی کر دو گے تو جان میری میرے اللہ کے ہاتھ میں ہے اس نے اگر میری موت تمہارے ہاتھ لکھی ہے تو کوئی مجھے بچا نہیں سکتا اور اگر اس نے تمہارے ہاتھوں سے بچا کر کچھ عرصہ مزید زندگی بسر کرنے کی مہلت عطا فرمائی ہے تو اے ناآشنا انسان تو مجھ سے میری زیست کے وہ دن نہیں چھین سکتا جو خداوند قدوس نے میرے مقدر میں لکھے ہوئے ہیں۔"

لیونش ایک بار پھر آگے بڑھا اور پہلے کی طرح پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی کے ساتھ بسیط کو مارنا شروع کر دیا خوب مارا یہاں تک کہ وہ تھک گیا پھر اپنی نشست پر بیٹھ گیا دوبارہ اس نے بسیط کو مخاطب کیا۔ "اب بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے کچھ اگلتے ہو کہ نہیں۔"

ہلکا سا تبسم بسیط کے چہرے پر نمودار ہوا کہنے لگا۔ "تم بھی مجھے کوئی نادان شخص لگتے ہو میں نے پہلے ہی تمہیں بتا دیا ہے کہ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ مار پیٹ سے میں جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کر دوں گا تو میں اس گناہ کا مرتکب نہیں ہو سکتا نہ میں ایسا کروں گا میں پھر تم پر واضح کرتا ہوں نہ میں کسی حسن کرسو کو جانتا ہوں اور نہ ہی اس شخص کا کعب بن عامر کی حویلی میں آنا جانا ہے اس سے زائد میں کچھ نہیں جانتا اگر تم کسی اور دشمن کی وجہ سے یا میرے کسی ناکردہ گناہ کی وجہ سے مجھے سزا دینے پر تلے ہوئے ہو تو تمہاری مرضی ورنہ جو سوال تم مجھ سے کر رہے ہو اس میں نہ کوئی سچائی ہے اور نہ کوئی حقیقت۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بسیط رکا کچھ سوچا پھر وہ بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "اجنبی تم پر کسی نے یہ انکشاف کر دیا ہے کہ حسن کرسو کا کعب بن عامر کے ہاں آنا جانا ہے تو میں سمجھتا ہوں وہ تم سے دشمنی کر رہا ہے اگر تمہارا تعلق ہسپانیہ کی انتظامیہ سے ہے تو یہ بھی یاد رکھنا جو شخص تمہیں اس قسم کی خبریں دے رہا ہے وہ البشارات کے اندر ایک طرح سے بغاوت کے آثار پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے تمہیں پتا ہو گا کہ اس سے پہلے بھی البشارات میں بغاوت اٹھی تھی اور اس کے بڑے بڑے خطرناک نتائج ثابت ہوئے تھے بڑے بڑے نامور ہسپانوی سورما اس میں کام آ گئے تھے اور اگر پھر ایسی کوئی بغاوت اٹھی تو اے اجنبی ان علاقوں میں خون کی برسات ہو گی نہ میں بچ سکوں گا نہ تم اپنی جان بچا کر جا سکو گے۔"

بسیط کی اس گفتگو کا جواب لیونش نے کچھ نہ دیا اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ ایک دوسرے کمرے میں گیا اس کے کچھ مسلح کارکن بیٹھے ہوئے تھے انہیں مخاطب کرتے ہوئے بڑی بیزاری میں کہنے لگا۔ "یہ کعب بن عامر کا غلام ڈھلی ہوئی عمر کا ہے جتنی مار اسے پڑی ہے اتنا اور کو پڑتی تو اب تک اس کے دل میں جو کچھ تھا اگل چکا ہوتا میرے خیال میں یہ

جھوٹ بولنے کا عادی بھی نہیں ہے اس کی گفتگو سے لگتا ہے اس کی باتوں میں بڑا عزم ہے اور جو کچھ کہا ہے وہ سچائی پر رہتے ہوئے کہا ہے پھر اس کی باتوں کی توثیق راہب بطروش سے بھی ہوتی ہے اس لئے کہ اس نے بھی مجھے بتایا ہے کہ حسن کرسو کا ثعلب بن عامر کے ہاں آنا جانا نہیں ہے جس نے ہمیں یہ خبر دی ہے ہوسکتا ہے کسی سے سن کر یہ خبر دی ہو یا اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔

بہر حال اس شخص کے پاس کچھ نہیں ہے آنے والی شب کو اسے اٹھا کر کعب بن عامر کی بستی کی طرف جانے والے کسی راستے پر ڈال آنا اس کے ہاتھ بندھے رہنے دینا اور آنکھوں پر پٹی بھی بندھی رہے۔" اس کے بعد لیونش وہاں سے ہٹ کر قلعہ نما حویلی میں اپنے آرام کرنے کے کمرے میں چلا گیا تھا۔

❖❖❖

کعب بن عامر اور اس کا بیٹا مغیرہ دونوں اپنے باغات کا چکر لگانے کے بعد گھر میں داخل ہوئے مغیرہ نے دونوں گھوڑوں کو اصطبل میں باندھ دیا جبکہ کعب بن عامر دیوان خانے کی طرف چلا گیا تھا دیوان خانے میں اس وقت میسونہ اور معاذ دونوں ماں بیٹی بیٹھی ہوئی تھیں دونوں گھوڑوں کو باندھنے کے بعد جب مغیرہ بن کعب دیوان خانے کی طرف جانے کے لئے مڑا تب حویلی کے اندر قحطانی قبیلے کے کچھ لوگ داخل ہوئے وہ اپنے ساتھ بسیط کو بھی لا رہے تھے۔

بسیط کو دوسرے لوگوں کے ساتھ دیکھتے ہی مغیرہ ان کی طرف بھاگا مغیرہ کے بھاگنے کو اس کے باپ ماں اور بہن نے دیکھ لیا تھا اور پھر حویلی میں لوگوں کا شور بھی اٹھا تھا لہٰذا دیوان خانے سے نکل کر وہ بھی باہر نکلے تھے۔

جب حویلی کے صحن میں آئے تو دنگ رہ گئے کچھ لوگ بسیط کو لے کر آئے تھے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کعب بن عامر کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ جو لوگ بسیط کو لائے تھے ان میں سے ایک کعب بن عامر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "سردار یہ بسیط شمال کی طرف سے ہماری بستی میں آنے والے راستے کے کنارے پڑا ہوا تھا اس کے منہ پر بھاری کپڑا بندھا ہوا تھا ہاتھ بھی پشت پر کس کر بندھے ہوئے تھے ہم نے اس کے ہاتھ کھولے آنکھوں پر بندھی ہوئی پٹی بھی کھولی اب ہم اسے آپ کے پاس لے کر آئے ہیں۔"

کعب بن عامر نے آگے بڑھ کر بسیط کو گلے لگایا اس کی پیٹھ تھپتھپائی اس کے بعد مغیرہ بھی اس سے ملا سب نے دیکھا اس موقع پر بسیط کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی پھر جو لوگ

بسیط کو لے کر آئے تھے کعب بن عامر نے ان کا شکریہ ادا کیا اور وہ حویلی سے نکل کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔

کعب بن عامر بسیط کو پکڑ کر دیوان خانے میں چلا گیا میسونہ معاذ اور مغیرہ بھی ان کے ساتھ تھے سب نشستوں پر بیٹھ گئے کچھ دیر خاموشی رہی اسی دوران کعب بن عامر، مغیرہ، معاذ اور میسونہ سب عجیب سے انداز میں بسیط کی طرف دیکھ رہے تھے اس لئے کہ اس کا چہرہ اترا ہوا تھا وہ انتہائی اداس اور غمگین تھا اس موقع پر کمرے میں کعب بن عامر کی آواز گونجی تھی اس نے بسیط کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"بسیط میرے عزیز یہ کیا معاملہ ہے ہم چاروں تمہارے متعلق بڑے پریشان اور فکر مند تھے منذر بن زبیر بھی جگہ جگہ تمہارا پوچھتا رہا بیچارہ بڑا پریشان ہو رہا تھا تمہیں تلاش کرنے کے لئے میں نے بطروش سے بھی کہا لیکن وہ بھی تمہارا کوئی کھوج نہ لگا سکا بتاؤ تم کہاں تھے کون تمہیں لے گیا تھا تمہاری حالت بتاتی ہے کہ تم پر سختی بھی کی گئی ہے مارا پیٹا بھی گیا ہے اس لئے کہ تمہارا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا ہے۔"

جواب میں بسیط نے ایک لمبا سانس لیا پھر جو کچھ اس پر بیتی تھی اس کی تفصیل اس نے ان چاروں سے کہہ دی تھی۔

جب وہ خاموش ہوا تب کعب بن عامر نے اسے مخاطب کیا۔ "جب کسی نے تمہیں اٹھانے کی کوشش کی تھی اس وقت تم شور تو کرتے کسی کو مدد کے لئے پکارتے۔"

بسیط بڑی بے بسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "مالک میں کیسے پکارتا میں جس وقت مسجد میں نماز پڑھنے جا رہا تھا اس وقت اندھیرا تھا پھر جو لوگ مجھے اٹھا کر لے گئے وہ چار یا پانچ تھے انہوں نے مجھے ایک دم دبوچ لیا ایک نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ لیا کچھ نے میرے ہاتھ پہلے پشت پر باندھے میرے منہ کے اندر کپڑا ٹھونسا اور کپڑے کے اوپر ایک کپڑا باندھ کر اس کی گانٹھ میرے سر کے پیچھے لگا دی اس موٹے کپڑے نے میرا منہ ہی نہیں میری آنکھیں بھی ڈھانپ لی تھیں۔

مجھے اٹھانے والے کون تھے میں انہیں پہچان نہیں سکا ایک تو اندھیرا تھا دوسرا انہوں نے اپنے چہرے ڈھانپے ہوئے تھے میں یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ مجھے اٹھا کر کہاں لے گئے اتنا مجھے یاد ہے کہ مجھے اٹھانے کے بعد انہوں نے مجھے گھوڑے پر سوار کیا تھا گھوڑے پر میرے علاوہ کوئی اور بھی بیٹھا تھا وہ میرے پیچھے تھا اس نے مجھے سہارا دے رکھا تھا وہ مجھے کہاں لے کر گئے اس کا تو مجھے احساس نہیں لیکن جہاں بھی مجھے لے کر گئے مجھ سے انہوں نے

ایک ہی سوال کیا کہ کیا حسن کرسو کا سردار کعب بن عامر کے ہاں آنا جانا ہے اور کیا م... کرسو کو پسند کرتی ہے۔

میں نے انہیں ایک ہی جواب دیا کہ میں نہیں جانتا کہ حسن کرسو کون ہے نہ وہ ہمار... سردار کی حویلی میں کبھی آیا نہ میری بیٹی معاذ اس سے واقف ہے انہوں نے مجھے مارا پیٹا... پر میں نے ایک ہی جواب دیا کہ تمہارے مارنے پیٹنے پر میں سچ کو جھوٹ تو نہیں کہہ... جھوٹ کو سچ کہہ کر اپنی جان نہیں بچا سکتا لہٰذا تم مجھے جتنا بھی مارو گے جو کچھ میرے پاس ہے میں وہی اگلوں گا اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں یہ صورت حال دیکھتے ہو... میرے خیال میں انہوں ۔نے مجھے اپنی بستی کے راستے پر ڈال دیا وہ مجھے کہاں سے لا... تھے اس کا بھی مجھے احساس نہیں ہوا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد بسیط رکا پھر کسی قدر اندیشوں بھری آواز میں کعب بن عام... طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔”مالک کسی کو شک ہو گیا ہے کہ حسن کرسو کے ساتھ ہمار... تعلقات ہیں اور ہماری بیٹی معاذ اسے پسند کرتی ہے میرے خیال میں مجھے اٹھا کر... جانے والوں نے حسن کرسو کے متعلق ہی تفصیل جاننی چاہی تھی اب مالک حسن کرسو کو ہما... حویلی میں نہیں آنا چاہئے اگر ایسا ہوا تو پکڑا جائے گا اور اگر ایک بار وہ پکڑا جائے گا تو بھیڑیئے اسے چھوڑیں گے نہیں۔“

بسیط جب خاموش ہوا تب اس کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے کعب بن عا... کہنے لگا۔”بسیط تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں میں جانتا ہوں تمہیں کون اٹھا کر... گیا تھا اور تمہیں کہاں لے جایا گیا تھا میرا اندازہ ہے تمہیں اٹھا کر لے جانے والوں کا... شلمی قبیلے سے ہو گا ایسا انہوں نے اپنے سردار ثعلب بن حلوان کے کہنے پر کیا ہو گا... میرے خیال میں وہ تمہیں اٹھا کر ڈان جون کے نائب لیونش کے پاس لے گئے تھے۔

اس لئے کہ آج بطروش میرے پاس آیا تھا اور اس نے بڑی راز داری سے بتایا... لیونش اس سے تفتیش کر رہا تھا کہ کیا حسن کرسو کا ہمارے ہاں آنا جانا ہے اور کیا معاذ... ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں بطروش نے اسے مطمئن کر دیا کہ حسن کرسو کا نہ یہاں آنا جانا... نہ ہی یہاں اس کا کسی کے ساتھ رشتہ ہے یہ کسی نے یونہی افواہ اڑا دی ہے۔

بطروش نے کیونکہ لیونش کو مطمئن کر دیا تھا اس بناء پر اس نے تمہیں چھوڑ دیا ہے... بطروش نے اسے مطمئن نہ کیا ہوتا تو وہ تمہیں ہرگز نہ چھوڑتے اور ہم ساری عمر تمہیں... کرتے رہتے بہر حال حسن کرسو اور معاذ سے متعلق کسی نے مخبری کی ہے اور جا کے لیونش...

ہے یا ثعلب بن حلوان کو کسی نے بتایا ہو گا اور ثعلب بن حلوان نے یہ بات لیونش... اطلاع کی ہے یا... تک پہنچائی ہو گی اس لئے کہ جو صورتحال اب چل رہی ہے اس کے مطابق ان علاقوں کا ناظم اہلی ڈان جون ہے لیونش اس کا نائب جبکہ شلمی قبیلے کا سردار ابن حلوان لیونش کا گماشتہ ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد کعب بن عامر رکا پھر اپنی بیٹی معاذ کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔”میری بچی! تمہیں بھی محتاط رہنا پڑے گا کہ آج کے بعد میری بچی بغیر ضرورت کے گھر سے نہ نکلنا اور نکلنا بھی پڑے تو بھائی کو ساتھ لے کر جانا یا بسیط تمہارے ساتھ ہونا چاہئے اکیلی کبھی بھی گھر سے نہ نکلنا بیٹی جس طرح وہ بسیط کو اٹھا کر لے گئے تھے ایسا حادثہ وہ تمہارے ساتھ بھی کر سکتے ہیں میری بچی اگر ایسا ہوا تو یہ ہمارے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہو گا اور البشارات کے اندر ہماری وجہ سے بغاوت اٹھ کھڑی ہو گی اور اس بغاوت کی وجہ سے مسلمانوں کا بے پناہ نقصان ہو گا جسے میں ہرگز پسند نہیں کرتا۔“

پھر کعب بن عامر کو نجانے کیا سوجھی وہ اچانک حرکت میں آیا بسیط کی قمیض اٹھا کر اس کی پشت دیکھی اداس اور افسردہ ہو گیا تھا پھر بسیط کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”لگتا ہے کسی نے تمہیں بہت مارا ہے تمہاری پیٹھ پر چھڑی سے پیٹنے کے بے شمار نشانات ہیں بہر حال میں بستی کے کچھ آدمی مقرر کرتا ہوں جو بستی کے اندر نگاہ رکھیں گے کہ کون اجنبی ہماری بستی میں داخل ہوتا ہے اور وہ کس غرض سے بستی میں داخل ہوتا ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد کعب بن عامر رکا پھر اپنے بیٹے مغیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔”مغیرہ میرے بیٹے بسیط کو بھوک لگی ہو گی پہلے کھانا کھاتے ہیں اس کے بعد تم بسیط کی پیٹھ پر گھر میں جو مرہم پڑی ہے وہ لگاؤ اس کی پیٹھ پر مار کے گہرے نشانات ہیں اور کچھ جگہیں سوجی ہوئی ہیں۔“

مغیرہ نے جب اثبات میں گردن ہلائی تب اپنی بیوی میسونہ اور بیٹی معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے کعب بن عامر کہنے لگا۔”تم دونوں ماں بیٹی اٹھو کھانا یہیں لے آؤ بسیط کو بھوک لگی ہو گی۔“

اس پر دونوں ماں بیٹی اٹھ کر باہر گئیں تھوڑی دیر بعد انہوں نے دیوان خانے میں برتن لگائے پھر سب بیٹھ کر وہاں کھانا کھا رہے تھے۔

دونو جوان جو پوری طرح مسلح تھے جزیرہ سلانیک کی ایک ساحلی بستی میں داخل ہوئے بستی میں چند ایک ہی پکے مکان تھے باقی سارے مکان جھونپڑا نما تھے کچھ لکڑی کے بھی تھے۔

بستی کے قریب جا کر ان دونوں نوجوانوں کو مسلح ڈھلی ہوئی عمر کا ایک شخص ملا ان دو مسلح جوانوں میں سے ایک نے اسے مخاطب کیا۔

"آفندی ہم گزشتہ کئی ماہ سے جزیرہ سلانیک کی مختلف بستیوں اور قصبوں میں سرگرداں ہیں ہمیں دو عورتوں کی تلاش ہے جو ماں بیٹی ہیں ارد گرد کی تین چار بستیوں سے ہمیں پتا چلا کہ وہ اسی بستی میں رہائش رکھتی ہیں جس سے آپ آ رہے ہیں ان دونوں عورتوں کے نام راحیل اور اسماء ہیں دونوں ماں بیٹی ہیں۔"

اس بوڑھے نے کچھ دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ "میں ایسی عورتوں کو نہیں جانتا جن کے نام راحیل اور اسماء ہیں اور پھر میرے عزیزو یہ معاملہ عورتوں کا ہے میں بہت کم باہر نکلتا ہوں تم میرے ساتھ آؤ میں تمہیں پتا کرا کے دیتا ہوں۔"

وہ دونوں مسلح جوان اس کے ساتھ ہو لیے ایک جھونپڑی کے قریب وہ رکا ایک خاتون کو آواز دے کر اس نے بلایا تھوڑی دیر بعد ڈھلی ہوئی عمر کی ایک خاتون نکلی اسے مخاطب کر کے بوڑھا کہنے لگا۔

"یہ دو اجنبی ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ گزشتہ کئی ماہ سے اس جزیرے میں سرگرداں ہیں انہیں دو عورتوں کی تلاش ہے دونوں ماں بیٹی ہیں ماں کا نام راحیل بیٹی کا نام اسماء ہے کیا تم اس نام کی عورتوں کو جانتی ہو۔"

اس عورت کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا کہنے لگی۔ "ہاں میں ان عورتوں کو جانتی ہوں۔" پھر اس نے ان دونوں مسلح جوانوں کو مخاطب کیا تم دونوں میرے ساتھ آؤ میں ان کے جھونپڑے تک تمہاری راہنمائی کرتی ہوں۔"

بوڑھے کے چہرے پر اطمینان کی لہریں بکھر گئیں پھر دونوں جوانوں کو مخاطب کرتے

ہوئے کہنے لگا۔

"تم اس خاتون کے ساتھ جاؤ یہ تمہاری راہنمائی کرے گی۔" دونوں نے اس بوڑھے کا شکریہ ادا کیا اور خاتون کے ساتھ ہو لئے۔

چند جھونپڑوں کے پاس سے گزرنے کے بعد ایک جگہ وہ بوڑھی خاتون رک گئی اور اپنے سامنے ایک جھونپڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگی۔ "دیکھو وہ جو سامنے جھونپڑا ہے ان دونوں ماں بیٹی کا ہے بیٹی اس وقت باہر بیٹھی ہے وہ کھانا پکا رہی ہے اس کی ماں بھی آس پاس ہی ہوگی یا وہ جھونپڑے کے اندر ہوگی تم جا کر اس سے مل سکتے ہو کیا وہ دونوں تمہاری عزیز ہیں۔"

اس پر ایک مسلح جوان بولا کہنے لگا۔ "وہ ہماری ماں اور بہن ہے۔" وہ عورت مطمئن ہو کر واپس چلی گئی دونوں مسلح جوان آگے بڑھے، جھونپڑے کے قریب جا کر وہ رک گئے ایک لڑکی جس کی شکل حسن کرسو سے ملتی تھی اور انتہاء درجہ کی خوبصورت تھی وہ جھونپڑے سے باہر کچی مٹی کے چولہے پر روٹیاں پکا رہی تھی روٹیاں الٹنے کے ساتھ ساتھ آگ کو انگیخت کرنے کے لئے وہ لکڑیاں بھی گاہے گاہے آگے کرتی جا رہی تھی اس نے ابھی تک ان مسلح جوانوں کی طرف توجہ نہ دی تھی اس لئے کہ اس کی توجہ روٹیاں پکانے میں تھی۔

دونوں تھوڑی دیر تک اس لڑکی کو دیکھتے رہے پھر ایک اپنا منہ دوسرے کے کان کے قریب لے گیا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "خدا جھوٹ نہ بلوائے یہ امیر حسن کی لڑکی ہماری بہن ہے اس کی شکل امیر سے ملتی ہے۔"

دوسرا بھی خوش ہو گیا دونوں آگے بڑھے مزید اس لڑکی کے قریب ہوئے پھر ایک نے اسے مخاطب کیا۔ "میری بہن اگر تم برا نہ مانو تو کیا ہم تمہارے قریب آ جائیں ایک انتہائی اہم موضوع پر ہم تم سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔"

لڑکی بدک کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی توے پر رکھی ہوئی روٹی کیونکہ پک چکی تھی وہ اتار کر اس نے کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چنگیر میں رکھ کر کپڑے سے ڈھانک دی تھی پھر ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئی کہنے لگی۔

"تم دونوں کون ہو میرے لیے اجنبی اور نا آشنا ہو کیا چاہتے ہو کہاں سے آئے ہو؟ پھر ٹھہرو اندر میری ماں نماز پڑھ رہی ہے اسے باہر نکلنے دو پھر میں تم سے گفتگو کروں گی۔"

عین اسی لمحہ ایک معمر خاتون مصلہ لپیٹتی ہوئی باہر نکلی اور اس لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ "اسماء میری بیٹی کون ہیں یہ؟"

ان دو جوانوں میں سے ایک بول پڑا۔ ”اماں اس بیچاری کو کیا پتہ ہم کون ہیں، اماں اگر آپ برا نہ مانیں تو میں کہوں گا کہ آپ کا نام راحیل ہے اس بچی کا نام تو آپ لے ہی چکی ہیں اس کا نام اسماء ہے اگر آپ اس کا نام نہ بھی لیتیں تو ہم اس کا نام جانتے ہیں۔“

عورت نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔ ”وہ کیسے؟“

ان دو میں سے ایک نے لمبا سانس لیا پھر کہنے لگا۔ ”اماں کیا آپ کو اس سے انکار ہے کہ آپ حسن کرسو کی ماں اور یہ اسماء نام کی لڑکی حسن کرسو کی بہن ہے۔“

لڑکی چونک سی پڑی پر امید انداز میں ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ ”کیا آپ دونوں میرے بھائی کو جانتے ہیں وہ کہاں ہے؟ ہم اس کے لئے پریشان ہیں..... ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم دونوں ماں بیٹی اسے تلاش کرتے کرتے تھک چکی ہیں ناچار اس جزیرے میں آ کر پناہ لی اس لئے کہ ہسپانیہ سے نکل کر جو لوگ اس جزیرے میں آئے ان میں سے ہمارے بہت سے جاننے والے بھی تھے لہٰذا ہم دونوں ماں بیٹی ان کے اندر ہی رہے۔“ لڑکی جب خاموش ہوئی تو ان دونوں میں سے ایک بولا۔ ”میری بہن حسن کرسو کو کون نہیں جانتا وہ ہمارے امیر ہیں۔“

ان الفاظ پر اسماء چونک سی پڑی تھی کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے اس کی ماں راحیل بول پڑی۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو وہ تمہارا امیر ہے وہ کیا ہے کیا وہ کسی لشکر میں شامل ہو چکا ہے کیا وہ......“

راحیل اپنی بات مکمل نہ کر سکی اس لئے کہ جو پہلے ان سے مخاطب ہوا تھا وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بول اٹھا۔

”اماں بات یہ ہے کہ آپ کا بیٹا حسن کرسو محترم خیر الدین باربروسہ کے سرکردہ سالاروں میں سے ایک ہے۔ خیر الدین باربروسہ کو آپ جانتی ہیں موجودہ سلطان سلیمان کے باپ سلطان سلیم نے اسے امیر البحر مقرر کیا تھا اور سلطان سلیمان نے بھی اسے اس عہدے پر برقرار رکھا ہے اور ہر طرح سے اس کی مدد کر رہا ہے ہم دونوں خیر الدین باربروسہ کے لشکر کے عسکری ہیں۔“

ان الفاظ سے ان دونوں ماں بیٹی کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے وقت کے بھیانک لمحوں میں دل کی جراحتوں میں خوابوں کی برکھا اٹھ کھڑی ہوئی ہو یا احساس کے کسی موڑ پر جسم و جان کے جذبوں کو معطر کر دینے والے گل اندام وسمن پوش لمحے انگڑائی لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہوں۔ دونوں ماں بیٹی لب بام پہلی سحر سرراہ پھوٹتی شفق کی طرح خوش بھیگے بادلوں

میں ہائے گلابی خوشبو اور سلگتے لب و رخسار جیسی پر مسرت ہو کر رہ گئی تھی پھر اسماء نے پیالوں کی کھنک جیسی آواز میں انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔ ”اگر میرا بھائی حسن کرسو محترم خیر الدین باربروسہ کے لشکر میں شامل ہیں اور ان کے محترم ساتھیوں میں سے ایک ہیں تو کیا مراد دادا بھی ان کے ساتھ ہے۔“

ان دونوں کی گردنیں اس سوال پر جھک گئی تھیں ان کے اس انداز سے دونوں ماں بیٹی فکرمند ہو گئی تھیں پھر راحیل نے پوچھا۔ ”میری بیٹی کے اس سوال پر تم دونوں خاموش کیوں ہو گئے ہو کیا میری بیٹی اور میرے بیٹے حسن کرسو کا دادا بھی اس کے ساتھ رہتا ہے دیکھو وہ برا سسر نہیں بلکہ میرے لئے وہ ایک مہربان اور شفیق باپ سے بھی بڑھ کر تھا تمہاری گردنیں جھک کیوں گئی ہیں کہو وہ کہاں ہے؟“

”وہ اب اس دنیا میں نہیں اس نے اپنی زندگی کے باقی سارے دن البشارات کے زیب ساحل سمندر میں ایک جھونپڑے میں گزار دیئے تھے وہیں اس نے آخری سانسیں لیں اس کی خوش قسمتی کہ اس کی موت حسن کرسو کے بازوؤں میں ہوئی اسے وہیں ساحل پر ہی دفن کر دیا گیا تھا۔“

اس انکشاف پر دونوں ماں بیٹی دور تنہائی پر مرگ کی دستک کے نشانوں جیسی اداس بے برگ و بے ثمر درخت جیسی غمگین ہو گئی تھیں راحیل ہونٹ کاٹتی رہی اس کے ساتھ ہی ٹپ ٹپ بارش کے راگ کی طرح اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے ساتھ ہی اس کی ہچکیاں سسکیاں ابھریں اس کے بعد وہ بیچاری زمین پر گر پڑنے کے انداز میں بیٹھ گئی اور بلند آواز میں رونے لگی تھی اسماء بھی بری طرح رو رہی تھی ساتھ ہی ساتھ زمین پر بیٹھ کر اپنی ماں کو سنبھالنے اور اس ڈھارس بھی دینے لگی تھی وہ دونوں ان کے قریب حیران اور پریشان کھڑے تھے اتنے میں ارد گرد کے جھونپڑوں کی بہت سی عورتیں اور مرد وہاں آن جمع ہوئے تھے پھر ان میں سے ایک شخص نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

”تم دونوں کون ہو اور یہ دونوں ماں بیٹی کیوں رو رہی ہیں دیکھو یہ اپنے عزیزوں سے بچھڑی ہوئی ہیں اور ہم نے اپنی بستی میں انہیں بہت عزت اور احترام سے رکھا ہوا ہے کیا تم دونوں ان کے لئے کوئی بری خبر لے کر آئے ہو۔“

”آپ لوگوں کا اندازہ درست ہے ہم لوگ ان کے لئے ایک اچھی اور ایک بری خبر لے کر آئے ہیں یہ اپنے بیٹے سے جدا تھیں ہم نے انہیں ان کے بیٹے کی خبر دی ہے وہ زندہ ہے اور لشکروں کا امیر ہے انہوں نے اپنے بیٹے کے دادا سے متعلق پوچھا وہ کیونکہ مر چکا

ہے ہم نے انہیں ان کے مرنے کی خبر دی تو ان دونوں ماں بیٹی کی یہ حالت ہو گئی ہے۔"
کچھ عورتیں آگے بڑھیں اور ان دونوں کو سنبھالنے لگیں تھیں۔

"اب تم ان دونوں سے کیا چاہتے ہو؟" اس بستی کے ایک شخص نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

"ہم ان دونوں کو لینے آئے ہیں اور انہیں ان کے بیٹے حسن کرسو کے پاس پہنچائیں گے۔"

اس شخص نے نفی میں گردن ہلائی پھر کہنے لگا۔"ایسے تو ہم ان دونوں کو نہیں جانے دیں گے دیکھو یہ ہمارے لیے بڑی معزز بڑی محترم ہیں غرناطہ میں بھی ان کا ہمارا ساتھ تھا جب تک ان کا بیٹا حسن کرسو خود یہاں نہ آئے اس وقت تک ہم انہیں یہاں سے نہیں جانے دیں گے یہ ہماری حفاظت میں رہیں گی۔"

پھر وہ شخص راحیل کے قریب گیا اور کہنے لگا۔"اماں کیا میں نے ٹھیک کہا ہے؟"

راحیل اس وقت تک سنبھل چکی تھی کہنے لگی۔"ہاں تم نے ٹھیک کہا ہے میرا بیٹا حسن کرسو خود یہاں آئے پھر ہم دونوں ماں بیٹی اس کے ساتھ جائیں گی۔"

وہ شخص پیچھے ہٹا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔"دیکھو سورج غروب ہونے والا ہے تم دونوں میرے ساتھ آؤ ہم نے اپنی بستی میں مہمان خانہ بنا رکھا ہے شب وہاں بسر کرو تمہاری ہر ضرورت کا خیال رکھا جائے گا اس کے بعد واپس جاؤ اور حسن کرسو سے جا کر کہو کہ اس کی ماں اور بہن زندہ ہیں اور وہ خود آ کر انہیں لے جائے۔"

ان دونوں نے بھی اس سے اتفاق کیا لہٰذا ایک شخص انہیں بستی کے مہمان خانے کی طرف لے گیا مہمان خانہ دو کمروں پر مشتمل تھا دونوں کمرے لکڑی کے بنے ہوئے تھے چھت بھی لکڑی کی تھی لیکن سردی اور برف باری سے بچنے کے لئے اس کے اوپر مٹی کا کام کر کے اسے مخروطی شکل دے دی گئی تھی۔

ایک آدمی نے ان کے کھانے کا بہترین اہتمام کیا کھانا کھلانے کے بعد ایک کمرے میں ان دونوں کے لئے بستر لگائے اور کمرے کے اندر آتش دان تھا اس کے اندر اس نے آگ بھڑکا دی تھی اس لئے کہ سردی عروج پر آ گئی تھی پھر ان کی خدمت کرنے والا شخص ان کے قریب بیٹھ گیا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے محترم مہمانو میں نے سنا ہے تم دونوں قسطنطنیہ سے آئے ہو کیا تم قسطنطنیہ ہی میں رہائش رکھتے ہو یا ویسے ہی تم قسطنطنیہ سے ہوتے ہوئے آئے ہو؟"

ان میں سے ایک بولا۔"ہم قسطنطنیہ کے رہنے والے تو نہیں ہیں لیکن اکثر و بیشتر ہمارا ان آنا جانا ہوتا ہے کیا تم قسطنطنیہ سے متعلق کچھ جاننا چاہتے ہو جو اس طرح کی گفتگو کر رہے ہو۔"

وہ شخص پرشوق انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔"اصل میں مجھے جامع آیا صوفیہ دیکھنے کا بڑا شوق ہے صرف شوق نہیں دیوانگی کی حد تک شوق ہے اگر تم دونوں میں سے کوئی زحمت محسوس نہ کرے تو مجھے جامع آیا صوفیہ کے متعلق تفصیل بتائے گا اور اس کے تاریخی پس منظر کے متعلق بھی مجھے آگاہ کرے گا۔"

وہ دونوں تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے رہے پھر ایک کہنے لگا۔ "میں تمہیں جامع آیا صوفیہ کی تفصیل بتاتا ہوں تم فکر مند کیوں ہوتے ہو تم ذرا یہاں میرے قریب ہو کر بیٹھو۔"

تینوں آتش دان کے بالکل قریب بیٹھ گئے پھر ان دونوں میں سے ایک اس خدمت کرنے والے کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میرے عزیز جہاں تک جامع آیا صوفیہ کا تعلق ہے تو یہ پہلے کلیسا ہوا کرتا تھا اس کی تعمیر لگ بھگ سن تین سو ساٹھ میں قسطنطین نام کے قیصر نے کرائی تھی اس کے افتتاح پر قسطنطین نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ آیا صوفیہ عظمت میں ہیکل سلیمانی پر فوقیت رکھتا ہے۔

قسطنطین کے ان الفاظ کا مدعا یہ تھا کہ یہودیت کے مقابلے میں عیسائیت برحق ہے۔

قسطنطین نے آیا صوفیہ کو بظاہر آرتھوڈکس کلیسا کا نام دیا لیکن یہ درحقیقت صلیبی سلطنت کے سربراہ کا مرکز تھا اور اسے نہ صرف مذہبی حیثیت تھی بلکہ سیاسی اہمیت بھی حاصل تھی۔

سلطان محمد فاتح نے جب قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو قسطنطنیہ کے قیصر نے آیا صوفیہ کو مرکز بنا کر سلطان کا جان توڑ مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی قسطنطنیہ کی فتح کے بعد سلطان محمد نے آیا صوفیہ کو اس کی سیاسی اہمیت کے پیش نظر اسے کسی دوسرے تصرف میں لانے کی بجائے مسجد میں تبدیل کر دیا تھا۔

جس روز سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے بعد شہر میں داخل ہوا وہ جمعہ کا روز تھا ظہر کے قریب سلطان اپنے وزراء اور امراء کے ساتھ شہر میں داخل ہوا آیا صوفیہ کے پاس پہنچ کر وہ گھوڑے سے اترا اور اس عالیشان معبد میں چلا گیا جس میں گیارہ سو برس سے تین خداؤں کی پرستش ہو رہی تھی سلطان نے وہاں موذن کو حکم دیا کہ اللہ کے بندوں کو اس

کی عبادت کے لئے آواز دے اور حسب معمولی سلطان کے حکم پر اس کے شیخ السلام نے خطبہ دیا امامت بھی اسی نے کروائی۔

اسی روز سلطان محمد نے اعلان کیا کہ آیا صوفیہ میں آج سے تین خداؤں کے بجائے صرف ایک خدا کا نام بلند ہوا کرے گا۔

یہ مسجد قسطنطنیہ کے یورپی حصے کے اندر منطقہ فاتح میں واقع ہے یہ انسانی کی قوت تخلیق کا ایسا نگار خانہ ہے جس میں حسن و جمال بھی نقطہ کمال کو چھو رہا ہے اور تقدس اور روحانیت کا سیل نور بھی موجزن ہے۔

چار میناروں کی یہ مسجد آٹھ بھاری ستونوں پر کھڑی ہے درمیان میں کانسی کی دیو ہیکل قندیلیں آویزاں ہیں پورا صحن اور دیواریں قیمتی پتھروں سے مرصع ہیں یہ پتھر مصر سے منگوائے گئے تھے اندر نماز کی جگہ پر قالین بچھائے جاتے ہیں محراب میں امام کے لئے مخصوص لباس یعنی سیاہ لباس اور لال ٹوپی ہر وقت رکھی جاتی ہے۔

صفوں میں ترکی مسجدوں کی روایت کے مطابق صد دانہ تسبیحیاں بکھری رہتی ہیں تاکہ خدا کے پرستاروں کی کوئی جماعت ہر وقت مصروف عبادت رہے۔

در دیوار پر قرآن کی آیات اور اسمائے حسنہ اور خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی کندہ ہیں آیا صوفیہ میں داخل ہو کر انسان عجیب سی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ شخص خاموش ہو گیا مہمان خانے میں جو ان کی خدمت پر مامور ہوا تھا وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "میں جانتا ہوں تم ایک لمبا سفر کر کے آئے ہو تھکاوٹ بھی محسوس کر رہے ہو اور میں تمہاری آنکھوں میں نیند کا غلبہ بھی دیکھتا ہوں اس کے علاوہ کل پھر تم دونوں نے اپنے سفر پر روانہ ہونا ہے لہٰذا میں جاتا ہوں تم دونوں آرام کرو۔" اس کے ساتھ ہی وہ شخص باہر چلا گیا اور وہ دونوں نیند سے بغلگیر ہو گئے تھے۔

اگلے روز صبح کا کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں مہمان خانے سے نکلے اور راحیل اور اسماء کے جھونپڑے کی طرف گئے اس وقت وہ دونوں ماں بیٹی جھونپڑے کی دیوار کے قریب ہی زمین پر چٹائی اور ان کے اوپر گدے ڈالنے کے بعد دھوپ میں بیٹھی ہوئی تھیں وہ دونوں قریب آ کر کھڑے ہو گئے پھر ایک راحیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "اماں ہم دونوں آج رخصت ہو رہے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی ایک نقدی کی تھیلی نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے راحیل کے پاؤں کے قریب رکھ دی پھر کہنے لگا۔

"اماں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ نقدی کی تھیلی آپ سنبھالیں اور اس سے اپنی ضروریات پوری کریں دوسری بات جو میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آپ اپنے بیٹے حسن کرسو کو کیا پیغام دینا چاہتی ہیں۔"

وہ دونوں ماں بیٹی آپس میں کچھ دیر تک گفتگو کرتی رہیں کبھی دونوں مسکراتی کبھی سنجیدہ ہو جاتیں پھر راحیل ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"میرے عزیز بیٹو! واپس جانا اور میرے بیٹے سے کہنا کہ ایسا انتظام کرے کہ ہم دونوں ماں بیٹی کو لے کر پہلے ہسپانیہ میں البشارات کے اس ساحل پر لے کر جائے جہاں اس نے اپنے دادا کو دفن کیا ہے اپنے بیٹے سے ملنے کے بعد جب سب سے پہلا کام میں کرنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ اپنی اس بیٹی اور بیٹے کے دادا کا مرقد دیکھنا چاہتی ہوں میں جانتی ہوں وہ ہم دونوں ماں بیٹی کا بڑی بے چینی سے انتظار کرتا رہا ہو گا اس لئے کہ اسے مجھ سے ہی نہیں میری اس بیٹی سے بھی دیوانگی کی حد تک پیار تھا یہ جب کبھی باہر نکلتی تھی تو وہ بڑی بے چینی اور بیقراری سے اس کا انتظار کیا کرتا تھا۔

ان دونوں کا دادا انہیں اپنی زندگی کی سب سے قیمتی متاع سمجھا کرتا تھا اپنے باپ کے مرنے کے بعد یہ دونوں بہن بھائی دادا سے اور زیادہ محبت کرنے لگے تھے اس لئے کہ میرے شوہر کے مرنے کے بعد ان کا دادا ہی ہمارے لئے مشعل بردار رہنما اور مینارہ نور کی حیثیت رکھتا تھا۔

وہ ایک انسان تھا جو دل دکھاتی کھنکتی پھانس میں چین کے ٹھنڈے لطیف سایوں جیسا مہربان آخری شب کے سناٹوں بھرے خوف میں آنچلوں کے لہراتے مد و جذر جیسا بے ضرر تہہ جام کی سی تلخیوں جیسے ماحول میں خوشیوں اور مسرتوں کے سنگم جیسا خوش کن اور شام و سحر کی ڈرتی تنہائیوں میں شفق کی موج میں ڈھلے چہروں جیسا امید افزا تھا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد راحیل رکی پھر وہ انتہائی غمزدہ لہجے میں اور روتی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی۔ "وہ بیچارہ اکیلا جھونپڑے میں دشت و کوہ کے مبہوس سایوں میں بے موج سمندر پیاسے صحرا کی طرح ہمارا انتظار کرتا رہا دم بخود ارض و سما میں جھومتے اٹھتے ابر کی طرح اس کی نگاہیں ہماری تلاش میں سرگرداں رہتی ہوں گی اپنا سر اپنے زانو میں دے کر ہواؤں کی ان گنت پرتوں میں ہماری آواز سننے کے لئے وہ بیچارہ ہر وقت گوش بر آواز رہتا ہو گا۔

کاش! ہم دونوں ماں بیٹی اس وقت اس کے پاس ہوتیں جب بیماری نے اس کے کلام

کو ابہام اور اس کی صحت کو سرسام نے تبدیل کر دیا ہو گا کاش! ہم دونوں ماں بیٹی جھونپڑے میں اس وقت اس کے پاس ہوتیں جب وہ خواہشوں کے سراب اور بے کراں بہتے دریا کی طرح اپنی موت کا انتظار کر رہا تھا۔

کاش! ہم دونوں اس وقت اس کی خدمت کر سکتیں جب اس کے سنسناتے دل لرزتے جسم کو بیماری اپنا ہدف بنا رہی تھی کاش میں اور میری بیٹی ان کے جھونپڑے میں اس وقت اس کی خدمت کر رہی ہوتیں جب زمین کی ننگی پیٹھ پر میلے ملگجے کپڑوں میں غلامی اور بدحواسی کی طرح موت اس پر طاری ہو رہی تھی۔"

اس سے آگے راحیل کچھ نہ کہہ سکی بیچاری سسک کر رونے لگی تھی اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اس کی بیٹی اسماء اس سے بھی زیادہ برے انداز میں رو رہی تھی سسکیاں لے رہی تھی۔

کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا پھر ان دونوں میں سے ایک نے ماں بیٹی کو مخاطب کیا۔"میری عزیز ماں اور بہن! جو ہونا تھا ہو چکا گزرے وقت کو کوئی واپس نہیں لا سکتا آپ دونوں ماں بیٹی سنبھلیں ہم دونوں اب جاتے ہیں بہت جلد خداوند نے چاہا تو امیر حسن کرسو آپ دونوں کو لینے یہاں آئے گا۔" اس کے ساتھ ہی ان دونوں نے ماں بیٹی کو الوداع کہا پھر وہ وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

خیرالدین باربروسہ نے جب پے در پے کئی کامیابیاں حاصل کیں اور افریقہ کے بہت سے ...لاقوں پر قبضہ کر لیا تو یورپ والوں پر اس کا فوری ردعمل ہوا یورپ والے یہ سمجھتے تھے کہ یہی ...یا کم ہے کہ اس بحری قزاق نے الجزائر میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا ہے اس کے علاوہ اسی نے ...ونس پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور ٹیونس کے چھوٹے چھوٹے جزیروں میں اس کا قیام اس لئے ...پ والوں کے لئے ناقابل برداشت تھا کہ یہاں سے جزیرہ سسلی دور نہ تھا اور ٹیونس ...فریقہ کے اس بڑی پل کے سرے پر تھا جہاں سے مغربی بحیرہ روم سے مشرقی بحیرہ روم ...انے والے تجارتی جہازوں کو آسانی سے روکا جا سکتا تھا۔

خیرالدین باربروسہ کی انہی کامیابیوں کا انتقام لینے کے لیے ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس ...نے بہ نفس نفیس ایک بہت بڑے بحری بیڑے کے ساتھ خیرالدین باربروسہ پر حملہ آور ...ونے کے لئے کوچ کیا اس کے پاس ایک ایسا بحری بیڑہ تھا جس کے اندر چھ سو بحری جہاز ...امل تھے اور بحری جہازوں کے اندر ہسپانیہ کے جنگجوؤں کے علاوہ تجربہ کار جرمن جنگجو ...تگال کے رضا کار اور دوسرے یورپی ممالک کے صلیبی رضا کار شامل تھے اور سب خیر ...الدین باربروسہ پر حملہ آور ہونے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

اس کے علاوہ ہسپانیہ کا امیر البحر اندریا دوریا اس لشکر سے ذرا فاصلے پر رہا اس کے پاس ...لگ بھگ 62 جنگی کشتیاں تھیں جو مقدس سلطنت روما نے ٹیونس کو خیرالدین باربروسہ سے ...بچنے کے لئے دی تھیں اور انہیں کشتیوں کی کمانداری دوریا کرتے ہوئے اپنے بحری ...بیڑے سے ہٹ کر نگاہداری اور پاسبانی کا فرض ادا کر رہا تھا۔

...کہتے ہیں بحری اور بری جنگ کے ہر آئین و قاعدے کے لحاظ سے باربروسہ کو چارلس ...کے آنے سے پہلے ہی اپنے بیڑے سمیت ٹیونس کو خالی کر کے چلے جانا چاہئے تھا لیکن اس ...نے ایسا نہیں کیا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسے ضد ہو گئی تھی کہ وہ دشمن کے سامنے سے منہ نہیں ...موڑے گا کچھ یہ کہتے ہیں کہ سلطان سلیمان کا اس کے لئے یہی حکم تھا کہ وہ اس کے یورپی ...دشمنوں کو اپنے ساتھ الجھائے رکھے اور وہ ایشیا سے نکل کر یورپ میں داخل ہو اور یورپ پر

بڑی ضرب لگائے اس لئے کہ ان دنوں سلطان سلیمان کچھ ایشیائی مسائل میں الجھا ہوا تھا بہر حال چارلس کا مقابلہ کرنے کے لئے خیر الدین باربروسہ ٹیونس میں ٹھہرا رہا۔ اس کے سارے سالار اور ساتھی اس کے ساتھ تھے ان سب کو خوب اندازہ تھا کہ چارلس کے ہاتھوں انہیں کامیابی نہیں بلکہ ہزیمت اٹھانا پڑے گی اس لئے کہ چارلس کے بحری بیڑے کے مقابلے میں ان کی جنگی کشتیوں اور چند بڑے جہازوں کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی۔

اس کے علاوہ سولہویں صدی کی جنگی کشتیوں کی کوئی خاص اہمیت نہ تھی اور جو بڑے بڑے جہاز ہوا کرتے تھے وہ بھی سست رفتار تھے اس لئے کہ ان کے بڑے بڑے تکونے بادبان صرف اس وقت کھولے جاتے تھے جب جہاز سمندر میں رواں ہوتا پچاس یا اس سے بھی زیادہ پتواروں سے جہاز سمندر کے اندر دشمن کی طرف پیش قدمی کرتا عرشے سے بھاری توپیں داغی جاتیں اور جہاز کے سرے پر بھی پیتل کے جڑے ہوئے حصے سے دشمن کے جہازوں کو ٹکر ماری جاتی پھر دو سو یا اس سے زیادہ جنگجو سپاہی کود کر دشمن کے جہازوں میں جاتے اور اس طرح سمندر کے اندر جنگ لڑی جاتی تھی۔

باربروسہ کے پاس تیز رفتار کشتیاں تھیں جو بادبانوں اور پتواروں کی مدد سے ہسپانیہ کے بڑے چوڑے جہازوں کے برابر پہنچ کر انہیں زیر و زبر کرتی رہیں لیکن ان میں اتنی جگہ نہ ہوتی تھی کہ دو تین دن سے زیادہ کا سامان رسد ان پر لادا جاتا حتیٰ کہ طوفانوں میں قریب ترین ساحلوں پر پناہ لینی پڑتی تھی اس بناء پر جو جنگی کشتیاں باربروسہ کے پاس تھیں ان کی مدد سے کھلے سمندر میں زیادہ دن تک دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

اس کے علاوہ یورپ کی جنگی کشتیوں اور جہازوں کو غلام کھیتے تھے جو لمبے لمبے پتواروں کے ساتھ زنجیروں سے جکڑ دیئے جاتے تھے لیکن ان کا بھی ایک مسئلہ درپیش رہتا کہ ان کے لئے غذا مہیا کرنا پڑتی تھی ان کی نگرانی کے لئے نگہدار مقرر کرنے پڑتے تھے جب کشتی یا جہازوں کے ملاحوں کا عملہ کسی بندرگاہ میں جہاز یا کشتی سے اترتا تو پتواروں کو کشتی سے اتروا کر الگ کر دیا جاتا تاکہ کشتی کھینے والے قیدی غلام موقع پا کر جنگی کشتیوں کو سمندر میں نہ لے جائیں۔

اس کے علاوہ جنگ کے دوران میں ان جان سے بیزار کشتی اور جہازوں کے غلاموں پر کڑی نگرانی رکھنی پڑتی نصرانی جہازوں میں مسلمان غلام کشتی کھینے کے لئے جکڑے جاتے تھے اور مسلمانوں کے جہازوں میں مسیحی قیدی یہ فرض ادا کرتے تھے۔ لیکن باربروسہ نے اس میں ایک تبدیلی کر دی تھی اس کا قاعدہ یہ تھا کہ اس کی اپنی کمان میں جو

جنگی کشتیاں تھیں ان میں کشتیاں کھینے والے صرف بھرتی کئے جاتے تھے جو ترک یا عرب ملاح ہوتے تھے اس کی وجہ سے اس کا بحری بیڑہ آسانی سے حرکت کر سکتا تھا اسے غلاموں کے لئے نگہدار رکھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ جنگ کے موقع پر یہ پتوار سنبھالنے والے بھی ملاحوں اور لشکریوں کے شانہ بشانہ دشمن کے خلاف جنگ کرتے اس طرح اس کی عسکری طاقت دوچند ہو جاتی تھی۔ ترکوں کی طرح اہل وینس بھی ابھی تک چھوٹی کشتیاں استعمال کرتے تھے جن کی ایک اور چھوٹی قسم بھی تھی ان کی شاہی کشتیاں بڑی ہوتی تھیں لیکن پرتگال اور ہسپانوی جہاز رانوں نے کھلے سمندر میں سفر کے لیے بڑے بڑے بادبانوں سے چلنے والے بھاری جہاز تیار کر لئے تھے جن کے دونوں کنارے بہت اونچے اونچے ہوتے تھے جن میں توپ خانہ بازوؤں پر نصب ہوتا تھا۔

اگر ہوا موافق ہوتی تو یہ جنگی جہاز تیز رفتاری میں چھوٹی کشتیوں کا مقابلہ کر لیتے جن کا چلانا مقابلۃً آسان تھا مگر جہاز کا رخ بدلنے کے ہنر کا ابھی آغاز ہی ہوا تھا اور اگر سمندر ساکن ہوتا تو اس طرح کا بڑا بادبانی جہاز سمندر کے اندر بہتا ہوا قلعہ بن کر رہ جاتا تھا جس میں بہت آسانی سے آگ لگائی جا سکتی تھی اور اس کا خاتمہ کیا جا سکتا تھا۔

چارلس کے بحری بیڑے میں کئی جنگی جہاز تھے جن کے توپ خانے بازوؤں پر نصب تھے ایک بڑے جہاز میں جزیرہ روڈس کے نائٹس تھے جنہیں جزیرہ روڈس سے سلطان سلیمان نے نکال دیا تھا اور اب انہوں نے جزیرہ مالٹا کو اپنا اڈہ اور مسکن بنا لیا تھا بہر حال ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس 662 بحری جہازوں اور جنگی کشتیوں کے ساتھ خیر الدین باربروسہ پر حملہ آور ہونے کے لئے ٹیونس کے ساحل کی طرف بڑھا تھا۔

ٹیونس پہنچ کر چارلس اور اس کے لشکر نے بندرگاہ اور آس پاس کے علاقے کو ایک طرح سے گھیر لیا تھا باربروسہ نے امکان بھر مقابلے کی تیاری کی جہازوں سے توپوں کو اتروا کر اس نے خشکی پر نصب کر لیا جس جگہ اس نے توپیں نصب کی تھیں اس کی شکل حلق کی طرح تھی اور اسے غلطہ کہہ کر پکارتے تھے یہ مقام ٹیونس کی اندرونی بندرگاہ اور بیرونی جزیروں کے درمیان واقع تھا۔

باقی جہازوں کو اس نے اندرونی بندرگاہ میں جمع کیا غلطہ میں اس نے اپنے ساتھی نعمان کو سالار مقرر کیا اور اس کی تحویل میں بہترین عرب ملاحوں اور ترکوں کے دستے دیئے۔

باقی لشکر کو خیر الدین باربروسہ نے اپنے پاس رکھا طرغوت حسن کرسو، کاکاد اور دیگر

سالار اس کے ساتھ تھے جب وہ چارلس کے مقابلے کے لئے نکلا تو اس نے ٹیونس کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں تمہیں ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس کی طرف سے دھمکیاں پہنچ رہی ہوں گی کہ خبردار جنگ میں حصہ نہ لینا اس لئے کہ تمہارا حاکم حسن شیطانی کردار ادا کرتا ہوا مسلمانوں کے دشمنوں سے مل چکا ہے دیکھو میں تو دشمن سے لڑنے کے لئے جاتا ہوں اپنی سرزمینوں کا دفاع ضرور کروں گا اور میں جانتا ہوں تم میرا ساتھ دینے کی بجائے شہر میں رہنا پسند کرو گے۔"

ٹیونس کے لوگ ایک طرح سے کاہل اور سست ہو کر رہ گئے تھے اس لئے کہ کبھی انہوں نے جنگوں میں حصہ ہی نہیں لیا تھا ٹیونس کے اندر جو نصرانی اور عیسائی تھے ان کے ساتھ ان کا تعلق بہترین تھا سمندر کے کنارے ٹیونس کے آس پاس نصرانیوں کے کلیسا اسی طرح ثابت و سالم تھے بیچ بیچ میں مسجدیں بھی تھیں قیروان جانے والے زائرین راستے میں انہی مسجدوں میں قیام کرتے بہرحال ٹیونس والوں میں اتنی طاقت نہ تھی کہ چارلس کے پیشہ ور سپاہیوں کا مقابلہ کرتے اس بناء پر خیرالدین باربروسہ کو اکیلے ہی یہ فرض انجام دینا پڑا۔ باربروسہ اور اس کے سالاروں کے ساتھ ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس کی چوبیس روز تک لگاتار جنگ ہوتی رہی پوری طرح لوہے میں غرق ہسپانوی اور جرمن بار بار مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے اور ہر بار باربروسہ اور اس کے ساتھی انہیں کاٹ کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے تھے مسلمان چارلس اور اس کے لشکریوں کو ٹیونس کے قلعے کے قریب تک نہ آنے دیتے تھے۔

چارلس اس کے امیر البحر دوریا اور دوسرے سالاروں نے اندازہ لگا لیا کہ اگر اس طرح جنگ جاری رہی تو کسی بھی صورت میں وہ ٹیونس کو فتح نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے کہ ٹیونس کے قلعے کے اندر صنعان لشکر کے ایک حصے کے ساتھ پوری طرح دفاع کا کام سرانجام دے رہا تھا جبکہ ایک خاصے بڑے لشکر کے ساتھ باربروسہ، طرغوت، حسن کرسو، کاکاد اور دوسرے سالار قلعے سے باہر تھے اور جب چارلس اور اس کے لشکری حملہ آور ہوتے تب قلعے کے اندر سے صنعان اور دوسرے سالار ان کا مقابلہ کرتے اور ان پر تیروں کی بارش کرتے، پتھر برساتے اور باہر سے قضا اور موت کی طرح خیرالدین باربروسہ، طرغوت، حسن کرسو اور کاکاد اور دیگر سالار ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان کی تعداد کم کرنے کی کوشش کرتے۔

آخر اس جنگ کو فیصلہ کن رنگ دینے کے لئے چارلس کے حکم پر اس کے لشکری اپنے

ایک بہت بڑے جہاز کو سمندر کے کنارے ٹیونس کے قلعے کے قریب لائے اس جنگی جہاز کا نام سینٹ این تھا اور یہ مالٹا کے نائٹوں کی ملکیت تھا۔ چارلس کا خیال تھا کہ اس قلعہ نما بحری جہاز کو مسلمانوں کے قلعے کے قریب کھڑا کیا جائے گا اور اس کے ذریعہ فصیل میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی جائے گی فصیل کا ایک حصہ توڑ کر قلعہ میں داخل ہونے کی کوشش کی جائے گی۔

صورت حال تبدیل ہونے کی وجہ سے باربروسہ نے بھی اب اپنی جنگی تنظیم میں تبدیلی پیدا کی اس نے صنعان کو اس کے ساتھیوں سمیت قلعے سے باہر نکال لیا اور اسے حکم دیا جب چارلس اور اس کے لشکری قلعے پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھیں تو وہ ان کی راہ روکے پشت کی جانب سے خیرالدین باربروسہ اور لشکریوں کے ساتھ ان پر ضرب لگانے کی کوشش کرے گا۔

سینٹ این نام کے بحری جہاز کو قلعے کے قریب لگایا گیا اور بکتر پوش ہسپانیوں اور جرمنوں نے قلعے پر حملہ کر دیا صنعان نے مقدور بھر ان کی راہ روکی لیکن جس وقت وہ ان کے ساتھ گھمسان کی جنگ میں مصروف تھا اس کے ساتھ کام کرنے والے بربر قبائل منتشر ہو گئے جنگ میں حصہ لینے کی بجائے پسپا ہو گئے یہ صورتحال صنعان کے لئے حوصلہ شکن تھی اس دوران باربروسہ پشت کی جانب سے حملہ آور ہوا اور چارلس کے لشکریوں کو بے پناہ نقصان پہنچایا لیکن اس وقت تک جرمن و ہسپانوی اور دیگر یورپی جنگجو فصیل کا ایک حصہ توڑ کر قلعہ میں داخل ہو چکے تھے اس طرح خیرالدین باربروسہ اور اس کے لشکری باہر ہی رہے اور شہر پر چارلس نے قبضہ کر لیا۔

اس دوران شہر کے اندر ایک اور تبدیلی رونما ہوئی شہر کے اندر بہت سے نصرانی قیدی تھے جنہیں خیرالدین باربروسہ نے مختلف جنگوں میں قیدی بنایا تھا وہ قید خانے کو توڑ کر باہر نکل آئے اور خیرالدین باربروسہ کے اسلحہ خانہ پر انہوں نے قبضہ کر لیا ان کی تعداد کئی ہزار تھی اس طرح ان کی وجہ سے بھی چارلس کو شہر پر قبضہ کرنے میں آسانی ہو گئی۔

رات کو خیرالدین باربروسہ کے اشارے پر اس کے لشکری غائب ہو گئے خود باربروسہ، حسن کرسو، کاکاد، طرغوت، صنعان اور دیگر سالاروں اور ان کے لشکریوں کے متعلق کسی کو کچھ خبر نہ ہوئی کہ وہ کدھر چلے گئے ہیں تاہم چارلس نے انہیں تلاش کرنے کے لئے کچھ کشتیاں ادھر ادھر سمندر میں پھیلا دی تھیں۔

تین دن تک چارلس اور اس کے لشکری ٹیونس شہر کے اندر لوٹ مار قتل و غارت کرتے رہے پہلے تو مسلح قیدی لوگوں کے مکانوں میں گھس پڑے اور لوٹ مار میں لگے رہے اس کے بعد جب چارلس کے لشکری شہر میں داخل ہوئے تو قتل و غارت گری اور لوٹ مار کا دوسرا دور شروع ہوا، پھر اس قتل و غارت گری کے بعد ٹیونس شہر کو آگ لگا دی گئی جرمنی اور ہسپانیہ کے پیشہ ور لشکریوں کو مسلمانوں کی سرزمین پر وحشی پن اور بربریت کے بدترین سبق دہرانے کی آزادی دے دی گئی تھی صرف چند مسلمان خاندان بھاگ کر پرامن جگہوں میں پناہ گزین ہو سکے ٹیونس کی اکثر عورتوں نے دیواروں اور چھتوں سے چھلانگیں لگا کر جانیں دے دی تھیں۔

چارلس کے ساتھ اس جنگ میں ہسپانیہ کا سابق مسلمان حکمران حسان بھی تھا اسی نے چارلس سے باربروسہ کے خلاف مدد مانگی تھی اس نے ٹیونس میں قتل و غارت گری رکوانے کی کوشش کی لیکن کسی نے اس کی ایک نہ سنی حسان کے سامنے ایک ایسا ہولناک واقعہ پیش آیا جو رقت طاری کر دیتا ہے کہتے ہیں کچھ ہسپانوی لشکری ایک عرب لڑکی کو پکڑ کر لے جا رہے تھے حسان نے خود ان ہسپانیوں کو روکنا چاہا وہ چاہتا تھا کہ ان سے اس عرب لڑکی کو چھڑائے لڑکی کو جب خبر ہوئی کہ وہ حسان ہے تو اس نے انتہائی حقارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حسان کے منہ پر تھوک دیا اور یورپی سپاہی اس لڑکی کو پکڑ کر لے گئے اس لئے کہ حسان نے مسلمانوں سے غداری کی تھی۔

ٹیونس کی اس مہم میں ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس پوری طرح کامیاب رہا تھا اسے سب سے بڑی فکر جو لاحق تھی کہ وہ باربروسہ کا بچ جانا اور سمندر کے اندر غائب ہو جانا تھا گو اس نے اپنے بحری بیڑے کے ایک حصے کے ساتھ دوریا کو اس کے تعاقب میں بھیجا تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ ہر صورت میں وہ خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر کے اس کے پاس لائے لیکن اس کے باوجود وہ مطمئن نہیں تھا۔ فکر مند اور پریشان تھا جانتا تھا کہ کسی بھی وقت باربروسہ سمندر سے نمودار ہوگا اور اس کے بنے بنائے کھیل کو بگاڑ کر رکھ دے گا۔

بہرحال ٹیونس کو فتح کرنے کے بعد چارلس نے ٹیونس کے پہلے حکمران حسان کو وہاں والی مقرر کیا حسان نے چارلس کو سالانہ خراج دینا منظور کر لیا اور اس طرح اس نے اہل یورپ کی عظمت کو قبول کرتے ہوئے خراج دینا منظور کر لیا اب تباہ حال ٹیونس میں حسان کی حیثیت ہسپانیوں کے ایک وظیفہ خوار کی سی رہ گئی تھی۔ اس سے پہلے جو مسلمانوں کے کاروان اور قافلے قیروان کی طرف جاتے تھے بڑی خوشی اور رغبت کا اظہار کرتے ہوئے

ٹیونس کے راستے جاتے تھے اور یہاں ٹیونس میں سرائے کے اندر قیام کرتے تھے جو غریب ہوتا وہ سرائے میں قیام نہ کرتا وہ مسجدوں میں ٹھہر جاتے اس کے علاوہ بھی مسلمانوں نے قافلوں کے ٹھہرنے کا اہتمام کر رکھا تھا لیکن ٹیونس کے چارلس کے ہاتھوں فتح ہونے کے بعد قیروان جانے والے زائرین اب بچ کر گزر جاتے تھے اور ٹیونس کا رخ نہ کرتے تھے۔

دوسری طرف ٹیونس کے محاذ سے ہٹ کر خیرالدین باربروسہ نے اپنے خفیہ ٹھکانوں اور پناہ گاہوں کا رخ کیا اور وہاں جو کشتیاں اس نے سمندر میں ڈبو رکھی تھیں اپنے ساتھیوں کی مدد سے وہ کشتیاں اس ـنے نکال لیں پھر احتیاط کے تحت پیتل کی جو توپیں اس نے صحرا کے اندر دفن کر رکھی تھیں وہ نکال لیں اور اس طرح اس نے ان جنگی کشتیوں کی خوب اسلحہ بندی کی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کشتیوں کے ذریعہ وہ پھر سمندر میں اترا۔

ہسپانیہ کا امیر البحر اپنے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ اس کی تلاش میں تھا کھلے سمندر کے اندر ایک جگہ ہسپانیہ کا امیر البحر دوریا کو خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھی کشتی میں دکھائی دیئے بالکل اس طرح جیسے ہیولے اور بھوت سمندر کے اندر سرگرداں ہوں دوریا نے جونہی باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کو کشتیوں میں سمندر کے اندر دیکھا وہ فوراً اس سمت اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لایا اور باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔ دوسری طرف سمندر کے اندر بھوتوں کی طرح سرگرداں خیرالدین باربروسہ کے طلایہ گروں نے بھی اسے خبر کر دی تھی کہ ہسپانیہ کا امیر البحر ایک کافی بڑے بحری بیڑے کے ساتھ خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کی تلاش میں سمندر کے اندر ادھر اُدھر سرگرداں ہے۔

خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں نے جب دیکھا کہ دوریا اور اس کے لشکریوں نے انہیں دیکھ لیا ہے اور ان کے تعاقب میں لگ گئے ہیں تو وہ مخالف سمت ہو لئے اس طرح خیرالدین باربروسہ نے بظاہر یہی تاثر دیا کہ دوریا کو دیکھ کر خیرالدین باربروسہ بھاگ کھڑا ہوا ہے۔

یہ صورتحال دوریا کے لئے یقیناً خوش کن تھی سمندر میں آگے بڑھنے کی رفتار اس نے تیز کر دی وہ چاہتا تھا کہ فی الفور وقت ضائع کئے بغیر خیرالدین باربروسہ کو جا لے اور اسے اپنا اسیر بنا کر شہنشاہ چارلس کے سامنے پیش کر کے اس سے وہ انعام حاصل کرے جو اس سے پہلے کسی کو نہ ملا ہو۔

اب سمندر کے اندر ایک عجیب دوڑ شروع ہو گئی تھی امیر البحر دوریا اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اس قدر تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا جس قدر تیزی سے وہ سمندر کے اندر حرکت کر سکتا تھا۔ دوسری جانب خیر الدین باربروسہ نے آگے بڑھنے کی رفتار نسبتاً کم کر دی تھی یہ اس کی جنگی چال تھی اور آہستہ آہستہ لحہ بہ لحہ سمندر کا دیوتا کہلانے والا خیر الدین باربروسہ اسپین کے امیر البحر دوریا کو اپنے جال میں پھنساتا جا رہا تھا کچھ دور آگے جا کر ایک انقلاب رونما ہوا خیر الدین باربروسہ جس لشکر کی کمانداری کر رہا تھا اس کے ساتھ وہ اس طرح بڑھا جس طرح شام کی گود میں چھپلے کوہساروں کے اندر ابر و گرد کے پردے میں نہاں بگولے اپنا رخ بدلتے ہیں بڑی تیزی سے اپنی کشتیوں کے ساتھ خیر الدین باربروسہ پلٹا پھر وہ ورائے عالم اسباب وحرصِ خاک کے ذروں میں اڑتی تقدیر، افق کو آتشی رنگ میں گم کر دینے والے طوفانوں، احساسات کے امڈتے اندھیروں میں ضبط کے بندھنوں تک کو شکستہ کر دینے والے کرب کے مناظر کی طرح دوریا کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

دوریا خوش تھا اس لئے کہ وہ دیکھ رہا تھا کہ اس کے مقابلے پر خیر الدین باربروسہ صرف چند کشتیوں کو لے کر آیا تھا جن کی دوریا کے مقابلے میں کوئی وقعت، کوئی حیثیت نہ تھی اس لئے کہ دوریا کے پاس خاصہ بڑا بحری بیڑہ تھا جو چارلس نے اسے دے کر خیر الدین باربروسہ کو سمندر میں تلاش کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ وہ اپنے جہازوں کے عرشہ میں مسکراتے ہوئے خیر الدین باربروسہ کو اپنے ملاحوں کے ساتھ ٹکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا لیکن دوریا اس وقت چونکا جب چند کشتیوں کے ایک اور بحری بیڑے کے ساتھ ایک سمت سے عالم اسلام کا رجل عظیم طرغوت نمودار ہوا اور وہ دوریا کے بحری بیڑے کے ایک پہلو پر سانسوں کی اوس تک چاٹ لینے والی ان گنت وسوسوں کی گرد، وقت اور زمانے کی طرح ہر ریا کاروں کی بستی میں کھردرے حروف اور احساسات میں آتش بن کر داخل ہونے والی کرب خیزیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ طرغوت کا یہ حملہ ایسا زوردار ایسا خوفناک تھا کہ وہ اور اس کے لشکری اپنی کشتیوں سے دوریا کے جہازوں اور کشتیوں کے عرشوں پر کود کر اس کے ساتھیوں کا قتل عام کرنے لگے تھے۔

دوریا خیر الدین باربروسہ کے بعد بڑی فکر مندی سے طرغوت کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک اور انقلاب نمودار ہوا اب تیسری سمت سے حسن کرسو اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ اس طرح نمودار ہوا جیسے سمندر کے پہلو میں سوئے صحرا میں یا زہر برساتے فلک تلے

کرامات کا کوئی لحہ یا فوز مندی کی کوئی گھڑی سمندر کے سینے پر الاؤ کی صورت اچانک نمودار ہو گئی ہو پھر دوریا کے دیکھتے ہی دیکھتے حسن کرسو اپنے ملاحوں اور جانبازوں کے ساتھ سانسوں میں جلتی رگ رگ میں چلتی بھنور بناتی بربادیوں بے ضمیری کی کثافتوں کو اپنے پاؤں تلے روند دینے والی موج در موج قہرمانیوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

جوابی کارروائی کرتے ہوئے دوریا اور اس کے ساتھی بھی خیر الدین باربروسہ طرغوت اور حسن کرسو کے لشکریوں پر دہکتی پر آشوب چیخوں اور نوحہ گری کا آخری کہرام کھڑا کرتی زخمی کہانیوں اور طبقہ داری کی نفرت کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔ کچھ دیر تک سمندر کے اندر گھمسان کا رن پڑا آخر خیر الدین باربروسہ طرغوت اور حسن کرسو کے سامنے بڑی تیزی سے دوریا اور اس کے ساتھیوں کی حالت جلتے ہوئے کاغذ کے حروف پرائی آگ میں جل جانے والے خاموشی کے آخری نگر، وقت کے بیابانوں اور دشت ناامیدی میں بھٹکتی دل کی لاعلاج جراحتوں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی خیر الدین باربروسہ، طرغوت، حسن کرسو اور اس کے جانباز ساتھی بڑی تیزی سے دوریا کے ملاحوں اور ساتھیوں کو اس طرح کاٹنے لگے تھے جیسے فلک زبوں کو تیشے کاٹتے ہیں، جیسے طوفان راستوں کی مٹی پھانکتے ہیں، جیسے بے نور بستیوں کی منزلوں میں اجالے تاریکیوں کی مسافتوں کو نگلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد خیر الدین باربروسہ طرغوت اور حسن کرسو کے ہاتھوں دوریا کو بدترین شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑا ہوا بڑے خوفناک انداز میں خیر الدین باربروسہ اور حسن کرسو نے اپنے سالاروں اور ساتھیوں کے ساتھ دوریا کا تعاقب کیا دوریا سے بڑے بڑے مستول والے کئی جہاز اور کشتیاں چھین لیں اور چند بچے کھچے جہاز اور کشتیوں کو لے کر دوریا اٹلی کی طرف بھاگ گیا کھلے سمندر میں دوریا کے خلاف خیر الدین باربروسہ طرغوت اور حسن کرسو کی یہ بہترین اور شاندار کامیابی تھی۔

ہسپانیہ کے امیر البحر دوریا کو بدترین شکست دینے اور اس کی کافی کشتیاں اور جہاز چھیننے کے بعد باربروسہ انتہائی غیظ وغضب میں اپنا رخ بدلتا ہوا سمندر میں ایک طرف بڑھا بگولے کی طرح سمندر کے اندر سفر کرتا رہا کسی کو کچھ پتہ نہ تھا کہ دوریا کو شکست دینے کے بعد اب وہ کس سمت کا رخ کرے گا۔

اچانک وہ ہسپانیہ کے جزیرے منارکہ کے قریب نمودار ہوا چارلس جب اپنی بندرگاہ بارسلونہ سے ٹیونس پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہوا تھا تو منارکہ کے راستے ہی وہ ٹیونس گیا تھا اور جزیرہ منارکہ کی بندرگاہ ماہون میں اس نے قیام بھی کیا تھا اور وہاں سے روانگی

کے وقت وہاں کے مسلح عساکر کو اس نے اطلاع دی تھی کہ ٹیونس پر حملہ آور ہونے کے بعد اسی راستے سے وہ لوٹے گا اور بارسلونہ کا رخ کرے گا۔

یہ ساری اطلاعات خیر الدین بار بروسہ کو بھی پہنچ رہی تھیں دوریا کو شکست دینے کے بعد اس نے جو اس کے جہاز اور کشتیاں چھینی تھیں ان میں اس نے دوریا کے کافی آدمیوں کو بھی گرفتار کر لیا تھا۔

اب خیر الدین بار بروسہ نے یہ کیا کہ دوریا کے بحری بیڑے کے لشکریوں کی وردیاں اتار کر اس نے اپنے لشکریوں کو پہنا دیں اور دوریا کے ساتھیوں کو جہازوں اور کشتیوں کے چپو چلانے پر مقرر کر دیا۔

اس حالت میں بڑی تیزی سے سمندر کے اندر حرکت کرتا ہوا خیر الدین بار بروسہ جزیرہ منارکہ کی بندرگاہوں کے سامنے نمودار ہوا ماہون کی بندرگاہ میں جو مسلح لشکر تھا وہ بڑی بے چینی سے اپنے شہنشاہ چارلس کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا آخر انہیں سمندر کے اندر کچھ جہاز دکھائی دیئے یہ جہاز خیر الدین بار بروسہ کے ہراول دستوں کے تھے۔

یہ جہاز اس صورت میں تھے کہ ان کے مستولوں پر ہسپانوی پرچم لہرا رہے تھے یہ وہی جہاز تھے جو خیر الدین بار بروسہ نے دوریا سے چھینے تھے اور ان جہازوں کے اندر جو خیر الدین بار بروسہ کے لشکری تھے وہ دوریا کے ساتھیوں سے چھینی ہوئی وردیاں پہنے ہوئے تھے۔

جب یہ جہاز اور جنگی کشتیاں منارکہ کی بندرگاہوں کے قریب پہنچیں تو انہوں نے یہی سمجھا کہ ان کا شہنشاہ چارلس فتح یاب ہو کر لوٹ آیا ہے اور یہ جو آگے آگے کشتیاں اور جہاز ہیں یہ اس کے بحری بیڑے کا ہراول ہے۔

اس کی آمد کی خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے منارکہ میں جو چارلس کے لشکری تھے انہوں نے چارلس کو سلامی دینے کے لئے توپیں داغنی شروع کر دی تھیں جب توپیں داغی گئیں تب ماہون کی بندرگاہ کے سارے لوگ سمجھ گئے کہ ان کا شہنشاہ چارلس فتح یاب ہو کر لوٹ آیا ہے لہٰذا جوق در جوق لوگ بندرگاہ پر جمع ہونے لگے اور لوگوں کا ایک کافی بڑا انبوہ جمع ہو گیا تھا۔ لیکن ماہون کی بندرگاہ والوں کی بد قسمتی کہ اس وقت بندرگاہ میں کچھ پرتگیزی جہاز کھڑے ہوئے تھے جو قیمتی سامان سے لدے اور بھرے ہوئے تھے ان کے علاوہ کچھ دیگر جہاز اور کشتیاں بھی تھیں۔

خیر الدین بار بروسہ کے ہراول کے یہ جنگی جہاز اور کشتیاں فوراً حرکت میں آئیں آتے

انہوں نے بندرگاہ پر گولہ باری کر دی اور بندرگاہ پر پرتگیزوں کے جو جہاز اور چھوٹی بڑی سامان سے بھری کشتیاں تھیں انہیں لوٹ لیا شہر والے جس وقت مستعد ہوئے اس وقت خیر الدین بار بروسہ بھی اپنے باقی ماندہ جنگی بیڑے کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اس کے بعد خیر الدین بار بروسہ اپنے ساتھی ملاحوں اور جانبازوں کے ساتھ ماہون پر پھیلتے سیاہ ابر سے نزول کرتی ان گنت بے قرار قیامتوں ہر شے کی ہستی کے منطقوں میں برستی آگ کے سنگ دشت جدائی کے راستے فراقت کے موسم کھڑے کرتے گہرے پانیوں کی تہوں سے نکلتے بھرے کھولتے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

خیر الدین بار بروسہ اور اس کے سالاروں اور ساتھیوں کا یہ حملہ ایسا خوفناک تھا کہ لمحوں کے اندر ماہون کی بندرگاہ پر جو چارلس کا حفاظتی لشکر تھا اسے موت کے گھاٹ اتار کر پوری بندرگاہ میں آگ و خون کا ایک کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا۔

چارلس نے ٹیونس شہر میں جو تین دن کا قتل عام کیا تھا خیر الدین بار بروسہ وطرغوت، حسن کرسو، صالح، صنعان و کاکاد اور ان کے ساتھیوں نے ماہون کی بندرگاہ پر اس سے بھی زیادہ کرب خیز کھیل کھیلا پوری بندرگاہ کو جی بھر کر لوٹنے کے بعد انہوں نے ماہون کی بندرگاہ کو آگ لگا کر اس طرح خاکستر کر دیا جیسے وہاں کبھی کوئی بندرگاہ تھی ہی نہیں اور پھر اس بندرگاہ سے چارلس کے **5700** لشکریوں کو قیدی بنا لیا گیا۔

ماہون کی بندرگاہ کی مکمل بربادی اور تباہی کے بعد خیر الدین بار بروسہ اپنے لشکریوں کے ساتھ جزیرہ منارکہ میں پھیل گیا بستی ہر قصبہ ہر چھوٹے شہر کو اس نے جی بھر کر لوٹا اور آگ لگا کر رکھ دی اور اس طرح پورے جزیرہ منارکہ کو ایک طرح سے خیر الدین بار بروسہ نے جلا کر راکھ بنا دیا تھا۔

اس موقع پر ایک اور حادثہ پیش آیا کھلے سمندر میں دوریا کو شکست دینے کے بعد خیر الدین بار بروسہ جب اپنے بحری بیڑے کے ساتھ جزیرہ منارکہ کی طرف بڑھا تھا تو چارلس کو خیر الدین بار بروسہ کے ہاتھوں دوریا کی شکست کا علم ہو گیا تھا لہٰذا اپنے بحری بیڑے کا ایک اور حصہ اس نے خیر الدین بار بروسہ کے تعاقب میں لگا دیا تھا۔

ماہون کی بندرگاہ کو تباہ و برباد کرنے اور پورے جزیرے منارکہ کو لوٹنے اور آگ لگانے کے بعد جب خیر الدین بار بروسہ فارغ ہوا تب چارلس کا وہ بحری بیڑہ جزیرہ منارکہ کے قریب نمودار ہوا خیر الدین بار بروسہ اور اس کے ساتھی جان گئے کہ یہ چارلس کے بحری بیڑے کا ایک حصہ ہے لہٰذا وہ فوراً مستعد ہوئے سمندر کے اندر حرکت میں آئے آگے

بڑھے پھر وہ چارلس کے بحری بیڑے کے اس حصے پر کھڑکھڑاہٹوں کی ناگزیر آبی آندھیوں سے بندھی ریت کی رفاقت صحرا کی آنکھ سے نکلتے ریت کے بگولوں کی طرح حملہ آور ہوئے یہ حملہ ایسا پرجوش اور خوفناک تھا جیسے اپنے محور سے لپٹ کر روتی زمین پر بارش کے ٹوٹ کر برسنے کے ان گنت سانحے اور حادثے نمودار ہو گئے ہوں۔

منارکہ کے نواح میں خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں نے چارلس کے بحری بیڑے کے اس حصے کو بدترین شکست دی بحری بیڑے کے اندر جس قدر سامان تھا لوٹ لیا سارے جہازوں اور کشتیوں پر خیر الدین باربروسہ نے قبضہ کر کے اپنے بحری بیڑے میں شامل کر لیا اس طرح ایک بار پھر خیر الدین باربروسہ کا بحری بیڑہ پہلے جیسا طاقتور اور پر قوت ہو گیا تھا۔

چارلس کے اس بحری بیڑے کو شکست دینے اور اس کے جہازوں اور کشتیوں پر قبضہ کرنے کے بعد چارلس اور اس کے سالاروں کو چکمہ دینے کے لئے خیر الدین باربروسہ اور اس کے دیگر سالاروں نے اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ سسلی کا رخ کیا تھا۔ دوسری جانب چارلس ابھی تک ٹیونس ہی میں قیام کئے ہوئے تھا کہ چند خستہ حال کشتیاں وہاں پہنچیں اور ان میں جو لوگ سوار تھے انہوں نے خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں چارلس کو اس کے جزیرے منارکہ کی تباہی اور بربادی اور ماہون کی بندرگاہ کو خاکستر کر دینے کی داستان سنائی جس وقت یہ تفصیل سنائی گئی اس وقت چارلس کے پاس اس کا امیر البحر دوریا بحری قزاقوں کا سربراہ حوقل اور دیگر سالار کھڑے ہوئے تھے پوری تفصیل سننے کے بعد چارلس کچھ دیر گہری سوچوں میں ڈوبا رہا پھر اپنے قریب کھڑے سارے سالاروں اور امیر البحر کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"یہ خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھی کیسے بے روک و عجیب انسان ہیں گو ہم نے ٹیونس میں انہیں بدترین شکست دی لیکن وہ گرداب کی تہوں سے نکلنے والی اذیتوں کے دستکوں کی طرح پھر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور ہمارے لئے اجڑتے مناظر کی بستیاں کرتی ازل کی بھوکی اور بھٹکتی ہوئی روحوں کی طرح ثابت ہونا شروع ہو گئے ہیں۔

میرے عزیز ساتھیو! یہ باربروسہ اور اس کے ساتھی ہمارے خلاف امر بیل کی صورت پھیل رہے ہیں ہمارے چاروں طرف انہوں نے ہماری انا کی دھجیوں کے نقوش قضا ملما ڈھلی فنا کی گھاٹیاں کھلی سفاکی کی کہانیاں اور نارسائی کی داستانوں کی اسیری کھڑی کر کے رکھ دی ہے اب یہ لوگ ہماری برداشت کی آخری حدود تک پہنچ چکے ہیں انہوں نے جزیرہ

منارکہ میں جو کھیل کھیلا ہے ایسے کھیل کی کسی سے توقع بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔ کہ وہ وہاں بھیانک کھیل کھیلے گا اب جزیرہ منارکہ میں زخم زخم بدی بجھی بجھی مشعلیں، سوختہ سوختہ باغ، مجروح مجروح لوگ، بے خواب راتیں، انتظار کا داغ لئے دن یہ سب ہماری ہست باعث شرم بنا رہے ہوں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد چارلس رکا تھوڑی دیر تک انتہائی بے بسی سے وہ دوریا اور دوسرے سرکردہ سالاروں کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

"کیا کوئی شخص اس کا خاتمہ نہیں کر سکتا؟ اگر کوئی اسے ہلاک کرے تو میں اسے منہ مانگی رقم ادا کروں گا۔"

اس پر حوقل نے کچھ سوچا پھر چارلس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں اس کی ہلاکت کی ذمہ داری لیتا ہوں میں ایک ایسے کڑیل اور ناقابل تسخیر جوان کا انتخاب کروں گا جو اس کے گروہ میں داخل ہو گا ان کے ساتھ اس کا ایک اور ساتھی بھی ہو گا جو اسی جیسا طاقتور اور پر قوت ہو گا یہ دونوں مل کر کسی مناسب موقع پر یا تو خیر الدین باربروسہ کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے یا اگر انہیں خیر الدین باربروسہ کو قتل کرنے کا موقع نہ ملا تو وہ اس کی خوراک میں ایسا زہر ملا دیں گے کہ خیر الدین باربروسہ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔"

حوقل جب خاموش ہوا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے کسی قدر بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے دوریا کہنے لگا۔ "حوقل! ایک خیر الدین کے اس طرح ہلاک ہو جانے سے کیا ہو گا؟ اگر بالفرض ہم خیر الدین باربروسہ کو زہر دے کر ہلاک بھی کر دیں تو اس کے مرنے کے بعد طرغوت حسن کرسو، کاکاد، صنعان، صالح اور اس کے ایسے ہی دیگر بحر کا بھید رکھنے والے ساتھیوں کو کیا تم سنبھال سکو گے؟"

اس پر حوقل نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"دوریا تمہارا کہنا درست ہے یہ سب ایک جیسے ہی ہیں بہر حال کوشش یہ کی جائے گی کہ ان سب کو زہر خورانی کے ذریعہ ہلاک کر دیا جائے۔"

حوقل جب خاموش ہوا تو کسی قدر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے چارلس کہنے لگا۔

"اگر جن دو جوانوں کا تم ذکر کر رہے ہو وہ ان سب کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ان دونوں کو پکڑ کر میرے پاس لانا جس قدر وہ رقم مانگیں گے میں انہیں مہیا کروں گا اور انعام کے طور پر انہیں زائد بھی دوں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد چارلس رکا پھر چونکنے کے انداز میں کہنے لگا۔ ''اب ہمیں یہاں رک کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ ہمارے مخبر بتا چکے ہیں کہ جزیرہ منارکہ کو تباہ و برباد کرنے کے بعد خیر الدین باربروسہ نے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی کا رخ کیا ہے یاد رکھنا اگر ہم نے دیر کر دی تو سسلی کے اندر بھی وہ تباہی و بربادی کا وہ کھیل کھیلے گا جس کی تلافی ہمارے بس میں بھی نہیں رہے گی۔ لہٰذا ہمیں فی الفور یہاں سے سسلی کا رخ کرنا چاہئے تاکہ باربروسہ پر حملہ آور ہو کر یا تو اس کا خاتمہ کریں یا اسے مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں۔''

اس کے ساتھ ہی چارلس نے وہاں سے کوچ کا حکم دیا تھوڑی دیر بعد چارلس اور اس کے دوسرے سالار اپنے سارے بحری بیڑے کو حرکت میں لاتے ہوئے بڑی تیزی سے سسلی کے ساحل کا رخ کر رہے تھے۔

چارلس کے جاسوسوں اور طلایہ گروں کو چکمہ دینے کے لئے خیر الدین باربروسہ اور اس کے سالاروں نے جزیرہ منارکہ سے سسلی کا رخ کیا تھا لیکن تھوڑا آگے جانے کے بعد ایک دم مڑے شائد قدرت بھی ان کی رہنمائی کر رہی تھی اس لئے کہ جب وہ مڑے تو ہوا ان کے موافق تھی لہٰذا موافق ہوا سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ بڑی تیزی اور برق رفتاری سے ہسپانیہ کے ساحل کی طرف بڑھے تھے۔

جس طرح جزیرہ منارکہ پر حملہ آور ہو کر خیر الدین باربروسہ نے جزیرہ کے سارے شہروں اور بستیوں کو لوٹ کر تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا اس طرح ہسپانیہ کے شرقی شہروں پر اترنے کے بعد باربروسہ طوفان کی طرح آگے بڑھا بگولوں کی طرح ایک بستی سے دوسری بستی ایک قصبہ سے دوسرے قصبہ میں تباہی و بربادی کا کھیل کھیلتا چلا گیا تھا شاید ہسپانیہ کے حکمران چارلس سے وہ ٹیونس کی تباہی کا انتقام لینے پر تل گیا تھا۔

خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں نے ہسپانیہ کے ساحلی علاقوں میں بھی منارکہ جیسا کھیل کھیلا ہر بستی و قصبہ کو وہ لوٹتے اور اس کے بعد آگ لگاتے چلے گئے تھے اس طرح ہسپانیہ کے وسیع علاقے کو لوٹنے اور آگ لگانے کے بعد اپنے جہازوں کے اندر خیر الدین باربروسہ نے اناج اور ضرورت کے دوسرے سامان کے ڈھیر اور انبار لگا دیئے تھے اپنی ساری کارروائی مکمل کرنے کے بعد ہسپانیہ سے ہٹ کر خیر الدین باربروسہ اپنے بحری بیڑے کو لے کر کھلے سمندر کی طرف چلا گیا اسی دوران ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کی بدقسمتی کہ اس نے اپنے کچھ بحری جہاز اور جنگی کشتیاں خیر الدین باربروسہ کا کھوج لگانے کے

لئے کھلے سمندر کی طرف بھیجی تھیں۔

خیر الدین باربروسہ کے طلایہ گروں نے خیر الدین کو ان جہازوں اور کشتیوں کے گرداں ہونے کی اطلاع کر دی یہ اطلاع ملتے ہی فنا کے گھاٹ اتار دینے والی موت اور بلا کی طرح خیر الدین باربروسہ چارلس کی ان کشتیوں اور جہازوں کی طرف بڑھا تھا اس دن رات کافی گہری ہو چکی تھی سمندر پر سکون تھا چاروں طرف خاموشی اور ہو کا عالم تھا ایسے میں خیر الدین باربروسہ اور اس کے سالار اور ملاح چارلس کے بحری بیڑے کے اس حصے پر حملہ آور ہوئے چارلس کے جہازوں اور کشتیوں میں جس قدر چارلس کے جوان تھے ان پر قابو پا کر انہیں اسیر بنا لیا گیا اور انہیں جہازوں کے اندر چپو چلانے پر مقرر کر کے انہیں زنجیروں میں جکڑ دیا گیا اور جس قدر ان کے پاس جہاز اور کشتیاں تھیں ان پر قبضہ کرنے کے بعد خیر الدین اپنے بحری بیڑے میں مزید اضافہ کرتا ہوا الجزائر کی طرف چلا گیا

پورے یورپ میں ٹیونس میں چارلس کی کامیابیوں اور فتح مندیوں کی خوشیاں اور جشن منانے کی تیاریاں کی جارہی تھیں ایسے میں جب منارکہ کی تباہی اور بربادی اور اس کے بعد ہسپانیہ کے ساحلی علاقوں کی شکست کی خبریں یورپ پہنچیں تو پورے یورپ میں ایک بار پھر سے ٹیونس کی فتح کا جشن منانے کی بجائے منارکہ اور ہسپانیہ کے قصبوں اور بستیوں کی تباہی کا سوگ منانا شروع کر دیا گیا تھا۔

دوسری طرف چارلس ابھی تک اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی ہی میں قیام کئے ہوئے تھا یہاں تک کہ اسے اس کے مخبروں نے خبر دی کہ خیر الدین باربروسہ نے اچانک ہسپانیہ کے ساحل پر حملہ آور ہو کر دور تک تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا ہے اور ان گنت بستیوں اور قصبوں کو خاک میں ملا کر رکھ دیا ہے یہ خبر سنتے ہی چارلس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی وہ ایسا بدحواس ہوا کہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی سے ہسپانیہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

جب وہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ہسپانیہ کے ساحل پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں نے ہسپانیہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ دور دور تک پھیلاتے ہوئے ان گنت بستیوں اور قصبوں کو آگ لگا کر راکھ کر دیا تھا اور دور دور تک مار دھاڑ کا کھیل کھیلا تھا۔

چارلس ابھی ان تباہ شدہ علاقوں کا جائزہ ہی لے رہا تھا کہ اسے خبر دی گئی کہ ہمارے حملہ آور ہونے کے بعد خیرالدین باربروسہ مڑا کھلے سمندر کے اندر چارلس کے بحری بیڑے کا وہ حصہ جو اس کی تلاش میں تھا اس پر بھی وہ حملہ آور ہوا اور اس کے اندر کام کرنے والے چارلس کے سارے لشکریوں کو اسیر کر کے اور اپنا غلام بنا کر ان کی ساری کشتیوں اور جہازوں پر قبضہ کر کے خیرالدین باربروسہ الجزائر کی طرف چلا گیا تھا۔

یہ خبر سن کر ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس اپنی ناکامی و بدنامی و ذلت اور رسوائی پر سر پیٹ کر رہ گیا۔ وہ گہری سوچوں میں ڈوبا رہا پھر دوریا اور حوقل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "میرے ساتھیو! یہ خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھی اگر اسی طرح ہمارے لئے تباہی و بربادی کا کھیل کھیلتے رہے اور اسی طرح ہمارے لئے یہ شکستوں اور رسوائیوں کی خبریں فراہم کرتے رہے تو میرا خیال ہے ہم زیادہ دن جی نہیں سکیں گے اس لئے کہ یہ شخص اب ہمارے لئے قطعی ناقابل برداشت ہو چکا ہے لہٰذا حوقل! خصوصیت کے ساتھ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس شخص کا خاتمہ کرنے کے لئے ایک لمحہ بھی تاخیر نہ کرو۔"

چارلس کے خاموش ہونے پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے حوقل کہنے لگا۔ "مالک! آپ بالکل بے فکر رہیں میں جن دو نوجوانوں کا انتخاب کر چکا ہوں خداوند نے چاہا تو عنقریب حرکت میں آئیں گے اور خیرالدین باربروسہ اور اس کے سارے ساتھیوں کا خورانی کے ذریعہ خاتم کر کے رہیں گے۔"

حوقل جب خاموش ہوا تو بڑی بے چارگی اور بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس کہنے لگا۔

"میرے عزیزو! ٹیونس پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کر کے وہاں تباہی اور بربادی کا کھیل کھیل کر میں بے حد خوش تھا میں نے اس فتح کی خبر پورے یورپ میں بھی پھیلا دی تھی اور یورپ کے اندر میری اس فتح کا بہت بڑا جشن منایا جانا تھا لیکن خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں نے میری اس شاندار فتح کو ذلت آمیز اور رسوا کن شکست میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے ہم نے صرف ٹیونس کو فتح کر کے وہاں قتل عام کیا اور لوٹ مار کی لیکن اس نے تو ہمارے پورے جزیرے منارکہ کو روند کر رکھ دیا بندرگاہ کو لوٹا تباہ و برباد کیا آگ لگائی اور جزیرے کے اندر جس قدر مال و اسباب تھا لوٹا اور جس قدر بستیاں اور قصبے تھے سب آگ لگا کر راکھ میں تبدیل کرتا چلا گیا۔ اس طرح ہم نے جو تباہی ٹیونس کے اندر پھیلائی اس سے دس گنا تباہی اس نے منارکہ میں پھیلا کر رکھ دی ہے اور ہسپانیہ کے ساحل پر جو

اس نے نقصان پہنچایا ہے اس کا اندازہ ہی نہیں یہاں بھی بے شمار مال و اسباب اپنے جہازوں میں لے کر کوچ کر گیا ہے اور پھر مزید ہماری بدبختی کہ ہم نے اپنے بحری بیڑے کا وہ حصہ اس کی تلاش میں کھلے سمندر میں روانہ کیا تھا اس پر بھی وہ حملہ آور ہوا ہمارے سارے جوانوں کو اس نے قیدی بنا لیا اور جہازوں و کشتیوں کو اپنے قبضے میں کر کے چلتا بنا اس طرح ہمارے ساتھ اس جنگ میں وہ فاتح رہا ہم مفتوح رہے فائدہ اس کا رہا اور ہم اس جنگ میں خاصے نقصان میں رہے۔"

اس کے بعد چارلس خاموش ہو گیا پھر تباہ ہونے والے اس ساحلی علاقے پر آخری نگاہ ڈالنے کے بعد وہ اپنے بحری بیڑے کی طرف بڑھا اور وہاں سے وہ بارسلونہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

سردی اور سرما کا موسم اپنے عروج پر آ گیا تھا جزیرہ سلانیک میں اپنے جھونپڑے کے اندر حسن کرسو کی ماں راحیل اور بہن اسماء مٹی کی انگیٹھی میں دہکتے کوئلوں کے پاس بیٹھی تھیں باہر برف باری اپنے عروج پر تھی زمین کی چھوٹی موٹی اونچ نیچ برف باری نے بالکل برابر کر دی تھی ٹیلے، درخت گویا کہ ہر شے نے برف کا سفید لباس اوڑھ لیا تھا۔ ایسے میں کوئلوں کی انگیٹھیوں پر اپنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے اسماء اپنے سامنے بیٹھی اپنی ماں راحیل کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اماں! آج سردی کچھ پہلے کی نسبت بڑھ گئی ہے برف باری بھی تیز ہو گئی ہے لگتا ہے یہ برف باری کئی روز تک جاری رہے گی۔ اماں آج تو وقت کا تعین کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے سورج تو غروب ہونے والا ہو گا ہی اس لئے کہ کافی دیر ہوئی ہم نے عصر کی نماز ادا کر لی میرے خیال میں آپ یہاں بیٹھیں میں چولہے میں آگ جلا کر کھانا تیار کرتی ہوں اس کے بعد نماز پڑھنے کے بعد دونوں ماں بیٹی کھانا کھائیں گی۔"

اسماء کی اس گفتگو کا جواب اس کی ماں راحیل دینا ہی چاہتی تھی کہ جھونپڑے کے دروازے پر اچانک اپنے آپ کو ایک موٹے کمبل میں لپیٹے حسن کرسو نمودار ہوا پھر دونوں ماں بیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔" حسن کرسو چونکہ اپنی ماں بہن سے بچپن ہی میں بچھڑ گیا تھا لہٰذا اس کی بہن نے اسے پہچانا نہیں تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اسے دیکھتی رہی پھر بڑی لجاجت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"عزیز بھائی! تو کون ہے؟ ہم ماں بیٹی سے تو کیا چاہتا ہے؟"

دوسری طرف راحیل کی حالت عجیب و غریب ہو رہی تھی وہ ٹکٹکی باندھے حسن کرسو کی طرف دیکھ رہی تھی شائد وہ حسن کرسو سے اس کی آواز کو پہچان چکی تھی یا پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی دونوں ماں بیٹی ابھی تذبذب ہی کی حالت میں تھیں کہ حسن کرسو نے پھر ان دونوں کو مخاطب کیا۔

"کیا تم دونوں ایسی ہی اجنبی ہو گئی ہو کہ اپنے خون کو نہیں پہچان رہی ہو؟"

حسن کرسو کے ان الفاظ نے اس کی ماں راحیل کو کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ بیچاری ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی اپنے بازو پھیلاتے ہوئے جھونپڑے کے دروازے کی طرف بڑھی اور روتی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی۔ "حسن! میرے بچے تو کہاں رہ گیا تھا؟" اس دوران حسن بھی بھاگنے کے انداز میں جھونپڑے میں داخل ہوا پھر دونوں ماں بیٹا ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر دھاڑ و دھاڑ رونے لگے تھے۔

دوسری جانب اسماء بیچاری بھی ساری صورتحال کو سمجھ چکی تھی۔ ایک دم اپنی جگہ سے اٹھی حسن کرسو کی پیٹھ سے لپٹ کر وہ بھی اپنی ماں کی طرح ہچکیوں اور سسکیوں میں رو رہی تھی۔

کچھ دیر تک تینوں ایک دوسرے سے لپٹ کر اسی طرح روتے رہے اپنا غم ہلکا کرتے رہے فرقت کے غم کو اپنے آنسو میں بہاتے رہے پھر حسن کرسو نے دونوں ماں بیٹی کو علیحدہ کیا سہارا دے کر دونوں کو انگیٹھی کے پاس لایا اور جن نشستوں پر وہ بیٹھی ہوئی تھیں جب انہیں اس نے بٹھانا چاہا ماں تو اپنی نشست پر بیٹھ گئی لیکن اسما نہیں بیٹھی اس نے حسن کا بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے اسے اس نشست پر بٹھا دیا اور خود ایک دوسری نشست کھینچ کر قریب ہی بیٹھ گئی پھر راحیل نے کچھ دیر بڑے غور و پیار اور شفقت میں حسن کرسو کی طرف دیکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"میرے بچے! میں تم سے یہ نہیں پوچھوں گی کہ تو کہاں رہا؟ میں یہ بھی نہیں بتاؤں گی کہ ہم نے کہاں کہاں دھکے کھائے اس لئے کہ جو تمہارے آدمی اس سے پہلے تمہیں لینے آئے تھے انہیں میں نے تفصیل بتا دی تھی اور انہوں نے تمہارے متعلق مجھے تفصیل کے ساتھ کہہ دیا تھا میرے بچے! میں نے ان پر شرط لگائی تھی کہ میرا بیٹا یہاں مجھے لینے آئے تب میں یہاں سے اپنی بیٹی کے ساتھ کوچ کروں گی میں اللہ کا انتہائی درجہ کی ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آج اس نے میرے بیٹے کو مجھ سے ملا دیا۔

میرے بچے! سب سے پہلے مجھے تمہارے باپ کے مرنے کا دکھ ملا اس کے بعد یوں بالو ہماری دکھ بھری داستان کی ابتداء ہو گئی ہم دونوں ماں بیٹی غرناطہ سے نکلنے والے لوگوں کے ساتھ دھکے کھاتی کھاتی یہاں پہنچ گئیں بیٹے ہم دونوں نے تمہیں بہت تلاش کیا لیکن تم نہ ملے یہ اسماء بیچاری ہر وقت اپنے دادا کو اور تمہیں یاد کرتی رہتی تھی شروع شروع میں بیچاری کئی کئی دن کھانا نہ کھاتی تھی پھر میرے ڈھارس اور تسلی دینے پر آہستہ آہستہ اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا بیٹے مجھے تمہارے دادا کے مرنے کا بھی بے حد دکھ اور غم ہے وہ ہم

سب کے لئے روشنی کا ایک مینار تھا اپنے پیچھے ہمارے لئے اندھیرا چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے جدائی اور فرقت کا داغ دے کر چلا گیا۔

بیٹے کیا اکیلا ہی آیا ہے؟"

اس پر حسن کرسو مسکراتے ہوئے کچھ دیر اپنی ماں اپنی بہن کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔ "نہیں ماں! میں یہاں اکیلا نہیں ایک خاصی بڑی کشتی لے کر آیا ہوں جس میں میرے ساتھ کچھ مسلح جوانوں کے علاوہ ملاح بھی ہیں اماں یہاں کے کچھ لوگ بھی مجھے جانتے اور پہچانتے ہیں جونہی کشتی ساحل پر لگی انہوں نے ہمارا بہترین استقبال کیا میں تو آپ کی طرف چلا آیا جبکہ میرے سارے ساتھیوں کو یہاں کے لوگ اپنے مہمان خانہ کی طرف لے گئے ہیں میں دیکھتا ہوں یہاں کے لوگ بڑے ہمدرد اور مہمان نواز ہیں۔

اماں! تمہارے حکم کے مطابق میں یہاں پہنچ گیا ہوں اب میرے خیال میں ہمیں یہاں سے کوچ کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔"

حسن کرسو جب خاموش ہوا تو اس کی ماں آگے بڑھی بڑے پیارے انداز میں تھوڑی دیر تک وہ حسن کرسو کا گال تھپتھپاتی رہی پھر کہنے لگی۔ "میرے بچے! میرے بیٹے! یہاں آگ کے پاس بیٹھو باہر دیکھ کتنی تیز اور لگاتار برف باری ہو رہی ہے میں اور اسماء دونوں مل کر کھانا تیار کرتی ہیں تینوں یہاں کوئلوں بھری انگیٹھی کے پاس بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں رات اسی جھونپڑے میں بسر کرتے ہیں اور کل دن کے وقت یہاں سے کوچ کر دیں گے بیٹے! جو تمہارے آدمی لینے آئے تھے میں نے انہیں بتایا تھا کہ یہاں سے روانہ ہونے کے بعد ہم نے کدھر کا رخ کرنا ہے۔"

جواب میں حسن کرسو مسکرایا اور کہنے لگا۔ "اے میری ماں! تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں جو کشتی لے کر آیا ہوں وہ خاصی بڑی اور مضبوط ہے اور اس میں میرے ساتھ ملاح بھی ہیں مسلح جوان بھی ہیں میں یہاں سے سیدھا ہسپانیہ کا رخ کروں گا اور تمہیں اپنے دادا کے جھونپڑے اور اس کی قبر تک لے کر جاؤں گا اس کے بعد تم دونوں ماں بیٹی کو لے کر الجزائر کا رخ کروں گا۔"

حسن کرسو کی اس گفتگو سے راحیل اور اسماء دونوں خوش ہو گئی تھیں پھر دونوں ماں بیٹی نے اٹھ کر کھانا تیار کیا تینوں نے مل کر کھانا کھایا اس کے بعد تینوں فرش پر بستر لگانے کے بعد رضائیوں میں گھس گئے پھر اسماء نے حسن کرسو کو مخاطب کیا۔

"بھائی! اگر آپ تھکاوٹ محسوس نہ کر رہے ہوں اگر آپ کو نیند نہ آ رہی ہو تو پھر خیر

الدین باربروسہ کے گروہ میں شامل ہونے کے بعد اب تک جو آپ لوگوں نے کامیابیاں حاصل کیں آپ اس کی تفصیل مجھے اور اماں کو بتائیں۔"

اس پر ڈانٹ دینے کے انداز میں راحیل نے اسماء کو مخاطب کیا۔ "اسماء! میری بیٹی بھائی اس وقت تھکا ہارا ہوگا گھر میں اسے سونے دو آرام کرنے دو۔"

جواب میں حسن کرسو مسکرایا پھر کہنے لگا۔ "نہیں اماں! ایسے ڈانٹ دینے والے انداز میں اسماء سے گفتگو نہ کرو جو تفصیل یہ چاہ رہی ہے میں اسے ضرور بتاؤں گا۔" اس کے بعد حسن کرسو اپنی ماں اور بہن کو خیر الدین باربروسہ کے گروہ میں شامل ہونے اور اس کے بعد جو جو کامیابیاں انہوں نے حاصل کی تھیں اس کی تفصیل بتاتا رہا تھا۔

تینوں ماں بیٹوں نے بڑے خوشگوار ماحول میں وہ رات جھونپڑے میں بسر کی اگلے روز حسن کرسو اپنی ماں اور بہن کو لے کر جزیرہ سلانیک سے کوچ کر گیا تھا۔

☆☆☆

ایک روز عشاء کے قریب حسن کرسو کی کشتی البشارات کے سامنے ساحل پر لگی اپنی ماں اور بہن کو لے کر وہ کشتی سے اترا ساحل کے جھونپڑوں سے ہوتا ہوا آگے بڑھا تھا۔ حسن کرسو نے پہلے اپنی ماں اور بہن کو اپنے دادا کا جھونپڑا دکھایا دونوں ماں بیٹی جھونپڑے میں داخل ہوئیں کچھ دیر وہاں بیٹھ کر روتی رہیں آہیں بھرتی رہیں حسن کرسو انہیں تسلیاں دیتا رہا اور پھر جھونپڑے سے نکل کر دونوں کو وہ اپنے دادا کی قبر پر لے گیا دونوں ماں بیٹی کافی دیر وہاں دعا مانگتی رہیں آہیں بھرتی رہیں ہچکیوں میں آنسو بہاتے ہوئے اپنے غم دکھ اور المیے کا اظہار کرتی رہیں ابھی وہ تینوں ماہی گیروں اور مچھیروں کی بستی سے باہر قبر کے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شور ایک واویلا اٹھ کھڑا ہوا کچھ مسلح جوان اچانک حملہ آور ہوئے کسی کو کچھ خبر نہ تھی کہ رات کی تاریکی میں کون حملہ آور ہوا ہے مچھیروں نے اس موقع پر دفاع کیا کچھ مچھیرے بھی ہلاک ہوئے حملہ آور جو پوری طرح مسلح تھے اپنے آمنے سامنے والے ہر شخص کو کاٹ رہے تھے، جو مزاحمت نہیں کر رہا تھا اس کو ایک طرف ہٹا رہے تھے اسی حملے میں حسن کرسو کی ماں اور بہن دونوں ہلاک ہو گئیں حسن کرسو کو حملہ آوروں نے گرفتار کر لیا اور اس کے ساتھ کئی ماہی گیر اور مچھیرے بھی گرفتار کر لئے جنہوں نے مزاحمت کی تھی اور سب کو گرفتار کر کے وہ مسلح جوان ایک طرف لے گئے تھے۔

مچھیروں اور ماہی گیروں نے رات عجیب سے کرب میں بسر کی اگلے روز صبح ہی صبح حسن کرسو کی ماں اور بہن دونوں کو حسن کرسو کے دادا کے پہلو میں دفن کر دیا گیا تھا۔

کعب بن عامر اس کی بیوی میسونہ اور بیٹا مغیرہ کعب اور معاذ چاروں صبح کا کھانا کھا کر فارغ ہوئے ہی تھے اور معاذ کھانے کے سارے برتن مطبخ میں رکھنے کے بعد اپنے باپ کے پہلو میں آ کر بیٹھ گئی تھی کہ حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی تھی اس پر مغیرہ بن کعب اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اس کے ساتھ منذر بن زبیر تھا وہ اداس اور افسردہ ملول اور غمزدہ تھا مغیرہ بن کعب کے ساتھ وہ دیوان خانہ میں داخل ہوا اس کی حالت دیکھتے ہی معاذ چونکی تھی باقی لوگ بھی غمزدہ سے انداز میں اس کی طرف دیکھ رہے تھے آگے بڑھ کر جب وہ کعب بن عامر کے پاس بیٹھ گیا تب کعب بن عامر نے اسے مخاطب کیا۔

''ابن زبیر! اس سے پہلے کبھی میں نے تمہاری ایسی حالت نہیں دیکھی لگتا ہے تم کسی بہت بڑے المیے سے گزرے ہو یا ہمارے لئے کوئی انتہائی بری خبر لے کر آئے ہو۔'' اپنی جھکی ہوئی گردن اٹھا کر منذر بن زبیر نے کعب بن عامر کی طرف دیکھا اس وقت اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی تھی اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے معاذ لرز کانپ گئی تھی پھر کپکپاتی آواز میں کہنے لگی۔

''عم! خیریت تو ہے۔''

کمرے میں منذر بن زبیر کی لرزتی کانپتی آواز سنائی دی۔ ''بیٹے! خیریت نہیں ہے یوں جانو آج میں تم لوگوں کے پاس اپنی زندگی کی سب سے بڑی اور بدترین خبر لے کر آیا ہوں۔

میرے بچو! لگتا ہے آج کا دن میرے لئے قیامت اور میری زندگی کے خاتمے کا دن ہے اس لئے کہ حسن کرسو کو ڈان جون کے آدمیوں نے گرفتار کر لیا ہے۔''

ان الفاظ پر معاذ بیچاری چیخ مارتی ہوئی جست لگانے کے انداز پر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اس نے پوچھ لیا۔ ''عم یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ حسن کرسو کو کہاں کیسے پکڑا گیا؟''

اس موقع پر میسونہ نے معاذ کا بازو پکڑ کر پھر اپنے قریب بٹھا لیا منذر بن زبیر پھر کہہ رہا تھا۔ ''یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے حسن کرسو کو اس کی ماں اور بہن مل گئی تھیں اور ان کی خواہش کے مطابق وہ اپنی ماں اور بہن کو اپنے دادا کی قبر پر لایا تھا کہ شائد کچھ لوگوں نے مخبری کر دی جس پر ڈان جون کے مسلح جوان حملہ آور ہوئے اس حملے میں حسن کرسو کی ماں اور بہن دونوں ہلاک کر دی گئیں اور حسن کرسو کو گرفتار کر لیا گیا۔'' اس کے بعد منذر بن زبیر، حسن کرسو کے ساحل پر آنے جھونپڑے میں داخل ہونے قبرستان کی طرف جانے اس کے گرد مچھیروں اور ماہی گیروں کے ہونے اور حملہ آوروں کے آنے کی ساری روداد تفصیل سے کہہ

رہا تھا۔

یہ خبر سن کر معاذ بیچاری کچھ دیر تک ہونٹ کاٹتی رہی بڑی تیزی سے آنکھیں جھپکاتی رہی اس دوران اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے پھر وہ ہچکیوں اور سسکیوں میں رونے لگی تھی اس کی ماں میسونہ نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا اس موقع پر کعب بن عامر نے پھر غمزدہ سے لہجہ میں منذر بن زبیر کو مخاطب کیا۔

''ابن زبیر! اب کیا ہوگا؟ حسن کرسو تو میرے خاندان کی ایک اکائی ہے اس کا اس طرح گرفتار ہو جانا یوں جانو ہمارے خاندان پر ایک طرح سے عذاب کا نزول ہے۔ ڈان جون کے آدمی اسے گرفتار کر کے کہاں اور کس طرف لے گئے ہیں؟''

غم زدہ لہجے میں منذر بن زبیر کہنے لگا۔ ''سردار! ابھی تک یہ تو پتہ نہیں چلا کہ حسن کرسو کو کہاں رکھا گیا ہے؟ اس لئے کہ حسن کرسو کے ساتھ بہت سے ملاح اور ماہی گیروں کو بھی ڈان جون کے آدمی پکڑ کر لے گئے ہیں مجھے اس کی ماں اور بہن کی موت اور اس کے گرفتار ہونے کی خبر کچھ ملاحوں نے بتائی ہے بہر حال بطروش اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ پتہ کرنے گیا ہے کہ حسن کرسو کو گرفتار کر کے کہاں رکھا گیا ہے؟''

میسونہ نے معاذ کو اپنے ساتھ لپٹا کر اسے ڈھارس اور تسلی دینا چاہی جو بیچاری ہچکیوں اور سسکیوں میں رو رہی تھی آخر میسونہ نے اسے مزید اپنے قریب کیا کئی بار اس کا چہرہ اس کے گال چومے پھر اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جاتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

''میری بیٹی! تمہاری حیثیت میرے ہاں بیٹی کی نہیں بیٹے کی سی ہے پہلے یہ سوچو کہ جب تم اس طرح ہمت ہار دو گی تو تمہاری ماں کا کیا بنے گا؟ میں جانتی ہوں اس طرح حسن کرسو کا گرفتار ہو جانا تمہاری زندگی کا سب سے بڑا المیہ ہے اس لئے کہ اب وہ تمہارا شوہر ہے میں یہ بھی جانتی ہوں کہ اس کی ماں اور بہن کا مارا جانا بھی تمہارے لیے ایک ناقابل برداشت دکھ اور غم ہے پر میری بیٹی اس طرح کے المیے غم اور دکھ زندگی میں برداشت کرنے پڑتے ہیں ورنہ زندگی گزاری نہیں جا سکتی۔

میری بچی! رونے کی بجائے دعا مانگو اللہ سے التجا کرو کہ وہ حسن کرسو کو خیریت سے رکھے اور اس کی رہائی کا سامان کرے۔''

اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے میسونہ نے معاذ کو سنبھال لیا تھا معاذ بیچاری نے سر پر بندھے ہوئے رومال سے اپنی آنکھیں خشک کر لی تھیں اس موقع پر روتی ہوئی آواز میں معاذ نے منذر بن زبیر کو مخاطب کیا۔ ''اب کیا میں بسیط کو اپنے ساتھ لے جا کر حسن کرسو کی ماں

اور بہن کی قبروں پر جا سکتی ہوں۔"

چونکنے کے انداز میں منذر بن زبیر نے معاذ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ "ایسی غلطی ہرگز نہ کرنا میری بیٹی حسن کرسو کی گرفتاری کی وجہ سے یوں جانو حالات اب بد سے بدترین ہو گئے ہیں میں سمجھتا ہوں جو کوئی بھی اس کی ماں اور بہن کی قبر پر جائے گا گرفتار کر لیا جائے گا اس لئے کہ ڈان جون نے ان علاقوں کے اندر اپنے آدمی ضرور پھیلا رکھے ہوں گے لہٰذا میری بیٹی اس موقع پر تو یہ شائبہ تک بھی نہیں ہونا چاہئے کہ حسن کرسو کا یہاں آنا جانا تھا یا اس کے ساتھ ہمارا کوئی رشتہ ہے۔"

منذر بن زبیر جب خاموش ہوا تب معاذ پھر بول اٹھی۔ "عم! وہ کاہے پر آئے تھے اگر وہ اپنے کسی جہاز یا کشتی میں آئے تھے تو پھر ان کے ساتھ ان کے اپنے ساتھی بھی ہوں گے وہ کہاں ہیں؟"

جواب میں منذر بن زبیر کہنے لگا۔ "جو کچھ میں نے سنا ہے اس کے مطابق وہ ایک کافی بڑی کشتی میں جزیرہ سلانیک سے اس طرف آیا تھا اس لئے کہ اس کی ماں اور بہن یہاں سے نکل کر جزیرہ سلانیک میں جا کر آباد ہو گئی تھیں خیر الدین باربروسہ کے کچھ آدمیوں نے انہیں تلاش کر لیا اور پھر حسن کرسو انہیں ایک بڑی کشتی میں یہاں لے کر آیا کشتی میں حسن کرسو کے ساتھ کچھ مسلح جوان اور کچھ ملاح بھی تھے وہ گرفتار نہیں ہوئے وہ ادھر اُدھر ہو کر چھپ گئے ہیں تاہم جس کشتی میں حسن کرسو آیا تھا وہ مچھیروں کی کشتیوں کے درمیان کھڑی ہے اور مچھیرے اس پر گہری نگاہ رکھے ہوئے ہیں اور اس کی حفاظت کا سامان بھی کر رہے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد منذر بن زبیر رکا پھر دوبارہ معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔ "معاذ میری بیٹی تم ہمت نہ ہارنا میں جانتا ہوں تم ایک دلیر اور بہادر لڑکی ہو یہ ایک حقیقت ہے کہ شادی کے بعد کسی لڑکی کا شوہر ہی اس کی زندگی کا محور اور اس کی چاہت و محبت کا مرکز بن جاتا ہے میں اس حقیقت سے بھی واقف ہوں کہ تم حسن کرسو کو کس قدر چاہتی ہو اس کے باوجود میری بیٹی اچھے برے سب دنوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ میرا دل کہتا ہے حسن کرسو ان ظالموں کے چنگل سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائے گا کوئی نہ کوئی حربہ وہ ضرور استعمال کرے گا فی الحال ہمیں انتظار کرنا ہو گا کہ وقت کیسی کروٹ لیتا ہے اور آنے والے دنوں میں حالات کس قسم کے نمودار ہوتے ہیں یہاں حالات اب پہلے کی نسبت زیادہ سنگین ہو جائیں گے بیٹی میں یہی خبر دینے آیا تھا اب میں جاؤں گا لیکن جانے سے

لے یہ کہوں گا کہ اب پہلے کی نسبت زیادہ محتاط ہونا پڑے گا حسن کرسو سے متعلق گھر میں کسی بر کی موجودگی میں بالکل گفتگو نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس کا نام تک نہیں لینا چاہئے۔ اس طرح ڈان جون کے آدمی یہاں بھی چڑھ دوڑیں گے جو حالات ہمارے سامنے آئے ہیں اس کے مطابق کسی نے حسن کرسو کی مخبری کی ہے اس کے آنے کی اطلاع ڈان جون یا اس کے آدمیوں کو کی ہے یہ سنا گیا ہے کہ ڈان جون تو ان دنوں یہاں نہیں ہے وہ قرطبہ کی طرف گیا ہوا ہے تاہم اس کا نائب اور اس کا دست راست لیونش یہیں موجود ہے اور میرے خیال میں لیونش سے ہی کسی نے حسن کرسو کی مخبری کی ہو گی اور لیونش ہی نے اپنے مسلح جوان بھیج کر حسن کرسو کو گرفتار کیا ہو گا اب دیکھیں حسن کرسو سے یہ لوگ کیا پوچھ گچھ کرتے ہیں اور حالات کون سا رخ اختیار کرتے ہیں بہر حال اس وقت ہمیں بالکل خاموش اور چپ اختیار کرنا ہو گی۔"

اس کے ساتھ ہی منذر بن زبیر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "میں اب جاتا ہوں اگر حالات میں کوئی تبدیلی آئی تو اس سے میں آپ لوگوں کو آگاہ کرتا رہوں گا۔" اس کے ساتھ ہی منذر بن زبیر حویلی سے نکل گیا تھا۔

باربروسہ وطرغوت اور دوسرے سالار ایک روز الجزائر میں اکٹھے بیٹھے کسی موضوع پر باہم گفتگو کر رہے تھے ابھی تک کسی کو ہسپانیہ میں حسن کرسو کے پکڑے جانے کی اطلاع نہیں ملی تھی اچانک ایک چھوٹا سالار باہر سے خیرالدین باربروسہ کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''امیر! سلطان سلیمان کی طرف سے کچھ قاصد آئے ہیں اگر آپ کہیں تو میں انہیں یہیں لے آؤں۔''

چونکنے کے انداز میں خیرالدین باربروسہ نے اپنے اس سالار کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ''انہیں یہیں لے کر آؤ۔''

وہ باہر نکل گیا تھوڑی دیر بعد وہ تین قاصدوں کو اس کمرے میں لے کر آیا۔ خیرالدین باربروسہ اور سارے سالاروں نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا پر جوش انداز میں ان سے مصافحہ کیا پھر اپنے قریب ہی خیرالدین باربروسہ نے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا جب وہ بیٹھ گئے تب باربروسہ نے انہیں مخاطب کیا۔

''میرے عزیزو! تم قسطنطنیہ سے کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہو؟''

اس سوال پر ان تین میں سے ایک بول اٹھا۔ ''امیر! سلطان سلیمان یورپ پر حملہ آور ہونے کے بعد ایشیا میں کچھ اٹھنے والے امور کو نمٹانے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ ایشیا کی سرزمینوں میں دور تک چلا گیا تھا اب وہ لوٹا ہے تو اسے خبر دی گئی ہے کہ ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس ٹیونس پر حملہ آور ہوا ٹیونس میں اس نے تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا! میرے خیال میں سلطان نے اسی سلسلے میں آپ کو قسطنطنیہ طلب کیا ہے۔''

وہ قاصد جب خاموش ہوا تب خیرالدین باربروسہ نے پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''اس کے علاوہ بھی کوئی معاملہ ہے؟''

قاصد منہ سے کچھ نہ بولا نفی میں اس نے گردن ہلا دی تھی جواب میں کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد خیرالدین باربروسہ کہنے لگا۔

''تم دور کا سفر کر کے آئے ہو آج کی رات آرام کرو کل میں اپنے دیگر سالاروں کے

ساتھ تمہارے ساتھ ہی قسطنطنیہ کے لئے روانہ ہوں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد خیرالدین باربروسہ رکا پھر دوبارہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''عزیزو! چند برس پہلے فرانس کے بادشاہ کی ماں اور ہنگری کے ایک سالار جان زپولیا کی التماس پر سلطان سلیمان یورپ پر حملہ آور ہوا تھا سلطان کے اس حملے کی تھوڑی بہت تفصیل تو ہمیں مل گئی تھی تم میں سے اگر کوئی اس جنگ میں شامل رہا ہو اور زحمت محسوس نہ کرے تو مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس کی تفصیل بتائے۔''

اس پر پہلے والا قاصد ہی بول اٹھا۔ ''امیر! ہم تینوں جنگ میں شامل تھے میں خود آپ کو اس جنگ کی تفصیل بتاتا ہوں۔

فرانس کے بادشاہ فرانسس اول کی ماں کی التجا اور جان زپولیا کے مدد مانگنے پر سلطان نے یورپ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا تھا ان دنوں فرانس کے بادشاہ کو ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس نے ایک جنگ میں گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا تھا اور اس کی ماں نے اس کی رہائی کے لئے سلطان سلیمان سے التجا کی تھی۔

سلطان اپنا عظیم الشان لشکر لے کر نکلا ہمارے لشکر نے ان ہی شاہراؤں پر سفر کیا جن سے وہ خوب آگاہ اور واقف تھے اس لئے کہ ان شاہراؤں میں پہلے بھی وہ یورپ پر حملہ آور ہونے کے لئے سفر کر چکے تھے۔

وہ مئی کے مہینہ کے آخری دن تھے جون شروع ہونے والا تھا اس موسم میں بارشیں بھی خوب ہوئی تھیں اور ندی نالے اور دریا طغیانی پر آئے ہوئے تھے یورپ کی طرف بڑھتے ہوئے ہمارے لشکر نے جو ندی نالہ بھی راستے میں آیا انہیں شہتیروں کے پل بنا کر عبور کیا گیا۔

یہاں تک کہ ہمارا لشکر سربیا کی بنجر وادیوں سے ہوتا ہوا اس جگہ جا پہنچا جہاں دریائے ڈینیوب کا پاٹ بہت چوڑا ہو جاتا ہے یہیں پر اناطولیہ وشام اور قفقار کے ہمارے لشکری بھی سلطان کے لشکر سے آن ملے تھے۔

یہیں پر ہنگری کا سالار جان زپولیا چھ ہزار جانثاروں کے ساتھ سلطان سے آن ملا اور سلطان نے ابراہیم کو اس کا بہترین استقبال کرنے پر مقرر کیا تھا۔

یورپ والوں کو یہ امید تھی کہ جب مسلمانوں کا لشکر ہنگری اور آسٹریا کی طرف بڑھے گا تو راستے میں جو بڑے بڑے شہر ہیں وہاں جو یورپ والوں کے لشکر تھے وہ مزاحمت کریں گے اور سلطان کی راہ روکیں گے لیکن اس دفعہ جب سلطان یورپ پر حملہ آور ہوا تو عجیب

بات یہ پیش آئی کہ راستے کے اندر پڑنے والے شہروں کے اندر جس قدر لشکر تھے ان میں سے کسی نے بھی مسلمانوں کی مزاحمت نہیں کی جہاں جہاں ہمارے لشکر کے ہراول دستے پہنچتے گئے شہروں کے محافظ لشکر اپنے اپنے شہروں کے دروازے کھولتے گئے اور شہر ہمارے لشکر کے حوالے کرتے گئے۔ سلطان کے حکم پر ہمارا لشکر سختی سے اس بات پر عمل کر رہا تھا کہ کہیں لوٹ مار نہ ہونے پائے فصلوں اور بستیوں کو نقصان نہ پہنچے۔

ہنگری کی سرزمین ہمارے لشکر کے لئے دارالامن ثابت ہوئی اس لئے کہ یہاں کسی کے لشکر نے کوئی مزاحمت نہ کی ہنگری کے میدانوں سے ہوتا ہوا سلطان اپنے لشکر کے ساتھ آسٹریا کی طرف بڑھ رہا تھا۔ آسٹریا کے بادشاہ اور اس کے لشکریوں کا کہیں پتہ نہ تھا آسٹریا ہی کی طرف بڑھتے ہوئے سلطان سلیمان نے اپنے وزیر ابراہیم کو نئے سرے سے لشکر کا سالار مقرر کیا اب تک ابراہیم کو صرف یورپ کے عساکر کا سالار خیال کیا جاتا تھا لیکن اب سلطان نے اسے سارے لشکریوں کا سالار اعلیٰ مقرر کر دیا تھا۔

اس کے علاوہ اپنے وزیر ابراہیم کے لئے سلطان نے یہ بھی عنایت کی کہ لشکریوں کے سالار اعلیٰ کی حیثیت سے اسے پانچ دموں کا پرچم بلند کرنے کی بھی اجازت دے دی سلطان نے قریب قریب اسے اپنے اختیارات عطا کر دیئے تھے اور اس نے اعلان بھی کروایا کہ میری تمام رعایا وزراء اور کسان اس کے حکم اور فرمان کی اسی طرح تعمیل کیا کریں جس طرح وہ میرے فرمان کی تعمیل کرتے ہیں۔

اس سے پہلے کسی عثمانی سلطان نے کسی وزیر کو اتنے اختیارات نہیں دیئے تھے معلوم نہیں سلطان سلیمان ایسا ازراہ کسر نفسی اپنے آپ کو اور زیادہ مٹانے کے لئے کر رہا تھا اس کامیاب اور شاندار معرکے میں اپنے دوست اور وزیر کو اپنے برابر مقبول بنانا چاہتا تھا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قاصد رکا دم لیا اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ "بہر حال ہمارا لشکر آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ اپنے لشکر کے ساتھ سلطان موجودہ شہر پہنچا۔ یہاں پہلی بار ہمارے لشکر کے سامنے جرمنوں کا ایک بہت بڑا لشکر مقابلہ کرنے کے لئے آیا یہ لشکر بودا شہر کی حفاظت پر معمور تھا اور سارے کا سارا جرمنوں پر مشتمل تھا ہمارے لشکر نے ان جرمنوں پر اس زور کا حملہ کیا کہ پہلے ہی حملے میں جرمنوں کو شکست ہوئی اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ بودا میں جرمن کے لشکر کو شکست دینے کے بعد سلطان نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پڑاؤ کر لیا یہاں سلطان کو اپنے مخبروں نے یہ اطلاع دی کہ آسٹریا کا بادشاہ اور ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کا بھائی فرولندہ اپنی مملکت سے نکل کر جرمنی کی طرف بھاگ گیا ہے اور

اپنے مرکزی شہر ویانا اور دوسرے علاقوں کی حفاظت کے لئے لشکر اور زادراہ جمع کر رہا ہے۔ ساتھ ہی سلطان کو یہ بھی خبریں ملیں کہ اٹلی میں فرانس کے ناقابل اعتبار بادشاہ نے اپنے بدترین دشمن چارلس سے صلح کر لی تھی یہ عجیب و غریب خبر تھی اس لئے کہ سلطان فرانس کے بادشاہ کی ماں کی التجا پر یورپ پر حملہ آور ہو رہا تھا اور یہ حملہ اس کے کہنے پر ہی کیا جا رہا تھا اور فرانس کا بادشاہ ایسا ناقابل اعتبار نکلا کہ اس نے بالا ہی بالا ہسپانیہ کے بادشاہ سے معاہدہ کر لیا۔

دراصل ہوا یوں کہ جب ہسپانیہ کے بادشاہ کو خبر ملی کہ سلطان سلیمان اپنے لشکر کے ساتھ آسٹریا کی سمت پیش قدمی کر رہا ہے تو اسے اپنے لئے خطرات محسوس ہوئے لہٰذا اس نے فرانس کے بادشاہ کو زندان سے نکالا اس سے صلح کی گفتگو کی اور بدقسمت فرانسس اول نے بہت آسان سی شرطوں پر ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس سے صلح کر لی اور اس کے ساتھ یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ چارلس اور اس کے بھائی فرولندہ کو ترکوں کے خلاف مدد اور کمک فراہم کرے گا۔

اب نوبت یہ سامنے آئی کہ جس شخص کے لئے سلطان یورپ پر حملہ آور ہوا، وہ خود سلطان کے دشمنوں کا ساتھ دے رہا تھا یہ فرانس کے بادشاہ فرانسس کی انتہا درجہ کی بد عہدی، غداری اور حماقت تھی۔

بہر حال فرانسس اول کی غداری سے متعلق سلطان نے کسی قسم کی رائے کا اظہار نہیں کیا۔ بودا میں دو دن تک سیر و شکار میں مصروف رہا یہاں اس نے جان زپولیا کو ہنگری کے بادشاہ کی حیثیت سے تخت نشین کرایا اس کے بعد ہمارا لشکر دریائے ڈینوب کے کنارے آگے بڑھنے والی شاہراہ پر ویانا شہر کی طرف بڑھا تھا۔

بودا سے کوچ کرنے کے بعد ہمارے لشکر نے بڑی تیزی سے پیش قدمی کی تھی اس لئے لشکر کے اندر جو بھاری توپ خانہ تھا اسے بودا شہر میں چھوڑ دیا گیا تھا آسٹریا کی سرزمین میں جب ہمارا لشکر داخل ہوا تو آسٹریا کی مختلف پہاڑیوں سے ہمارے لشکر پر حملے ہوتے رہے لیکن ان حملہ آوروں کو بدترین شکستیں دیتے اور ان میں سے بہت سوں کو گرفتار کرتے ہوئے ہمارا لشکر دریا کے کنارے کنارے آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ ہم 170 میل کی مسافت طے کرنے کے بعد ویانا شہر کے بیرونی جنگلوں میں جا پہنچے۔

ویانا کی طرف بڑھتے ہوئے سلطان اپنے سواروں کے ساتھ آگے آگے تھا باقی لشکر پیچھے تھا ویانا کی طرف جاتے ہوئے سلطان کسی قدر فکر مند بھی تھا اس لئے کہ برسات کا

موسم ختم ہو چکا تھا سردیاں اپنے عروج پر آ رہی تھیں برف باری شروع ہو جانے کی وجہ سے گھوڑوں کے لئے چراگاہوں میں گھاس باقی نہ بچی تھی چارہ فراہم کرنا ضروری تھا اور اس وقت انسانوں اور گھوڑوں دونوں کے لئے خوراک کی کمی کا مسئلہ اٹھ سکتا تھا۔ سلطان جب اپنے لشکر کے ساتھ ویانا کے نواحی جنگلوں میں داخل ہوا تو یہاں ہمارے لشکر پر مسلسل گولہ باری کی گئی لیکن جب ہمارے لشکر نے جوابی کارروائی کی تو حملہ آور اپنی جانیں بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

بہر حال ہمارا لشکر آگے بڑھا ویانا کے قریب پہنچ گیا یہ عجیب و غریب شہر ہے اس کی پشت پر دریائے ڈینوب بہتا ہے فصیل میں کچھ دروازے ہیں لیکن ان کی ساخت پرانے طرز کی انتہائی اونچی ہے ویانا کی جو فصیل ہے اس کا طرز تعمیر جزیرہ روڈس کے قلعے جیسا ہے۔

دریا کے کنارے کی طرف جنوب میں بڑا دروازہ تھا یہاں سانتا کلورا کی مقدس خواتین کی خانقاہیں تھیں۔

ویانا کا شہر آسٹریا کے بادشاہ اور چارلس کے بھائی فرولندہ کا پایہ تخت ہے جو ان دنوں اپنا پایہ تخت اور اپنا ملک چھوڑ کر لشکر جمع کرنے کے لئے جرمن میں قیام کئے ہوئے تھا۔

ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کو جب خبر ہوئی کہ اپنے لشکر کے ساتھ سلطان یورپ میں داخل ہو چکا ہے۔ تو وہ اپنے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اٹلی میں آیا لیکن اسے جرأت اور ہمت نہ ہوئی کہ اپنے لشکر کو لے کر سلطان کے مقابلے پر آئے اٹلی سے ہی اس نے اپنے تجربہ کار سالاروں پر مشتمل ایک لشکر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے آسٹریا کی طرف روانہ کر دیا تھا۔

پہلی بار جرمنوں اور آسٹریا والوں کا ایک متحدہ لشکر باہر نکلا اور ہمارے لشکر پر حملہ آور ہوا جرمن آگے آگے تھے اور انہوں نے بڑی سرعت سے ہمارے لشکر کی طرف پیش قدمی کی تھی۔ لیکن ہمارے مخبر بھی بڑی تیزی سے کام کر رہے تھے انہوں نے جرمنوں اور آسٹریا والوں کے حملوں کی اطلاع پہلے سے کر دی تھی لہٰذا جونہی جرمن اور آسٹریا والے نزدیک پہنچے ہمارے لشکر کے ہراول دستے جوابی کارروائی کرتے ہوئے ان پر حملہ آور ہوئے اور ان کی صفوں میں دور گھستے ہوئے انہیں بے پناہ نقصان پہنچایا تھا اور ان کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جرمن اور آسٹریا والوں کا ایک اور بہت بڑا لشکر شہر کے نواح میں آخر کار ضرب لگانے کے لئے تیاری کر رہا تھا ہمارے لشکر کا وہ حصہ جو قلب کہلاتا ہے اس کی طرف

بڑھا ویانا سے باہر دونوں لشکروں کا ٹکراؤ ہوا جس میں ہمارے لشکر نے جرمن اور آسٹریا کے لشکر کو روند کر رکھ دیا اور ان کی اکثریت کو بھی تہ تیغ کر دیا۔ ان معرکوں کے بعد جنگل سے نکل کر ہمارا لشکر آگے بڑھا اور شہر کے جنوبی دروازے کے سامنے پڑاؤ کیا یہیں سلطان کا خیمہ بھی نصب کیا گیا تھا۔

شہر کے اندر سے توپیں گرجنے لگی تھیں باہر سے ہماری بھی ہلکی پھلکی توپیں جوابی کارروائی کر رہی تھیں اس کے بعد ہمارے صناع حرکت میں آئے انہوں نے فصیل کا بیرونی حصہ کھودنا شروع کر دیا تا کہ اس میں بارود بھر کر فصیل کو اڑا دیا جائے۔

شہر کے اندر جو یورپی لشکر تھا اسے جب خبر ہوئی کہ مسلمان شہر کی فصیل کو اڑانے کے درپے ہیں تب ان پر خوف و ہراس طاری ہوا اور انہوں نے شہر سے باہر نکل کر ہم پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا۔

پہلا لشکر ویانا کے شرقی دروازوں سے نکلا چکر لگاتا ہوا جب ہم پر حملہ آور ہوا تو ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارا لشکر پہلے سے تیار تھا جب جوابی کارروائی ہماری طرف سے کی گئی تو ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا گیا اگلے روز ایک اور لشکر نکلا اور ہمارے لشکر پر حملہ آور ہوا اس کی حالت پہلے لشکر سے بھی بری ہوئی ان میں سے بہت سے جنگ میں مارے گئے اور ان کے دس سرکردہ سالاروں کو گرفتار کر لیا گیا۔

تیسری بار ویانا سے آٹھ ہزار جرمنوں اور آسٹریا والوں کا ایک لشکر نکلا شہر کی فصیل کے نصف سے زیادہ حصے کا چکر لگا کر ہمارے لشکر پر وہ حملہ آور ہوا لیکن اس بار ہمارے لشکر نے پہلے کی نسبت بھی زیادہ سختی سے کارروائی کی ان آٹھ ہزار دشمن کے لشکریوں کو مکمل طور پر گھیر لیا گیا اور ان سب کو کاٹ کر رکھ دیا گیا اپنے اس لشکر کی تباہی اور بربادی کے بعد پھر شہر کے اندر محصور لشکر کو کبھی ہمت نہ ہوئی کہ وہ شہر سے نکل کر ہمارے لشکر پر حملہ آور ہوتا۔

اب حالات عجیب و غریب رخ اختیار کر رہے تھے کہ برف باری طوفانی انداز میں شروع ہو گئی تھی ویانا کے اطراف میں جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی برف ہی برف دکھائی دیتی تھی اس دوران ہمارے لشکریوں نے لگاتار شہر کی فصیل پر حملہ آور ہوتے ہوئے شہر کی فصیل میں کئی جگہ شگاف ڈال دیئے تھے اور اگر ہمارا لشکر چاہتا تو ان شگافوں کے ذریعہ ویانا شہر میں داخل ہو کر شہر کے اندر جو لشکر تھا اس کا خاتمہ کر کے ویانا شہر پر قبضہ کر سکتا تھا لیکن سلطان سلیمان نے ایسا نہیں کیا۔

اس کی وجوہات یہ تھیں کہ سلطان نے اس بار یورپ پر حملہ دو قوتوں کے کہنے پر کیا تھا

پہلا فرانس کے بادشاہ فرانس اول کی ماں نے التجا کی تھی کہ وہ یورپ پر حملہ آور ہوآسٹریا پر ضرب لگائے کیونکہ آسٹریا کا حکمران ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کا بھائی فیرولندہ ہے جب سلطان آسٹریا میں داخل ہوگا تو مجبور ہوکر ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس اس کے بیٹے فرانس اول کو قید سے رہا کر دے گا۔ لیکن فرانس اول ایسا احمق ایسا غدار ثابت ہوا کہ جن مسلمانوں نے اس کی رہائی کا سامان کیا تھا سلطان سلیمان جو اس کی ماں کی التجا پر یورپ پر حملہ آور ہوا تھا اب وہی فرانس اول مسلمانوں کے خلاف چارلس کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو چکا تھا۔

یورپ پر حملہ آور ہونے کی دوسری وجہ آسٹریا کے بادشاہ فرولندہ کو ہنگری پر قبضہ کرنے سے روکنا تھا اور سلطان ایسا کر چکا تھا اس لئے کہ ہنگری کے تخت پر سلطان نے جان زپولیا کو بٹھا دیا تھا اب وہی ہنگری کا حکمران تھا جبکہ فرولندہ اپنے علاقوں کو بھی خالی کر کے اپنی جان بچانے کی خاطر جرمنی کی طرف بھاگ چکا تھا۔

ان حالات میں ویانا شہر کی فصیل کو گرا کر شہر میں داخل ہونا اور اس پر قبضہ کرنا سلطان کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا اس لئے کہ سلطان قسطنطنیہ سے اس نیت کے ساتھ نہیں روانہ ہوا تھا کہ وہ آسٹریا کے مرکزی شہر ویانا کو فتح کر کے اس پر قبضہ کرے گا جن دو امور کے لئے وہ یورپ پر حملہ آور ہوا تھا اس کی تکمیل ہو چکی تھی لہٰذا اس نے فرانس کے بادشاہ کو رہا کرا دیا تھا اور جان زپولیا کو سلطان نے ہنگری کا بادشاہ مقرر کر دیا تھا۔ ان دو کاموں کی تکمیل کے بعد سلطان نے مزید اپنے لشکریوں کو دشواری نہ ڈالنا چاہا اور اپنے سالاروں سے مشورہ کرنے کے بعد اس نے ویانا کو اس کے حال پر چھوڑ کر واپسی کا ارادہ کر لیا۔

اس موقع پر ویانا شہر کے اندر جو مختلف اقوام پر مشتمل لشکر تھا اس کے سالاروں کو پیغام پہنچایا گیا۔

مسلمان ویانا شہر کو فتح کرنے کے لئے نہیں آئے تھے بلکہ ادھر آنے کا مقصد آسٹریا کے بادشاہ فرولندہ کی سرکوبی تھی اور وہ ایسا بزدل نکلا کہ اپنی سرزمینوں کو چھوڑ کر جرمنی کی طرف بھاگ گیا کاش! وہ ہمارے مقابل آتا تو ہم اسے وہ سبق سکھاتے کہ یورپ والے صدیوں تک یاد رکھتے۔

اگر ہم ترکوں نے ویانا پر قبضہ ہی کرنا ہوتا تو ہم اپنا بھاری توپ خانہ بودا شہر میں چھوڑ کر نہ آتے اپنا سارا جنگی سازوسامان لے کر ویانا شہر کا رخ کرتے اگر ہم ایسا کرتے تو ویانا شہر ہمارے سامنے چند دن بھی نہ نکالتا اور اب تک ویانا پر ہمارا قبضہ ہوتا لیکن ہم نے ایسا بھی چاہا نہیں تھا۔ جس وقت ویانا کے شہریوں اور وہاں کے محصور لشکریوں کو خبر ہوئی کہ مسلمانوں

نے ویانا شہر کا محاصرہ ترک کر کے واپس جانے کا ارادہ کر لیا ہے تب ویانا شہر کے اندر توپوں کی گرج سنائی دینے لگی کلیساؤں کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں اور لوگ اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر خوشی کے گیت گانے لگے تھے۔

اس موقع پر مسلمانوں نے ایک قیدی سے اس کی وجہ پوچھی کہ ویانا شہر میں یہ شور و غوغا کیسا اٹھا رہا ہے؟ اس پر اس قیدی نے کہا مسلمانوں نے چونکہ واپس جانے کا ارادہ کر لیا ہے اس لئے ویانا والے خوشی منا رہے ہیں ویانا شہر والوں کو خوف اور خدشہ تھا کہ اگر محاصرہ چند روز اور جاری رہا تو ویانا مسلمانوں کے سامنے سرنگوں ہو جائے گا اس لئے کہ فصیل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہے اور اب حفاظتی لشکری مسلمانوں کا سامنا کرتے ہوئے جی چراتے ہیں اس بناء پر جب ویانا کے اندر لشکریوں اور شہریوں نے یہ خبر سنی ہے کہ مسلمان ویانا پر قبضہ نہیں کرنا چاہتے بلکہ واپس جانے کا ارادہ کر چکے ہیں تب لشکری اور شہری خوشیاں منانے لگے ہیں۔

واپسی کا کوچ کرنے سے پہلے جنگ کے دوران جس قدر دشمن کے لشکری قیدی بنائے گئے تھے سلطان نے انہیں رہا کرنے کا حکم دے دیا سلطان نے ان سارے قیدیوں کو خوبصورت لباس مہیا کئے اور ان کو خرچ کے لئے اچھی خاصی رقوم بھی تقسیم کیں۔

جب یہ قیدی ویانا شہر میں داخل ہوئے تو انہیں شک کی نظروں سے دیکھا گیا اس لئے کہ سلطان کے حکم پر سب کو خرچ کے لئے رقم دی گئی تھی اور یہ رقم ملنے پر ان سب نے سب سے پہلے اس رقم کو خرچ کرنے کے لئے شراب خانوں کا رخ کیا تھا لہٰذا ویانا کے شہری اور لشکری انہیں شک کی نگاہ سے دیکھنے لگے تھے اور جو قیدی رہا ہو کر شہر میں داخل ہوئے تھے خود بھی کچھ عرصہ تک ڈرے ڈرے سہمے سہمے سے رہے کہ کہیں ویانا کے لوگ اور وہاں جو لشکر ہے وہ انہیں مرتد یا جاسوس سمجھ کر انہیں کہیں پھانسی کی سزا ہی نہ دے دیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سلطان سلیمان کی طرف سے آنے والے ان قاصدوں میں سے ایک جو تفصیل بتا رہا تھا وہ رکا دم لیا پھر اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"جونہی ہمارے لشکر نے ویانا کا محاصرہ ترک کر کے واپسی کا سفر شروع کیا ویانا شہر کے اندر جو لشکری تھے وہ آپس میں لڑنے مرنے لگے ہر گروہ کہتا تھا کہ جنگ کے دوران اس نے زیادہ بہادری کا مظاہرہ کیا ہے اس جھگڑے نے کوئی ایسی نوعیت اختیار کر لی کہ جو شہر کے اندر محصور لشکر تھا اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ خود شہر کی لوٹ مار شروع کر دیں گے اس طرح جو کام مسلمانوں نے نہیں کیا وہ ویانا شہر کے لشکریوں نے کرنے کا تہیہ کر لیا تھا لیکن

شہر کے کچھ سرکردہ لوگوں نے انہیں سمجھا بجھا کر ایسا کرنے سے روک دیا۔

جہاں تک آسٹریا کے بادشاہ فرولندہ اور ہسپانیہ کے بادشاہ اور فرولندہ کے بھائی چارلس کا تعلق ہے تو جب تک ہمارا لشکر یورپ میں رہا تو دونوں بھائیوں کو جرأت اور جسارت نہ ہوئی کہ اپنے اپنے لشکریوں کو لے کر ویانا یا ہنگری اور آسٹریا کے کسی دوسرے شہر کا رخ کرتے۔

بہر حال جب ہمارا لشکر یورپ سے لوٹ آیا تب ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس وہاں پہنچا اور یورپ کے جن لشکریوں نے ویانا میں محصور رہ کر جنگ لڑی تھی انہیں تاوان جنگ ادا کر واپس آ کر اسے پتہ چلا کہ مسلمانوں کے یورپ میں سات سو میل تک اندر چلے جانے سے یورپ والوں کو کس قدر عظیم نقصان ہوا ایک تو ان کی بدنامی ہوئی کہ وہ سات سو میل تک مسلمانوں کی راہ نہ روک سکے دوسرے جس راستے سے بھی ہمارا لشکر گزرا وہاں چونکہ کسی کا بھی کوئی نقصان نہ پہنچایا گیا تھا لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کی گئی تھی فصلوں کو بھی کوئی نقصان نہ پہنچایا گیا تھا لہٰذا جب ہمارا لشکر یورپ سے لوٹ آیا تب بھی یورپ کے لوگ ہمارے سلطان اور ہمارے لشکریوں کی تعریف کرتے رہے اور اہل یورپ کی طرف سے مسلمانوں کے اخلاق اور کردار کی تعریف کرنا ایک طرح سے مسلمانوں کو بہترین خراج تحسین پیش کرنے کے مترادف ہے۔ اس طرح ہمارے لشکر نے نہ صرف یہ کہ یورپ والوں پر زمینی فتح حاصل کی بلکہ ان کے خلاف شاندار اخلاق اور کردار کی فتح حاصل کرنے میں بھی کامیاب رہے۔

جب ہمارا لشکر فاتح کی حیثیت سے لوٹ آیا تب ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس اس کے بھائی فرولندہ اور یورپ کے دیگر حکمرانوں کے لئے ایک اذیت ناک ماحول اٹھ کھڑا ہوا اس لئے کہ یورپ کے مذہبی رہنما ان حکمرانوں پر زور دے رہے تھے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں جو اہل یورپ کو بدترین شکست ہوئی ہے اور مسلمان یورپ میں سات سو میل تک گھستے چلے آئے اور کوئی ان کی راہ روکنے کے لئے سامنے نہ آیا تو متحدہ ہو کر مسلمانوں سے اس کا انتقام لیا جائے۔

انہی مذہبی طاقتوں اور قوتوں کے بہلانے پھسلانے پر آسٹریا کے بادشاہ فرولندہ نے چارلس کو خطوط اور قاصد روانہ کئے اور اس سے روپیہ اور لشکری مانگے تاکہ مسلمانوں کے جانے کے بعد وہ ہنگری پر حملہ آور ہو اور جان زپولیا کو بھگا کر ہنگری پر قبضہ کر لے۔ دوسری جانب فرانس کے بادشاہ فرانسس اول کو بھی جلد ہی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا کہ

اس نے چارلس کے ساتھ معاہدہ کر کے مسلمانوں سے بگاڑ کر اچھا نہیں کیا لہٰذا اندر ہی اندر وہ بھی ایک چال چلنے لگا اور وہ یہ کہ وہ جرمن امرا کی اس جماعت کو نقدی اور دوسری اشیاء سے مدد کرنے لگا تھا جو مذہبی انقلاب میں چارلس کے خلاف محاذ قائم کر رہے تھے۔

اس کے علاوہ اندر ہی اندر خفیہ طور پر فرانس کے بادشاہ نے اپنے قاصد ہنگری کے نئے بادشاہ جان زپولیا کی طرف بھی روانہ کئے اور اس سے بھی دوستی کا خواہاں ہوا اس طرح اپنی غلطی کا احساس ہونے کے بعد فرانس کا بادشاہ فرانسس اول اندر ہی اندر خفیہ طور پر چارلس اور اس کے بھائی فرولندہ کے خلاف کام کرنے لگا تھا۔

جب جرمن کھل کر چارلس کے خلاف ہونے لگے اور اس کا بھائی فرولندہ بھی اس سے لشکر اور نقدی کا مطالبہ کرنے لگا تاکہ ہنگری پر حملہ آور ہو کر جان زپولیا کو وہاں سے نکال باہر کرے دوسری طرف ہنگری اور آسٹریا کے جو بڑے سالار تھے انہوں نے چارلس کو تنبیہ کی کہ اگر اس نے اپنے بھائی فرولندہ کو لشکر مہیا کیا اور اس لشکر کے ساتھ وہ ہنگری پر حملہ آور ہوا تو ترک ایک بار پھر یورپ میں داخل ہوں گے اس بار اگر ترک یورپ میں داخل ہوئے تو پورے یورپ کو روند کر ہر شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قاصد رکا کچھ سوچا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔ "اس طرح ہر طرف سے تنگ آ کر ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کو صاف صاف یہ دکھائی دینے لگا کہ ان حقیقتوں سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ یورپ کے مذہبی رہنماؤں کی بات ماننے کی بجائے ترکوں سے صلح کی درخواست کی جائے وہ سمجھ گیا تھا کہ اگر یورپ کی مذہبی قوتوں کا کہا مانتے ہوئے اس نے جنگ کی طرح ڈالی تو اسے بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑے گا اور ایک دفعہ اگر کھلے میدانوں میں اسے مسلمانوں کے ہاتھوں شکست ہو گئی تو پھر ہسپانیہ کا بھی اس کے ہاتھ سے نکل جانا بعید القیاس نہ رہے گا۔

اپنے سرکردہ لوگوں سے مشورہ کرنے کے بعد چارلس نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کے سلطان سلیمان سے کسی نہ کسی طرح صلح کی بات چیت کو آگے بڑھایا جائے اب چارلس کے لئے مصیبت یہ تھی کہ اگر وہ خود ترکوں سے صلح کی درخواست کرتا ہے تو بحیثیت ہسپانیہ کے بادشاہ اور بحیثیت عالم مسیحیت کے محافظ اس کے وقار کو دھچکا لگتا تھا۔ لہٰذا اپنی عزت اپنے وقار کو بچانے کے لئے چارلس نے انتخاب تو قاصد کے طور پر اپنے ہی آدمیوں کا کیا لیکن جو اس نے سلطان سلیمان کی طرف روانہ کئے انہیں یہ سمجھا دیا کہ وہ جا کر مسلمانوں سے

کہیں کہ وہ چارلس کی طرف سے نہیں بلکہ اس کے بھائی فرولندہ کی طرف سے آئے ہیں۔

فرولندہ ایسے کام کرنے میں ماہر بھی تھا شکست کھانے کے بعد معافی مانگ لینا اس کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ چارلس نے قاصدوں سے یہ بھی کہا کہ وہ میرے بھائی فرولندہ کے قاصدوں کی حیثیت سے سلطان سلیمان کی خدمت میں پیش ہوں اور اس سے صرف جرمن زبان میں بات کریں تاکہ مسلمان یہ سمجھیں کہ یہ قاصد واقعی فرولندہ کی طرف سے آئے ہیں چارلس کی طرف سے نہیں۔

چارلس نے ان قاصدوں کو یہ کہلا کر بھیجا کہ وہ سلطان سلیمان کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ گزارش کریں کہ فرولندہ کو ہنگری کا بادشاہ تسلیم کرلیا جائے بودا شہر جہاں جان زپولیا کو ہنگری کے بادشاہ کی حیثیت سے مسلمانوں نے تخت نشین کیا ہے وہ شہر بھی فرولندہ کے سپرد کیا جائے ساتھ ہی چارلس نے اپنے قاصدوں کو یہ بھی وصیت کی کہ یہ گفتگو کرنے کے بعد وہ سلطان سلیمان اور ابراہیم کی خدمت میں بھاری رقوم پیش کریں تاکہ وہ جان زپولیا کی بجائے فرولندہ کو ہنگری کا بادشاہ تسلیم کرلیں اس مقصد کے لئے چارلس نے ان قاصدوں کو خاصی بڑی رقوم بھی مہیا کی تھیں۔

جب چارلس کے سفیر قسطنطنیہ میں پہنچے تو وہاں انہیں ان غراتے شیروں کے پاس سے گزارا گیا جو سلطان سلیمان کے محل کے باہر بندھے رہتے ہیں اس کے بعد انہیں سلطان کے وزیر ابراہیم کے سامنے پیش کیا۔

جب ان قاصدوں نے ابراہیم سے اپنے آنے کا مدعا بیان کیا تو ابراہیم نے ہنس کر انہیں کہنا شروع کیا۔ ”تم کہتے ہو کہ تمہارے بادشاہ چارلس نے اور اس کے بھائی آسٹریا کے حکمران فرولندہ نے اب پاپائے روم سے صلح کر لی ہے ہمیں یہ خلوص دل کی صلح معلوم نہیں ہوتی کہ اس سے پہلے تمہارے لشکریوں نے اپنے ہی مقدس شہر رومتہ الکبریٰ کی بے حرمتی کی تھی اور پاپائے روم کو ایک بار قید بھی کیا جا چکا ہے۔

رہ گیا فرولندہ جو ہنگری کا بادشاہ بننا چاہتا ہے تو وہ ایسا بزدل نامراد شخص ہے جب ہم اس پر حملہ آور ہونے کے لئے بودا پہنچے تو وہ جرمنی کی طرف بھاگ گیا اگر ہنگری کا بادشاہ بننا چاہتا تھا تو بودا ہی میں ہمارے سلطان کے سامنے پیش ہوتا اور درخواست کرتا کہ ہنگری کی حکمرانی اس کے حوالے کر دی جائے پھر وہ سنتا کہ ہمارا سلطان اسے کیا جواب دیتا۔ قاصدو! تم جانتے ہو کہ ہمارے سلطان سلیمان نے ویانا کی فصیل پر ایسے نشانات چھوڑے ہیں جو اہل یورپ کو یاد دلاتے رہیں گے کہ مسلمانوں کا سلطان وہاں تک پہنچا تھا یہ بھی

اپنے دل پر لکھ رکھنا کہ ہم آسٹریا میں صرف یورش کرنے کے لئے داخل ہوئے تھے اور اس یورش کا مقصد فرولندہ کو سبق سکھانا تھا کہ مسلمانوں کی اجازت کے بغیر وہ ہنگری پر قبضہ نہیں کر سکتا اگر ہم آسٹریا کو فتح کرنے کے ارادے سے داخل ہوتے تو آسٹریا پر قبضہ کرنے سے کوئی قوت ہمیں روک نہ سکتی تھی اس لئے کہ آسٹریا کا بادشاہ فرولندہ بھاگ کر جرمن جا چکا تھا اور اس کے بھائی اسپین کے بادشاہ چارلس کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ اٹلی آ کر بیٹھ گیا تھا لیکن اسے اتنی جرأت نہ ہوئی کہ اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی سے نکلے اور ہمارے سامنے آ کر ہماری راہ روکنے کی جرأت کرے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد قاصد پھر رکا اور اس کے بعد اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔ ”امیر بار بروسہ اس کے بعد یوں ہوا کہ ابراہیم سے گفتگو کرنے کے بعد جب یورپ سے آنے والے ان قاصدوں کو سلطان کے سامنے پیش کیا گیا تو سلطان نے ان کی پیش کش کو حقارت سے ٹھکرا دیا اور ساتھ ہی دھمکی بھی دی کہ جان زپولیا کو ہٹا کر فرولندہ ہنگری کا حکمران نہیں بن سکتا اس کے ساتھ ہی قاصدوں اور ان سفیروں کو واپس کر دیا گیا اس طرح چارلس اور اس کے بھائی فرولندہ دونوں کی یہ سفارت اور صلح کی پیشکش ناکام رہی۔“

یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد جب خاموش ہوا تب خیر الدین بار بروسہ تھوڑی دیر تک توصیفی انداز میں دیکھتا رہا پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

”میرے عزیز! میں اور میرے یہ سارے سالار اور ساتھی تم تینوں کے ممنون اور شکر گزار ہیں کہ یورپ کے اندر سلطان سلیمان کی اس یلغار کی تفصیل تم نے ہمیں بتائی ورنہ اس سے پہلے ہم اس سے متعلق بالکل مختصر جانتے تھے آج اس کی تفصیل سن کر اس قدر خوشی ہوئی کہ میں اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

سو میرے عزیزو! میں جانتا ہوں تم تینوں تھکے ہارے ہو گے ابھی میرا ایک ساتھی تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گا کھانا کھاؤ اس کے بعد آرام کرو اور آنے والی صبح کو ہم یہاں سے کوچ کریں گے میرے سالار میرا بحری بیڑہ میرے ساتھ ہو گا۔“ اس کے ساتھ ہی خیر الدین بار بروسہ کے کہنے پر صالح ان تینوں قاصدوں کو وہ اپنے ساتھ لے گیا تھا اگلے روز سلطان سلیمان کے حکم پر اتباع کرتے ہوئے خیر الدین بار بروسہ اپنے سارے سالاروں کے ساتھ اپنے بحری بیڑے کو لے کر الجزائر سے قسطنطنیہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

✪✪✪

کعب بن عامر اس کی بیوی میسونہ بیٹی معاذ اور بیٹا مغیرہ بن کعب چاروں انتہائی پریشانی کی حالت میں اپنے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے معاذ اپنی جگہ پر اس بت کی طرح چپ چاپ گم سم بیٹھی تھی جیسے وہ کوئی ذی روح نہیں بلکہ کوئی انتہائی خوبصورت مجسمہ ہو جسے کسی نے اٹھا کر بڑے قرینے اور سلیقے کے ساتھ وہاں رکھ دیا ہو۔ کعب بن عامر، مغیرہ بن کعب اور میسونہ تینوں بڑی فکر مندی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے اس موقع پر اس کی تسلی اور تشفی کے لئے اس کی ماں میسونہ اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اسی لمحہ حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

دستک سن کر معاذ بدکنے کے انداز میں اپنی جگہ پر اچھل پڑی تھی اپنی جگہ چھوڑ کر باہر نکلنا چاہتی تھی کہ اس کی ماں میسونہ نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے قریب بٹھا لیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

”میری بیٹی! تم زیادہ فکر مند نہ ہو اللہ کی طرف سے ہمیں بہتری کی امید رکھنی چاہئے۔ میری بچی! جو کچھ تجھ پر گزری ہے میں جانتی ہوں دیکھو دروازے پر دستک ہوئی ہے دعا کرو کہ کوئی اچھا پیغام آئے بسیط کھولنے گیا ہے۔“

بسیط نے جب حویلی کا دروازہ کھولا تو سامنے بطروش کھڑا تھا اس کے پیچھے اس کے بہت سے راہب ساتھی بھی تھے بسیط نے دروازہ کھولا تب اپنے ساتھی راہبوں کو مخاطب کر کے بطروش کہنے لگا۔

”تم منذر بن زبیر کے ہاں چلو میں تھوڑی دیر یہاں کام نمٹا کر وہیں آ کر تم سے ملتا ہوں اس کے بعد وہیں جاتے ہیں جہاں سے لوٹ کر آئے ہیں۔“

اس پر وہ سارے راہب آگے بڑھ گئے بطروش حویلی میں داخل ہوا بسیط نے پہلے کی طرح اندر سے زنجیر لگا دی بطروش جب بسیط کے ساتھ دیوان خانے کے دروازے پر آیا تب سب نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا بطروش چپ چاپ آگے بڑھ کر کعب بن عامر کے قریب ہو بیٹھا کچھ دیر تک کمرے میں خاموشی رہی پھر کعب بن عامر نے

...طروش کو مخاطب کیا۔

”بطروش میرے عزیز! یہ حسن کرسو کا کیا بنا؟“ تھوڑی دیر پہلے منذر بن زبیر اندر آیا تھا ...ہ رہا تھا کہ ”تم لیونش کی طرف گئے ہو اور ہمیں امید تھی کہ لیونش سے مل کر تم حسن کرسو کی رہائی کا کوئی سامان کرو گے لیکن تمہیں یہاں اپنے ہاں دیکھ کر میں مایوس اور افسردگی ...وس کر رہا ہوں۔“

یہاں تک کہنے کے بعد کعب بن عامر رکا پھر اپنی بیٹی معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے

”بطروش! ذرا معاذ کی حالت دیکھو اگر حالات چند دن مزید ایسے ہی رہے تو میری بیٹی ...ے بچنے کی کوئی امید نہیں رہے گی اس نے کھانا پینا بالکل ترک کر دیا ہے جب بھی اس سے گفتگو کرو بس ایک ہی بات کہتی ہے کہ حالات کچھ بھی ہو جائیں حسن کرسو کے پاس لے ...اؤ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں زندگی بھر کسی کو معاف نہیں کروں گی اس کا کہنا ہے کہ ان حالات میں اس کا حسن کرسو کے پاس رہنا بے حد ضروری ہے اس لئے کہ وہ اس کا شوہر ہے اور مصیبت کے وقت یہ اپنے شوہر کے پاس رہنا چاہتی ہے۔“

کعب بن عامر خاموش ہوا تب بطروش اپنی جگہ سے اٹھا آہستہ آہستہ معاذ کی طرف گیا اور بڑے پیارے انداز میں بڑی نرمی سے اس نے اپنا ہاتھ معاذ کے سر پر پھیرا اور کہنے ...

”میری بہن! میں تمہارا بھائی ابھی زندہ سلامت ہوں تمہیں مایوس نہیں کروں گا مجھے امید ہے کہ......“ بطروش اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا اس لئے کہ انتہائی افسردہ اور غمزدہ لہجہ میں بولتے ہوئے معاذ نے اس کی بات کاٹ دی۔

”بطروش میرے بھائی! پہلے آپ اپنی جگہ پر بیٹھیں پھر میں کہتی ہوں جو کہنا ہے۔“

بطروش جب دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھ گیا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے معاذ کہنے لگی۔

”تھوڑی دیر پہلے منذر بن زبیر یہاں آیا تھا اس نے بتایا تھا کہ آپ حسن کرسو کی رہائی کے لئے لیونش کی طرف گئے ہیں جب آپ وہاں گئے تب......“ معاذ کو رک جانا پڑا کہ ...تے ہوئے بطروش بول اٹھا۔

”جو کچھ منذر بن زبیر نے کہا میری عزیز بہن وہ درست ہے جن لوگوں کو پکڑ کر بند کیا گیا ہے ان میں زیادہ تر ملاح اور ماہی گیر ہیں اور ان میں حسن کرسو بھی شامل ہے میری بہن تو جانتی ہے کہ حسن کرسو کی ذات ہی سے میرا دل دھڑکتا ہے جس دن وہ گیا تو یوں ...ا کہ بطروش بھی ختم ہو جائے گا میں حسن کرسو سے ملنا چاہتا تھا اسے دوسرے ماہی گیروں کے ساتھ ایک خاصے بڑے کمرے میں بند کیا گیا ہے کمرے کا دروازہ لوہے کی مضبوط

سلاخوں کا ہے میں نے ان سلاخوں کے سامنے کھڑے ہو کر حسن کرسو کو دیکھا اس کو مخصوص اشارہ بھی کیا کہ وہ مطمئن رہے۔ میں اس کمرے میں داخل ہو کر اس سے ملاقات کرنا چاہتا تھا لیکن میں ایسا نہیں کر سکا اس لئے کہ لیونش سویا ہوا تھا اور جو پہرے دار ملاحوں اور حسن کرسو کی حفاظت پر مقرر تھے ان کا کہنا تھا کہ لیونش کا حکم ہے کہ جب تک وہ اجازت نہ دے کسی کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں ہے اس لئے میں لوٹ آیا ہوں۔

میری بہن! تمہارے ہاں آنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں تمہیں تسلی دینے آیا ہوں کہ میں بے کار نہیں بیٹھا ہوا میرے ساتھ میرے دوسرے راہب بھی تھے انہیں میں نے منذر بن زبیر کے ہاں بھجوایا ہے، یہاں سے نکل کر میں منذر بن زبیر کے ہاں جاؤں گا اور اپنے سارے راہبوں کو لے کر ایک بار پھر لیونش کا رخ کروں گا میں کیا کرنا چاہتا ہوں فی الحال میں اس کا اظہار کسی سے نہیں کروں گا اس لئے کہ مجھے ہر صورت میں حسن کرسو کو اس زندان نما کوٹھڑی سے نکالنا ہے اور اگر میں نہ نکال سکا تو پھر میں واپس نہیں آؤں گا میں واپس نہ آیا تو یوں سمجھ لینا کہ حسن کرسو کے ساتھ میں بھی اس دنیا سے کوچ کر گیا ہوں۔"

بطروش جب خاموش ہوا تو پر امید انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے معاذ کہنے لگی۔

"میرے بھائی آپ کا کیا اندازہ ہے کہ حسن کرسو کو زندان کی اس کوٹھڑی سے نکال لیا جائے گا اگر آپ پر امید ہیں تو یہ بھی بتائیں کیسے وہاں سے اس کا چھٹکارہ ہو گا۔"

بطروش سنجیدہ ہو گیا کہنے لگا۔ "میری بہن! اس وقت میں تم سے کچھ نہیں کہوں گا ویسے حالات ہمارے حق میں ہیں اس لئے کہ ڈان جون اس وقت یہاں نہیں ہے لیونش کسی قدر نرم طبیعت کا مالک ہے اور وہ ہم لوگوں کا ڈان جون کی نسبت زیادہ احترام کرتا ہے اگر ڈان جون یہاں ہوتا تو وہ حسن کرسو اور ملاحوں کو سزا دینے میں ذرا بھر کی تاخیر نہیں کرتا لیکن لیونش نے انہیں بند کیا ہوا ہے اگر لیونش سویا نہ ہوا ہوتا تو اب تک شائد میں اپنے لائحہ عمل کو آخری شکل دے چکا ہوتا۔

لیکن لیونش کے سونے کی وجہ سے میں لوٹ آیا ہوں بہر حال میری بہن ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے میں صرف تمہاری خاطر یہاں آیا ہوں میں پھر تم سے کہتا ہوں کہ مطمئن رہو حوصلہ رکھو۔ میری بہن! اگر تم حوصلہ ہار دو گی تو ہمارا کیا بنے گا؟ اور یہ جو تم کہتی ہو کہ تم حسن کرسو کے پاس جانا چاہتی ہو آئندہ یہ الفاظ کبھی اپنے منہ سے بھی نہ نکالنا کسی کے سامنے یہ تک نہیں کہنا کہ تم حسن کرسو کی بیوی ہو۔ وہاں جانا تو بہت دور کی بات اس گھر کے افراد کے علاوہ کسی اور کو خبر تک نہیں ہونی چاہئے کہ حسن کرسو کا اس گھر کے ساتھ ایک رشتہ ہے؟

خبر باہر پھیل گئی تو یاد رکھنا یہ حویلی ہی نہیں مسلمانوں کی یہ ساری بستی محفوظ نہیں رہے گی۔"

اس کے ساتھ ہی بطروش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا۔

"اب تم لوگ آرام کرو بالکل مطمئن اور آسودہ رہنا ہے فکر مند نہیں ہونا ابھی بطروش کچھ نہ کچھ کر کے رہے گا میں اب یہاں سے منذر بن زبیر کے ہاں جاؤں گا تھوڑی دیر وہاں بیٹھوں گا پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک بار پھر لیونش کا رخ کروں گا۔"

اس کے ساتھ ہی بطروش نے باری باری کعب بن عامر اور مغیرہ بن کعب سے مصافحہ کیا معاذ اور اس کی ماں میمونہ کو ایک بار پھر تسلی دی اس کے بعد وہ حویلی سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد بطروش اپنے ساتھی راہبوں کے ساتھ لیونش کی حویلی میں داخل ہوا بطروش اور اس کے ساتھی راہبوں کو دیکھتے ہوئے لیونش نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا آگے بڑھ کر اس نے پر جوش انداز میں سب سے مصافحہ کیا پھر انہیں لے کر اپنے دیوان خانہ میں آ گیا جب سب بیٹھ گئے تب لیونش کو مخاطب کرتے ہوئے بطروش کہنے لگا۔

"میں اس سے پہلے بھی آیا تھا لیکن آپ سوئے ہوئے تھے اس بناء پر میں واپس چلا گیا۔"

لیونش چونکا اور کہنے لگا۔ "آپ کو واپس جانے کی کیا ضرورت تھی آپ نے میرے ملازموں سے کہہ کر مجھے جگا دیا ہوتا۔"

بطروش مسکرا دیا۔ "نہیں میں آپ کو زحمت نہیں دینا چاہتا تھا دراصل میں نے سنا ہے کہ حسن کرسو کو گرفتار کر لیا گیا ہے یہ اتنی خوشی کی خبر ہے کہ میں اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا دراصل میں اپنے ساتھی راہبوں کے ساتھ آیا تھا میں ذرا حسن کرسو کو دیکھوں کہ وہ کون ہے؟"

لیونش کے لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا کہنے لگا۔ "شکل سے تو میں بھی اسے نہیں پہچانتا میں نے سب کو زندان نما کمرے میں بند کر دیا ہے ابھی نیند سے بیدار ہونے کے بعد میں نے اپنے دو آدمیوں کو بھیجا ہے وہ ساحل سے اس آدمی کو پکڑ کر لائیں گے جو حسن کرسو کو شکل سے پہچانتا ہے پھر پتہ چلے گا کہ جو آدمی بند کئے گئے ہیں ان میں حسن کرسو کون ہے؟"

جواب میں بطروش نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ "اگر آپ اجازت دیں تو میں ان ساتھی راہبوں کے ساتھ ان سارے قیدیوں سے مل لوں مجھے امید ہے کہ ان سے مل کر جان لوں گا کہ حسن کرسو کون ہے؟ اس کے بعد میں واپس یہیں آپ کے پاس آتا ہوں اور

آپ کو بتاؤں گا کہ حسن کرسو کون ہے؟"

لیونش نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "اگر آپ ایسا کر گزریں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ میرا کام آسان کر دیں گے آپ کو ان سے ملنے کے لئے مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے آپ لوگوں سے ہی ہسپانیہ کی فلاح و بہبود وابستہ ہے۔"

اس کے ساتھ ہی لیونش نے اپنے کسی خادم کو آواز دے کر بلایا ایک مسلح جوان جب بھاگتا ہوا اس کے قریب آیا تو اسے مخاطب کر کے لیونش کہنے لگا۔ "ان معزز راہبوں کو اس کوٹھڑی میں لے جاؤ جس کے اندر مسلمان قیدیوں کو رکھا گیا ہے۔"

لیونش کے ان الفاظ پر بطروش خوش ہو کر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے دوسرے راہب ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے لیونش اپنی جگہ پر بیٹھا رہا جبکہ بطروش اور اس کے ساتھی راہب آنے والے لیونش کے اس خادم کے ساتھ اس کمرے کی طرف ہو لئے تھے کہ جس کے اندر ملاحوں اور ماہی گیروں کے ساتھ حسن کرسو کو رکھا گیا تھا۔

☆☆☆

لیونش کے آدمی کی رہنمائی میں بطروش اور اس کے ساتھی راہبوں کے بھیس میں اس کمرے کے سامنے گئے جس میں ملاحوں اور حسن کرسو کو رکھا گیا تھا اس موقع پر لیونش کا آدمی وہاں پہرہ دینے والے تین آدمیوں کے پاس گیا اور دھیمے سے لہجے میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کمرے کا دروازہ کھول دو اور ہم لوگ ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ اندر جس قدر قیدی ہیں ان میں حسن کرسو بھی ہے لیکن کوئی بتاتا نہیں کہ وہ کون ہے؟ محترم بطروش اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندر جائیں گے اور یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ حسن کرسو کون ہے؟"

لیونش کے اس آدمی کے ان الفاظ پر ان مسلح جوانوں میں سے ایک نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا تھا وہ تینوں پیچھے ہٹ گئے تھے دروازہ کھول کر بطروش اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندر داخل ہوا سارے راہبوں کے اندر داخل ہونے پر جہاں حسن کرسو نے کسی رد عمل کا اظہار نہیں کیا وہاں نمایاں بات یہ تھی کہ کمرے میں داخل ہوتے وقت بطروش نے حسن کرسو کو مخصوص اشارہ کیا تھا اس اشارے کو پا کر حسن کرسو کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔ پھر بطروش نے اپنے راہبوں کو اشارہ کیا اور وہ اس کمرے کے دروازے کے سامنے اس طرح کھڑے ہو گئے کہ باہر سے کوئی دیکھ نہ سکتا تھا کہ بطروش کیا حرکت کرنے والا ہے؟ پھر ہاتھ کے اشارے سے بطروش نے حسن کرسو کو اپنے پاس بلایا حسن کرسو آ کر راہبوں کے بیچ میں کھڑا ہو گیا تب بطروش نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"میرے عزیز! میرے پیارے بھائی! یہ جو راہب تمہارے سامنے کھڑا ہے یہ قد کاٹھ میں بالکل تم جیسا ہے دیکھو ہچکچانا نہیں یہیں کھڑے کھڑے ہمارے بیچ اور درمیان میں اپنا لباس اتار کر اسے دے دو اور اس کا لباس پہن لو جلدی کرو میرے پاس وقت نہیں ہے۔"

اس پر حسن کرسو اور وہ راہب فوراً حرکت میں آئے راہب نے حسن کرسو کا لباس پہن لیا اور حسن کرسو راہب کے لباس میں آ گیا تھا بطروش نے شائد سارا معاملہ پہلے ہی اس

راہب شے طے کر رکھا تھا حسن کرسو کا لباس پہن کر وہ راہب چپ چاپ ان ملاحوں کے اندر اس جگہ جا کر بیٹھ گیا تھا جہاں تھوڑی دیر پہلے حسن کرسو بیٹھا ہوا تھا۔

پھر آگے بڑھ کر بطروش نے ایک ملاح اور ماہی گیر سے سرگوشی کی اور اس کے بعد وہ پیچھے ہٹ گیا ایسا کرنے کے بعد سارے راہب پہلے کی طرح دروازے کے سامنے سے ہٹ گئے اب ان کے اندر حسن کرسو بھی راہب ہی کے بھیس میں تھا۔

اس موقع پر بطروش نے اپنے ایک راہب کو جو شائد اس کا نائب تھا اپنے قریب بلایا جب وہ اس سے نزدیک ہوا تو بطروش سرگوشی کے انداز میں کان میں کہنے لگا۔

''ابھی تھوڑی دیر تک میں تم سب کو لے کر باہر نکلوں گا میں لیونش کے پاس چلا جاؤں گا اور تم سب حسن کرسو کو لے کر اب اپنی خانقاہوں کی طرف چلے جانا اور وہاں حسن کرسو کو کسی انتہائی معقول جگہ چھپا دینا خصوصیت کے ساتھ ان غاروں میں جہاں کوئی کسی کو تلاش نہیں کر سکتا لیونش سے کہوں گا کہ میں نے بہت کوشش کی لیکن ان ملاحوں میں میں نہیں جان سکا حسن کرسو کون ہے میں لیونش کو باتوں میں لگائے رکھوں گا جب تک تم اپنی خانقاہوں میں پہنچ جاؤ گے وہاں جا کر حسن کرسو کو محفوظ کر لینا اس کے بعد دیکھیں گے کہ کیسے ہم حسن کرسو کو یہاں سے نکالنا ہے۔''

اپنے نائب کو یہ سب کچھ سمجھانے کے بعد بطروش باہر نکلا اور محافظوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''دروازہ بند کر لو پہلے کی طرح دروازے کو قفل لگا دو افسوس ان میں کوئی نہیں بتاتا کہ حسن کرسو ان میں سے کوئی ہے؟ بہر حال جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ وہ کون ہے؟'' اس کے ساتھ ہی بطروش وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

جب وہ اس سمت آیا جہاں لیونش کی نشست گاہ تھی تو وہ خود تو لیونش کی طرف چلا گیا جبکہ راہب بڑی تیزی سے اپنی خانقاہوں کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ آہستہ آہستہ بڑے وقار سے چلتا ہوا بطروش واپس لیونش کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''لیونش! مجھے بے حد دکھ اور افسوس ہوا کہ میں نہیں جان سکا کہ حسن کرسو ان میں سے کون ہے؟'' یہاں تک کہتے کہتے بطروش کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے لیونش بول اٹھا۔

''محترم باپ! اس میں فکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ جیسے لوگ تو قوم و ملت کی خدمت کرنے والے ہیں اگر آپ حسن کرسو کو نہیں جان سکے تو اس میں آپ کو افسوس کرنے اور پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ میرے آدمی اس ملاح کو لینے کے لئے

گئے ہوئے ہیں جو حسن کرسو کو اس کی شکل سے پہچانتا ہے وہ ابھی اسے لے کر آئیں گے اور آتے ہی بتا دے گا کہ کمرے میں بند ملاحوں میں سے حسن کرسو کون ہے؟''

لیونش جب خاموش ہوا تو اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے بطروش کہنے لگا۔ ''وہ ملاح جو حسن کرسو کو اس کی شکل سے پہچانتا ہے اس کے آنے تک کیا میں یہاں آپ کے پاس بیٹھ سکتا ہوں تاکہ میں بھی جان سکوں کہ ان میں سے حسن کرسو کون ہے؟''

لیونش نے بڑی ارادت مندی سے بطروش کی طرف دیکھا کہنے لگا۔ ''آپ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں؟ آپ کا یہاں میرے پاس بیٹھنا میرے لئے ایک سعادت مندی ہے جس کام کے لئے آپ بیٹھ رہے ہیں وہ یہ میری ذمہ داری ہے لیکن آپ کا یہاں بیٹھنا میرے لئے آسانیاں پیدا کر دے گا تو میں یہی جانوں گا کہ آپ میری ذمہ داریاں بانٹ رہے ہیں تقسیم کر رہے ہیں اور میرا بوجھ ہلکا کر رہے ہیں۔'' اس کے بعد بطروش اور لیونش باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کی سمندر کے اندر ہلچل اور تباہ کاریوں سے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد لیونش کے اس کمرے میں اس کے دو ساتھی داخل ہوئے ان کے ساتھ وہ ملاح تھا جو حسن کرسو کو اس کی شکل سے پہچانتا تھا لیونش کے دو ساتھیوں میں سے ایک نے لیونش کو مخاطب کیا۔

''یہ جس ملاح کو ہم اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں یہ حسن کرسو کو شکل سے پہچانتا ہے اس نے اطلاع دی تھی کہ حسن کرسو اپنی ماں اور بہن کے ساتھ ساحل پر اترا ہے۔''

لیونش نے مسکراتے ہوئے اس ملاح کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا ''کیا تم حسن کرسو کو اس کے چہرے اور شکل سے پہچانتے ہو؟''

وہ ملاح بڑا سنجیدہ اور افسردہ کھڑا تھا منہ سے کچھ نہ بولا اس نے صرف اثبات میں گردن ہلا دی تھی اس موقع پر بطروش بڑے قہر بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا تاہم اس نے اپنے غصہ اور غضبناکی کا اظہار نہیں ہونے دیا۔

لیونش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور بطروش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ''آپ بھی میرے ساتھ آئیں ذرا دیکھیں تو ان میں سے حسن کرسو کون ہے؟ جو خیر الدین باربروسہ کا ساتھی ہے اور جنہوں نے سمندر کے اندر ایک ہلچل اور انقلاب برپا کر رکھا ہوا ہے۔''

پھر لیونش اور بطروش اس ملاح اور اسے لانے والے دونوں جوانوں کو لے کر اس کمرے کی طرف گئے جس میں حسن کرسو اور دوسرے ملاحوں کو رکھا گیا تھا۔ لیونش کے کہنے پر محافظوں نے کمرے کا دروازہ کھولا ملاح کو لے کر سب اس کمرے میں داخل ہوئے پھر

ملاح کو مخاطب کرتے ہوئے لیونش کہنے لگا۔

''یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ساحل سے گرفتار کیا گیا تھا انہیں غور سے دیکھو اور بتاؤ ان میں حسن کرسو کون ہے؟''

اس ملاح نے سب کا جائزہ لیا وہ اداس اور افسردہ ہو گیا تھا لمحہ بھر کے لئے اس کی گردن جھکی رہی اس موقع پر لیونش نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔ ''کیا بات ہے؟''

اس ملاح نے گردن سیدھی کی پھر دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔ ''ان میں کوئی بھی حسن کرسو نہیں ہے؟''

لیونش ہکا بکا اور دنگ رہ گیا بلند آواز میں بولا۔ ''یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟''

ملاح ہکلاتے ہوئے کہنے لگا۔ ''محترم لیونش! میں غلط نہیں کہہ رہا یہ جس قدر لوگ اس کمرے میں بند ہیں یہ سب بے گناہ ہیں نہ ان کے اندر حسن کرسو ہے اور نہ حسن کرسو سے ان کا تعلق اور واسطہ ہے اگر آپ کو میری باتوں پر اعتبار نہیں ہے اور میرے ان الفاظ پر اعتماد نہیں کرتے تو میرے علاوہ کسی اور کو بلا کر پوچھ سکتے ہیں کیا ان میں حسن کرسو ہے اگر کوئی یہ بتا دے کہ ان میں سے فلاح حسن کرسو ہے تو میں اجازت دیتا ہوں کہ آپ میری گردن کاٹ دیجئے گا۔ میرا اندازہ ہے کہ حسن کرسو کو آپ لوگوں نے گرفتار ہی نہیں کیا وہ کسی نہ کسی طرح دور کھڑی کشتی کی طرف بھاگا اور وہاں سے وہ اپنے مسکن کی طرف جا چکا ہو گا۔''

اس موقع پر بطروش آگے بڑھا اس نے ملاح کے شانے پر ہمدردانہ انداز میں ہاتھ رکھا پھر کہنے لگا۔ ''کیا تم کچھ چھپانے کی کوشش تو نہیں کر رہے؟ کیا تم اپنے خدا اور رسول ﷺ کی قسم اٹھا کر کہہ سکتے ہو ان میں کوئی حسن کرسو نہیں۔''

اس موقع پر اس ملاح نے احتجاجی انداز میں بطروش کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ''میں اپنے خداوند قدوس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس قدر ملاح اس کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں ان میں کوئی بھی حسن کرسو نہیں ہے۔''

بطروش پیچھے ہٹا اور لیونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''یہ ملاح جھوٹ نہیں بولتا سچ کہتا ہے میرے خیال میں ہم نے ناحق ان ملاحوں کو یہاں بند کر رکھا ہے ان میں حسن کرسو نہیں ہے لہٰذا ہمیں انہیں چھوڑ دینا چاہئے۔''

لیونش کھڑے کھڑے کچھ دیر سوچتا رہا پھر بطروش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ''محترم باپ! آپ کا کہنا درست ہے اگر یہ بے گناہ ہیں تو انہیں یہاں بند رکھنا درست نہیں ہے۔''

پھر اس نے وہاں بند سارے ملاحوں کو مخاطب کیا۔ ''تم اٹھو اور اپنے اپنے گھروں کو

چلے جاؤ۔''

اس پر سب ملاح اٹھ کر وہاں سے نکل گئے تھے۔ ''ان ملاحوں اور ماہی گیروں کے جانے کے بعد بطروش لیونش کی طرف بڑھا اور اس کے قریب ہو کر سرگوشی کے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''لیونش میرے عزیز! میں نے جو تمہیں ان ملاحوں اور ماہی گیروں کو رہا کرنے کا مشورہ دیا ہے تو اس کا برا نہ ماننا ایسا ہی میں نے ان کی بہتری اور بھلائی کے لئے نہیں کیا بلکہ میں نے ایسا مشورہ ان علاقوں کے بسنے والے عیسائیوں کے تحفظ اور ہسپانیہ کی مملکت کی مضبوطی اور استحکام کی خاطر دیا ہے۔

لیونش! یاد رکھنا یہ ملاح چونکہ بے گناہ تھے حسن کرسو ان کے اندر نہیں تھا لہٰذا البشارات کے کوہستانی سلسلوں کے علاوہ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ یہ مسلمان ماہی گیر اور ملاح آباد ہیں ان کے اندر یہ بات بجلی کے کوندوں کی طرح اثرات کر جاتی ہے کہ لیونش ان علاقوں میں آنے کے بعد مسلمانوں کے ساتھ زیادتیوں کی ابتداء کر چکا ہے۔ ان کے ذہن میں یہ بات بھی اٹھتی کہ حسن کرسو کی موجودگی کا سہارا لے کر ملاحوں اور ماہی گیروں کو ناحق حراست میں لیا گیا ہے ایسی صورت میں البشارات کی وادیوں اور کوہستانی سلسلے کے سارے قبائل کے اندر بغاوت بھی اٹھ سکتی تھی اگر ایسا ہو جاتا تو......'' بطروش اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس لئے کہ لیونش مسکراتے ہوئے بول اٹھا تھا۔

''مقدس باپ! جو کچھ آپ کہنا چاہ رہے ہیں میں سمجھ رہا ہوں میں نے آپ کے اس فیصلے پر خوشی محسوس کی ہے اگر آپ مجھے یہ مشورہ نہ دیتے تب بھی میں ماہی گیروں اور ملاحوں کو چھوڑنے والا تھا اگر ان میں حسن کرسو نہیں تو انہیں یہاں روکنے اور رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے آپ فکرمند نہ ہوں میں ان علاقوں کی تاریخ اور یہاں کے ماحول سے اچھی طرح واقف ہوں ان علاقوں میں جو پہلے ایک بار مختلف قبائل نے بغاوت کھڑی کی تھی اس بغاوت نے ہزاروں عیسائیوں کو نگل لیا تھا لہٰذا جب تک میں یہاں ہوں میں ویسے حالات پیدا نہیں ہونے دوں گا ویسے مقدس باپ! ایک بات ہے اگر حسن کرسو اس ساحل پر آیا ہے پھر وہ کہاں گیا؟''

لیونش رکا کچھ سوچا پھر دوبارہ وہ کہہ رہا تھا۔ ''میرا دل کہتا ہے کہ وہ یہاں آیا ضرور تھا اس لئے کہ ساحل پر اس کی ماں اور بہن دونوں ماری گئی ہیں اور مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ وہ اپنی ماں اور بہن سے بچھڑا ہوا تھا چند دن پہلے ہی اس کی ماں اور بہن اسے ملی تھیں اور وہ ان دونوں کو اپنے دادا کی قبر پر لا رہا تھا ساحل پر جو حسن کرسو کی ماں اور اس کی بہن

ہلاک ہوئی ہیں اس کا مطلب ہے حسن کرسو یہاں آیا تھا، اب اس سے آگے معاملہ میری سمجھ میں نہیں آتا اگر وہ یہاں آیا ہے تو پھر کدھر گیا اور اگر وہ یہاں نہیں تھا تو ہم نے ان سارے بے گناہ ملاحوں کو پکڑ کر ان کو کیوں حراست میں رکھا اور اگر حسن کرسو یہاں آیا ہے تو پھر وہ کہاں ہے؟ کیا یہاں ان علاقوں میں روپوش ہو گیا ہے کہاں چھپا ہوا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں اس کے ساتھ اس کے کچھ مسلح دستے بھی ہوں اور موقع پا کر وہ ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے اور ہمیں نقصان پہنچائے۔"

جب تک لیونش بولتا رہا بطروش خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا غور سے اسے سنتا رہا جب وہ خاموش ہوا تب وہ اس کا ذہن خالی اور صاف کرنے کی خاطر بول اٹھا۔ "لیونش یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ یہاں سے بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا ہو دیکھو! جہاں تک حسن کرسو کی یہاں آمد کا تعلق ہے تو یہ بات تو طے شدہ ہے کہ وہ یہاں آیا اس لئے کہ اس کی ماں اور بہن کا یہاں آنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ حسن کرسو ان کے ساتھ تھا وہ دونوں اکیلی نہیں آ سکتی تھیں لیونش! وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے خیر الدین باربروسہ کے عمدہ سالاروں میں سے ایک ہے اس نے یہاں آنے کا کوئی اہتمام اور بندوبست ضرور کیا ہوگا اس کے ساتھ فالتو کشتیاں ہوں گی یا کچھ محافظ ہوں گے جونہی اس نے دیکھا یہاں حالات خراب ہیں تو میرا اندازہ ہے کہ وہ یہاں سے بھاگ گیا ہوگا یہاں کوئی بھی اسے پناہ دینے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔

تاہم آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے راہبوں کو ان بستیوں کے اندر پھیلا دوں وہ جگہ جگہ ڈھونڈیں اور یہ جاننے کی کوشش کریں کہ کیا کسی بستی کسی کوچہ کسی گھر میں حسن کرسو نے پناہ تو نہیں لے رکھی۔"

بطروش دم لینے کے لئے رکا پھر دوبارہ کہہ رہا تھا۔ "لیونش! یہ کام میں از خود نہیں کر سکتا اس لئے کہ میرا انتظامیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے ہم مذہبی لوگ ہیں ان کاموں میں گھسنا نہیں چاہتے لیکن چونکہ اس میں عیسائیت کے احیاء اور فروغ کا سوال ہے اسی بناء پر میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ برا محسوس نہ کریں تو میں اپنے راہبوں کو مختلف مسلمانوں کی بستیوں میں پھیلا دوں گا تاکہ وہ جاننے کی کوشش کریں کہ البشارات میں کہیں حسن کرسو تو نہیں چھپا ہوا۔"

بطروش کی اس گفتگو سے لیونش کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہوئی پھر بڑی عاجزی سے وہ بطروش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "مقدس باپ! اگر آپ یہ کام کر گزریں تو میں سمجھوں آپ کا مجھ پر وہ احسان ہوگا جو میں زندگی بھر اتار نہیں سکوں گا اس لئے کہ جب

حکام بالا کو یہ خبر ہو گی کہ حسن کرسو یہاں آیا تھا اور بھاگنے میں کامیاب ہو گیا تو اس میں میری ہی نہیں ڈان جون کی بے عزتی کا بھی اندیشہ اٹھ کھڑا ہوگا لیکن مجھے ڈان جون سے تو کوئی خطرہ نہیں اس لئے کہ وہ مجھے کچھ نہیں کہے گا میرے عزیزوں میرے ساتھیوں میں سے ہے۔ "لیکن حکمران طبقہ اس سلسلے میں ہمیں ضرور سرزنش کرے گا اگر آپ البشارات کی وادیوں اور بستیوں میں اسے تلاش کرنے کی کوشش کریں تو میں جانوں گا کہ جو کام مجھے کرنا چاہئے تھا وہ آپ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے یہ آپ کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہوگا۔" لیونش جب خاموش ہوا تب کچھ سوچتے ہوئے بطروش کہنے لگا۔

"محترم لیونش اگر آپ برا نہ مانیں تو میں اس ملاح اور ماہی گیر سے آپ کی موجودگی میں ملنا پسند کروں گا جس نے حسن کرسو کو دیکھا تھا۔"

لیونش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا۔ "وہ ابھی یہیں ہوگا میں اسے بلاتا ہوں اس سے بات کر لیں۔" اس کے ساتھ ہی لیونش باہر نکلا کسی کو آواز دی کچھ سمجھایا پھر دوبارہ اپنی نشست پر آ کر بیٹھ گیا تھا تھوڑی دیر بعد وہ ملاح اس کمرے میں داخل ہوا جس میں لیونش اور بطروش بیٹھے ہوئے تھے۔ ہاتھ کے اشارے سے لیونش نے اسے بطروش کے سامنے بیٹھنے کے لئے کہا وہ ڈرتے کانپتے بیٹھ گیا پھر بطروش نے اسے مخاطب کیا دیکھو تمہیں خوف زدہ اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے تم پہلے میرے اس سوال کا جواب دو کہ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے حسن کرسو کو دیکھا تھا۔"

اس ملاح نے کچھ سوچا عجیب سی بے بسی سے لمحہ بھر کے لئے بطروش کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ "جب وہ اپنی ماں اور بہن کے ساتھ آیا تھا تو وہ اپنے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھا لہٰذا میں نے اسے چہرے سے نہیں پہچانا میں نے صرف جسمانی ساخت سے اندازہ لگایا تھا کہ وہ حسن کرسو ہی ہے۔"

بطروش نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ "تم احمق اور بے وقوف قسم کے انسان لگتے ہو اگر تم نے اسے چہرے سے نہیں دیکھا تو پھر تم نے یہ کیسے شور کرنا شروع کر دیا کہ تم نے حسن کرسو کو دیکھا ہے مختلف لوگوں کی جسمانی ساخت ایک جیسی بھی ہو سکتی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے اپنے کچھ ملاحوں کے ساتھ اپنی ماں اور بہن کو اپنے دادا کی قبر دیکھنے کے لئے روانہ کر دیا ہو اور خود وہ یہاں نہ آیا ہو۔"

جواب میں وہ ماہی گیر کچھ نہ بولا اس دوران لیونش بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا پھر لیونش نے بطروش کو مخاطب کیا۔ "آپ کا اندازہ درست ہے اگر اس نے اسے

چہرے سے نہیں دیکھا اور جسمانی ساخت سے اندازہ لگایا ہے تو وہ کوئی اور بھی ہو سکتا ہے بہر حال اس شخص نے ہمارے ساتھ تعاون کیا اپنے اس تعاون کے لحاظ سے یہ انعام کا ضرور حقدار ہے تاکہ آئندہ بھی یہ دھیان رکھے کہ جب حسن کرسو آئے تو یہ ہمیں اطلاع کرے۔ آپ جانتے ہیں کہ شلمی قبیلے کا ثعلب بن حلوان ہمارے ساتھ تعاون کر رہا ہے اور ان علاقوں کی ساری خبریں ہم تک پہنچاتا ہے میں نے اپنے ایک آدمی کے ذریعہ ثعلب بن حلوان کو پیغام بھجوا دیا ہے کہ وہ اس شخص کو خاصہ انعام دے اس مقصد کے لئے ایک رقم پہلے ہی ہم نے ثعلب بن حلوان کے پاس رکھی ہوئی ہے۔''

لیونش جب خاموش ہوا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے بطروش بول اٹھا۔ ''یہ شخص واقعی انعام کا حق دار ہے اس لئے کہ اس نے بڑی جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حسن کرسو کی اطلاع دی کیا یہ......''

بطروش کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے لیونش بول اٹھا۔ ''میں سمجھ گیا ہوں آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ ایک شلمی قبیلے کا ثعلب بن حلوان ہمارے ساتھ کام کر رہا ہے یہ اسی کے خفیہ آدمیوں میں سے ایک ہے۔''

بطروش اس گفتگو کو بڑا ناپسند کر رہا تھا اس موقع پر کچھ سوچا اور کہنے لگا۔ ''لیونش! کیا اس کے علاوہ بھی ساحل پر ثعلب بن حلوان کے کچھ آدمی ہیں جو آپ کے مخبروں کے طور پر کام کر رہے ہیں۔''

اس موقع پر جواب طلب سے انداز میں لیونش نے اس ماہی گیر کی طرف دیکھا جس پر وہ بول اٹھا۔ ''میرے علاوہ دو اور آدمی ہیں جو ثعلب بن حلوان سے رابطہ رکھتے ہیں اور علاقے کی ساری خبریں اس تک پہنچاتے ہیں۔''

کچھ دیر خاموشی رہی اس دوران لگتا تھا کہ بطروش کچھ سوچ رہا تھا پھر اچانک اس نے لیونش کو مخاطب کیا۔ ''محترم لیونش! اگر میں اس ملاح اور اس کے باقی دو ساتھیوں سے کام لینا چاہوں تو آپ برا تو نہیں مانیں گے دراصل حسن کرسو کی یہاں موجودگی نے مجھے بھی پریشان کر دیا ہے اس لئے کہ ہماری خانقاہیں یہاں ہیں اور ہماری خانقاہوں میں اس وقت کافی راہب رہتے ہیں اگر وہ اچانک یہاں کوئی کارروائی کرتا ہے تو پھر ہم راہبوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور میں ایسا نہیں ہونے دینا چاہتا۔

میں یہ پسند کروں گا کہ یہ شخص اپنے دونوں ساتھیوں کو لے کر میری خانقاہ کی طرف آئے وہاں میں تفصیل کے ساتھ اس سے گفتگو کروں گا اور پھر میں اپنے کچھ راہب مقرر

کروں گا جو ان کے ساتھ کام کریں گے اور جگہ جگہ گھوم پھر کر یہ اندازہ لگانے کی کوشش کریں گے کہ حسن کرسو کے یہاں کن لوگوں سے روابط اور تعلقات ہیں۔''

بطروش جب خاموش ہوا تو بڑی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے لیونش کہنے لگا۔ ''مقدس باپ آپ کس قسم کی گفتگو کرتے ہیں اور بار بار مجھ سے اجازت لیتے ہیں آپ جو بھی کام کرنا چاہتے ہیں کریں میری طرف سے آپ کو اجازت ہے لیکن آپ اس طرح مجھ سے اجازت نہ مانگیں آپ اس طرح مجھے شرمندہ کرتے ہیں۔''

بطروش شاید جو کھیل کھیلنا چاہتا تھا اس میں چونکہ اسے اپنی کامیابی کے آثار اپنے سامنے دکھائی دے رہے تھے لہٰذا اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور پھر قریب بیٹھے اس ملاح کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا آج شب کو جب مسلمان مسجدوں میں عشاء کی عبادت کر کے نکلیں تو تم میری خانقاہوں کی طرف آنا اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ لے آنا جو تمہاری طرح حسن کرسو کو پہچانتے ہیں اور تم لوگوں کا تعارف میں اپنے کچھ راہبوں سے کراؤں گا اور راہب بھی ان بستیوں میں وہ کام کریں جو تم کر رہے ہو اس لئے کہ یہ معاملہ اب سنگین ہوتا جا رہا ہے اور اس میں ہمیں عیسائیت کے فروغ کے لئے دخل اندازی کرنا پڑ رہی ہے۔''

بطروش رکا پھر اس ماہی گیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''اب تم جاؤ اور عشاء کے بعد اپنے ان ساتھیوں کو لے کر میرے پاس پہنچ جانا۔'' اس کے ساتھ ہی وہ ملاح اٹھا اور وہاں سے چلا گیا تھا اس کے جانے کے بعد بطروش نے لیونش کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''لیونش! میرے عزیز میں بھی اب جاتا ہوں یہاں سے نکل کر میں عدنانی قبیلے کے سردار سعد بن سلامہ اور قحطانی قبیلے کے سردار کعب بن عامر کو بھی ملتا جاؤں گا میں اپنی طرف سے ان سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ وہ دونوں بھی اپنے طور پر دھیان رکھیں کہ حسن کرسو کا یہاں اور کس جگہ آنا جانا ہے میں انہیں یہ بھی کہوں گا کہ ایسا کرنے میں ان کا مفاد اس لئے ہے اگر حسن کرسو اپنے ساتھیوں کے ساتھ بار بار البشارات میں آتا ہے تو اس سے یہاں کے مسلمانوں پر بھی حرف گیری ہوتی ہے لہٰذا وہ بھی اپنے کچھ آدمی مقرر کریں اور دھیان رکھیں کہ حسن کرسو کب آتا ہے جب کبھی بھی وہ ان ساحلوں کا رخ کرے تو مجھے ضرور اطلاع کریں۔

لیونش! میں اب اس معاملے کو بڑی سرگرمی سے نمٹانا چاہتا ہوں اس لئے کہ حسن کرسو خیرالدین باربروسہ کا ساتھی ہے اور باربروسہ صرف سمندر ہی نہیں خشکی کی بھی بہت بڑی

طاقت ہے اس لئے کہ......"

بطروش کو رُک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے لیونش بول پڑا۔ "آپ کا کہنا درست ہے ماضی میں باربروسہ نے اسپین بلکہ یورپ کے متحدہ بحری بیڑوں کو کئی مواقع پر بدترین شکستیں دیں اور نقصان بھی پہنچایا بلکہ خشکی میں کئی بار اس نے ہمارے لشکریوں کو تباہ کن ہزیمت اٹھانے پر مجبور کیا اس لحاظ سے عالم نصرانیت کے لئے خیرالدین باربروسہ اس وقت انتہا درجہ کا بلکہ کہہ سکتا ہوں کہ ایک ہولناک خطرہ ہے جس سے نمٹنا ضروری ہے اور پھر یہ حسن کرسو اس کے چند محترم اور قریبی ساتھیوں اور سالاروں میں سے ہے اور یہ بھی خیرالدین باربروسہ ہی جیسا خطرناک اور نقصان دہ ہے لہٰذا اس کا پتہ کرنا ہر نصرانی کا فرض عین ہے یہ جو آپ نے دونوں قبیلوں کے سرداروں سے بات کرنے کے لئے کہا ہے تو اس کے لئے بھی میں آپ کا شکرگزار ہوں جو کچھ آپ کر رہے ہیں میں خیال کر رہا ہوں یہ کام مجھے کرنا چاہئے تھا لیکن اب آپ کر رہے ہیں لہٰذا اس کے لئے جب تک میں یہاں ہوں آپ کے احسان اور مہربانیوں تلے دبا رہوں گا۔"

بطروش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر لیونش کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔ "لیونش ایک کوئی بات نہیں ہے ایسے خطرات سے نمٹنا اور ایسے خطرات سے آگاہی رکھنا اور ان کا سدِ باب کرنا ہر نصرانی کا فرض ہے میں اب جاتا ہوں اور جو گفتگو میں نے تمہارے ساتھ کی ہے اس کے مطابق عمل کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی بطروش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور لیونش نے پھر اسے مخاطب کر کے بڑی رازداری سے کہنا شروع کیا۔

"محترم بطروش! میں اپنی طرف سے بھی یہ کارروائی کر رہا ہوں کہ اپنے کچھ آدمی ان علاقوں میں پھیلا دوں تاکہ وہ ان علاقوں کا دن رات جائزہ لیتے رہیں اگر حسن کرسو یہیں کہیں ساحلی علاقوں میں چھپا ہوا ہے تو مجھے امید ہے کہ میرے ساتھی اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی لیونش نے بھی بڑے پرجوش انداز میں بطروش سے مصافحہ کیا اور بطروش اس کی رہائش گاہ سے نکل گیا تھا۔

✪✪✪

بطروش کعب بن عامر کی حویلی میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی گھر کا ہر فرد مضطرب سے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگا تھا کعب بن عامر اور مغیرہ بن کعب دونوں باپ بیٹا بطروش کو دیوان خانہ میں لے گئے ان کے پیچھے پیچھے میسونہ اور معاذ بھی دیوان خانہ میں داخل ہو گئی تھیں جب وہ نشستوں پر بیٹھ گئے تب گفتگو کا آغاز میسونہ نے کیا اور بطروش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"بطروش میرے بیٹے جس کام کے لئے تم گئے تھے اس کا کچھ بنا۔" جواب میں دھیمی آواز اور رازدارانہ انداز میں بطروش نے ساری تفصیل کہہ دی تھی جس طرح اس نے لیونش کے وہاں سے ایک راہب کے ذریعہ حسن کرسو کو رہائی دلائی تھی۔

یہ ساری تفصیل بتانے کے بعد لمحہ بھر کے لئے بطروش رکا پھر ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی دھیمی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"اب آپ میری ایک بات غور سے سنیں گو یہ آپ کی حویلی کا دیوان خانہ حویلی کے وسط میں ہے اس کی کوئی دیوار گلی میں نہیں ہے اس لئے کہ اس کے گرد چار دیواری ہے اس کے باوجود آج کل جب بھی آپ میرے ساتھ یا کسی اور کی موجودگی میں گفتگو کریں تو پہلی کوشش یہ کریں کہ اس گفتگو کے دوران حسن کرسو کا نام نہ آئے۔ اگر آئے بھی تو انتہائی دھیمی آواز میں ورنہ اس کا نام بغیر اس کی ذات سے متعلق اشاروں میں گفتگو کی جائے۔

اس لئے کہ لیونش نے اپنے کچھ آدمی ان علاقوں میں پھیلا دیئے ہیں جو حسن کرسو کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے اور مشتبہ لوگوں پر بھی نگاہ رکھیں گے۔"

بطروش کی اس گفتگو سے معاذ کسی حد تک مطمئن اور خوش ہو گئی تھی پھر دھیمے سے لہجے میں وہ بطروش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ "میرے بھائی! کیا میں آپ سے پوچھ سکتی ہوں کہ وہ اس وقت ہیں کہاں؟"

بطرورش کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا کہنے لگا۔ "میری عزیز بہن! تمہیں اس سلسلے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے یوں جانو وہ محفوظ جگہ اور انتہائی محفوظ ہاتھوں

میں ہے وہ اس وقت ہماری خانقاہوں کے تہہ خانوں میں سے کسی ایک معزز مہمان کی حیثیت سے آرام کر رہا ہوگا اس وقت میرے سامنے سب سے بڑا مسئلہ اسے یہاں سے نکال کر افریقہ کی طرف بھجوانا ہے۔ اس لئے کہ اس کی سلامتی مجھے اور میرے ساتھیوں کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے لیکن یہ کام بڑی راز داری بڑی ہوشیاری اور بڑی احتیاط سے کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ اس کی تلاش میں لیونش نے آدمی شکاری کتوں کی طرح ان علاقوں میں گھومتے پھرتے ہوئے مشکوک افراد پر نگاہ رکھیں گے۔“

بطروش کو مخاطب کر کے معاذ پھر کچھ کہنا چاہتی تھی کہ کعب بن عامر بطروش کی طرف دیکھتے ہوئے بول اٹھا۔ ”بطروش! میرے بیٹے اب مجھے ایک دوسری فکر لاحق ہو رہی ہے تمہارا یہ انکشاف تو میرے لئے کسی قدر اطمینان کا باعث ہے کہ وہ محفوظ جگہ اور محفوظ ہاتھوں میں ہے لیکن جیسا کہ تم بتا چکے ہو کہ لیونش کا تین ایسے مسلمان ماہی گیروں سے رابطہ ہے جو یہ اعلان کر چکے ہیں کہ وہ حسن کرسو کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور یہ کہ انہوں نے ہی شکایت کی تھی کہ حسن کرسو ان سرزمینوں میں داخل ہوا ہے جو فکر مجھے لاحق ہو رہی ہے وہ یہ کہ آج لیونش سے رابطہ ان تین ملاحوں کا ہے کل اس سے زائد افراد کسی لالچ اور لوبھ میں لیونش سے رابطہ کر کے اور حسن کرسو کی نشاندہی کر سکتے ہیں ایسی صورت میں تو حسن کرسو کے لیے ہر وقت یہاں خطرات منڈلاتے رہیں گے بیٹے میں چاہتا ہوں کہ وہ جلد از جلد کسی معقول جگہ پہنچ جائے۔ ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی کہوں گا کیا ایسا ممکن نہیں کہ معاذ اس سے مل سکے بطروش! معاذ اب اس کی بیوی ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے سے ملیں آپس میں صلاح مشورہ کریں اس کے بعد اگر معاذ کو حسن کرسو یہاں ہمارے پاس ہی رکھنا چاہے تو معاذ یہاں رہے اگر وہ اپنے ساتھ لے جانا چاہے تب بھی ہم اس کے لئے تیار ہیں میں ان دونوں کو خوش اور مطمئن اور محفوظ دیکھنا چاہتا ہوں۔“

کعب بن عامر جب خاموش ہوا تب دھیمے لہجے میں ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں بطروش کہہ رہا تھا۔ ”عزیز ابن عامر! آپ نے بہ یک وقت کئی سوال کر دیئے ہیں آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ جن تین ملاحوں نے حسن کرسو کو پہچاننے کا دعویٰ کیا ہے جن سے لیونش کا رابطہ ہے یا مزید ملاح ثعلب بن حلوان سے رابطہ کر کے حسن کرسو کے لئے خطرے کا باعث بن سکتے ہیں تو میں آپ سے گزارش کروں کہ وہ تین ملاح جنہوں نے لیونش سے رابطہ رکھا ہے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ حسن کرسو کو جانتے ہیں اور وہ یہاں آتا رہا ہے اس سلسلے میں میں آپ پر انکشاف کروں کہ میرے خداوند نے چاہا تو ان تین ملاحوں کی زندگی

کی آج آخری رات ہوگی اور انشاء اللہ ان کے مقدر میں اگلی صبح کا طلوع ہوتا ہوا سورج دیکھنا نہیں لکھا ان تین ملاحوں کا انجام کیا ہوگا یہ تو میں اس وقت تفصیل نہیں بتاتا لیکن کل آپ سنیں گے کہ ان کا کیا حشر ہوا اور ان کی وجہ سے شلنی قبیلے کا سردار ثعلب بن حلوان بھی اللہ نے چاہا تو چکرا کر رہ جائے گا اور کوشش کرے گا کہ آہستہ آہستہ ہو لیونش سے رابطہ منقطع کرنے پر مجبور ہو جائے۔

یہ تو ہماری طرف سے پہلا قدم ہوگا اب آپ نے دوسرا سوال یہ کیا ہے کہ ہمہ وقت یہاں حسن کرسو پر خوف اور خطرات منڈلاتے رہیں گے تو ایسا نہیں ہوگا جب یہاں ان سرزمینوں میں کوئی اعلان ہی نہیں کرے گا کہ وہ حسن کرسو کو شکل سے پہچانتا ہے تو میرے اس عزیز بھائی کے لئے کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔

آپ کا تیسرا سوال آپ کی باتوں سے یہ نکلتا ہے کہ معاذ کو اس سے ملنا چاہئے اس لئے کہ یہ اس کی بیوی ہے بے شک معاذ اس کی بیوی ہے یہ بھی حق رکھتی ہے اس سے ملے اور وہ بھی حق رکھتا ہے کہ اپنی بیوی کو یہاں رکھے یا اپنے ساتھ لے جائے لیکن ابھی یہ وقت ان فیصلوں کا نہیں ہے میں لیونش کے ہاں سے اسے رہائی دلانے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھیج چکا ہوں ابھی میں نے خود خانقاہوں میں جا کر اس سے ملاقات نہیں کی ہے یہاں سے نکل کر میں سیدھا اس کی طرف جاؤں گا اس کے بعد میں اس کو پہچاننے کا دعویٰ کرنے والے تین ملاحوں کا بندوبست کروں گا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد بطروش رکا پھر معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے براہ راست کہنے لگا۔

”معاذ میری بہن! فی الحال صبر کرو جہاں تک تمہیں حسن کرسو سے ملانے کی بات ہے تو میں ابھی تمہیں اپنے ساتھ لے جا کر اس سے تمہاری ملاقات کروا سکتا ہوں لیکن اس طرح ہم خود بھی مشکوک ہو جائیں گے اور چاروں طرف خطرات اٹھنے کا اندیشہ ہوگا لہٰذا ان حالات میں ہمیں کوئی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہئے جس سے کوئی ہم پر شک کرے ہمیں مشکوک جانے میری بہن! فی الحال فی الوقت بالکل خاموش ہو جاؤ یوں جانو کہ تمہارا حسن کرسو کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اپنے آپ کو خوش و خرم رکھو جب تک میں زندہ ہوں حسن کرسو کی طرف ان سرزمنوں میں کوئی میلی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔“ بطروش رکا کچھ سوچا پھر معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

”معاذ میری بہن! میں جانتا ہوں کہ وہ تمہارا شوہر ہے اور تم اسے ملنا پسند کرو گی لیکن حالات کا تقاضا ہے کہ فی الحال ہم خاموش رہیں میری بہن تو جانتی ہے حسن کرسو عالم اسلام

کے ان سالاروں میں سے ہے جو ملت کے دشمنوں کے لئے بے کراں اداسیوں میں ابھرا قضا کا بگولہ ثابت ہوتے ہیں اور اپنی ملت اپنی قوم کے لئے ہجر تلخیوں میں محبت کا جزیرہ بن جاتے ہیں میری بہن ایسے لوگ جہاں اپنوں کے لئے اپنایت کے سخن کی تاثیر چھوڑ جاتے ہیں وہاں اپنی ملت کے دشمنوں کے لئے سزاؤں کا قصہ عزابوں کی داستان بن کر ابھر جاتے ہیں۔

میں جانتا ہوں تم اس کی بیوی ہو اور ہر بیوی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا شوہر اس کے لئے الفت کی زیبائش محبت کی خواہش اور جاوداں رفاقت کی رعنائی بن کر رہے پر میری بہن کبھی کبھی قومی جذبوں کی تعمیر کے لئے زبان کا جبر برداشت کرنا پڑتا ہے آنسوؤں کے صحیفے رقم کرنے پڑتے ہیں اور غم کی عقوبت گاہوں کو بھی گلے لگانا پڑتا ہے۔

عزیز بہن! اس کائنات کی ذات کے صحرا اور فطرت کی آغوش میں جہاں عشرتوں کے نگر ہیں وہاں نفرتوں کے رنگ بھی ہیں جہاں چاہتوں کے حسین نغمے ابھرتے ہیں وہاں روح کے گھاؤ اور دل کی خلشیں بھی اپنا مقام رکھتی ہیں دیکھ میری بہن! آج اگر راحتوں کی پرچھائیاں خوشیوں کا رخ جمال نہیں ہے تو کل کو خداوند نے چاہا تو وحشتوں کے موسم اور حریم جاں کی بے سکونی بھی نہیں رہے گی۔“

اس کے ساتھ ہی بطروش اٹھ کھڑا ہوا اور مدھم سی آواز میں کہنے لگا۔”میں اب جاتا ہوں اس لئے کہ حسن کرسو سے ملنے کے علاوہ مجھے اور بہت سے کام کرنے ہیں جن کا تعلق حسن کرسو کے تحفظ سے ہے معاذ میری بہن! میں بہت جلد لوٹ کر تمہارے پاس آؤں گا اور پھر کہیں نہ کہیں تمہاری اور حسن کرسو کی ملاقات کا اہتمام کروں گا اس کے بعد تم دونوں میاں بیوی مل کر فیصلہ کر لینا کہ تم نے یہاں رہنا ہے یا حسن کرسو تمہیں اپنے ساتھ افریقہ لے جائے تم دونوں مل کر جو بھی فیصلہ کرو گے اس پر عمل کیا جائے گا۔“ اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر بطروش نے باری باری پر جوش انداز میں کعب بن عامر اور مغیرہ بن کعب سے مصافحہ کیا اس کے بعد وہ ان کی حویلی سے نکل گیا تھا۔

بطروش جب اپنی خانقاہوں میں آیا تو اس کے ارد گرد بہت سے راہب جمع ہو گئے تھے۔ اس موقع پر ایک راہب کو ہاتھ کے اشارے سے اس نے اپنے قریب بلایا شائد اس کا نائب تھا۔ پھر اس کے کان میں اس نے سرگوشی کی۔

”یہ کہو کہ میرا بھائی حسن کرسو اس وقت کہاں ہے؟ کیا اس کی مہمان داری میں کوئی کسر تو اٹھا نہیں رکھی گئی اسے کھانا کھلایا گیا ہے؟“

بطروش جب خاموش ہوا تب وہ بھی اپنا منہ بطروش کے کان کے قریب لے گیا کہنے لگا ”ابھر! ہمارے محترم اور معزز مہمان اس وقت تہہ خانے میں ہیں آپ کی ہدایت پر مکمل عمل کیا گیا ہے لیکن انہوں نے کھانا نہیں کھایا میں نے جب وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا بطروش آ جائے تو دونوں مل کر کھائیں گے۔“

اس موقع پر بطروش مسکرایا ایک لمبا سانس لیا پھر کہنے لگا۔”واہ میری ملت کے عظیم فرزند بے ثمر یادوں میں قرب کی نرم روا جیسا جانثار اور جذبوں کی بکھری داستانوں میں کے الہام جیسا وفادار ہے میں جب تک زندہ رہوں گا حرف فسوں سی تیری جرات جمال شیریں سی تیری دلیری کو سلام کرتا رہوں گا۔“

اس کے ساتھ ہی بطروش حرکت میں آیا جس راہب کے ساتھ اس نے گفتگو کی اسے لے کر ایک خانقاہ میں داخل ہوا اور پھر خانقاہ کے پچھلے حصے میں جا کر ایک انتہائی جگہ جہاں چٹانیں ہی چٹانیں تھیں اس راہب نے ایک خاصے بڑے پتھر کو زور لگا کر وہاں ایک خاصہ بڑا راستہ بن گیا تھا جس میں سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں دونوں سیڑھیوں ذریعہ نیچے اترنے لگے وہ ایک خاصہ بڑا تہہ خانہ تھا اور ایک بہترین کمرے کی طرح سجا تھا آرام کرنے کے لئے مسہری تھی اور بیٹھنے کے لئے نشستیں تھیں جب وہ تہہ خانے میں ہوا تو سامنے ایک نشست پر حسن کرسو بیٹھا ہوا تھا بطروش اور اس کے نائب کو دیکھتے وہ اپنی جگہ پر کھڑا ہوا باری باری ان دونوں سے گلے ملا پھر تینوں نشستوں پر بیٹھ گئے گو کا آغاز حسن کرسو نے کیا مسکراتے ہوئے بطروش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”بطروش! میرے بھائی آج مجھے لیونش کے ہاں سے نکالنے میں جو طریقہ کار تم نے کیا اس پر میں خود دنگ رہ گیا ہوں میرے بھائی! جب تک میں حسن کرسو زندہ ہوں اس احسان کو......“

اس سے آگے حسن کرسو کچھ نہ کہہ سکا اس لئے کہ بطروش نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہنے لگا۔”میرے عزیز بھائی! میرے لئے ایسے الفاظ ہرگز استعمال نہ کرنا میں تمہارے بلے میں کچھ بھی نہیں ہوں تم رزم گاہوں میں قضاء کا بگولہ بن کر دشمنوں سے ٹکراتے ہو دشمنوں کو درہم برہم کرتے ہو میں ایک راہب کی حیثیت سے جامد و منجمد اور بے تحریک بسر کرنے والا ایک عام سا انسان ہوں۔“

بطروش مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے حسن کرسو بول اٹھا۔
”بطروش میرے عزیز بھائی ایسی بات نہیں ہے یہاں رہتے ہوئے اپنی قوم اپنی ملت کے

لئے جو خدمات تم انجام دے رہے ہو وہ ہر کسی کے مقدر میں نہیں آتی اگر ہم لوگ خیر الدین باربروسہ کے ساتھ جنگوں میں حصہ لیتے ہوئے دشمنوں کی صفوں کو درہم برہم کرتے ہیں تو تم یہاں رہتے ہوئے بھی عالم اسلام کی بہترین خدمت کرتے ہو اور یہ جو تمہارے سارے ساتھی ایک طرح سے تمہارا لشکر ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جو کام ہم رزم گاہوں میں کرتے ہیں وہی کام تم یہاں رہ کر انجام دے رہے ہو۔"

حسن کرسو جب خاموش ہوا تب بطروش کہنے لگا۔ "میرے عزیز بھائی! یہ باتیں بعد میں ہو جائیں گی مجھے یہاں آ کے پتہ چلا ہے کہ تم نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا پہلے مل کر کھانا کھاتے ہیں پھر اس کے بعد بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

حسن کرسو نے بطروش کا بازو پکڑ لیا کہنے لگا۔ "کھانا تو ہم کھا ہی لیں گے پہلے یہ بتاؤ کہ باہر کے حالات کیسے ہیں؟ اور وہ کتنے ملاح ہیں جنہوں نے میرے خلاف لیونش سے رابطہ قائم کیا ہے اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ مجھے جانتے اور پہچانتے ہیں۔"

جواب میں بطروش کہہ رہا تھا۔ "باہر کے حالات فی الحال ہمارے حق میں نہیں ہیں تین ملاحوں نے لیونش سے رابطہ قائم کیا ہے اور وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تمہیں شکل سے پہچانتے ہیں لیکن ان سے متعلق میرے بھائی تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے خداوند نے چاہا تو آج کی رات ان کی زندگی کی آخری رات ہو گی اور انہیں اگلی صبح کا سورج دیکھنا نصیب نہیں ہوگا۔

جہاں تک باہر کے حالات کا تعلق ہے تو فی الحال لیونش نے اپنے آدمی پھیلا دیئے ہیں انہیں شک ہے کہ تم اپنی ماں بہن کے ساتھ یہاں آئے ہو اس بناء پر تمہاری تلاش میں اس کے آدمی سرگرداں رہیں گے لیکن بہت جلد ان کا بھی بندوبست ہو جائے گا۔

میرے عزیز بھائی تمہیں اس طرف بھجوانے کے بعد میں کچھ دیر لیونش کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتا رہا اور وہاں سے نکل کر میں کعب بن عامر کی حویلی میں گیا ان کے ساتھ میں نے تفصیل سے گفتگو کی میرے بھائی! معاذ تم سے ملنے کے لئے بڑی بے چین ہے اب تو تمہاری بیوی ہے اس کی تو خواہش تھی کہ میرے ساتھ ہی تم سے ملنے کے لئے آئے لیکن میں نے فی الحال اسے روک دیا ہے اس لئے کہ اس کا یہاں آ کر تم سے ملنا ان دنوں خطرے سے خالی نہیں ہے پہلے ہم حالات کا جائزہ لیں گے اس کے بعد میں دیکھوں گا کہ تم دونوں کی ملاقات کہاں کرائی جا سکتی ہے پھر تم دونوں میاں بیوی مل کر فیصلہ کرنا کہ زندگی بسر کرنے کے لئے تم دونوں نے اگلا قدم کیا اٹھانا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بطروش رکا پھر اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "میرے بھائی! تم جاؤ اور کھانے کا بندوبست کر اپنا کھانا بھی یہیں لے آنا تینوں مل کر کھانا کھاتے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی بطروش کا وہ ساتھی تہہ خانے سے نکل گیا تھا تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اس کے ساتھ کچھ راہب ساتھی بھی تھے جنہوں نے کھانے کے برتن وہاں لگا دیئے پھر وہ تینوں اس تہہ خانے میں بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

رات تمناؤں کے ویرانوں میں ان دیکھے خوابوں کے پیچھے بھاگتے نارسائی کے دکھ کی طرح گزرتی چلی جارہی تھی پاروں طرف زندگی کے راستے پر گریزاں سینوں جیسی خاموشی وسوسوں کے سرابوں جیسی چپ بدبختی کی تربتوں جیسی ویرانیاں اور خوف بھری تاریکیوں میں مضطرب اور اندھی مسافتوں جیسی سنسانیاں پھیلی ہوئی تھیں وہ تینوں ملاح جنہوں نے حسن کرسو کو پہچاننے کے سلسلے میں لیونش سے رابطہ قائم کیا تھا وہ تینوں بطروش کی خانقاہوں کی طرف بڑی تیزی سے جارہے تھے جس وقت وہ چٹانوں کے بیچوں بیچ بل کھاتی پگ ڈنڈی پر جارہے تھے تب وہ چونک کر اپنی جگہ پر کھڑے ہوگئے اس لئے کہ اسی لمحہ ایک چٹان کی اوٹ سے انہیں روح کو گھاؤ لگاتی قہر بھری آواز سنائی دی تھی۔

''ٹھہرو! جہاں تک تم پہنچ چکے ہو یہیں تمہارا انجام ہوگا تم تینوں سے اگر کسی نے ادھر اُدھر بھاگنے کی کوشش کی تو زندہ نہیں رہو گے۔'' آواز نفرت کے جوئے رواں کی طرح ہولناکی سے بھری انہیں سنائی دی تھی کہ اس آواز کی خوفناکی نے ان کے دھیان اور خیال کے سانس میں بے سکون کردینے والے سوالات بھر کر رکھ دیئے تھے۔

پھر اس چٹان کی اوٹ سے کچھ مسلح جوان نمودار ہوئے ان میں سے ایک ان کے سامنے کھڑا ہوگیا باقی ان کی پشت پر چھاتیاں تان کر کھڑے ہوگئے تھے جو سامنے آیا اس نے پہلے کی طرح انہیں کھولتے ہوئے لہجہ میں مخاطب کیا تھا۔

''تم تینوں ملاحوں کو کس نے اجازت دی کہ تم ملت کے دل کے چپ دریچوں میں تاریکیاں بھری اداسیاں بھرتے پھرو خوشیوں کی شفاف گھٹاؤں کو سرگرداں بے کراں اندھیروں کا شکار کروا اپنی مسلم قوم کے ورق ورق پر قہر برساتے خاک خون کے طوفانوں کی داستانیں رقم کرتے پھرو۔''

سامنے آنے والا جب خاموش ہوا تو ان تین ملاحوں میں سے ایک ہکلاتی ہوئی آواز میں مخاطب کر کے بول اٹھا۔

''تم کون ہو؟ اور ہم پر جو الزام تراشی کر رہے ہو وہ کس بناء پر ہے ہم نے کون سا جرم

۔۔۔یا ہے جس کی بناء پر ان ویرانوں کے اندر تم ہماری راہ روک کھڑے ہوئے ہو اور ہماری ۔۔۔وں کے درپے ہوگئے ہو۔''

۔۔۔سامنے آنے والا پھر ہلا دینے والی آواز میں بول اٹھا۔ ''جرم بھی کرتے ہو اور پھر ۔۔۔چھتے ہو کہ تمہارا جرم کیا ہے؟ حسن کرسو کو پہچاننے کا دعویٰ کرنے والے تم لوگوں نے لیونش ۔۔۔رابطہ قائم کر کے اپنی ملت کا سودا کرنے کی کوشش کی ہے۔

۔۔۔ظالم اور مکروہ انسانو! حسن کرسو اور خیر الدین بار بروسہ کے ساتھ کام کرنے والے ۔۔۔رے لوگ ملت کے جانفروش ستم کے آوارہ ابر میں اپنی مسلم قوم کے لئے عروس زندگی ۔۔۔وہ بدبختیوں کے عالم میں ہم مسلمانوں کے لئے غم جاں کا مداوا بنتے ہیں۔

۔۔۔اندھیروں کے شیطانو! تم نے اپنی قوم کی خرد کی وادیوں کو جنوں کے صحراؤں میں تبدیل ۔۔۔نے کی کوشش کی ہے۔ حسد کے ابلیسو! تم لوگوں نے عداوتوں کے عناصر سے رابطہ قائم ۔۔۔کے اپنی قوم کی قسمت کی کتاب میں ہجر کی کالی راتیں رقم کرنے کی کوشش کی ہے۔''

۔۔۔سامنے آنے والا جب خاموش ہوا تب وہی ملاح پھر بول اٹھا۔ ''پہلے یہ تو بتاؤ کہ تم ہو ۔۔۔ن؟''

۔۔۔سامنے آنے والا پھر اسی طرح کھولتے ہوئے لہجے میں بول اٹھا۔ ''ہم اپنی ملت کے ۔۔۔عمر کا جام بقاء ہیں اپنی مسلم قوم کی تیغ وسنان کی صنائی ہیں۔ ہم ان ویرانوں کے اندر ۔۔۔ں تمہارے انجام تک پہنچانے کے لئے آئے ہیں اب تم اپنے انجام بد سے بچ نہیں ۔۔۔''

۔۔۔ملاح پھر کپکپاتی ہوئی آواز میں بول اٹھا۔ ''ہمیں ہمارے انجام تک پہنچانے سے قبل ۔۔۔جرم تو بتاؤ۔''

۔۔۔جواب میں اس نے ایک ہولناک قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا۔ ''ملت کے مفاد میں لہو کے ۔۔۔کھڑے کرتے ہو قلوب کا خوفناک المیہ بنتے ہو پھر بھی پوچھتے ہو کہ تمہارا جرم کیا ہے؟ ۔۔۔کے لئے موت کے سائے کھڑے کرتے ہو بدبختی کے کڑے موسم لانے کا ایک ۔۔۔بنتے ہو پھر بھی پوچھتے ہو کہ تمہارا جرم کیا ہے؟ حسن کرسو کے خلاف لیونش سے ساز باز ۔۔۔کیا جرم نہیں ہے لیونش کے پاس جا کر یہ دعوے کرنا کہ تم حسن کرسو کو اس کی شکل سے ۔۔۔پہچانتے ہو جرم نہیں ہے؟ کیا یہ ثواب کا کام ہے۔ اپنی ملت کے لئے عمر رواں کے ۔۔۔ں محرومیوں کی دلدل بنتے ہو غموں کے بھنور بن کر رسوائیوں کے اندھیروں کو دعوت ۔۔۔ہو پھر بھی پوچھتے ہو تمہارا جرم کیا ہے؟ جرم تو تمہیں بتا چکے ہیں اب تو تمہیں اپنے

جرائم کی پاداش سے گزرنا ہوگا۔" ساتھ ہی ہاتھ کے مخصوص اشارے سے اس نے اپنے مسلح جوانوں کو کوئی کارروائی کرنے کا حکم دیا اور یہ اشارہ پاتے ہی ان تینوں ملاحوں کے پیچھے سے مسلح جوان حرکت میں آئے تینوں کو انہوں نے دبوچ لیا اور ان تینوں کے گلے گھونٹ کر ان کا خاتمہ کر دیا گیا پھر وہ سارے مسلح جوان ان تینوں کی لاشوں کو اٹھا کر بڑی تیزی سے ایک طرف لے جا رہے تھے۔

❂❂❂

البشارات کی وادیوں میں ڈان جون اور لیونش کے لئے کام کرنے والا شلمی قبیلے کا سردار ثعلب بن حلوان، اپنی حویلی کے صحن میں صبح صبح شور سن کر اپنی خواب گاہ سے نکلا تقریباً بھاگتا ہوا صحن میں آیا صحن میں اس کے خدام اور حویلی کے محافظ بڑی پریشانی سے شور دغوغا کر رہے تھے۔

جھڑک دینے کے انداز میں ثعلب نے انہیں مخاطب کیا کہنے لگا۔ "کیا بات ہے؟ تم لوگوں نے صبح سویرے اس طرح شور کر کے کیوں لوگوں کی نیند حرام کر رکھی ہے۔"

اس پر ان خدام میں سے ایک ثعلب بن حلوان کے قریب آیا اور مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "آقا! اپنی حویلی کے تین اطراف کی دیواروں کی طرف دیکھیں وہاں ان تین ماہی گیروں کی لاشیں رکھی ہیں جنہوں نے اقرار کیا تھا کہ وہ حسن کرسو کو جانتے ہیں۔"

اس انکشاف پر ثعلب بن حلوان کا چہرہ خوف اور ڈر کے مارے ہلدی ہو کر رہ گیا تھا۔ حویلی کی تین اطراف کی دیواروں پر رکھی لاشوں کا اس نے بغور جائزہ لیا پھر اسی خادم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "یہ لاشیں رات کے وقت کون رکھ گیا ہے؟ جبکہ حویلی کے اردگرد مسلح جوانوں کا پہرہ بھی تھا ان کے ہوتے ہوئے یہ کارروائی کون کر سکتا ہے۔"

اس پر ندامت کے انداز میں اپنی گردن کو جھکاتے ہوئے وہ خادم بول اٹھا۔ "آقا! حویلی کے اردگرد جو محافظ رات کو پہرہ دیتے ہیں ان کو بھی کسی نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور ان سب کی لاشیں حویلی کے اطراف میں پڑی ہوئی ہیں میرے خیال میں پہلے کسی نے تینوں ملاحوں کا خاتمہ کیا ہے اور پھر حویلی کے محافظوں کا قتل کر کے ان کی لاشوں کو دیواروں پر رکھ کر چلے گئے ہیں۔" ابن حلوان پریشان ہو گیا جلدی جلدی تیار ہوا پھر گھوڑے پر سوار ہو کر لیونش کی حویلی کی طرف بھگا دیا تھا۔ جس وقت ثعلب بن حلوان لیونش کی حویلی میں داخل ہوا اس وقت لیونش بیدار ہوا تھا اور اپنی حویلی کے باغیچہ میں چہل قدمی کر رہا تھا اپنے گھوڑے کو حویلی سے باہر ہی چھوڑ کر ثعلب بن حلوان اندر داخل ہوا اسے

دیکھتے ہی لیونش فکر مند ہو گیا تھا اور وہ ثعلب بن حلوان کی طرف بڑھا اور فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "ابن حلوان تمہارا یوں صبح صبح میرے پاس آنا کسی علت یا وجہ کے بغیر نہیں ہے آؤ دیوان خانہ میں بیٹھتے ہیں اس کے بعد بتاؤ کیا معاملہ ہے؟"

پھر لیونش نے ثعلب بن حلوان کا بازو پکڑ لیا اور اسے اپنے دیوان خانہ میں لے گیا۔ دونوں نشستوں پر بیٹھ گئے پھر لیونش نے اسے مخاطب کیا۔ "اب بتاؤ کیا معاملہ یا حادثہ ہوا ہے؟"

اس پر ثعلب بن حلوان نے تینوں ملاحوں کے مرنے اور پھر اپنے محافظوں کے قتل کئے جانے اور ملاحوں کی لاشوں کو اس کی حویلی کی دیواروں پر رکھنے کی تفصیل بڑی تیزی سے کہہ دی تھی۔ ثعلب بن حلوان جب تفصیل بتا کر چپ ہو گیا تو اس کے اس انکشاف نے لیونش کو فکر مند اور خوف زدہ سا کر دیا تھا کچھ دیر گردن جھکا کر وہ سوچتا رہا پھر ثعلب بن حلوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"یہ جو معاملہ ہوا یاد رکھنا میں پہلے ہی اس کی توقع رکھتا تھا جس وقت چارلس نے مسلمانوں کے ان علاقوں کا ناظم ڈان جون کو مقرر کیا تھا اس وقت ہی مجھے اندیشے لاحق ہو گئے تھے کہ ڈان جون کی وجہ سے ان علاقوں میں ضرور کوئی انہونی ہوگی اور جس وقت مجھے ڈان جون کا نائب مقرر کیا گیا تب پہلے تو میں نے ان علاقوں میں رہنے سے انکار کر دیا لیکن جب مجھے لالچ و لوبھ کے علاوہ دھمکی دی گئی تب میں ڈان جون کے لئے کام کرنے پر آمادہ ہو گیا دیکھو! ابن حلوان جو کچھ ہوا ہے یہ میری امیدوں کے خلاف نہیں ہے۔

میں نے تو ڈان جون سے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر خیر الدین باربروسہ کے ساتھیوں میں سے کوئی ان علاقوں میں آتا ہے تو اسے آنے دو ہمارا کیا بگاڑیں گے میں نے اسے یہ بھی کہا تھا کہ اگر خیر الدین باربروسہ اور اس کے ساتھی ہسپانیہ سے مسلمانوں کو نکالنا چاہتے ہیں تو انہیں ایسا کرنے دو اس میں ہسپانیہ کی بہتری ہے لیکن ڈان جون نہیں مانا تھا اس کا کہنا تھا کہ آہستہ آہستہ یہاں بسنے والے سارے مسلمانوں کو وہ نئی دنیا کی طرف منتقل کر دیں گے اور وہاں جن علاقوں پر یہاں کے جاگیرداروں اور نوابوں نے قبضہ کیا ہے ان مسلمانوں سے کام لیتے ہوئے بنجر زمینوں کو آباد کریں گے لیکن لگتا ہے کہ دنیا کی زمینوں کو آباد کرنے کے ساتھ ساتھ ڈان جون اپنے رویہ کی وجہ سے ان علاقوں کو غیر آباد بنانا شروع کر دے گا۔"

لیونش جب خاموش ہوا تب فکر مندی اور پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے ثعلب بن حلوان کہنے لگا۔ "لیونش! آپ جانتے ہیں میں بھی جو کام میرے ذمہ لگایا ہے وہ کرنے کے لئے

تیار نہیں تھا میں ہر گز نہیں چاہتا تھا کہ میں ڈان جون کے لئے مسلمانوں کی جاسوسی یا مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ڈان جون کے لئے کام کروں لیکن ڈان جون نے نہ صرف مجھے بلکہ میرے اہل خانہ اور قبیلے کے دوسرے لوگوں کو تباہ و برباد کرنے کی دھمکی دی اور اسی دھمکی کی وجہ سے یہ کام کرنے پر آمادہ ہو گیا اور اس آمادگی کا انعام یہ ملا کہ آج اگر ان نامعلوم لوگوں نے میری حویلی کے محافظوں کا خاتمہ کر کے ان تین ملاحوں کی لاشیں میری حویلی کی دیواروں پر رکھ دی ہیں جو حسن کرسو کو پہچاننے کے دعوے دار تھے اور کل میرے خلاف اس سے بھی بڑی کارروائی ہو سکتی ہے اب آپ مجھے مشورہ دیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

لیونش کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔"یہ خطرہ تمہیں ہی نہیں مجھے بھی لاحق ہو گیا ہے اس موقع پر اپنی حفاظت کی خاطر میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ آج کے بعد کوئی بھی محافظ اپنی حویلی سے باہر متعین نہ کرنا جو بھی محافظ رکھو انہیں اپنی حویلی کے اندرونی حصے میں محفوظ جگہوں پر بٹھا دو ایسے ہی جیسے کسی کو گھات میں بٹھایا جاتا ہے انہیں سختی کے ساتھ تاکید کرو کہ وہ رات کے وقت جاگتے رہیں اسی صورت میں تمہارا دفاع ہو سکتا ہے یہی کام میں بھی سرانجام دوں گا میں بھی آج کے بعد اپنی حویلی سے باہر کوئی محافظ نہیں رکھوں گا اس لئے کہ جو بھی محافظ متعین کیا جائے گا حملہ آور اچانک اسے دبوچ کر اس کا خاتمہ کر دیں گے اس طرح ہمارے ارد گرد کے جو علاقے ہیں ان کے اندر خوف و ہراس پھیل جائے گا بلکہ میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ ان علاقوں میں جو نصرانی ہیں وہ یہ واقعات دیکھ دیکھ کر یہاں سے نقل مکانی پر مجبور ہو جائیں گے اگر ایسا ہوا تو میں نہ صرف ڈان جون کی ناپسندیدگی بلکہ اندلس کے بادشاہ چارلس کے قہر غضب کا بھی شکار ہو جاؤں گا۔ دیکھو ثعلب بن حلوان تم واپس اپنی حویلی میں جاؤ کسی پر یہ ظاہر نہ کرنا کہ رات کے وقت تمہاری حویلی کے محافظوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔"

اس پر ثعلب بن حلوان کہنے لگا۔"میرے نہ بتانے سے کیا ہو گا لاشیں حویلی سے باہر پڑی ہوئی تھیں اب انہوں نے ان لاشوں کو دیکھ لیا ہے اور آپ جانتے ہیں بات پھیلتے ہوئے دیر نہیں لگتی اب تک تو ارد گرد کی ساری بستیوں میں یہ بات پھیل چکی ہو گی کہ رات کی تاریکی میں کسی نے میرے محافظوں کو قتل کر کے تین ماہی گیروں کی لاشیں میری حویلی کی دیواروں پر رکھ دی تھیں۔"

جواب میں کچھ دیر خاموش رہ کر لیونش سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔"بہر حال یہ بڑا سنگین معاملہ ہے اور اسے ہم یونہی نہیں جانے دیں گے۔ اس لئے کہ اس حادثہ کی اطلاع جب ڈان جون یا چارلس کو پہنچے گی تو وہ اس کی تفصیل مجھ سے مانگے گا اور یہ بھی پوچھے گا کہ میں نے اس کے

ردعمل میں کیا کیا اب مجھے اس حادثہ کے رد عمل کے طور پر بھی کچھ کرنا ہے میں نے کیا کرنا ہے یہ تو ابھی سوچوں گا۔ فی الحال تم جاؤ اور جیسے میں نے کہا ہے ویسے ہی کرو۔"

اس کے ساتھ ہی ثعلب بن حلوان اداس اور افسردہ اپنی جگہ سے اٹھا اور حویلی سے نکل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر اسے ایڑھ لگاتا ہوا اپنی حویلی کی طرف جا رہا تھا۔

✪✪✪

خانقاہوں کے اس تہہ خانے میں فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد حسن کرسو اپنے بستر پر بیٹھا گہری سوچ میں غرق تھا کہ اچانک چونک پڑا اس لئے کہ تہہ خانے میں بطروش داخل ہوا تھا اسے دیکھتے ہی حسن کرسو بستر سے اٹھ کھڑا ہوا بطروش نے آگے بڑھ کر حسن کرسو سے پر جوش مصافحہ کیا دونوں نشستوں پر بیٹھنے کی بجائے بستر پر ہی ہو بیٹھے بطروش نے بڑی اپنائیت سے حسن کرسو کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔"میں گزشتہ شب اپنی مہم سے کافی دیر بعد لوٹا جب میں نے تمہارا جائزہ لیا تو میرے بھائی تم سو چکے تھے لہٰذا میں نے اس وقت تمہیں بیدار کر کے زحمت نہ دینا چاہی۔"

بطروش یہیں تک کہنے پایا تھا کہ بڑی بے چینی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے حسن کرسو نے پوچھ لیا۔"تمہاری رات کی اس مہم کا کیا بنا۔"

بطروش مسکرایا اور کہنے لگا۔"مہم کو تو ہم نے کامیابی کے ساتھ سر کر لیا ہے تینوں ملاحوں کا خاتمہ کر کے ان کی لاشوں کو ثعلب بن حلوان کی حویلی کی دیواروں پر رکھ دیا تھا ساتھ ہی صبح سویرے میں نے اپنے کچھ راہبوں کو بھی ان علاقوں کا گشت کرنے کے لئے روانہ کیا تھا انہوں نے واپس آ کر مجھے بتایا ہے کہ صبح جب ثعلب بن حلوان کے خدام نے اسے صورتحال سے آگاہ کیا تو وہ بڑا پریشان بڑا خوف زدہ ہوا کہتے ہیں اسی وقت لباس تبدیل کر کے وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور لیونش کی طرف گیا وہاں صورت حال سے اسے آگاہ کیا اور اب وہ لیونش سے اپنی حویلی میں لوٹ آیا ہے لیونش کے ساتھ اس کی کیا گفتگو ہوئی یہ تو میں نہیں جان سکا اور یہ کوئی اتنی اہمیت بھی نہیں رکھتی اس لئے کہ میں آج ہی لیونش کے پاس جاؤں گا اور باتوں باتوں میں اس سے معلوم کر لوں گا کہ مرنے والے تینوں ملاحوں کو موت کے سلسلے میں اس کا اور ثعلب بن حلوان کا کیا رد عمل ہے۔"

بطروش جب خاموش ہوا تو اس کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے حسن کرسو کہنے لگا۔ "میں تمہیں تمہاری اس کامیاب مہم پر مبارکباد دیتا ہوں پر یہ تو کہو کہ مجھے اس زندان سے کب رہائی ملے گی اور کب تک میں واپس باربروسہ کے پاس جا سکوں گا میرے لوٹنے میں جس قدر

تاخیر ہوتی رہے گی میرے ساتھی وہاں پریشانی اور فکر مندی کا شکار رہیں گے اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ فی الفور یہاں سے نکل کر باربروسہ کے پاس چلا جاؤں اس کے بعد میں.....،،

حسن کرسو کی بات کاٹتے ہوئے بطروش پھر بول پڑا۔ ،،حسن کرسو میرے عزیز بھائی فی الحال تمہارا یہاں سے نکلنا خطرے سے خالی نہیں میں حالات کا بڑی کڑی نگاہ سے جائزہ لے رہا ہوں لیونش نے فی الحال اپنے بہت سے آدمی خفیہ طور پر ان علاقوں میں گشت پر لگا رکھے ہیں معاملہ تھوڑا سا ٹھنڈا ہونے دو اس کے بعد تم یہاں سے نکل جانا میں چاہتا ہوں جاتی دفعہ تم معاذ کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ دیکھو! معاذ تمہارے متعلق بڑی فکر مند بڑی پریشان ہے اور بار بار تمہاری صحت تمہاری خیریت کا پوچھتی ہے اور کئی بار وہ مجھ سے تم سے ملنے کی خواہش کا اظہار بھی کر چکی ہے لیکن میں اسے ان حالات میں روکے ہوئے ہوں میں اسے ان خانقاہوں کی طرف نہیں لانا چاہتا اس طرح وہ لیونش اور ثعلب بن حلوان کی نگاہوں میں مشکوک ہو جائے گی جس دن ایسا ہوا یاد رکھنا اس دن معاذ کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی اور میں ایسا کسی صورت نہیں چاہتا۔،،

جب تک بطروش بولتا رہا حسن کرسو سر جھکا کر کچھ سوچتا رہا۔ بطروش جب خاموش ہوا تب اس نے اسے مخاطب کیا۔ ،،بطروش! میرے یہاں سے نکلنے اور خیریت کے ساتھ کوچ کر جانے کا ایک بڑا معقول طریقہ بھی ہے۔،،

،،وہ کون سا؟،، تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بطروش نے پوچھ لیا تھا۔

،،وہ یہ کہ آج تم لیونش کے پاس جاؤ مرنے والے تینوں ملاحوں سے متعلق اس سے گفتگو کرو اس کا ردعمل بھی جانو ساتھ ہی اسے یہ بھی کہو کہ وہ تین ملاح ان علاقوں میں حسن کرسو کو پہچاننے والے تھے اس طرح مارا جانا ایک بہت بڑا حادثہ ہے بہرحال تم لیونش سے کہنا کہ وہ تمہیں اجازت دے کہ تم اپنے راہبوں کے ساتھ ملاحوں کی بستیوں کا رخ کرو اور وہاں یہ جاننے کی کوشش کرو کہ آخر کس نے ان ملاحوں کو ہلاک کر کے ثعلب بن حلوان کی حویلی کی دیواروں پر ڈال دیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ لیونش تمہیں ایسا کرنے کی اجازت دے دے گا ایسا ہوگا تو تم یہاں خانقاہوں میں لوٹ آنا اور رات کے وقت یہاں سے اپنے راہبوں کے ساتھ ملاحوں کی بستی کا رخ کرنا وہاں تم لوگوں کے اندر میں بھی راہبوں کے بھیس میں موجود ہوں گا تم جانتے ہو کہ ساحل پر ابھی تک میری کشتی کھڑی ہے میرے ساتھ جو ساتھی ملاح آئے تھے میں جانتا ہوں وہ مارے جا چکے ہیں لیکن جن ملاحوں کے ذریعہ تم میرے ساتھ رابطہ رکھے

انہیں ہی میرے ساتھ بھجوا دینا اس طرح میں یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو جاؤں گا سوال معاذ کا تو میں سمجھتا ہوں اس وقت معاذ کو میں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا جیسا کہ تم نے بتایا ہے کہ لیونش نے اپنے آدمی گشت پر مقرر کئے ہوئے ہیں دیکھو معاذ میری بیوی ہے اسے کانٹا چبھنے جیسی تکلیف میں بھی نہیں دیکھ سکتا واپس جا کر میں حالات کا جائزہ لوں گا کچھ اس وقت میرے ذہن میں ہے وہ بھی میں تمہیں بتا دیتا ہوں میں نے اپنے ذہن میں یہ ٹھان رکھی ہے کہ کسی مناسب موقع پر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ان علاقوں کا رخ کروں گا اور اچانک حملہ آور ہو کر میں لیونش اور شلمی قبیلے کے سردار ثعلب بن حلوان کا خاتمہ کر دوں گا اور اگر ان دنوں خود ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کا بڑا نمائندہ ڈان جون بھی ہوا تو میں اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دوں گا اپنی اس مہم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ میں معاذ کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ میں افریقہ میں معاذ کے رہنے کے لئے اچھا اور مناسب بندوبست بھی کر لوں گا۔،،

جب تک حسن کرسو بولتا رہا بطروش متواتر اس کی طرف دیکھتا رہا جب وہ خاموش ہوا تب وہ کہنے لگا۔ ،،حسن کرسو! میرے بھائی یہاں سے تمہارے نکالے جانے کی یہ ایک اچھی اور مناسب ترکیب ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں محفوظ بھی ہے لیکن اس میں میں ایک اضافہ بھی کرنا چاہتا ہوں لیونش سے بات کرنے کے بعد میں واپس آؤں گا اور پھر رات کے وقت جب ہم سب راہبوں کے بھیس میں ملاحوں کی بستی کا رخ کریں گے تو ادھر جانے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ ہم سب کعب بن عامر کی بستی کا رخ کریں وہاں راہب کے بھیس میں تم معاذ سے بھی مل لینا اس لئے کہ وہ تمہاری خیریت سے متعلق بڑی پریشان اور فکر مند ہے کعب بن عامر اور اس کی ماں میسونہ اور بھائی مغیرہ بن کعب بھی بڑے فکر مند ہیں جب تم اس سے مل کر رخصت ہو گے تو میں سمجھتا ہوں انہیں تمہارے متعلق ایک طرح سے اطمینان ہو جائے گا۔،،

جواب میں حسن کرسو نے بطروش کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا۔ ،،جیسا تم چاہ رہے ہو ایسا ہی ہوگا اب ایسا کرو کہ میرے کچھ کھانے کا اہتمام کرو کہ سخت بھوک لگ رہی ہے میں نے رات کو بھی پیٹ بھر کا کھانا نہیں کھایا تھا۔،،

بطروش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر حسن کرسو کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور کہنے لگا۔ ،،کھانا یہاں زندان نما کوٹھڑی میں نہیں کھایا جائے گا میرے بھائی باہر حالات اس وقت بالکل پرسکون ہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے چلو میرے ساتھ باہر بیٹھ کر دونوں بھائی کھانا کھاتے ہیں

احتیاطاً میں نے اپنے کچھ راہبوں کو چاروں اطراف میں پھیلایا ہوا ہے تاکہ اگر کوئی مشتبہ شخص ہماری خانقاہوں کا رخ کرے تو ہمیں بروقت اطلاع دی جاسکے اور ہم سنبھل جائیں۔“

بطروش کے ان الفاظ کے ساتھ ہی حسن کرسو اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا دونوں تہہ خانے سے نکلے باہر بیٹھ کر انہوں نے بڑے اطمینان میں کھانا کھایا پھر بطروش اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا کہنے لگا۔ ”میرے بھائی تم یہیں بیٹھو ہاں اپنی مرضی سے تہہ خانے میں جب جانا چاہو تو چلے جانا لیکن تہہ خانے میں جب جانے کی ضرورت ہوئی تو میرے آدمی تمہیں بروقت اطلاع کر دیں گے میں اب لیونش کی طرف جاتا ہوں اور جس طرح اس سے گفتگو کرنے کے سلسلے میں میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہوا ہے اسی کے مطابق عمل کرتا ہوں۔“

حسن کرسو نے اس کی اس تجویز سے اتفاق کیا وہ وہیں بیٹھا رہا جبکہ بطروش وہاں سے اٹھ کر لیونش کی طرف چلا گیا تھا۔

بطروش جب لیونش کی حویلی میں داخل ہوا تو لیونش لپک کر بڑی بے چینی میں اس سے ملا اسے گلے لگایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سامنے نشست پر بٹھایا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ”مقدس باپ! آپ بڑے وقت پر آئے ہیں اگر آپ تھوڑی دیر تک نہ آتے تو میں اپنا کوئی آدمی صبح کو خود آپ کو بلانے والا تھا اس لئے کہ صورت حال ہمارے خلاف بڑی تیزی سے تبدیل ہوئی ہے۔

تاہم لیونش نے ماہی گیروں کے مارے جانے کی تفصیل بطروش سے کہہ دی تھی۔ ساتھ وہ بڑی فکرمندی اور انتہائی پریشانی کی حالت میں بطروش کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

اس موقع پر بطروش نے مصنوعی طور پر چہرے پر غم اور فکرمندیاں بکھیر لی تھیں کچھ دیر تک وہ گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر لیونش کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے دکھ بھرے انداز میں وہ کہہ رہا تھا۔ ”لیونش! یہی بری خبر سن کر تو میں تمہاری طرف آیا ہوں ان ملاحوں کا مارا جانا ہمارے لئے بہت بڑا نقصان ہے یہ تینوں حسن کرسو کو اس کی شکل سے پہچانتے تھے اور ان کے مرنے کے بعد میں سمجھتا ہوں حالات پہلے کی نسبت اور زیادہ ابتر ہو کر رہ جائیں گے۔ اس موقع پر میں تمہیں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں بشرطیکہ تم اسے قبول کرو۔“ لیونش نے بڑے غور سے بطروش کی طرف دیکھا پھر بڑی ارادت مندی سے کہنے لگا۔

”آپ کہیں کیا کہنا چاہتے ہیں میں کیوں آپ کا مشورہ قبول نہیں کروں گا اس لئے کہ آپ کا ہر فعل آپ کا ہر مشورہ عیسائیت کی بہتری اور بھلائی ہی کے لئے ہوگا۔“

لیونش جب خاموش ہوا تب بطروش نے ایک لمبا سانس لیا پھر کہنے لگا۔ ”فی الحال کسی

کے خلاف انتقامی کارروائی نہ کرنا اس لئے کہ اگر ایسا ہم کریں گے تو البشارات کی ساری مسلمان بستیوں میں بغاوت کے آثار نمودار ہو سکتے ہیں اور ایک بار اگر کوئی قبیلہ بھی بغاوت پر اتر آیا تو ساری البشارات کی وادیاں آگ کی بھڑکتی ہوئی بھٹی کی صورت اختیار کر لیں گی۔

دوسری بات جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اجازت دو کہ میں آج رات اپنے کچھ راہبوں کے ساتھ ملاحوں کی بستیوں کی جانب جاؤں اور میں مختلف مچھیروں اور ماہی گیروں سے رابطہ قائم کروں راز دارانہ انداز میں وہاں لوگوں سے گفتگو کروں گا اور یہ جاننے کی کوشش کروں گا کہ ان تین ملاحوں کے قتل میں کون لوگ ملوث ہیں؟ ان سے میں یہ جاننے کی بھی کوشش کروں گا کہ اگر حسن کرسو یہاں ہے تو ان کے اندازے کے مطابق اس نے کہاں پناہ لے رکھی ہوگی کہاں چھپا ہوا ہوگا؟“

بطروش جب خاموش ہوا تو تحسین آمیز انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے لیونش کہنے لگا۔ ”محترم بطروش اگر آپ یہ کام کر گزریں تو میں آپ کا بہت احسان مند ہوں گا اور کئی بار آپ کا شکر گزار اور ممنون ہوں گا اس لئے کہ اگر میں ان علاقوں میں حسن کرسو کو تلاش کر کے گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہوں تو ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس کی نگاہوں میں میری حیثیت بالکل ڈان جون کے برابر ہو جائے گی اور یہ میرے لئے ایک بہت بڑا اعزاز و عزت افزائی ہوگی اپنے ساتھی راہبوں کے ساتھ ملاحوں کی ساری بستیوں کے علاوہ البشارات کی مسلمان بستیوں کا دورہ بھی کر سکتے ہیں اور اس سلسلے میں جہاں بھی آپ کو شکوک اور شبہات دکھائی دیں ان کی نشاندہی مجھے ضرور کیجئے گا۔“

لیونش کے اس جواب سے بطروش خوش اور مطمئن ہو گیا تھا پھر اپنی جگہ پر اٹھا اور لیونش سے پرجوش مصافحہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

”تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں حسن کرسو کی تلاش میں اپنے ساتھی راہبوں کے ساتھ دن یا رات کے کسی وقت جب میں نے مناسب سمجھا ساحلی پٹی کی طرف ضرور جاؤں گا۔“

اس کے ساتھ ہی بطروش لیونش کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔

رات اندھیرے کے سینے پر دوڑتی ہوئی اپنے انجام کی طرف رواں تھی سرما کی سرد ہواؤں اور ان کے ساتھ تیز بارش نے چاروں طرف ایک عجیب سا سماں برپا کر کے رکھ دیا تھا ایسا لگتا تھا جیسے سمندر اور طوفانی ہواؤں کے درمیان ایک انوکھی ستیزہ کاری کھڑی ہو گئی ہو بحر کے سینے سے اٹھ کر دکھ کی پکار دینے والی بلند موجیں فضاؤں کے اندر دہشت پیدا کر رہی تھیں جسموں پر کوڑے برساتی سرما کی تیز اور یخ ہواؤں نے برستی بارش میں ندی نالوں کو جل تھل کر کے رکھ دیا تھا کبھی کبھی آسمان پر بجلی چمکتی تو بدن کی تہوں میں اتر جانے والا بھیانک خون آشام خوف طاری کر دیتی تھی اس کے ساتھ ہی چمک کے بعد جب گھن گرج سنائی دیتی تو ہر شے کی خود اعتمادی رات کی گہری تاریکی میں منہدم ہو کر رہ جاتی تھی۔

ایسے میں دو نوجوان برستی بارش اور تیز ہواؤں میں اپنے بھیگے لباس کے ساتھ بطروش کی ایک خانقاہ کے پاس نمودار ہوئے تیزی سے برستی بارش میں وہ تیز تیز چلتے آگے بڑھے ایسا لگتا تھا جیسے وہ خانقاہوں کے پر پیچ راستوں سے اچھی طرح آشنا ہوں یہاں تک کہ وہ ایک خانقاہ کے دروازے پر آن رکے راستے میں انہیں کئی راہبوں نے دیکھا اور کسی نے ان سے کوئی سوال نہ کیا جس سے لگتا تھا کہ وہ سارے راہب آنے والے ان دونوں اجنبیوں کو خوب جانتے تھے۔

ان دونوں نوجوانوں نے خانقاہ کے دروازے پر دستک دی ارد گرد کی خانقاہوں کے راہب بھی باہر نکل آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا دروازہ کھولنے والا خود بطروش تھا دروازے پر کھڑے بارش میں بھیگے ان دونوں نوجوانوں کو دیکھ کر بطروش حیرت زدہ اور دنگ رہ گیا تھا پھر بڑی ہمدردی اور نرمی میں انہیں مخاطب کر کے اس نے بڑی راز داری میں پوچھا۔ ''اس برستی بارش اور آندھی وطوفان میں تم یہاں خیریت تو ہے۔''

پھر اچانک اسے کچھ خیال گزرا ایک طرف ہٹ گیا۔ ''پہلے تم اندر آؤ پھر میں تم سے گفتگو کرتا ہوں۔''

وہ دونوں اندر نہیں گئے باہر ہی کھڑے رہے پھر ان میں سے ایک بطروش کو مخاطب کر

کے کہنے لگا۔ ''ہم اندر نہیں آئیں گے معاملہ بڑا سنگین ہے دیکھو امیر بار بروسہ کی کچھ کشتیاں ساحل پر کھڑی ہیں وہ حسن کرسو کو لینے آئے ہیں۔'' وہ نوجوان یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اس کے ان الفاظ پر بطروش فکر مند ہو گیا تھا کہنے لگا۔

''اس طوفانی اور بارش زدہ رات میں وہ حسن کرسو کو لینے آئے ہیں انہوں نے بڑی سخت غلطی کی اس لئے کہ ملاحوں کی بستیوں کے ساتھ اب لیونش نے اپنے آدمی پھیلا رکھے ہیں اور اب وہ انہیں لمحہ لمحہ کی خبریں پہنچا رہے ہیں۔''

اس پر آنے والا وہی بول اٹھا۔ ''آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے امیر خیر الدین بار بروسہ کی طرف سے جو کشتیاں آئی ہیں ان کی تعداد چار ہے ان میں مسلح جوان بھی ہیں وہ اپنے ساحلی ملاحوں کی طرف نہیں گئے بلکہ ان کے بائیں جانب جو سنگلاخ چٹانیں ہیں ان کے اندر اپنی کشتیوں کو کھڑا کیا ہے اور اس کے بعد ہم سے رابطہ قائم کیا ہے وہ وہاں انتظار کر رہے ہیں اور بہت جلد واپس جانا چاہتے ہیں اس لئے کہ امیر خیر الدین بار بروسہ الجزائر سے قسطنطنیہ کا رخ کر رہا ہے اس لئے کہ سلطان سلیمان نے اسے قسطنطنیہ بلایا ہے ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس نے ٹیونس پر حملہ آور ہو کر جو ٹیونس شہر کے علاوہ وہاں کے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے سلطان نے اسی سلسلے میں طلب کیا ہے خیر الدین بار بروسہ اس وقت کھلے سمندر میں چند ویران چٹانوں پر مشتمل ایک جزیرے پر اپنے بچے کھچے بحری بیڑے کے ساتھ رکا ہوا ہے حسن کرسو جب وہاں پہنچے گا تو وہ قسطنطنیہ کا رخ کرے گا اور اسی جگہ قسطنطنیہ کا امیر البحر علی پاشا بھی امیر خیر الدین بار بروسہ سے آ کر ملے گا اس کے بعد دونوں متحد ہو کر قسطنطنیہ کا رخ کریں گے۔ بس اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور پیغام نہیں آپ فی الفور ہمیں......''

یہاں تک کہتے کہتے اسے رک جانا پڑا اس لئے کہ بطروش اس کی بات کاٹتے ہوئے بول اٹھا۔ ''تم دونوں پہلے اندر تو آؤ دیکھو میں معاملے کی نزاکت کو سمجھ رہا ہوں اندر آؤ حسن کرسو نے یہاں میرے پاس ہی قیام کیا ہوا ہے تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

دونوں ملاح اندر داخل ہوئے ایک نشست پر بیٹھ گئے بطروش کچھ خانقاہ کی بھول بھلیوں میں آگے بڑھ گیا پھر جب وہ لوٹا تو اس کے ساتھ حسن کرسو بھی تھا ملاح اسے دیکھتے ہی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے پر جوش انداز میں حسن کرسو نے ان دونوں سے مصافحہ کیا اور پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''جو پیغام تم لے کر آئے ہو وہ بطروش نے مجھے بتا دیا ہے میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں جہاں وہ کشتیاں کھڑی

ہیں جو مجھے لینے آئی ہیں وہاں تک تم میری راہنمائی کرو اگر باربروسہ قسطنطنیہ کا رخ کر رہا ہے تو میرا اس کے ساتھ جانا انتہائی ضروری ہے۔"

حسن کرسو جب خاموش ہوا تب بطروش نے کچھ سوچا پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "حسن کرسو میرے بھائی! میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا لیکن میری خواہش ہے کہ جانے سے پہلے تم ایک بار معاذ سے مل لو کل جب اسے یہ خبر پہنچے گی کہ تم اسے ملے بغیر ہی یہاں سے کوچ کر گئے ہو تو میں ابھی سے اندازہ لگا رہا ہوں کہ اس کی کیا حالت ہوگی اگر تم اس سے مل کر جاؤ گے تو وہ تمہاری سلامتی و تحفظ سے متعلق مطمئن ہوگی تمہارا انتظار کرنا اس کے لئے آسان رہے گا۔"

جواب میں حسن کرسو کچھ کہنے لگا تھا کہ بطروش پھر نرمی میں مخاطب کرتے ہوئے بول اٹھا۔ "حسن کرسو میرے بھائی! انکار مت کرنا معاذ کس قدر تمہیں چاہتی ہے مجھ سے تم بہتر جانتے ہو ایک بار اس سے مل لو اس کے بعد تم یہاں سے کوچ کر جانا میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔"

جواب میں حسن کرسو نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ "اچھا ٹھیک ہے جیسا تم کہتے ہو ویسا ہی کرتا ہوں۔"

پھر آنے والے ان دونوں جوانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "تم یہیں رکو میں ذرا بطروش کے ساتھ جاتا ہوں اور جلد ہی لوٹ آتا ہوں۔"

پھر عجیب سے انداز میں بطروش اور حسن کرسو نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا وہاں سے ہٹ کر خانقاہ کے اندرونی حصے کی طرف گئے تھوڑی دیر بعد وہ لوٹے دونوں راہبانہ لباس پہن چکے تھے برستی بارش میں وہ باہر نکلے چند اور نوجوانوں کو بھی اپنے ساتھ لیا جو راہبوں کا سا لباس پہنے ہوئے تھے پھر خانقاہوں سے نکل کر وہ قحطانی قبیلے کے سردار کعب بن عامر کی حویلی کا رخ کر رہے تھے۔

بطروش، حسن کرسو اور دوسرے راہب کعب بن عامر کی حویلی کے صدر دروازے پر رکے پھر بطروش نے حویلی کے صدر دروازے پر ہلکی ہلکی سی دستک دی تھی پہلی دستک پر جب کوئی نہ آیا تو پھر اس نے دوسری بار دستک دی پھر بھی اندر کوئی کھٹکا نہ ہوا نہ ہی دروازہ کھلا پھر اس نے تیسری دستک دی تو اندر سے رازدارانہ سی آواز سنائی دی۔

"کون ہے؟" بطروش اور حسن کرسو پہچان گئے وہ آواز بسیط کی تھی۔ لہٰذا بطروش نے اسے مخاطب کیا۔ "بسیط میرے بھائی! دروازہ کھولو میں بطروش ہوں۔"

اس پر حویلی کے صدر دروازے کے اندر جو چھوٹا سا دروازہ تھا وہ کھل گیا سامنے بطروش لڑا تھا بطروش کے ساتھ حسن کرسو کو دیکھ کر بسیط خوش ہو گیا تھا سب اندر داخل ہوئے لڑوش نے سب سے مصافحہ کیا اس موقع پر حویلی کے صحن میں کعب بن عامر اور مغیرہ بن لب دونوں باپ بیٹا بھی آ گئے تھے بسیط نے جو ہاتھ میں مشعل پکڑی تھی اس کی روشنی ں ان دونوں باپ بیٹے نے بطروش اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ حسن کرسو کو دیکھا تب ں کی خوشی ان کی مسرت اور ان کی اطمینان کی کوئی انتہا نہ تھی دونوں بڑی تیزی سے آگے ھے اور حسن کرسو کے گیلے کپڑوں کی پرواہ کئے بغیر پرجوش انداز میں اسے گلے لگا کر لے پھر کعب بن عامر کہہ رہا تھا۔ "یہاں کھڑے نہ ہوں اندر چل کر بیٹھتے ہیں۔"

جواب میں جو حالات اچانک رونما ہوئے اس کی تفصیل حسن کرسو نے کعب بن عامر رمغیرہ بن کعب سے کہہ دی تھی جسے سن کر باپ بیٹا ذرا پریشان اور فکرمند ہو گئے تھے۔

اس موقع پر بطروش نے کعب بن عامر کو مخاطب کیا۔ "حالات کی نزاکت کو دیکھتے ئے حسن کرسو فوراً روانہ ہو جانا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے کہا کہ وہ معاذ سے مل کر جائے ں لئے کہ میں جانتا تھا اس طرح معاذ اور زیادہ فکرمند اور پریشان ہو جائے گی۔ لہٰذا میں ے اس لئے لایا ہوں تاکہ روانگی سے قبل یہ معاذ سے مل لے اور دونوں میاں بیوی ایک رے کی کم از کم خیریت تو جان جائیں۔"

جواب میں کعب بن عامر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ حسن کرسو نے کعب بن عامر کو مخاطب رتے ہوئے کہا۔ "معاذ اس وقت سو رہی ہے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اسے ائیے گا نہیں اس لئے کہ میرے پاس وقت نہیں مجھے رات کے وقت ہی اپنے ساتھیوں لساتھ ہسپانیہ کے ساحل سے کافی دور نکل جانا چاہئے۔"

اس موقع پر کعب بن عامر کی بجائے مغیرہ بن کعب بول اٹھا۔ "حسن میرے بھائی! اس قع پر معاذ اگر سو بھی رہی ہے تو اسے جگا دینا چاہئے آپ کا اس سے ملنا ضروری ہے اس ئے کہ وہ آپ کی سلامتی سے متعلق پہلے ہی بڑی فکرمند رہتی ہے اس نے معمول کے ابق کھانا کھانا چھوڑ دیا ہوا ہے پہلے سے کافی کمزور ہو چکی ہے وہ کسی وقت ان باتوں پر بار بھی نہیں کرتی کہ بطروش بھائی نے آپ کو لیونش سے آزاد کرا دیا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مغیرہ بن کعب کو رک جانا پڑا اس لئے کہ رات کی تاریکی میں ئی بارش میں ایک کپکپاتی دکھ بھری آواز سنائی دی تھی۔ "میں سو نہیں رہی جاگ رہی ں۔"

یہ آواز معاذ کی تھی پھر تھوڑی دیر بعد معاذ کی ماں میسونہ بھی ان کے سامنے آن کھڑی ہوئی میسونہ نے حسن کرسو کو گلے لگا کر پیار کیا بسیط نے جو مشعل پکڑی ہوئی تھی اس مشعل کی روشنی میں حسن کرسو اور بطروش نے دیکھا معاذ ہونٹ کاٹ رہی تھی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے تھے اس موقع پر جب میسونہ نے حسن کرسو کو مخاطب کر کے کہا۔ "بیٹے! مجھے تمہاری ماں اور بہن کے مرنے کا بے حد دکھ ہے۔" اس سے آگے میسونہ کو رک جانا پڑا اس لئے کہ معاذ بیچاری ہچکیاں اور سسکیاں لے کر رونے لگی تھی میسونہ نے پھر حسن کرسو کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"بیٹے! میں اور معاذ حویلی میں داخل ہونے کے بعد تم لوگوں کی ساری گفتگو سن چکی ہیں۔ ہم جانتی ہیں تم وقت ضائع کئے بغیر جلد یہاں سے کوچ کر جانا چاہتے ہو لیکن بیٹے جس کرب جس جبر میں معاذ تمہارا انتظار کرتی رہی ہے اس کا اندازہ میں کر سکتی ہوں یا معاذ، بیٹے! اس نے تمہارے لئے کچھ کپڑے بھی بنا رکھے ہیں تمہاری ماں اور بہن کے لئے بھی اس نے کافی کپڑے اور کچھ تحائف بنا رکھے ہوئے ہیں تم معاذ کو اپنے ساتھ لے جاؤ جو چیزیں یہ تمہیں دینا چاہتی ہے وہ لے لو اس کے بعد تم رخصت ہو جانا جو حالات تم نے معاذ کے ابا سے کہے ہیں ان کے ساتھ اس گھر کا کوئی بھی فرد تمہیں زیادہ دیر روکنا پسند نہیں کرے گا میرے بیٹے! ہم تمہاری منصبی ذمہ داریوں سے آگاہ ہیں اور اس میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔"

پھر میسونہ نے قریب ہی کھڑی معاذ کو گلے لگا کر اسے پیار کیا اس کے کان میں سرگوشی کی پھر دھیمی آواز میں اسے کہنے لگی بیٹے حسن کرسو کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور جو چیزیں تم اسے دینا چاہتی ہو دو تاکہ یہ جلد یہاں سے رخصت ہو جائے۔"

جواب میں معاذ نے ایک پیار بھری میٹھی نگاہ حسن کرسو پر ڈالی پھر مڑی میسونہ کے کہنے پر حسن کرسو اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا تھا۔

معاذ حسن کرسو کو لے کر اپنی خواب گاہ میں داخل ہوئی ایک آرام دہ نشست کی طرف اس نے اشارہ کرتے ہوئے حسن کرسو کو اس نے بیٹھنے کے لیے کہا لیکن حسن کرسو بیٹھا نہیں کھڑا رہا اس موقع پر عجیب سے انداز میں معاذ نے جب اس کی طرف دیکھا تب حسن کرسو بول اٹھا۔

"معاذ! میرے سارے کپڑے بارش میں بھیگے ہوئے ہیں اس موقع پر کہنے کو تو میں تم سے بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن میں بہت جلد رخصت ہونا چاہتا ہوں یہیں کھڑے کھڑے

کروں گا۔" حسن کرسو کے ان الفاظ معاذ پر گویا جنون سا سوار ہو گیا تھا ایک دم وہ حسن رسو کی طرف لپکی اس کا بازو پکڑا اسے کھینچ کر اپنے بستر پر بٹھا لیا پھر اس کے قریب ہی بیٹھی پھر انتہائی محبت اور چاہت میں کہنے لگی۔

"اگر آپ کے کپڑے بھیگے ہوئے ہیں تو وہ نشست آپ سے تو اچھی نہیں اور اس نشست کو چھوڑ کر میں آپ کو اپنے بستر پر بٹھاتی ہوں اگر یہ آپ کے بھیگے کپڑوں کی وجہ سے خراب ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔" معاذ کے ان الفاظ کے جواب میں حسن کرسو پرسکون سے انداز میں اس کی طرف دیکھا اس موقع پر معاذ کی دکھ بھری آواز سنائی دی۔ حسن کرسو کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگی۔

"آپ اماں اور بہن کو کیوں نفرتوں کی آگ اور روح کی آخری ضو سے محروم کر دینے والے خونی گرداب جیسے اس ماحول میں لے کر آئے آپ جانتے تھے کہ یہاں کے مسلمان پہلے ہی زندگی کی گردش میں تعبیروں کے دکھ اور غموں کے استعاروں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ قید کے آزار میں ان کی حالت پہلے ہی مسافر پرندوں اور رات کی پلکوں سے ٹوٹتے ستاروں سے بھی بدتر ہے پھر بھی آپ اماں اور بہن کو یہاں لے کر آئے کتنا عرصہ آپ نے ان کے ملنے کا انتظار کیا اور جب وہ مل گئیں تو پھر ان ظالموں نے ان کا کیا حشر کیا۔" اس کے ساتھ ہی معاذ بیچاری سسک کر رو دی۔ اس موقع پر ٹوٹتی بکھرتی آواز میں حسن کرسو نے اسے مخاطب کیا۔

"معاذ عمر کی بے جہت مسافتوں میں ماں اور بہن کے ملنے کے بعد مجھے ستاروں کی جھلک اور چاند کی ٹھنڈک جیسا سکون اور آسودگی نصیب ہوئی تھی لیکن یہ عارضی ثابت ہوئی ان دونوں کے مارے جانے سے زندگی پھر ورق ورق بکھرتے خوابوں گلی گلی دھکے کھاتے لمحوں کے دھندلاتے مفہوم اور دھوپ کے پر جفا دشت میں عذابوں و سزاؤں سے بھی بدتر ہو کر رہ گئی ہے۔"

اس موقع پر حسن کرسو کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے تھے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے معاذ بیچاری تڑپ اٹھی پہلے اپنی آنکھیں خشک کیں پھر ایک صاف ستھرے انگوچھے سے حسن کرسو کی آنکھیں اور چہرہ صاف کیا پھر چاہت بھری آواز میں حسن کرسو کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پکار رہی تھی نہ جانے یہ بدبختیاں کب تک ہمارا تعاقب کریں گی۔

حسن کرسو سنبھلا لمحہ بھر کے لئے اس نے بڑے غور سے معاذ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ "معاذ میں جانتا ہوں شادی کے بعد ہر لڑکی نغموں، خوشبوؤں، پیار، محبت، چاہت

بھرے تبسم کی خواہشمند ہوتی ہے پر افسوس میں شادی کے بعد تجھے سلگتے بیزار لمحوں ٹوٹتی بکھرتی صداؤں کے سوا کچھ نہ دے سکا ہر لڑکی شادی کے بعد بے خزاں پھولوں کی وادیوں، چاہتوں کی سرمئی مسافتوں اور جذبوں کی طلب فروزاں کی خواہش مند ہوتی ہے لیکن افسوس معاذ میں تمہیں دل کی سونی وادیوں کرب کی طوفانی موجوں اور بے ثمر یادوں کے سوا کچھ نہ دے سکا اور اس کا مجھے زندگی بھر......"

حسن کرسو اس سے آگے بھی کچھ کہنا چاہتا تھا پر معاذ نے تڑپ کر اپنا گداز خوبصورت اور نرم ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا اور انتہائی نرم اور چاہت بھری آواز میں کہنے لگی۔

"یہ پھیلی بکھری زمین اور تاحد پھیلے آسمان تلے آپ ہی میری پاکیزہ چاہتوں کا ثمر میری خواہشوں کی خوشبو میرے جسم و جان کا حوصلہ میرے جذبوں کی لطافت میری قربتوں کی دلکشی ہیں اگر آپ سلامت اور خوش ہیں تو پھر مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ میرے لئے یہی سب سے بڑی خوشی ہے کہ آپ میرے ہیں۔"

اس موقع پر شاید معاذ حسن کرسو کو گھٹن زدہ ماحول سے نکالنا چاہتی تھی اپنی جگہ اٹھی دوسرے کمرے کی طرف گئی پھر کمرے کی ایک بڑی خرجین اپنے ساتھ لے کر آئی خرجین کا منہ کھول کر اس میں جو کپڑے تھے وہ اس نے پلنگ پر الٹ دیئے پھر ایک ایک کپڑا کھول کر وہ حسن کرسو کو دکھا رہی تھی ان کپڑوں میں حسن کرسو کے سلے ہوئے جوڑوں کے علاوہ اس کی ماں اس کی بہن کے لئے بھی کپڑے تھے معاذ کی ان باتوں سے حسن کرسو افسردہ ہو گیا تھا پھر معاذ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "معاذ! میں تم سے مل کر جانا چاہتا تھا اب تم سے ملاقات ہو گئی اب مجھے اجازت دو یہ کپڑے جو تم نے بنائے ہیں اپنے پاس رکھو معاذ مجھے ہنگامی حالات میں باربروسہ کی طرف جانا پڑ رہا ہے وہ کھلے سمندر کے اندر چٹانوں پر مشتمل ایک جزیرے میں میرا منتظر ہو گا سلطان سلیمان نے اسے طلب کیا ہے اب دیکھو سلطان ہمارے لئے کیا حکم جاری کرتا ہے معاذ یہ نہ سوچنا کہ مجھے تمہارا کوئی خیال نہیں ہے حالات کچھ درست ہوں تو میں تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا میں الجزائر یا قسطنطنیہ میں اپنے اور تمہارے لئے ایک چھوٹا سا مکان حاصل کر لوں گا جہاں ہم دونوں خوشیوں بھری آسائش زندگی کی ابتدا کریں گے۔"

معاذ نے غور سے حسن کرسو کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔ "کسی بھی مہم پر نکلتے ہوئے میں آپ کا راستہ نہیں روکوں گی بلکہ مسکراتے ہوئے آپ کو رخصت کروں گی تا کہ اس مہم کے دوران آپ کے ذہن میں میرا مسکراتا ہوا چہرہ رہے میں اس دن کا بڑی بے چینی اور بے

ے انتظار کروں گی جب آپ مجھے یہاں سے نکال کر الجزائر لے جائیں گے اگر وہاں مکان نہ بھی ملا تو میں وہاں آپ کے ساتھ سرکنڈوں کے بنے ہوئے جھونپڑے میں ہنے کے لئے تیار ہوں۔"

ں کے ساتھ ہی حسن کرسو اٹھ کھڑا ہوا پھر معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ذ! اب مجھے جانے کی اجازت دو باہر بطروش اور سب لوگ بڑی بے چینی سے ہم کا انتظار کر رہے ہوں گے۔"

عاذ نے جو کپڑے حسن کرسو کے لئے بنائے تھے وہ چمڑے کی خرجین میں ڈالے پھر رسو کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ "وہ کپڑے جو میں نے اماں اور بہن کے لئے تھے وہ یہیں رہنے دیں لیکن جو لباس میں نے آپ کے لئے خود سیئے ہیں وہ آپ ساتھ لے کر جائیں آپ کے کام آئیں گے۔"

ں کے ساتھ ہی خرجین معاذ نے اٹھا لی اور حسن کرسو کے ساتھ ہو لی دونوں باہر آئے ب لوگ ان کے منتظر تھے وہاں آن کر کھڑے ہوئے اس موقع پر حسن کرسو نے باری کعب بن عامر، مغیرہ بن کعب، میمونہ اور بسیط کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ پ لوگ آرام کریں مجھے اب اجازت دیں مجھے ہنگامی طور پر یہاں سے کوچ کرنا پڑ رہا گر ایسا نہ ہوتا تو میں ضرور کچھ دیر آپ کے ہاں رکتا۔"

اس موقع پر بڑی تیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاذ نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی خرجین بڑھ کر حسن کرسو کے کندھے سے لٹکا دی پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔ "اس خرجین کو بارش میں اتار رکھئے گا تا کہ اس کے اندر پانی نہ پڑے اور جو کپڑے اس کے اندر ہیں بلنہ جائیں۔"

اس موقع پر تشکر آمیز انداز میں حسن کرسو نے معاذ کی طرف دیکھا اس کے بعد اس نے باری کعب بن عامر اور مغیرہ بن کعب کے علاوہ بسیط سے پر جوش مصافحہ کیا بعد میں بھری نگاہ اس نے معاذ پر ڈالی اس کے بعد وہ بطروش کے ساتھ برستی بارش میں ن عامر کی حویلی سے نکل گیا تھا۔

اس رات کے اندھیرے اور جل تھل کرتی بارش میں خانقاہ میں داخل ہوئے بطروش نا میں رہا جبکہ جو دو آدمی حسن کرسو کو لینے آئے تھے ان کے ساتھ حسن کرسو ساحلی کے ایک گمنام ساحل کی طرف ہو لیا تھا وہاں پہلے سے چار کشتیاں کوچ کرنے کے ل تیار تھیں۔ تیز ہواؤں اور بارش کے باعث سمندر اپنے پورے غیض و غضب کی

حالت میں تھا سمندر کی موجیں کوہستانی سلسلوں کی طرح بلند ہو رہی تھیں اس کے باوجود حسن کرسو ایک کشتی میں بیٹھ گیا، ہوا چونکہ موافق تھی لہٰذا چاروں کشتیاں بڑی تیزی سے مشرق کا رخ کر رہی تھیں اس طرح حسن کرسو کھلے سمندر میں چٹانوں پر مشتمل ویران جزیرے میں انتظار کرتے باربروسہ سے جا ملا تھا۔

✿✿✿

اربروسہ نے اپنے مختصر بحری بیڑے کے ساتھ کھلے سمندر میں ابھی چٹانوں پر مشتمل زیرے میں ہی قیام کیا ہوا تھا اور حسن کرسو بھی اس کے پاس پہنچ چکا تھا کہ ترکی کا امیر لی پاشا چند جہازوں کے ساتھ وہاں پہنچا۔

اربروسہ، طرغوت، حسن کرسو، صنعان، صالح اور کاکاد اور دوسرے سارے سالاروں شاندار انداز میں علی پاشا کا استقبال کیا پھر علی پاشا کو باربروسہ کے ایک جہاز کے ے پر لے جایا گیا پھر گفتگو کا آغاز علی پاشا نے کیا باربروسہ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ رہا تھا۔ ”میرے عظیم بھائی! میں تمہارے لئے چند اچھی خبریں لے کر آیا ہوں پہلی خبر تو ے پاس پہنچ چکی ہے کہ تمہیں سلطان سلیمان نے بلایا ہے۔“ وہ یہیں تک کہنے پایا تھا اربروسہ نے اس کی بات کاٹ دی۔

”یہ بات اور یہ خبر پرانی ہو چکی ہے میں اسی خبر کے تحت یہاں آیا ہوں اور یہاں سے نیہ کا رخ کروں گا کوئی نئی بات ہو تو کہو۔“

لی پاشا نے غور سے باربروسہ کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

بروسہ! اس سے پہلے کہ جو تمہارے پاس بحر اوقیانوس کے اس پار کی سرزمینوں کے تھے یوں جانو وہ بیکار ہو چکے ہیں میرے پاس ایک بالکل نیا اور صحیح نقشہ ہے اور یہ ے لئے کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد علی پاشا رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

را ایک انتہائی وفادار ترک ملاح ہے نام اس کا پیری پاشا ہے اسپین کا جہازران کولمبس نے نئی دنیا کو دریافت کیا اس نے ایک صحیح نقشہ بنایا تھا علی پاشا کو اسی نقشہ کی نقل مل گئی ر وہ نقل میرے حوالے کی ہے تاکہ میں وہ نقشہ تمہارے حوالے کر دوں۔“ اور اس کے ھ ہی اپنے لباس میں سے ایک نقشہ نکال کر پیری پاشا نے باربروسہ کو تھما دیا باربروسہ شہ کھولا حسن کرسو کے سالار طرغوت، صنعان، صالح اور کاکاد بھی اس نقشہ کو دیکھنے ے تھوڑی دیر تک اس نقشہ کا جائزہ لینے کے بعد باربروسہ مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میرے لئے اس نقشہ ہمیں اس سے زیادہ کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ میں بحراوقیانوس کے اس پار سے آنے والے خزانے کے جہازوں پر حملہ آور ہونے میں دلچسپی رکھتا ہوں اور میرے خیال میں یہ نقشہ اس سلسلے میں میری بہترین مدد کرے گا۔"

باربروسہ رکا پھر دوبارہ علی پاشا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "یہ تو اچھی خبر تم نے دی یہ نقشہ میں مہیا کیا اور تم نے کہا تھا کہ تمہارے پاس اچھی اچھی خبریں ہیں کیا کوئی اور بھی ہے۔"

اس موقع پر پاشا نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ "دوسری خبر یہ ہے کہ ہسپانیہ کے شہنشاہ چارلس نے تمہیں قتل کرنے پر ایک مخصوص سونا دینے کا اعلان کیا ہے اور ایک آدمی اس کے لئے تیار بھی ہو گیا ہے اور کچھ سونا اسے مہیا بھی کر دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں۔"

یہاں تک کہتے کہتے علی پاشا کو رک جانا پڑا کہ چھوٹی سی ایک کشتی جہاز کے قریب آ لگی تھی انہیں دیکھتے ہی باربوسہ اور اس کے سالار مسکرائے اور چلائے کہ وہ سمندر میں سرگرداں رہنے والے ان کے مخبر تھے۔

جہاز میں داخل ہو کر انہوں نے سب سے پرجوش مصافحہ کیا پھر باربروسہ کے اشارے پر وہ اس کے سامنے بیٹھ گئے اس کے بعد ان میں سے ایک باربروسہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "امیر! آپ کے لئے ہم دو اچھی خبریں لے کر آئے ہیں پہلی خبر یہ کہ ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس نے آپ کو قتل کرنے کے لئے ایک شخص کو مقرر کیا ہے اور اسے کافی مقدار میں سونا بھی دیا ہے کچھ دیر تک وہ شخص یہاں آپ کے پاس آئے گا وہ آپ کو یہ پیش کش کرے گا کہ وہ آپ کے بحری بیڑے میں رہتے ہوئے ہسپانیہ کے خلاف کام کرے گا اور یہ کہ وہ ان ساحلوں کی نشاندہی کر سکتا ہے جہاں پر آپ حملہ آور ہو کر فوائد حاصل کر سکتے ہیں اس طرح وہ آپ کے بحری بیڑے میں رہتے ہوئے آپ کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گا۔"

آنے والا شخص یہاں پر رکا پھر کہنے لگا۔ "وہ اور ہم اکٹھے ہی آپ کی طرف روانہ ہوئے تھے پہلے ہم اس کے پیچھے پیچھے تھے پھر آپ کو اطلاع کرنے کے لئے اس سے آگے نکل آئے میرے خیال میں تھوڑی دیر تک وہ ضرور یہاں پہنچے گا اس کے ساتھ اس کے کچھ ساتھی ملاح بھی ہیں۔"

دوسری خبر امیر یہ ہے کہ ہسپانیہ کے امیرالبحر دوریا نے چاروں طرف یہ خبر پھیلانا شروع کر دی ہے کہ باربروسہ ٹیونس میں پسپا ہونے کے بعد خوف کے مارے کہیں چھپ گیا ہے۔" ان الفاظ کے جواب میں باربروسہ نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا۔

"دوریا گندی سیاست کی چال چلتا ہے جاہل ہے کتابیں نہیں پڑھتا دن کے وقت میرے جہازوں کے مستولوں پر میرا پرچم لہراتا ہے اور رات کو میرے بیڑے کی مشعلیں روشن رہتی ہیں پھر بھی اگر وہ مجھے ڈھونڈ نہیں پاتا تو یہ اس کی کمزوری یہ اس کی نااہلی ہے۔"

آنے والا مخبر جب خاموش ہوا تو صنعان اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "امیر! اس موقع پر میرے ذہن میں ایک تجویز ہے اس وقت خوش قسمتی سے کچھ مخبر بھی ہمارے پاس ہیں ان کے ذریعہ آپ دوسرے مخبروں تک یہ خبر پہنچا دیں کہ وہ ہسپانیہ اور دوسرے جزیروں میں یہ خبر پھیلا دیں کہ ترکی کے سلطان سلیمان کے علاوہ ترکی کے سپہ سالار لطفی پاشا اور خیرالدین باربروسہ کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے ہیں لہٰذا باربروسہ اپنے آپ کو بیچنے کے لئے تیار ہے اگر کوئی اچھی اور معقول رقم دے تو وہ سلطان سلیمان کے خلاف کام کرنے کے لئے تیار ہے اور اس کے بیڑے کو مفلوج اور ختم کرنے پر بھی رضامند ہو جائے گا۔

امیر! جب یہ خبر چاروں طرف پھیلے گی تو پھر دیکھیں اس کا کیا ردعمل ہوتا ہے اگر اس کا مثبت جواب ملتا ہے تو ہمیں کئی لوگوں سے اچھی رقم مل جائے گی کام تو ہم نے وہی کرنا ہے جو ہماری ملت اور ہماری قوم کے مفاد میں ہو گا اس طرح اگر افواہ پھیلانے سے ہمیں فوائد حاصل ہوتے ہیں تو میرے خیال میں انہیں ہم کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔"

صنعان جب رک گیا تب باربروسہ نے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "تم نے بڑی اچھی تجویز پیش کی ہے میں اس پر عمل ضرور کروں گا۔"

جواب میں صنعان کچھ کہنے والا ہی تھا کہ آنے والے مخبروں میں سے ایک بول اٹھا۔ "امیر! ہمارے پاس ایک اور خبر بھی ہے اور وہ پہلی دو خبروں سے اچھی ہے اور اس سے ہمیں فوائد بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔"

باربروسہ نے غور سے اس کی طرف دیکھا کہنے لگا۔ "اگر اور بھی کوئی خبر تمہارے پاس ہے تو چھپا کر رکھے ہوئے کیوں ہو؟" جواب میں مخبر مسکرایا اور کہنے لگا۔

"امیر بیچ میں صنعان بول اٹھے تھے اس لئے میں خاموش ہو گیا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وینس کے کچھ جہاز جن کی تعداد درجن بھر سے کم نہ ہو گی وہ عدن اور مالابار سے ریشم مسالے اور خوشبوئیں لے کر وینس کا رخ کر رہے ہیں جہاں ہم نے اس وقت قیام کیا ہوا ہے یہاں سے میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ پانچ میل شمال مغرب میں ہیں ہم ادھر سے چکر کاٹ کر آئے ہیں وہاں کچھ چٹانیں ہیں جن کے پاس انہوں نے اپنے بحری جہازوں کو روک رکھا ہے وہ لنگر انداز ہوئے ہیں اور وہاں وہ اپنی سالانہ رسم ادا کر رہے

ہیں۔

امیر! آپ جانتے ہیں وینس کے ملاح ہر سال ایک طلائی انگوٹھی سمندر میں پھینک کر اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کی شادی سمندر سے ہو چکی ہے اور ہر سال نئی انگوٹھی سمندر میں پھینکنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر سال وہ نئی دلہن سے شادی کرتے ہیں اپنی یہ رسم ادا کرنے کے لئے وہ مزید دو روز تک ان چٹانوں کے اندر قیام کریں گے اس کے بعد مال لے کر وینس کا رخ کریں گے اس دوران اگر ہم ان پر حملہ آور ہوں تو میرے خیال میں ہم اپنے لئے بہت فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔"

یہ خبر سن کر باربروسہ کی آنکھوں میں چمک اور خوشی کے آثار پیدا ہوئے پہلے اس نے اپنے آنے والے ان مخبروں کی طرف دیکھا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔"اب تم اپنی کشتی میں چلے جاؤ اپنے کام میں لگ جاؤ اور اپنے دوسرے ساتھیوں سے یہ کہو کہ چاروں طرف یہ خبریں پھیلانے کے لئے تیار رہیں کہ باربروسہ بکنا چاہتا ہے اس کے سلطان سلیمان اور ترکی کے سپہ سالار اعلیٰ لطفی پاشا کے درمیان اختلافات پیدا ہو چکے ہیں لہٰذا اگر کوئی معقول رقم دے تو وہ سلطان سلیمان اور لطفی پاشا کے خلاف کام کرنے کے لئے تیار ہے لیکن یہ خبریں اس وقت پھیلانا شروع کرنی ہیں جب میں کہوں گا اس لئے کہ اس سلسلے میں پہلے میں سلطان سلیمان اور لطفی پاشا سے مشورہ کروں گا اس کے بعد یہ خبریں پھیلائی ہوں گی۔"

وہ مخبر جب جہاز کے عرشہ سے اتر کر اپنی کشتی میں منتقل ہوئے اور وہاں سے کوچ کر گئے تب خیر الدین باربروسہ نے بھی اپنے لشکر کو وینس کے جہازوں کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی باربروسہ کھلے سمندر میں بڑی تیزی سے سامان سے بھرے وینس کے جہازوں کا رخ کر رہا تھا۔

خیر الدین باربروسہ اور اس کے سالاروں نے براہ راست ان چٹانوں کا رخ نہ کیا جہاں وینس والے اپنی رسم منا رہے تھے بلکہ دائیں طرف دور رہتے ہوئے انہوں نے سمندر کے اندر ایک لمبا چکر کاٹا اور آگ اور خون کے سیلاب گرم رو قافلوں تک بھٹکا دینے والے غموں کی اندھی شدت اور تباہی کھڑی کرتی تاریکیوں کی طرح سمندر کا سینہ چیرتے ہوئے وہ ان چٹانوں کے شمال کی طرف چلے گئے تھے خیر الدین باربروسہ اور اس کے سالاروں نے ایسا اس لئے کیا تھا کہ اگر وہ جنوب سے وینس والوں پر حملہ آور ہوتے تو انہیں دور سے دیکھتے ہی وہ بھاگ کھڑے ہوتے اور وینس کی طرف چلے جاتے اب سمندر

کے اندر لمبا چکر کاٹنے کے بعد باربروسہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اس سمت آیا جدھر
وینس والے بھاگ سکتے تھے اس کے بعد اس نے اپنا رخ جنوب کی طرف کیا اور ان
چٹانوں کی طرف بڑھا جہاں وینس کے جہاز لنگر انداز تھے اب خیر الدین باربروسہ اور اس
کے سارے سالار خوابیدہ موت کے دروازوں پر دستک دیتے تقدیر کے بدلتے تند دھاروں
... ینوں پر اٹھتے پاسبانوں اور پت جھڑ کے ٹھہرے موسموں تک کے اندر ایک ہلچل پیدا کر
دینے والے طوفان کے زہریلے الم کی طرح جنوب کی طرف بڑھے تھے علی پاشا بھی اپنے
بحری جہازوں کے ساتھ ان کے ہمراہ تھا ان چٹانوں کے قریب جا کر پہلے سے طے شدہ
لائحہ عمل کے مطابق سامنے کی طرف سے خیر الدین باربروسہ اور علی پاشا نمودار ہوئے دائیں
جانب سے طرغوت اور صنعان اور صالح ان چٹانوں کی طرف بڑھے تھے جبکہ بائیں جانب
سے چند بحری جہازوں کے ساتھ حسن کرسو اور کادان چٹانوں کا رخ کر رہے تھے یوں
ایک طرح سے ان چٹانوں اور ان کے اطراف میں کھڑے وینس کے جہازوں کو باربروسہ
اور اس کے سالاروں نے گھیرنا شروع کر دیا تھا۔

پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا باربروسہ اور اس کے سارے سالار وینس کے جہازوں اور ان کے محافظوں پر راستوں کو پائمال کرتے آوارہ مزاج جھکڑوں اور ایک دوسرے سے ...ست و گریبان ہو جانے والے دکھوں کے بے کراں صحرا اور صدیوں کے غلیظ تمدن کو بربادی کی صلیب پر کھڑا کر دینے والے فطرت کے تحیر خیز قہر کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

خیر الدین باربروسہ اور اس کے سالاروں کی طرف سے یہ ایک ہولناک حملہ تھا وینس والوں نے مدافعت کی لیکن ان کی مدافعت تھوڑی دیر قائم رہی اس کے بعد باربروسہ اور اس کے لشکریوں نے انہیں کاٹ کر رکھ دیا اس طرح وینس کے جہازوں کے محافظوں کا خاتمہ کرنے کے بعد سامان سے بھرے وینس کے ان سارے جہازوں پر قبضہ کر لیا۔

سارے سامان کا جائزہ لینے کے بعد علی پاشا سے مشورہ کیا گیا اس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان جہازوں سے جو خام ریشم و ریشمی کپڑے اور مصالحہ جات ملے ہیں وہ تو سلطان سلیمان کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں گے اور جو خوشبو دار جلانے کے مصالحے حاصل ہوئے تھے وہ باربروسہ اپنے پاس رکھے گا اس لئے کہ باربروسہ کو ان کی زیادہ ضرورت تھی، اور اس بناء پر کہ باربروسہ اپنے جہازوں کے چپو چلانے کے لئے نصرانیوں کو غلام بنا کر اور زنجیروں میں جکڑ کر رکھتا تھا لہٰذا جہاز کے اندر جو وہ بول و براز کرتے تھے ان کی بدبو سے بچنے کے لئے جہازوں کے اندر خوشبوئیں جلائی جاتی تھیں لہٰذا باربروسہ کو ان خوشبو دار

مصالحوں کی زیادہ ضرورت تھی۔

خیر الدین بار بروسہ علی پاشا اور دیگر سالاروں نے اپنے لشکر کے ساتھ ان چٹانوں کے پاس صرف ایک رات قیام کیا وینس کے سارے جہازوں پر قبضہ کر لیا گیا ان کے اندر جو سامان تھا وہ اپنے جہازوں میں منتقل کر دیا گیا اس کے بعد خیر الدین بار بروسہ اور علی پاشا بڑی تیزی سے قسطنطنیہ کا رخ کر رہے تھے۔

بار بروسہ اپنے سالاروں کے ساتھ جب سلطان سلیمان کے قصر میں داخل ہوا تب بڑا فکر مند اور پریشان تھا اسے خدشہ تھا کہ سلطان اس سے ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کے ہاتھوں ٹیونس کی تباہی و بربادی سے متعلق جواب طلبی اور باز پرس کرے گا سرزنش کرے گا برا بھلا کہے گا اس بناء پر اس کے دل میں ایک تجسس بھرا خدشہ تھا کہ سلطان نہ جانے اس کے ساتھ کیسا سلوک کرے بہر حال وہ سلطان سے ملنے کے لئے جب قصر کے کمرے میں داخل ہوا تو سب سے پہلے اس کی نظر عثمانیوں کی سلطنت کے سپہ سالار اعلیٰ لطفی پاشا پر پڑی پھر اس نے دیکھا کمرے کے ایک کنارے پر سلطان سلیمان جلوہ افروز تھا بار بروسہ نے جب غور سے اس کی طرف دیکھا اس نے جائزہ لیا سلطان کے چہرے پر شکنیں تھیں اس کی بھوری آنکھیں بھاری معلوم ہو رہی تھیں سلطان کے سامنے جا کر بار بروسہ نے حسب عادت آداب شاہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے سلطان کو مخاطب کر کے کہا۔

''خدا سلطان شرقین و مغربین پر اپنی عنایات کو روز افزوں کرے۔'' ایسا کرنے کے بعد خیر الدین بار بروسہ فکر مند تھا کہ نہ جانے اب سلطان سلیمان کیا جواب دیتا ہے اور کس طرح سے رد عمل کا اظہار کرتا ہے کہ ایک دم اس کے کانوں میں سلطان سلیمان کی آواز پڑی سلطان نے اسے مخاطب کر کے کہا تھا۔

''خدا میرے بیلرے یعنی امیر البحر کو صحت و عافیت عطا کرے۔'' ایک لحہ پہلے جہاں خیر الدین بار بروسہ تفکرات کا شکار تھا وہاں سلطان سلیمان کے ایک جملے نے اس کی ہیئت بدل کر رکھ دی تھی تھوڑی دیر پہلے جہاں وہ جسم میں درد بدن میں خوف روح میں گھٹن دل میں اضطراب رگوں میں جان کھلا دینے والے خوف تجسس اور خدشات میں مبتلا تھا وہاں اب اس کی کیفیت بالکل بدل گئی تھی اب اس کے لبوں پر تبسم بدن میں سکون سینے میں آسودگی روح میں طمانیت اور بدن میں خوشیوں کی لہریں محسوس کر رہا تھا۔

اس کے بعد سلطان نے اس کے ساتھ بڑا پر جوش مصافحہ کیا خیر الدین بار بروسہ کے بعد سلطان نے طرغوت، حسن کرسو، صنعان، صالح اور دیگر سالاروں کو بھی ویسی ہی عزت

دی پر جوش انداز میں ان سے مصافحہ کیا سب کو بیٹھنے کے لئے کہا اس کے بعد سلطان سلیمان خیرالدین باربروسہ کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ ''تم سمندر کے سپہ سالار ہو سمندر کوئی علاقہ نہیں اس کے اندر کوئی زمین نہیں کہ جس کے ٹکڑے میں تمہیں دے دوں لیکن مجھے یقین ہے کہ تم سمندر کا مصرف خوب جانتے ہو تم چاہو تو اپنے جہاز پر ترک سالاروں کی طرح گھوڑوں کی تین دموں کے پرچم لہرا سکتے ہو اور اگر تم پرچم پسند نہ کرو تو ان کی جگہ اپنے جہاز پر تین قندیلیں روشن کر سکتے ہو۔'' یہاں تک کہنے کے بعد سلطان سلیمان رکا اس دوران خیرالدین باربروسہ کی حالت عجیب تھی وہ خوشی سے پھولا نہ سما رہا تھا امیر البحر کے بعد سلطان نے اسے پاشا کا خطاب دے دیا تھا اس موقع پر قصر میں سارے حاضرین سے مخاطب کرتے ہوئے سلطان کہنے لگا۔

''میں نے خیرالدین باربروسہ کو یہ رتبہ اس لئے بخشا ہے کہ ایک سال آٹھ ماہ تک یورپ کے تمام دشمنوں کو اس نے اپنے ساتھ الجھائے رکھا اور مجھے یورپ کے اندر ترکتاز کرنے کا خوب موقع ملا میں جانتا ہوں ٹیونس میں مسلمانوں کا نقصان ہوا ہے چارلس نے وہاں مسلمانوں کا قتل عام کیا ہے لیکن باربروسہ وطرغوت اور ان کے ساتھیوں نے ٹیونس کے نقصان کی بھی خوب تلافی کی اور اسی وقت انہوں نے خاص اسپین کی سرزمین میں اپنی یورشوں سے چارلس کو اس قدر نقصان پہنچایا جتنا اس نے ٹیونس میں نہ پہنچایا ہوگا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سلطان رکا پھر خیرالدین باربروسہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ٹیونس میں جو کچھ ہوا وہ تمہارے بس سے باہر تھا لیکن چارلس کو ایک اسلامی شہر کو غارت و برباد کرنے کی سزا ضرور ملنی چاہئے اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ ٹیونس کے ساتھ اس طرح سلوک کرے اور اس کا ہم اس سے انتقام ضرور لیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سلطان رکا پھر خیرالدین باربروسہ اور اس کے سارے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''میں جانتا ہوں لگاتار سمندر کے اندر سفر کرتے ہوئے تم لوگ تھکے ہوئے ہو آرام کرو پھر اس کے بعد میں تفصیل کے ساتھ تم لوگوں کے ساتھ گفتگو کروں گا۔''

اس کے ساتھ ہی سپہ سالار اعلیٰ لطفی پاشا کا ایک نائب خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

خیرالدین باربروسہ کو پاشا کا خطاب دیا جانا اس کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ پاشا

ترکوں کا سب سے بڑا اعزازی لقب تھا یہ لقب پہلے صرف لشکر کے سالاروں کے لیے ہی استعمال نہ ہوتا تھا بلکہ بعض غیر عسکری حکام کو بھی اس لقب سے نوازا جاتا تھا یہ لقب سب سے پہلے تیرہویں صدی عیسوی میں استعمال ہوا یہ لقب یعنی پاشا عورتوں کے لئے بھی استعمال ہوا شروع میں پاشا کا لقب تیرہویں صدی کے آخر میں رئیسوں کے خاص خاص افراد کے ناموں کے ساتھ بڑھا دیا جاتا تھا انہی رئیسوں نے ایشیائے کوچک میں چھوٹی چھوٹی موروثی ریاستیں قائم کر رکھی تھیں۔

عثمانی ترکوں میں بھی بہت سے افراد کو پاشا کا لقب دیا جاتا تھا اس ضمن میں اتنی بات ضرور تھی کہ پاشا کا لقب ابتداء ہی سے ارباب سیاست کو دیا جاتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد پاشا کا لقب کئی منصبداروں یعنی صوبے کے والی اور پایہ تخت کے وزراء کے لئے استعمال ہونے لگا۔

پھر ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ پاشا کا اطلاق خصوصیت کے ساتھ بڑے وزیر پر کیا جانے لگا۔ ترکوں کے عروج کے زمانے میں یورپ و ایشیا اور افریقہ میں ان کے لگ بھگ 26 صوبے تھے اور یہ صوبے تقریباً 163 علاقوں میں منقسم تھے ہر صوبے کے حاکم کو پاشا کہا جاتا تھا جسے گھوڑے کی تین دموں کا پرچم استعمال کرنے کا اختیار ہوتا تھا اور پاشا کا منصب ایک وزیر کے منصب کے برابر ہوتا تھا۔

بالعموم پاشاؤں کا تقرر ہر سال ہوتا تھا لیکن اگر کوئی پاشا زیادہ طاقت اور قوت پکڑ لیتا اور ترکوں کے سلطان کو اندیشہ ہوتا کہ آنے والے دور میں وہ اس کے لئے مسائل کھڑے کر سکتا ہے تو اسے معزول کر کے پاشا کے لقب سے محروم بھی کیا جاتا تھا۔

اگر کوئی وفادار رہتا تو کئی کئی سال تک بلکہ کبھی عمر بھر یہ لوگ پاشا ہی کہلاتے تھے۔ انتظام کے سلسلے میں بادشاہ کی مدد کے لئے ترکوں کے سلطان کی طرف سے دو یا تین آدمی مقرر کئے جاتے تھے یہ لوگ ایان کہلاتے تھے عثمانیوں کے سلطنت کے خاتمے پر پاشا کا لقب عام آدمی کے لئے ختم کر دیا گیا اور یہ صرف لشکریوں کے لئے مخصوص ہو کر رہ گیا 1933ء میں لشکریوں کے سالاروں کے لئے بھی پاشا کی بجائے جنرل کا لفظ استعمال ہونے لگا تھا۔

قسطنطنیہ میں قیام کے دوران سلطان سلیمان نے اپنے امیر البحر خیرالدین باربروسہ کے لئے ایک نئے انداز کا بیڑہ تیار کروانا شروع کیا تھا وہ جانتا تھا کہ چارلس کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے خیرالدین باربروسہ کے جہازوں کو نقصان پہنچا ہے لہٰذا سلطان سلیمان فی الفور اس کی تلافی کرنا چاہتا تھا۔

پہلے اس نے حکم دیا کہ ایک سو چالیس جہازوں کا بیڑہ خیرالدین باربروسہ کے لئے تیار کیا جائے اور یہ بھی حکم دیا کہ جہاز ایسے ایسے تیار کئے جائیں جن کے ذریعہ کسی لشکر کو سمندر پار کرا کر حملہ آور ہونے کے قابل کیا جا سکے۔

جب یہ بیڑہ تیار ہونے لگا تب یورپ کے جاسوسوں نے ترکوں کے اس بیڑے کی تیاری کی خبریں اسپین و آسٹریا و وینس اور فرانس تک پہنچا دی تھیں اور سب کو خبر ہو گئی تھی کہ ترکوں کا سلطان ایک بہت بڑا بحری بیڑہ تیار کر رہا ہے اس بحری بیڑے کی تیاری کی وجہ سے یورپ کے اندر افواہیں پھیلنے لگیں کہ دیکھیں اب مسلمانوں کا سلطان سلیمان اس بیڑے کی تیاری کے بعد اپنے لشکر سے کن علاقوں کو اپنا ہدف بناتا ہے۔

یوں خیرالدین باربروسہ اور اس کے سارے ساتھیوں کی نگرانی میں جہازوں کی تیاری کا کام شروع ہو گیا تھا اسلحہ خانے کی گودیوں میں دن رات مشعلیں روشن رہتیں اور اسلحہ تیار کیا جانے لگا باربروسہ، طرغوت، حسن کرسو اور دوسرے سالار رات رات بھر جاگ کر اس کام کی نگرانی کرتے جہازوں کے لئے لمبی اور بڑی بڑی توپیں تیار کی جانے لگی تھیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کا قطر دو دو ہاتھ کے لگ بھگ تھا اس کے علاوہ ان بحری جہازوں کے اندر کام کرنے کے لئے سلطان سلیمان نے عربوں اور ترکوں کو بھرتی کرتے ہوئے ان کی تربیت کا کام بھی شروع کر دیا تھا۔

انہی دنوں سمندر کے اندر ایک اور حادثہ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ یہ کہ مصر سے اناج کے بھرے ہوئے کچھ جہاز قسطنطنیہ کا رخ کر رہے تھے یہ جہاز مسلمانوں کے تھے اور قسطنطنیہ میں یہ خبر پہنچی کہ اسپین کے بادشاہ چارلس کا امیر البحر دوریا ان جہازوں پر حملہ آور ہو کر ان

ازوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

ر اب ختم ہو چکا تھا اور بہار کا موسم آ گیا تھا جب دوریا کے اناج کے جہازوں پر حملہ ونے کی خبر قسطنطنیہ پہنچی تب خیرالدین باربروسہ، طرغوت اور اس کے ساتھیوں پر ن سا سوار ہو گیا تھا اس لئے کہ گزشتہ کئی ماہ سے قسطنطنیہ کے اندر رہتے ہوئے جامد گی بسر کر رہے تھے اور ایسی زندگی کو وہ پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ ملاح تھے سمندر کا کھنگالنا ا پیشہ تھا سمندر کی موجوں اور اس کے اندر اٹھنے والے بے روک طوفانوں سے الجھنا وہ زندگی کا مقصد بنائے ہوئے تھے لہٰذا جب مصر سے آنے والے اناج کے جہازوں کے خطرے کی خبر پہنچی تب باربروسہ نے فوراً سلطان سے اجازت لے لی کہ جس قدر جنگی از اس کے پاس موجود ہیں انہیں لے کر وہ نکلے گا نہ صرف اناج سے بھرے اپنے ازوں کو حفاظت کے ساتھ قسطنطنیہ لائے گا بلکہ ہسپانیہ کے امیر البحر دوریا کو بھی شکست کر بھگائے گا۔

سلطان سلیمان نے اس سے اتفاق کیا اور خیرالدین باربروسہ اور اس کے سارے لاروں کو اس مہم پر جانے کی اجازت دی تھی یہ اجازت ملنا تھی کہ خیرالدین باربروسہ، ت اور حسن کرسو بڑی تیزی سے حرکت میں آئے اور اپنے چھوٹے سے بحری بیڑے کو ر انہوں نے بڑی تیزی سے کھلے سمندر کا رخ کیا تھا۔

دوسری طرف ہسپانیہ کا امیر البحر دوریا بڑا خوش تھا کہ اس کے شہنشاہ چارلس سے ٹکرانے بعد خیرالدین باربروسہ کی قوت ختم ہو چکی ہے اور وہ اپنے سلطان سلیمان کی طرف جا ہے لہٰذا اگر وہ مصر کے جہازوں کی راہ روک کر انہیں لوٹتا ہے تو کوئی طاقت اس کی راہ کے گی انہی خیالات کو اپنے ذہن میں جنم دیتے ہوئے بڑی تیزی سے اس سمت ا تھا جس طرف سے قسطنطنیہ کا اناج لے کر جہاز مصر کی طرف سے آ رہے تھے۔

اچانک ایک جگہ سمندر کے اندر ہسپانیہ کے امیر البحر دوریا نے اپنے بحری بیڑے کو دیا اس لئے کہ اب سمندر میں جنوب کی سمت اناج سے بھرے ہوئے جہاز آتے ائی دینے لگے تھے اس موقع پر دوریا کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی وہ جہاز کے عرشے پر کھڑا تھا اور اس موقع پر اس کا بیٹا جس کا نام بھی دوریا تھا وہ بھی اس ساتھ تھا اور کچھ سالار بھی وہاں موجود تھے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے دوریا کہنے

"میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری زندگی کی سب سے بڑی اور کامیاب مہم ہو گی جب میں ان

سارے جہازوں پر قبضہ کر کے اور انہیں آگے آگے ہانکتا ہوا ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کے پاس لے جاؤں گا یاد رکھنا میری اس کارروائی سے اس کی نگاہوں میں نہ صرف یہ کہ میرا وقار پہلے سے کئی گنا بڑھ جائے گا بلکہ وہ مجھے اور تم لوگوں کو ایسے انعامات سے بھی نوازے گا کہ تم لوگ عمر بھر کے لئے اپنی زندگی کی تگ و دو سے آزاد ہو جاؤ گے۔"

دوریا جب خاموش ہوا تو اس کا بیٹا اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔"اے میرے باپ! میں سمجھتا ہوں آپ تو اپنی زندگی میں ایسی بہت سی مہمیں سر کر چکے ہیں لیکن یہ میری زندگی کی پہلی اور سب سے بڑی مہم ہوگی۔"

یہاں تک کہتے کہتے دوریا کے بیٹے کو رک جانا پڑا اس لیے کہ ان کا ایک سالار بول اٹھا تھا۔"اگر ہم مصر کی طرف سے آنے والے اناج بھرے ان جہازوں کو ہسپانیہ کی طرف لے جانے میں کامیاب ہو گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ سمندر کے اندر اب تک یہ ہماری سب سے بڑی کامیابی ہوگی اس لئے کہ اس سے پہلے سمندر کی جس مہم میں بھی ہم نے حصہ لیا اور کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کی خیرالدین باربروسہ، طرغوت اور حسن کرسو اور ان کے ساتھی ہمارے آڑے آئے اور ہماری جھولی میں گرتی فتح کو اچانک وہ شکست میں بدل دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں لیکن لگتا ہے حالات اور فطرت یہاں ہمارا ساتھ دے رہے ہیں اور سمندر کے اندر آنے والے یہ اناج سے بھرے جہاز ہماری فتح مندی پر مہر ثبت کریں گے۔"

دوریا کا یہ سالار یہاں تک ہی کہنے پایا تھا کہ چونک کر خاموش ہو گیا اس لئے کہ وہ سمندر کے اندر کوئی آواز سننے کی کوشش کرنے لگا دوسری طرف دوریا اس کا بیٹا اور دوسرے سالار بھی اس آواز کو سننے کی کوشش کر رہے تھے سمندر کے اندر اٹھتی موجوں اور لہروں اور ہواؤں کے دوش پر ان کی سماعت سے ایک آواز ٹکرائی تھی کوئی گا رہا تھا جس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا۔

"ہم ساحلی چٹانوں سے ٹکراتے بحر کے کھولتے طوفان خیز سینے پر قیامت بدوش لمحوں کے عظیم بحران کا حرف آخر ہیں۔

ہم زمین کے پست و بلند میں بدی کے رنگوں کو مٹا دینے والا خشک ہواؤں کا برہنہ ہاتھ ہیں۔

ہم دشت و بیاباں کے بند حروف کو کھولنے والے صوت و آہنگ کا جذب ہیں۔

بے رونقی کی بزم شہود میں رنگ و روشنی کی رونق آمیز بساط ہیں۔

زرد پتوں کی کہانیاں لکھنے والو
ہم تمہیں شعلہ زاروں میں برف کی طرح پگھلا دیں گے
امن کی راہوں کو آسیب زدہ کرنے والو
ہم تمہارے لئے احساس زیاں کا ساگر اور لاشعور کی ہیبت ہیں
زمین کو قفس رنگ اور فکر کی رعنائی کو دکھوں کا سفیر بنانے والو
ہم تم لوگوں کے لئے نہ رکنے والا عذاب ہیں
ہم سمندر کی بے تاب موج ہیں
زمین کی غنایت ہیں
ہم فتح مندی کی اوج ہیں
صحرا کی بے کرانیوں کی عظمت
فضاؤں کی لامکانیوں کی امین
اور ہوا کی تطہیر کرنے والے وقت کی پکار کا اک رقص مسلسل ہیں۔"

یہ آواز سن کر دوریا کا جو سالار بولتے بولتے خاموش ہو گیا تھا اس کا چہرہ افسردہ ہو گیا تھا آنکھوں میں خوف اتر آیا تھا جو کچھ دیر تک خوف بھرے انداز میں اپنے امیر البحر دوریا کی طرف دیکھتا رہا۔

پھر وہ کہہ رہا تھا"مسیح کا خدا جھوٹ نہ بلوائے یہ آوازیں جو میں سن رہا ہوں یہ خیرالدین باربروسہ کے ساتھیوں کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی قسم یسوع مسیح کی کہ اس سے پہلے اپنے بحری بیڑے میں کام کرتے ہوئے سمندر کے اندر میں کئی بار ایسی آواز سن چکا ہوں ایسی آوازوں کے بعد ہمیشہ سمندر کے اندر خیرالدین باربروسہ ہی نمودار ہوا کرتا تھا اور سب تہہ و بالا کر کے رکھ دیا کرتا تھا۔

میرے عزیز ساتھیو میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ کوئی بہت بڑا طوفان کوئی نہ رکنے والا عذاب کوئی ہر چیز کو اپنے سامنے اڑا دینے والا اندھیاؤ ہمارا رخ کر رہا ہے یہ طوفان یہ اندھیاؤ یہ عذاب یہ کرب خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔"

دوریا کے سالار کے یہ الفاظ سن کر دوریا ہی نہیں اس وقت جس قدر دوریا کے ارد گرد سالار کھڑے تھے اور جہاز کے عرشے پر جس قدر ملاح تھے وہ سب پریشان ہو گئے تھے اور سب کے چہرے پیلے سرسوں ہو کر رہ گئے تھے وہ اس تجسس میں پھنس گئے تھے کہ خیرالدین

باربروسہ تو قسطنطنیہ جا چکا تھا وہ سمندر میں کیسے نمودار ہو گیا ان کے ذہن میں یہ بھی شبہات اٹھ کھڑے ہوئے تھے کہ جس طرح کی خبریں ہمیں بتائی گئی ہیں ان کے مطابق تو خیرالدین باربروسہ قسطنطنیہ میں ایک بحری بیڑہ تیار کرنے میں مصروف ہے اور اس بیڑے کو نہ جانے کس سمت چلا کر وہ تباہی اور بربادی کا باعث بنے گا؟

اپنے اس ملاح کے ان الفاظ پر دوریا بھی محتاط ہو گیا تھا پھر وہ بلند آواز میں چلاتے ہوئے اپنے بحری بیڑے کے جہازوں کے سارے سالاروں کو اچانک کسی حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنے کا حکم دے رہا تھا۔

جس وقت ہسپانیہ کا امیر البحر دوریا اپنے جہاز کے عرشے پر کھڑا ہو کر ناشر الصوت اپنے منہ سے لگائے خیرالدین باربروسہ کے متوقع حملے سے متعلق اپنے ملاحوں کو مطلع کر رہا تھا اس وقت اس کے ہر جہاز اس کی ہر کشتی میں کام کرنے والے ملاحوں پر خیرالدین باربروسہ کا نام سن کر ایک خوف سا طاری کر دینے والی کپکپی اور ایک وحشت سی طاری ہونا شروع ہو گئی تھی وہ جانتے تھے کہ خیرالدین باربروسہ عالم اسلام کی وہ ہستی تھی جسے یورپ کے اکثر لوگ سمندر کا دیوتا کہہ کر پکارتے تھے اور انہیں یہ بھی خبر تھی کہ کسی بھی موقع پر ماضی میں دوریا اس کے مقابل کامیابی حاصل نہ کر سکا تھا اور جب بھی اسپین کا امیر البحر دوریا اس کے سامنے آیا خیرالدین باربروسہ نے کھلے سمندر کے اندر اسے نہ صرف بدترین شکست دی بلکہ اس کے ملاحوں کی اکثریت کو بھی کاٹ کر رکھ دیا اسی بناء پر دوریا کے ملاح بھی لرزنے لگے تھے اور اب وہ پچھتا رہے تھے کہ انہوں نے کیوں مصر سے آنے والے اناج سے بھرے جہازوں کا رخ کیا اب وہ ان جہازوں کو لوٹنے سے متعلق تو بالکل بے خبر ہو چکے تھے وہ فراموش کر چکے تھے کہ وہ کس مہم پر نکلے ہیں اب تو ان کے سامنے یہ مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا تھا کہ خیرالدین باربروسہ سے وہ اپنی جانیں بچا کر کیسے بھاگیں گے۔

وہ آوازیں اب آنا بند ہو گئی تھیں اور خاموشی و سکوت طاری ہو گیا تھا اور اس خاموشی نے دوریا کے ساتھیوں پر اور زیادہ خوف و کرب طاری کر کے رکھ دیا تھا پھر دوریا اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا ان کے ایک طرف سے اپنے مختصر سے بحری بیڑے کے ساتھ خیر الدین باربروسہ اس طرح نمودار ہوا تھا جیسے ہوس کی زنجیروں کو توڑتا کوہ و بیابان کو چیرتا آوارہ ساعتوں کو اپنا مقروض کرتا کوئی طوفان اچانک نمودار ہو گیا ہو۔

جب وہ قریب آئے تب دوریا اور اس کے ملاحوں نے دیکھا آگے آگے تین بڑے جہاز تھے ایک جہاز کے عرشے پر خیرالدین باربروسہ اور اس کا نائب امیر البحر طرغوت

[دوس]رے جہاز کے عرشے پر حسن کرسو اور کا دتیسرے جہاز کے عرشے پر صنعان اور صالح اور ان کے پیچھے ان کا بحری بیڑہ تھا گویا دشمن پر ضرب لگانے کے لئے خیرالدین باربروسہ اور اس کے سارے سالاروں نے اپنے آپ کو آگے رکھا تھا۔

پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا خیرالدین باربروسہ اس کے سالار اور اس کے سارے ملاح اور اس کے بحری بیڑے کے اندر خوابوں کے دریچوں سے نکلتی صدیوں کی فتنہ گری کو برباد کر دینے والی گمشدہ لمحوں کی ہولناک پکار کی طرح آن گھسے تھے وہ دوریا کے بحری بیڑے پر زندگی کو لہولہو کر دینے والی ہولناک عذاب، رتوں بدنوں کا نکھار رنگ، خزاں رسیدہ کے زوال کا شکار کرتی آندھیوں اور زندگی کا رس چوس کر روحوں کو قبض کر لینے والے [عق]ابوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

خیرالدین باربروسہ اس کے سالاروں اور ملاحوں کا یہ حملہ ایسا زوردار تھا کہ دوریا اور اس کے ملاح یہ محسوس کرنے لگے جیسے پاؤں تلے زمین اور سر پر کوئی سایہ نہ رہنے دینے والے جلتے سورج کے لاختم سفر نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا ہو۔

دوریا اور اس کے ملاحوں نے اپنی زندگی بچانے کے لئے دفاع کرنے کے بعد [انتہائی] اختیار کی اپنی طرف سے انہوں نے چنگیز خان کی ساری ہلاکت خیزی ہلاکو کی [سار]ی خونخواری سے کام لیتے ہوئے خیرالدین باربروسہ کے اس حملے کو ناکام کرنے کی [کوش]ش کی لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔

خیرالدین اور اس کے ملاح اب بڑی تیزی سے دوریا اور اس کے ملاحوں کو ایک طرف [گ]ھیرنے لگے تھے انہوں نے چاروں طرف سے دوریا کے بحری بیڑے پر جسم و جان [ک]و جلا جانے والی شعلے برساتی موت اور صحراؤں کی اندھی وحشت اور خون آشام شاہینوں کی [طرح] جھپٹتے ہوئے حملے کرنے شروع کر دیئے تھے اور دشمن کے ملاحوں کو بڑی تیزی سے [کاٹ]تے ہوئے ان کی تعداد بھی کم کرنا شروع کر چکے تھے۔

کھلے سمندر کے ابھرتے سینے پر تھوڑی دیر کے لئے خیرالدین باربروسہ اور دوریا کے [درمی]ان ہولناک جنگ ہوئی پھر دوریا نے اندازہ لگا لیا کہ اگر اس نے خیرالدین باربروسہ [ک]ی طرح جنگ جاری رکھی تو خیرالدین باربروسہ اس کے سارے لشکر کو کاٹ کر رکھ [دے] گا اور ان کو سمندر میں ڈبو کر چلتا بنے گا۔

لہٰذا اپنے آپ کو بچانے کے لئے دوریا نے پسپائی اختیار کی شکست کو تسلیم کیا اور بھاگ [کھڑا] ہوا۔

جس وقت دوریا اپنے بحری بیڑے کو لے کر بھاگا تب اپنے جہاز کے عرشے پر اپنے ہاتھ میں خون آلود تلوار لئے خیرالدین باربروسہ نے بڑا ناشر الصوت اپنے منہ سے لگایا اور دوریا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔

''دوریا! تم یہ افواہ اڑا رہے تھے کہ میں تم سے چھپتا پھرتا ہوں دیکھو میں تم سے چھپتا پھرتا ہوں یا تم میرے آگے بھاگتے ہو دوریا! میری ایک بات یاد رکھنا عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ یہ سمندر میرے بائیں ہاتھ کی مٹھی میں اور تمہارا اٹلی میرے دائیں ہاتھ کی مٹھی میں ہوگا اور میں ان سب کو ہلا اور لرزا کر رکھ دوں گا۔''

بہر حال دوریا شکست کھا کر بھاگ گیا جبکہ خیرالدین باربروسہ اناج لے کر آنے والے جہازوں کی طرف بڑھا اور انہیں اپنی حفاظت میں اپنے ساتھ لے کر قسطنطنیہ کا رخ کر رہا تھا۔

✡✡✡

لبی قبیلے کا سردار ثعلب بن حلوان لیونش کی حویلی میں داخل ہوا تھا صحن سے گزرنے بعد جب دیوان خانہ میں داخل ہوا تب وہاں اس وقت لیونش اکیلا بیٹھا ہوا تھا ثعلب لوان کو دیکھتے ہی لیونش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اس کی حالت سے لگتا تھا جیسے وہ بڑی ینی اور بڑی بے تابی سے ثعلب بن حلوان ہی کا انتظار کر رہا ہو۔

ثعلب بن حلوان جب دیوان خانہ میں داخل ہوا تو لیونش نے آگے بڑھ کر بڑے پر انداز میں اس سے مصافحہ کیا دونوں جب نشستوں پر بیٹھ گئے تب استفہامیہ سے انداز علب بن حلوان نے لیونش کی طرف دیکھتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

''کیا آپ نے مجھے بلایا ہے؟'' لیونش نے سوچ بچار کے انداز میں پہلے اثبات میں ن ہلائی پھر کمرے میں اس کی آواز گونجی تھی۔

''ابن حلوان! یقیناً میں نے تمہیں بلایا ہے اور بلایا بھی ایک انتہائی اہم موضوع پر غور نے کے لئے موضوع بھی ایسا ہے جس کے چاروں طرف خطرے ہیں اور اگر ہم نے طریقے سے اس سے نمٹنے کی کوشش نہ کی تو نہ صرف میں خطرات میں پھنس جاؤں گا بھی چاروں طرف سے اندیشوں میں گھر سکتے ہو۔''

جب تک لیونش بولتا رہا بڑی فکر مندی اور تحیر خیز سے انداز میں ثعلب بن حلوان اس کی دیکھتا رہا جب وہ رکا تب ابن حلوان نے اسے مخاطب کیا۔

''نش! یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو؟ کھل کر کہو میں سمجھتا نہیں تم کیا کہنا چاہتے

نش نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری پھر کہنے لگا۔ ''ابن حلوان! مسئلہ دراصل کچھ ہے کہ جن دو ملاحوں کو مار کر تمہاری حویلی کی دیوار کے اوپر ڈال دیا گیا تھا اس واردات نے والے کچھ دشمنوں کا تعلق ہے مرنے والے ان ماہی گیروں نے کھل کر تو نہیں بتایا یرے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے دبے دبے الفاظ میں کچھ اس طرف اشارہ کی کوشش کی تھی کہ قحطانی قبیلے کے سردار کعب بن عامر کی بیٹی نام جس کا معاذ ہے وہ

دو ایک بار ساحل پر حسن کرسو سے ملی تھی۔"

لیونش رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ "ابن حلوان! یہ مسئلہ بڑا سنگین ہے میرے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ دو مرنے والے ماہی گیروں نے کھل کر انہیں بتایا کہ معاذ حسن کرسو سے ملتی ہے لیکن ان کا کہنا ہے کہ جس وقت حسن کرسو یہاں اپنے دادا کو ملنے کے لئے آیا کرتا تھا تو اس کے جھونپڑے کے قریب انہوں نے حسن کرسو اور معاذ کو قریب قریب کھڑے دیکھا تو انہوں نے مجھ سے یہ تو نہیں بتایا کہ حسن کرسو سے معاذ کا کوئی تعلق یا واسطہ ہے لیکن میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ آخر کعب بن عامر کی بیٹی معاذ حسن کرسو سے کیوں ملی؟ کیوں اس کے پاس جا کر کھڑی ہوئی آخر ان دونوں کے درمیان کوئی تعلق کوئی واسطہ کوئی رابطہ تو ہوگا۔"

لیونش جب خاموش ہوا تب کسی قدر فکر انگیز انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے تفکرات بھری آواز میں ابن حلوان کہنے لگا۔ "لیونش! اگر مرنے والے ان ماہی گیروں نے اشارہ کیا تھا کہ انہوں نے حسن کرسو کے قریب کعب بن عامر کی بیٹی معاذ کو دیکھا تھا تو پھر اس کے ردعمل کے طور پر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

لمحہ بھر کے لئے لیونش نے اپنی گردن جھکا کر سوچا پھر دوبارہ وہ کہہ رہا تھا۔ "ابن حلوان میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح کعب بن عامر کی بیٹی معاذ کو اٹھا کر یہاں لایا جائے حسن کرسو سے متعلق اس سے تفتیش کی جائے پوچھ گچھ کی جائے سختی سے بھی کام لیا جائے اگر وہ مان جائے کہ وہ حسن کرسو سے ملتی رہی ہے اس کے ساتھ اس کا رابطہ تعلق رہا ہے تو پھر ہم اس سے یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ جب اپنی ماں اور بہن کو لے کر حسن کرسو یہاں آیا تب اس نے کہاں پناہ لی چھپ گیا اور کس طرح ہمارے ہاتھوں سے بچ گیا؟ میرے خیال میں اگر کعب بن عامر کی بیٹی معاذ اس راز سے پردہ اٹھا دے تو پھر حسن کرسو کے خلاف حرکت میں آنا ہمارے لئے آسان ہو جائے گا۔"

جواب میں ثعلب بن حلوان کہنے لگا۔ "لیونش! اگر معاذ نے انکار کر دیا کہ وہ حسن کرسو کو نہیں جانتی نہ اس سے کوئی رابطہ ہے تو پھر کیا کرو گے؟"

"اس پر سختی کریں گے۔" ثعلب بن حلوان کی طرف دیکھتے ہوئے لیونش نے کہا تھا۔

"اگر وہ پھر بھی نہ مانی تب؟" خوفزدہ انداز میں ثعلب بن حلوان نے لیونش کو مخاطب کیا تھا۔

"اگر وہ پھر بھی نہ مانی تو میں سمجھتا ہوں اسے رہا کر دیں گے اور اسے گھر جانے دیں گے۔"

لیونش جب خاموش ہوا تب ثعلب بن حلوان کہنے لگا۔ "لیونش! یہ قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا

سنگین معاملہ ہے کسی کی بیٹی کو اٹھا کر یہاں اس طرح لانا ایک طوفان بھی کھڑا کر سکتا ہے۔"

اس پر لیونش چھاتی تان کر یہ کہنے لگا۔ "کوئی طوفان نہیں اٹھے گا زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ قحطانی قبیلے کا سردار کعب بن عامر یا اس کا ہمنوا عدنانی قبیلے کا سردار سعد بن سلامہ اٹھ کھڑا ہوگا اگر ان دونوں نے ایسا کرنے کی کوشش کی اور اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ وہ ہمارے خلاف حرکت میں آئے تو میں سمجھتا ہوں ان دونوں کو کچل کر رکھ دیا جائے گا۔

اس پر غور و تفکر میں ڈوبے رہنے کے بعد ثعلب بن حلوان پھر بول اٹھا۔ "لیونش! تم نہ حالات کو سمجھ رہے ہو اور نہ البشارات کی سیاست کو جانتے ہو اگر یہ سردار یعنی کعب بن عامر اور سعد بن سلامہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے تو یاد رکھنا پوری البشارات کی وادی کے اندر ایک آگ بھڑک اٹھے گی ایک ایسی بغاوت اٹھے گی جو ایک بار برسوں پہلے اٹھی جس میں ہسپانیہ کے بڑے بڑے اعلیٰ جرنیل و سالار اور لشکری اس بغاوت کے دوران موت کا لقمہ بن گئے تھے لہٰذا میں تم سے کہوں گا کہ کعب بن عامر کی بیٹی سے متعلق کوئی فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کرنا۔

اس لئے کہ یہ ایک لڑکی کا ایک خاندان کی عصمت و عفت کا معاملہ ہے اگر اس میں کعب بن عامر کا بیٹا ملوث ہوتا تو پھر معاملہ کچھ اور ہوتا ہم کعب بن عامر سے اجازت لے کر بھی اس سے پوچھ گچھ کر سکتے تھے لیکن یہاں معاملہ اس کی بیٹی کا ہے اگر ہم اسے یہ کہتے ہیں کہ وہ حسن کرسو سے ملتی رہی ہے تو اس طرح سے ہم اس پر الزام تراشی بھی کریں گے کعب بن عامر اور اس کے لواحقین کسی بھی صورت برداشت نہیں کریں گے ذرا سوچو ہم کعب بن عامر کی بیٹی کو کس طرح اٹھائیں گے جب تمہارے ہمنوا اسے اٹھا رہے ہوں گے تب کسی نے دیکھ لیا تو یاد رکھنا جو لوگ اسے اٹھانے جائیں گے وہ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے اس بناء پر لیونش میں تم سے کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں انتہائی غور و فکر کے بعد کوئی مناسب قدم اٹھانا۔"

جواب میں لیونش نے کچھ سوچا پھر ثعلب بن حلوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "ابن حلوان! ابھی میں نے کوئی قدم نہیں اٹھایا تمہارے علاوہ میں نے خانقاہوں کے بڑے راہب بطروش کو بھی طلب کیا ہے وہ بھی تھوڑی دیر تک یہاں پہنچ جائے گا اس سلسلے میں اس سے بھی مشورہ کرتے ہیں اور پھر سب مل کر کوئی درمیانی راستہ تلاش کرنے کی کوشش کریں گے میرے خیال میں راہب بطروش کو ابھی تک آ جانا چاہئے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد لیونش خاموش ہو گیا دونوں کچھ دیر تک خاموش رہ کر سوچ و بچار

کرنے کے بعد بطروش کی آمد کا بھی انتظار کرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر بعد بطروش وہاں داخل ہوا لیونش اور ثعلب بن حلوان نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا بہترین استقبال کیا اسے عزت واحترام دیا پرجوش انداز میں اس سے مصافحہ کیا۔

ان دونوں کے سامنے بطروش بیٹھ گیا پھر لیونش کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھ لیا۔ ”لیونش تم نے مجھے بلایا ہے خیریت تو ہے اس وقت جو تمہارے پاس شلحی قبیلے کا سردار ثعلب بن حلوان بیٹھا ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں خیریت نہیں ہے۔“

جواب میں لیونش مسکرایا اور ہونٹوں پر اس نے زبان پھیری اور اس سے پہلے اس کے اور ثعلب بن حلوان کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی تفصیل کے ساتھ وہ اس نے بطروش سے کہہ دی تھی۔

کچھ دیر تک گہری خاموشی رہی بطروش کی گردن جھکی رہی وہ سوچ رہا تھا کہ اس دوران لیونش اور ثعلب بن حلوان دونوں فکرمند انداز میں اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد بطروش نے اپنی گردن سیدھی کی تھی اور ایک گہری نگاہ باری باری اس نے ثعلب بن حلوان اور لیونش پر ڈالی اس کے بعد اس کمرے میں اس کی فکرانگیز آواز سنائی دی تھی۔

”لیونش! یہ جو تفصیل تم نے بتائی ہے یاد رکھنا یہ کوئی معمولی معاملہ نہیں ہے اس میں خطرات وخدشات بھی اٹھ سکتے ہیں جہاں تک تمہارا اندیشہ ہے کہ پھر ملاحوں نے دبے دبے الفاظ میں یہ کہا ہے کہ انہوں نے کعب بن عامر کی بیٹی معاذ کو ساحل پر حسن کرسو کے ساتھ دیکھا ہے تو کل کو اگر تم سے یہ کہا جائے کہ حسن کرسو کے قریب ساحل کے کچھ ملاحوں کو دیکھا گیا تھا تو کیا تم سب ملاحوں کو پکڑ کر زندان میں ڈال دو گے ان کا خاتمہ کر دو گے۔

دیکھو اگر حسن کرسو اپنے دادا سے ملنے کے لئے یہاں آتا رہا ہے تو کئی ملاح بھی اس کے قریب کھڑے رہتے ہوں گے اور اگر کوئی ملاح اور ماہی گیر اس موقع پر مزاحمت کرتا تو تم کیا خیال کرتے ہو حسن کرسو انہیں کھلی چھٹی دے دیتا ان کا خاتمہ کر کے چلا جاتا لہٰذا ساحل کا کوئی آدمی اس کے خلاف حرکت میں نہیں آسکتا۔

جہاں تک کعب بن عامر کی بیٹی معاذ کا تعلق ہے تو یہ تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کا باپ اور اس کے گھر والے اس کام میں ملوث نہیں ہیں نہ کبھی حسن کرسو ان کی بستی کی طرف آیا ہے اگر آتا بھی تو ہماری نظروں میں آتا اور اگر ہم اسے دیکھ لیتے تو لیونش کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم اس کی آمد کو تم سے چھپاتے؟“

بطروش کی اس گفتگو سے لیونش کسی قدر خوف زدہ ہو گیا تھا بڑے سہمے سے انداز میں

نے لگا۔ ”نہیں مقدس باپ! میرے کہنے کا مقصد یہ نہیں تھا اگر آپ اسے دیکھتے تو یقیناً اسے گرفتار کرانے کی کوشش کرتے لیکن جو ملاحوں نے اشارہ دیا ہے کہ کعب بن عامر بیٹی کو ساحل پر حسن کرسو کے ساتھ دیکھا گیا ہے تو سب سے پہلے میرے ذہن میں یہ ال اٹھتا ہے کہ آخر کعب بن عامر کی بیٹی ساحل پر لینے کیا گئی تھی؟“

بطروش کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر لیونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ”تم ب بن عامر اور بستی کے حالات سے واقف نہیں ہو میری خانقاہیں چونکہ ان کے قریب لہٰذا میں ان کی حرکات وسکنات سے واقف ہوں۔

دیکھو لیونش جہاں تک کعب بن عامر کی بیٹی معاذ کا تعلق ہے تو وہ صبح وشام سمندر کے حل کی طرف جاتی ہے ہو سکتا ہے ثعلب بن حلوان کو اس کی خبر ہو اگر نہیں تو میں تفصیل تا ہوں۔

کعب بن عامر کے اہل خانہ کو اس وقت سے جانتا ہوں جب نابیل اور اس کی چھوٹی معاذ کم عمر تھیں بچپن سے ہی ان کا یہ طریق کار ہے کہ وہ اپنے غلام بسیط کے ساتھ صبح و گھڑ دوڑ کے لئے ساحل سمندر کی طرف جاتی رہی ہیں اب کعب بن عامر کی بڑی بیٹی ل کی تو شادی ہو چکی ہے جبکہ معاذ حسب معمول اپنے غلام بسیط کے ساتھ صبح وشام ل سمندر کی طرف جاتی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ کسی صبح یا کسی شام کو ساحل کی طرف گئی ہو اور اپنے دادا سے ملنے کے لئے حسن کرسو آیا ہو اور کسی ماہی گیر نے ان دونوں کو قریب دیکھ لیا ہو میں سمجھتا ہوں یہ کوئی بڑا اور خطرناک واقع نہیں ہے اور اس سلسلہ میں......“

یہاں تک کہتے کہتے بطروش کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے لیونش اٹھا تھا۔ ”محترم بطروش! کیا آپ چاہتے ہیں ہمیں اس سلسلے میں کعب بن عامر کی بیٹی سے کوئی باز پرس نہیں کرنی چاہئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے حسن کرسو کے ساتھ بطہ ہوں اور گھر والوں کو خبر نہ ہو ایسی صورت میں تو ہم اس سے بہت سی مفید معلومات ل کر سکتے ہیں۔“

بطروش جب خاموش ہوا تو فوراً لیونش نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہنا شروع ”محترم بطروش! میرے کہنے کا مقصد یہ نہیں کہ اس کی طرف سے ہمیں آنکھیں بند کر لینی ہیں اور یہ کہ اگر وہ کسی غلط کام میں ملوث ہو تو ہمیں باز پرس نہیں کرنی چاہئے۔ جیسا سکتے ہیں ہمیں کرنا چاہئے میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اس سلسلے میں ہمیں احتیاط سے لینا ہو گا یہ لڑکی کا معاملہ ہے اس سلسلے میں اگر کوئی نوجوان ملوث ہوتا تو اتنی بڑی بات

نہ ہوتی لیکن لڑکی کے معاملے میں کئی قباحتیں کھڑی ہو سکتی ہیں اس کی عزت اس کی عفت اور اس کی عصمت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے بڑے دھیمے اور ٹھنڈے مزاج کے لوگ برہم ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں ماضی میں ان حالات کی وجہ سے کئی کئی بار البشارات فساد کی صورت اختیار کر چکا ہے اگر آپ کعب بن عامر کی بیٹی معاذ کو پکڑ کر اس سے معلومات حاصل ہی کر چاہتے ہیں تو اس سلسلے میں بڑی راز داری بڑی دانشمندی سے کام لینا ہوگا۔''

بطروش جب خاموش ہوا تو اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے لیونش کہنے لگا۔''آپ کی آمد سے پہلے میں اس موضوع پر ثعلب بن حلوان سے گفتگو کر رہا تھا اس گفتگو کو میں انجام اس لئے نہیں دیا کہ آپ کی آمد کا انتظار تھا اب میں آپ ہی سے پوچھتا ہوں ہمیں اس معاذ کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد لیونش رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا ''عظیم بطروش! البشارات میں جتنے عرب قبائل ہیں ان کی فطرت ان کی سرشت سے ہم بھی اچھی طرح واقف ہوں لہٰذا ہمیں معاذ پر ہاتھ ڈالنے کے لئے کوئی بڑا ہی محتاط طریقہ استعمال کرنا ہوگا۔

ہم نہ تو کعب بن عامر کی حویلی میں جا کر اس کی بیٹی کو گرفتار کر سکتے ہیں نہ ہی دن کے وقت ہمارے آدمی اس پر گرفت کر سکتے ہیں اس لئے کہ اگر کسی کو خبر ہوگئی کہ میں نے ثعلب بن حلوان نے کعب بن عامر کی بیٹی معاذ کو اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے اور ثعلب بن حلوان کے خلاف ان علاقوں میں وہ طوفان اٹھے گا جسے کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جائے گا اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ بطروش آپ کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

ہمارا کام بھی ہو جائے اور معاذ کو پکڑ کر ہم احسن طریقے پر معلومات بھی حاصل کر لیں اور اس سلسلے میں اس کے ماں باپ اور عرب قبائل کی طرف سے کسی رد عمل کا بھی اظہار نہ ہو۔

بطروش تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر سوچتا رہا بڑا فکر مند پریشان ہو گیا تھا کچھ دیر خاموشی رہی پھر بطروش نے لیونش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''اس سلسلے میں میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔''

بطروش کے ان الفاظ پر جہاں ثعلب بن حلوان چونکا تھا وہاں لیونش بھی بڑے اشتیاق بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ فوراً بولا۔''بطروش! میرے عزیز! اگر آپ کے

ذہن میں کوئی ایسی ترکیب ہے کہ ہمارا کام ہو جائے تو آپ کہیں وہ کیا ہے؟''

جواب میں لمحہ بھر کے لئے باری باری بطروش نے ثعلب بن حلوان اور لیونش کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔''لیونش! میرے عزیز! تم جانتے ہو یا جیسے کہ میں پہلے بتا چکا ہوں معاذ اپنے غلام بسیط کے ساتھ صبح و شام گھڑ دوڑ کے لئے ساحل سمندر کی طرف جاتی ہے آپ کچھ دن انتظار کریں پھر میں ایک دن مقرر کروں گا دن کی اطلاع تمہیں دے دوں گا تم اس دن کے لئے تیار رہنا اپنے مسلح جوانوں کو بھی تیار کر لینا۔

لائحہ عمل کچھ اس طرح ہوگا کہ جو روز مقرر کیا جائے گا اس روز معاذ اپنے غلام بسیط کے ساتھ ساحل سمندر کا رخ کرے گی تو میں اور میرے چند راہب بھی ساتھ ہو لیں گے آپ جانتے ہیں کہ ہم راہب بھی کبھی کبھی گھڑ دوڑ کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں اس روز میں اور میرے ساتھی بھی ایسا ہی کریں گے تب معاذ اور بسیط کے ساتھ میرے اور میرے ساتھیوں کے جانے کی وجہ سے معمول میں یہ فرق آئے گا کہ ہم معاذ اور بسیط کو زیادہ دیر ساحل سمندر پر روک لیں گے۔ باتوں باتوں میں زیادہ وقت گزار دیں گے جب سورج غروب ہو جائے گا اندھیرا پھیلنا شروع ہو جائے گا تب ہم معاذ اور کو رخصت کر دیں گے اس طرح معاذ اور بسیط جب ساحل سمندر سے اپنی بستی کی طرف آئیں تو راستے میں آپ کے مقرر کردہ مسلح جوان ان پر وارد ہو جائیں دونوں کو اٹھا لیں اور یہاں لے آئیں اور ان سے اپنے مطلب کی اطلاعات مل جائیں تو پھر انہیں یہیں روک لیا جائے اور نہ ملیں تو انہیں واپس جانے دیا جائے تاکہ کوئی بڑا فساد نہ اٹھے اور ہاں ان دونوں کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر رکھنا کہ کوئی یہ نہ جان سکے کہ ان دونوں کو کس نے اٹھایا اور اٹھا کے ان دونوں کو کہاں لے جایا گیا۔ بطروش جب خاموش ہوا تو بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لیونش کہنے لگا۔

''محترم بطروش! جو طریقہ آپ نے بتایا ہے میں سمجھتا ہوں اس سے بہتر اس سے اچھا اور زیادہ محتاط طریقہ کوئی ہو ہی نہیں سکتا لیکن اس موقع پر میں آپ سے یہ کہوں کہ بسیط کو تو ہم اس سے پہلے بھی اٹھا چکے ہیں اگر سختی بھی کی گئی اس کے نتیجے میں جو کچھ ہم نے اس سے اخذ کیا وہ یہ تھا کہ بسیط کچھ نہیں جانتا۔ اگر وہ کچھ جانتا ہوتا تو ضرور ہمارے سامنے اگل دیتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس بناء پر ہم نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ اب معاذ کے ساتھ بسیط کو اٹھانے سے کیا فائدہ ہوگا؟''

اس پر بطروش فکر مندی سے لیونش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''دیکھو لیونش ہم نے بڑا محتاط ہو کر یہ کام کرنا ہے اگر تم صرف معاذ کو اٹھاؤ گے اور بسیط کو

چھوڑ دو گے تو یاد رکھنا بسیط سیدھا گھر جائے گا اور جا کر سارے واقعہ کی اطلاع کعب بن عامر کو دے دیگا اور کعب بن عامر کی بستی کے مسلح جوان اسی وقت چاروں طرف پھیل کر معاذ کو تلاش کرنا شروع کر دیں گے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یاد رکھنا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہو گا۔ اس لیے معاذ کے ساتھ بسیط کا آنا بھی ضروری ہے۔ اسی میں ہم سب کا تحفظ ہے۔ لیونش! اگر ایسا کرنے کے بعد ہمیں معاذ سے ضروری اطلاعات ملتی ہیں تو پھر معاذ کو روک لیا جائے گا۔ اس کو روکنے کا ہمارے پاس ایک بہانہ اور جواز ہو گا اور بسیط کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اس کے بعد اعلانیہ طور پر کعب بن عامر کو اطلاع دی جائے گی کہ اسکی بیٹی یہاں ہمارے پاس موجود ہے اور اس نے ان ان باتوں کا اقرار کیا ہے جب ایسا ہو گا تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کعب بن عامر ہی نہیں اردگرد دوسرے جتنے عرب سردار ہیں باغی پن اختیار نہیں کریں گے۔

ساتھ ہی میں تم لوگوں سے یہ بھی کہوں کہ اگر بسیط کی جگہ معاذ نے بھی کچھ نہ بتایا تو پھر یہ سمجھنا کہ بسیط کی طرح وہ بھی کچھ نہیں جانتی۔ لہٰذا جس طرح تم لوگوں نے بسیط کی آنکھیں باندھ کر ایک جگہ ڈال دیا تھا ویسے ہی بسیط اور معاذ دونوں کو ڈال دینا۔ اس طرح جو کام ہم کرنا چاہتے ہیں وہ بھی اپنے انجام کو پہنچے گا اور ہم پر کوئی حرف گیری بھی نہیں ہو گی۔ اب بتاؤ اس سلسلے میں تم لوگ کیا کہتے ہو؟“

اس پر لیونش بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

”بطروش! میرے عزیز جو کچھ آپ نے کہا ہے یہی ہم دونوں کے لیے بھی آخری ہے اب میں بڑی بے چینی سے آپ کے مقرر کردہ اس دن کا انتظار کروں گا جس روز مجھے معاذ کو ساحل سمندر اور کعب بن عامر کی بستی کے درمیان سے اٹھانا ہو گا۔“

لیونش کے ان الفاظ کے ساتھ ہی بطروش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”تو پھر معاملہ طے ہوا اب مجھے جانے کی اجازت دیں ایک دن مقرر کر کے میں آپ کو اس کی اطلاع کروں گا۔“

اس کے ساتھ ہی بطروش نے پر جوش انداز میں باری باری لیونش اور ثعلب بن حلوان سے مصافحہ کیا اس کے بعد وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔

سلطان سلیمان اپنے عالیشان قصر کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک حاجب اندر آیا سلطان کو تعظیم دینے کے بعد اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”سلطان محترم فرانس کا ایک سفیر نام جسکا لافورے ہے وہ قسطنطنیہ میں داخل ہوا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی التجا کرتا ہے۔“

سلطان سلیمان کے لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ پھر اپنے داروغہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”یہ فرانسیسی سفیر بار بار ہمارے پاس آجاتے ہیں۔ آخر یہ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟“

اس پر داروغہ نے سر کو خم کیا اور کہنے لگا۔

”سلطان محترم! میں نے اس سے استفسار نہیں کیا وہ کس کام کے لیے حاضر ہوا ہے؟ تاہم اجازت دیں تو آپ کی خدمت میں اسے پیش کروں۔“

سلطان منہ سے کچھ نہ بولا مسکراتے ہوئے جب اس نے اثبات میں گردن ہلائی تب داروغہ باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد فرانسیسی سفیر جس کا نام لافورے تھا وہ کمرے میں داخل ہوا کمرے میں اس وقت سلطان کے پاس اس کے محافظ دستوں کے سالار کے علاوہ دوسرے بڑے سالار و وزیر عمائدین بیٹھے ہوئے تھے۔ سلطان کو تعظیم دینے کے بعد لافورے نے اپنا تعارف کروایا پھر جب سلطان نے ایک نشست کی طرف اشارہ کیا تب وہ بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس کمرے میں سلطان کی آواز سنائی دی تھی۔

”کہو تمہارے بادشاہ فرانس نے اب کس مقصد کے تحت تمہیں میری طرف روانہ کیا ہے؟“

لافورے سے متعلق مورخین لکھتے ہیں کہ یہ بڑا شائستہ اور بڑا دانشمند شخص تھا سلطان نے جب اس سے سوال کیا تب اس نے ایک گہری نگاہ سلطان پر ڈالی اور پھر کہنے لگا۔

”سلطان محترم! آپ جانتے ہیں ہمارے بادشاہ فرانس اسپین کے بادشاہ چارلس کا بد ترین دشمن ہے۔ چارلس نے اٹلی پر قبضہ کر کے ایک طرح سے فرانس کے لیے خدشات پیدا کر دیے ہیں۔ ہمارا بادشاہ چاہتا ہے کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ جنوبی اٹلی پر حملہ آور ہو کر اٹلی کے شہر نیپلز پر قبضہ کر لیں۔ ایسا کرنا آپ کے لیے آسان ہے۔ اس لیے کہ آپ کے لشکر کو آپ کا امیر البحر باربروسہ بڑی آسانی سے اٹلی کے ساحل پر پہنچا سکتا ہے اور آپ

کے لشکر کے لیے نیپلز پر قبضہ کرنا کوئی مشکل کام بھی نہیں ہے۔''

اس دوران ہمارا بادشاہ بھی اپنے ردعمل کا اظہار کرے گا جس وقت آپ نیپلز پر قبضہ کر لیں گے ہمارا بادشاہ کوہستان کے پشتی حصے سے شمالی اٹلی پر یورش کر دے گا اس طرح آپ اور ہمارے بادشاہ اٹلی کو مساویانہ طور پر آدھا آدھا تقسیم کر لیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد لافورے جب خاموش ہوا تب سلطان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اس کے علاوہ اور بھی تمہارے بادشاہ نے کچھ کہا ہے۔'' لافورے کو کچھ حوصلہ ہوا کہنے لگا۔

''ہمارے بادشاہ نے آپ سے یہ گذارش کی ہے کہ آپ ہمیں ایک لاکھ اشرفی کی امداد دیں۔ ہمارے بادشاہ کا کہنا ہے کہ آپ جیسے عالیشان سلطان کے لیے یہ رقم کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ اس رقم سے ہم اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر کے کوہستان الپس کے پیچھے سے ہوتے ہوئے شمالی اٹلی پر حملہ کر سکتے ہیں۔''

لافورے جب خاموش ہوا تب جستجو کے انداز میں سلطان نے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''تم لوگوں نے ہم سے تو یہ مراعات مانگی ہیں ان کے بدلے ہمارے متعلق کیا کہتے ہو۔''

لافورے نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری پھر کہنے لگا۔

''سلطان محترم! اس کے جواب میں ہمارا بادشاہ آپ کو خفیہ پیش کش کرتا ہے کہ وہ آپ کے پاس ایک فرانسیسی سفیر بھیجے گا۔ مساوات کی بنیاد پر معاونت دوستی اور تجارت کا معاہدہ کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی ہمارا بادشاہ آپ سے یہ بھی عہد کرتا ہے کہ جب آپ یا آپ کا کوئی سالار اٹلی پر حملہ آور ہو گا تو ہمارا بادشاہ تمام عالم نصرانیت کو اس سلسلے میں خاموش رکھے گا اور کسی کو بھی آپ کے خلاف جنگ کرنے نہیں دے گا۔ یہ بھی عہد دیتا ہے کہ اس سلسلے میں یورپ کی کوئی قوت چارلس کا ساتھ نہیں دے گی۔ ساتھ ہی ہمارا بادشاہ آپ کے ساتھ مل کر دنیا بھر میں امن قائم کرنے میں مدد دے گا۔''

مسلمانوں کے عظیم سلطان ہمارے بادشاہ کا یہ بھی خیال ہے کہ جب تک ہسپانیہ کے ضدی بادشاہ چارلس کو اس قدر کمزور نہ کر دیا جائے کہ وہ مقاومت کرنے کے قابل نہ رہے اور مجبور ہو کر عالمگیر امن قائم کرنے پر آمادہ نہ ہو جائے، اس وقت تک ایشیا اور یورپ میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔''

گو اس موقع پر سلطان کا دانشمند وزیر ابراہیم موجود نہ تھا ختم ہو چکا تھا لیکن ایسے نازک

موقعوں پر سلطان اصل حقیقت کو بڑی آسانی سے بھانپ لیا کرتا تھا۔ سلطان باہمی معاہدے کا تو حامی تھا لیکن اس کے ساتھ جنگ کے لیے جو مالی امداد کی شرط تھی اسے اس نے بڑی شک کی نظر سے دیکھا تھا اور فرانسیسی سفیر سے کہا۔

''میں یہ کیسے اعتبار کر لوں کہ تمہارا بادشاہ عہد شکنی نہیں کرے گا۔'' اس پر لافورے سلطان کو اس سلسلے میں یقین دلانے لگا تھا۔

سلطان سلیمان کو اس زمانے میں ایشیا کے معاملات میں بہت الجھا ہوا تھا اور وہ دریائے نیل میں کشتیوں کا ایک بہت بڑا بحری بیڑا تیار کر رہا تھا۔ جس سے متعلق اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس بحری بیڑے سے اس تنگ خاکنائے کو عبور کرے گا جو بحیرہ روم اور بحیرہ قلزم کے درمیان حائل ہے اور اس کے بعد مشرقی سمندروں کی چھان بین کے لیے اپنا بیڑا ان طرف روانہ کرے گا۔ بہر حال اس موقع پر فرانس کے بادشاہ نے جس کے کردار میں دانشمندی اور جھوٹی آن بان ہمیشہ زیادہ تھی یہ تجویز پیش کی تھی کہ اسپین کے بادشاہ کو زیر کیا جائے کیونکہ فرانس اسے اپنا حریف اعظم خیال کرتا تھا۔ اسے زیر کرنے کے لیے اسے سلطان سلیمان کی مدد کی ضرورت تھی۔ اس لیے کہ وہ اکیلا چارلس پر ضرب نہیں لگا سکتا تھا۔

اٹلی کی حیثیت چونکہ چارلس کے مقبوضہ جات کی تھی لہٰذا فرانس جانتا تھا جب اٹلی پر حملہ آور ہو تو اٹلی کی حفاظت کے لیے چارلس ضرور آئے گا اور جب زندگی میں پہلی بار چارلس کے لشکروں کا واسطہ ترکوں سے پڑے گا تو پھر جنگ کے دوران ترک چارلس اور اس کے لشکریوں کو دھان کی بوائی کے لیے بننے والے کھیت کی طرح کنگال کر کر رکھ دیں گے۔''

فرانس کے بادشاہ کی اس پیش کش میں بڑی ترغیب تھی۔ سلطان سلیمان خود چاہتا تھا کہ اسپین کے بادشاہ چارلس کو ایسے محاذ پر کھینچ لانا چاہیے جہاں اسے ترکوں کے لشکر سے پالا پڑے اور ترک اسے زیر کریں اور اس کا سارا گھمنڈ اور تکبر جاتا رہے اور ساتھ ہی وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ یورپ کی سرحدوں پر امن اور عافیت ہونی چاہیے اور یہ اس کی اولین خواہش تھا۔ لہٰذا اس نے تھوڑی سی ہچکچاہٹ کے ساتھ لافورے کی اس پیشکش کو قبول کر لیا۔ اس طرح لافورے کے ذریعہ فرانس اور سلطان سلیمان کے درمیان دائمی دوستی اور تجارت کے معاہدے پر سمجھوتا ہو گیا جو ترکوں اور فرانسیسیوں کو ایک دوسرے سے مربوط کر سکتا تھا۔

سلطان سلیمان اور فرانس کے بادشاہ فرانس کے درمیان ہونے والے اس معاہدے کے ذریعہ سلطان نے فرانسیسیوں کے تجارتی بیڑوں کو محصول سے بری کر دیا تھا اور اپنی سلطنت میں انہیں تجارت کی بھی سہولتیں عطا کی تھیں جو خود ترکوں کو حاصل تھیں۔ ساتھ ہی

وہ حقوق بھی حاصل رہے جو غیر ملکیوں کو حاصل ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ سلطان سلیمان نے فرانسیسیوں کے لیے یہ رعایت بھی کر دی تھی کہ مسلمانوں کی سلطنت میں ان کے کلیساء، ان کی عدالتیں، ان کے ذاتی معاملات فرانسیسی پرچم تلے رہیں گے اور وہ ترکوں کے قوانین کے پابند نہ ہوں گے۔

یہ معاہدہ جسے ''معاہدۂ مراعات خصوصی'' کا نام دیا گیا تھا بڑا اہم تھا اس کی وجہ سے فرانسیسی قوم کو ترکوں کی سلطنت میں اوروں کے مقابلے میں ترجیحی حقوق حاصل ہو گئے تھے۔ سلیمان کی یہ خواہش پوری ہو گئی کہ یورپ کی بڑی قوموں میں سے ایک سے اس کا عملی رابطہ قائم ہو گیا ہے لیکن اس سے مشرقی اقوام کے درمیان یورپ والوں کو ایک طرح کا نیا حق بھی مل گیا اور وہ یہ کہ ان پر مشرقی حکومت اور ان کے حکمرانوں کا ڈر باقی نہ رہا۔ اسی صلح کے نمونے پر چین جیسی دور دراز مملکت تک سے معاہدے ہوتے رہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ فرانسیسیوں سے اس قسم کا معاہدہ کر کے سلطان سلیمان نے غلطی کی تھی اس لیے کہ اس وقت ترکوں کی طاقت انتہائی عروج پر تھی اور ان کے مقابلے پر فرانس ایک کمزور ملک تھا لیکن جب ترک اور ایشیا کی دوسری قومیں کمزور ہو گئیں تو اپنی مراعات کی وجہ سے ایشیا، یورپ کی چیرہ دستیوں کا نمونہ بھی بن گیا تھا۔

مؤرخین مزید لکھتے ہیں کہ اس معاہدے کے عملی اثرات فوراً ہی ظاہر ہوئے ترکوں کی سلطانت فرانسیسیوں کے لیے ایک طرح کی شاہی نو آبادی بن گئی جس کی وجہ سے فرانسیسیوں کو مشرقی سمندروں تک پہنچنے کا پہلا موقع ملا۔ اسی زمانے میں یورپ کے دوسرے ملک تجارت کی غرض سے فرانسیسی پرچم تلے سفر کرنے لگے کیونکہ فرانسیسیوں کو تجارتی تحفظات کا عہد دے دیا گیا تھا اس لیے اس معاہدے کی دفع کی رو سے یروشلم کے مقامات مقدسہ بھی انہی کے تحفظ میں سمجھے جانے لگے تھے۔

فرانس کے ساتھ سلطان سلیمان کے اس معاہدے کی صرف اتنی اہمیت تھی کہ اس معاہدے کے ذریعے چارلس کے خلاف جو جنگ کرنے کا خفیہ عہد ہوا تھا اس کی پردہ داری کی جائے لیکن یہ پردہ داری زیادہ عرصہ تو قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ بعد میں جب یورپ والوں کو پتہ چلا کہ فرانس کے بادشاہ نے یورپ کے حکمرانوں کو چھوڑ کر مسلمان سلطان کے ساتھ ایسا معاہدہ کیا ہے تو انہوں نے اس معاہدہ کا نام ''ملحدانہ اتحاد'' رکھا اور فرانس کے بادشاہ کو لعنت ملامت کی۔

بعد میں جب اس معاہدے کی خبر اہل وینس کو ہوئی تو وینس پر اس کا اثر یوں ہوا جیسے کسی کے سینے میں بھرپور خنجر گھونپ دیا گیا ہو۔ اس لیے کہ وینس والے سمندری تجارت پر اپنی

حکومت سمجھتے تھے لیکن اس معاہدے کی رو سے ترکی سمندروں میں فرانسیسی تجارت میں ان سے بازی لے گئے تھے اور ان کی تجارت ان کے ہاتھ سے چھنتی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ رد عمل کے طور پر انہوں نے اپنی تجارت کو بحال کرنے کے لیے جان توڑ جدوجہد شروع کر دی تھی۔

بہرحال سلطان سلیمان اور فرانس کے بادشاہ کے درمیان خفیہ معاہدہ ہو گیا جس کی ابھی تک اہل یورپ کو خبر نہ ہوئی تھی۔ اسی دوران خیر الدین باربروسہ اناج سے بھرے ہوئے جہازوں کو بحفاظت لے کر قسطنطنیہ آ گیا اور یہاں سلطان سلیمان سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد اس نے اپنے کارندے اور طلایہ گر یورپی ملکوں اور خصوصیت کے ساتھ اسپین کی طرف پھیلا دیئے جنہوں نے یہ خبر مشہور کر دی کہ خیر الدین باربروسہ بکنا چاہتا ہے۔ خیر الدین باربروسہ کے ان مخبروں نے یورپ اور اسپین کے عیسائیوں میں یہ خبر بھی پھیلانا شروع کر دی کہ باربروسہ اور سلطان سلیمان کے درمیان اخلافات ہی نہیں پیدا ہو گئے بلکہ باربروسہ اور سلطان سلیمان کے سالار اعلیٰ لطفی پاشاہ کے درمیان بھی کافی اختلافات پیدا ہو چکے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ خیر الدین باربروسہ نے اپنا ایک انتہائی راز دار مخبر سپین کی طرف روانہ کیا اور اس نے چارلس کے مقربین سے مل کر چارلس کو یہ پیش کش کی کہ اگر چارلس افریقہ میں جتنا علاقہ اس کے پاس ہے جس میں ٹیونس بھی شامل ہے، خالی کر دے تو اس کے جواب میں خیر الدین باربروسہ ترکی کے سارے بحری بیڑے کو آگ لگا دے گا سلطان سلیمان سے اپنا تعلق ختم کر کے افریقہ میں سکون سے زندگی بسر کرنا شروع کر دے گا۔

اسپین کے بادشاہ چارلس کا بحری بیڑہ بارسلونہ کی بندرگاہ پر دور دور تک پھیلا ہوا تھا اور بندرگاہ میں ایک عجیب و غریب ہلچل پھیلی ہوئی تھی راستے بالکل صاف اور جہازوں پر رنگ و روغن کر کے بالکل نیا بنا دیا گیا تھا۔ اس لیے کہ چارلس بارسلونہ کی بندرگاہ پر اپنے امیر البحر دوریا سے ملنے کے لیے آ رہا تھا یہاں تک کہ بارسلونہ کی بندرگاہ میں چارلس اپنے کچھ عمائدین اور اپنے بیٹے فلپ کے ساتھ بندرگاہ پر کھڑے اس جہاز کے قریب آیا جو دوریا کے تصرف میں رہتا تھا تب جہاز کے سامنے دوریا نے سب کا بہترین استقبال کیا۔ سب جہاز میں داخل ہوئے جہاز کے عرشے پر ہی نشستوں کا بہترین اہتمام کیا گیا تھا جب سب بیٹھ گئے تب دوریا کی طرف دیکھتے ہوئے چارلس کہنے لگا۔

"دوریا! ان دنوں خشکی اور سمندر میں عجیب و غریب خبریں اٹھ رہی ہیں ایسی خبر باربروسہ کا نمائندہ میرے پاس بھی لے کر آیا تھا مجھے امید ہے کہ تم نے بھی ایسی خبریں سنی ہوں گی۔

دوریا نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری ہلکی سی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ کا یہ کہنا ہے کہ خیرالدین باربروسہ اپنے آپ کو بکنے کے لیے پیش کر رہا ہے۔"

جواب میں چارلس مسکرا دیا کہنے لگا۔

"یقیناً یہی خبر ہے جس کے متعلق بات کرنے کے لیے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ اب اس خبر کے جواب میں تم کیا کہتے ہو ہمیں خیرالدین باربروسہ پر اعتبار کر لینا چاہیے یا نہیں؟

میرے سوال کا جواب خوب سوچ سمجھ کر دینا۔ تم جانتے ہو خیرالدین باربروسہ اب تک سمندر کے اندر حکومت کرتا رہا ہے میرے خیال میں کوئی ایسی بڑی بحری جنگ نہیں ہوئی تھی جس میں ہم نے اسے پسپا کیا ہو اور میرے ذہن کے قرطاس پر ایسی بے شمار جنگیں ہیں جس میں اس نے ہمیں بدترین شکستیں دی ہیں۔ اس طرح گویا ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بحری جنگوں میں خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھی ہم پر حاوی رہے ہیں۔

دوریا! خیرالدین باربروسہ اگر بکنا ہی چاہتا ہے تو پھر ہم اس کی قیمت کیوں نہ لگائیں؟ اور وہ جو شرائط پیش کر رہا ہے وہ بھی ہمارے حق میں ہیں۔ اگر وہ ترکوں کے بحری بیڑے کو آگ لگانے میں پہل کر دے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم افریقہ سے اسی وقت تو نہیں نکلیں گے

لیکن بعد میں اس موضوع پر سوچا تو جا سکتا ہے۔ فیصلہ تو ہم نے اپنی مرضی کے مطابق ہی کرنا ہے۔ پہلے وہ ترکوں کے بحری بیڑے کو تباہ کرے کیونکہ اس کے ایسا کرنے سے ہم سمندر کی طرف سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد چارلس رکا پھر سوچا پھر وہ دوریا کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"دوریا! مجھے جواب دینے میں جلد بازی سے کام نہ لینا اور یہ نہ کہہ دینا کہ وہ کٹر مسلمان ہے۔ مسلمانوں کے حق میں وہ اب تک کافی جنگیں لڑ چکا ہے اور کیسے بک سکتا ہے۔ دوریا! خیرالدین باربروسہ ایک بحری قزاق ہی تو ہے اور بحری قزاق جہاں ان کے مفاد ہوں وہاں وہ بکنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اس موقع پر دوریا میں خود تمہاری مثال بھی دیتا ہوں تم بھی تو بنیادی طور پر ایک بحری قزاق ہی تھے اور تم خود اپنے ماضی پر نگاہ دوڑاؤ تم بھی کئی بار میرے بحری بیڑوں کا امیر البحر بننے سے پہلے اپنی وفاداریاں فروخت کر چکے ہو۔"

دوریا کو چارلس کی یہ بات بہت بری لگی لیکن وہ کچھ بول نہیں سکتا تھا۔ خاموش رہا۔

چارلس جب خاموش ہوا تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

"میں سمجھتا ہوں اگر خیرالدین باربروسہ سلطان سلیمان اور اس کے سپہ سالار لطفی پاشا سے ناراض ہو ہی چکا ہے اور ان کے درمیان نفرت اور بے تعلقی کی خلیج پیدا ہو چکی ہے تو پھر خیرالدین باربروسہ کو خریدنا کوئی زیادہ مشکل کام نہیں اور پھر اس موقع پر میں یہ بھی کہوں گا کہ خیرالدین بحری لڑائیوں کا بہترین تجربہ رکھتا ہے۔ میں اس موقع پر یہ بھی کہوں گا کہ میری ساری عمر سمندر میں قزاقی اور بحری جنگوں میں گزری ہے لیکن میں نے اس جیسا سمندر کا بھیدی نہیں دیکھا۔ صرف یہی نہیں اس کے ساتھیوں میں سے طرغوت و حسن کرسو، صنان کا کاد اور صالح بھی اسی جیسے ہیں۔ اور میرے ساتھی انہیں سمندر کا چھلاوہ اور بحر کا ہیولا کہہ کر پکارتے ہیں۔ سمندر کے اندر وہ ناممکن کو ممکن بنانا جانتے ہیں۔ اگر ان حالات میں ہم اسے خرید لیں اور جو شرائط ہم پیش کرتے ہیں اور وہ ان پر ردعمل کرنے کے لئے تیار ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترکوں پر ہماری شاندار فتح ثابت ہو گی اور ایسا ہونے کے بعد سمندر کی طرف سے ہم مکمل طور پر محفوظ ہو جائیں گے۔"

جب تک دوریا بولتا رہا چارلس مسکراتا رہا اس کے خاموش ہونے پر ہاتھ آگے بڑھا کر دوریا کا شانہ تھپتھپایا پھر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"دوریا! تو نے میرے جذبات کی عکاسی کی ہے اور میں تم سے ایسے ہی جواب کی توقع کر رہا تھا۔ دیکھو! خیرالدین باربروسہ کے جس نمائندے نے بالواسطہ میرے ساتھ گفتگو کی ہے وہ جا چکا ہے لیکن اس نے جاتے جاتے یہ پیغام دیا ہے کہ اگر ہمیں یہ معاملہ منظور ہو تو اس

معاملے کو آخری شکل دینے کے لیے جزیرہ کورفو کے بالکل سامنے جو پارگا نامی بندرگاہ ہے وہاں اکٹھا ہوا جائے خیرالدین باربروسہ کے دو نمائندے وہاں پہنچ چکے ہیں میں چاہتا ہوں تم بھی اپنے کچھ آدمیوں کو لے کر جزیرہ کورفو کا رخ کرو۔" پھر اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چارلس کہنے لگا۔ "یہ میرے پہلو میں سسلی کا نائب سلطنت جون تساگا بیٹھا ہوا، یہ بھی تمہارے ساتھ جائے گا۔ تساگا اور تم دونوں مل کر خیرالدین باربروسہ کے نمائندے سے ملو اور جو شرائط طے ہوئی ہیں انہیں آخری شکل دو اگر یہ معاہدہ کرنے میں ہم کامیاب ہو جائیں تو یاد رکھنا میں جانوں گا کہ لڑے بغیر ہی ہم نے ترکوں پر قابو پا لیا ہے۔"

اس گفتگو کے بعد چارلس تو اپنے عمائدین کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا جبکہ دوریا اپنے کچھ ماہی گیروں اور سسلی کے نائب سلطنت جون تساگا کے ساتھ جزیرہ کورفو کے بالکل متصل پارگا نام کی بندرگاہ کا رخ کر رہا تھا۔

بہرحال پارگا کی بندرگاہ میں خیرالدین باربروسہ کے نمائندہ کے ساتھ دوریا اور سسلی کے نائب سلطنت جون تساگا کی گفتگو ہوئی گفتگو کے شروع میں تو دوریا اور جون تساگا نے احتیاط سے کام لیتے ہوئے ٹیونس کو خالی کرنے سے انکار کر دیا اس لیے کہ چارلس نے انہیں یہی ہدایات دے کر بھیجا تھا کہ شروع میں انکار کر دینا اور آہستہ آہستہ ڈھیل اور رعایت دیتے ہوئے خیرالدین باربروسہ کو اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کریں۔

بہرحال پھر جون تساگا اور دوریا نے اس شرط پر ٹیونس کو خالی کرنے کی حامی بھر لی کہ باربروسہ پہلے ترکی کے سارے بحری بیڑے کے جہازوں کو آگ لگا دے اور جس قدر لشکر اس کے ساتھ ہے اسے لے کر وہ لطفی پاشا اور سلطان سلیمان کا ساتھ دینے سے صاف انکار کر دے۔ لیکن باربروسہ کے نمائندے بھی بڑے محتاط تھے وہ تو خود باربروسہ کی ہدایت کے مطابق چارلس اور اس کے نمائندوں کو اپنے جال میں پھنسانا چاہتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اس طرح یہ گفتگو ایک طرح سے ناکام ہو گئی دوریا اور جون تساگا واپس چلے گئے لیکن دوریا اور چارلس کے ذہن میں یہ بات ضرور بیٹھ گئی تھی کہ کسی نہ کسی روز وہ باربروسہ کو خریدنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن یہ ان کی بھول تھی خیرالدین باربروسہ ایک مخلص انتہائی دیانتدار و جانثار اور کٹر قسم کا مسلم امیر البحر تھا وہ تو ایسی ترغیب دے کر خود چارلس اور دوریا کو اپنے جال میں پھنسانا چاہتا تھا۔ بہرحال پارگا کی بندرگاہ پر ہونے والی گفتگو ناکام ہو گئی اور خیرالدین باربروسہ کے نمائندے قسطنطنیہ واپس چلے گئے۔

✿✿✿

سلطان سلیمان اور فرانس کے بادشاہ فرانس اول کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اب اسے عملی صورت دینے کا وقت آ گیا تھا۔ اس معاہدے کے تحت اٹلی پر شمال کی طرف سے فرانس کے بادشاہ اور جنوب کی طرف سے سلطان سلیمان نے حملہ آور ہونا تھا۔

فرانس کا بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ شمال سے اٹلی کی طرف چلا گیا جبکہ سلطان سلیمان کا لشکر اپنے بحری بیڑے میں سوار ہوا اور خیرالدین باربروسہ، طرغوت، حسن کرسو اور دوسرے سالار اس بحری بیڑے کو لے کر اٹلی کی طرف بڑھے تھے۔

اٹلی کے جنوبی حصے کی شکل ایک جوتے کی سی ہے اور یہ حصہ زیادہ تر کوہستانی سلسلے پر مشتمل ہے اٹلی کے ساحل کے قریب پہنچ کر سلطان سلیمان نے دس ہزار منتخب لشکری اپنے سالار لطفی پاشا کی سرکردگی میں دیئے اور اسے ہراول کے طور پر اٹلی پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کیا اور خود سلطان سلیمان کھلے سمندر میں ایک جزیرے کے قریب لنگر انداز ہو گیا تھا۔

اس موقع پر خیرالدین باربروسہ اپنے بحری بیڑے کے ذریعے بڑی تیزی سے اٹلی کی طرف بڑھا اور لطفی پاشا کی سرکردگی میں اس نے اپنے ہراول لشکر کو اٹلی کے ساحل پر اتار دیا۔

خیرالدین باربروسہ، اس کے سالار، اس کے ملاح بھی جنگ میں حصہ لے رہے تھے دس ہزار ترکوں کا یہ لشکر لگ بھگ اٹھاون 58 سال کے بعد پہلی بار اٹلی کی سرزمینوں پر قدم رکھ رہا تھا خیرالدین باربروسہ اور لطفی پاشا نے سب سے پہلے اٹلی کی بندرگاہ لیونا کو ہدف بنایا اور اس تیزی اور سختی کے ساتھ حملہ آور ہوئے کہ لیونا پر قبضہ کر لیا۔

لیونا کے بعد دوبارہ پیش قدمی شروع کی اب خیرالدین باربروسہ اور لطفی پاشا کا رخ اٹلی کی دوسری بندرگاہ کاسترو کی طرف تھا۔ یہاں بھی جو اٹلی کا محافظ لشکر تھا لطفی پاشا اور خیرالدین باربروسہ نے حملہ آور ہو کر اس لشکر کا کام تمام کر دیا اور کاسترو کی بندرگاہ پر قبضہ کر کے اسے خاکستر کر دیا یہاں لطفی پاشا اور خیرالدین باربروسہ کو بے شمار مال غنیمت ہاتھ لگا۔

کاسترو کی بندرگاہ کو فتح کرنے کے بعد لطفی پاشا اور خیرالدین باربروسہ بڑی تیزی سے اٹلی کی سرزمین کے ہموار اور دلدلی میدانوں پر پیش قدمی کر رہے تھے۔ انہوں نے ساحلی علاقوں کو چھوڑ کر اٹلی کی سرزمین میں دور اندر تک اپنے لشکر کو پھیلا دیا تھا یہاں تک دونوں بڑی تیزی سے نیپل کی طرف بڑھنے لگے تھے جس وقت مسلمانوں کا لشکر اٹلی کے مشہور اور معروف شہر نیپل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اٹلی کی سرزمین میں عجیب سی ہلچل و خوف و ہراس دہشت پھیل چکی تھی اور لوگ آپس میں چے مے گوئیاں کرتے ہوئے یہ کہنے لگے تھے کہ اب رومۃ الکبریٰ میں ان کے پاپائے اعظم کا تقرر بھی ترک ہی کیا کریں گے۔ جس وقت مسلمانوں کا لشکر اٹلی کے شہر نیپل کا رخ کر رہا تھا اس وقت فرانس کا بادشاہ اٹلی کے شمالی حصوں پر پہنچا تھا ابھی اس نے ان پر حملہ آور ہونے کی ابتداء نہ کی تھی۔

یہ ساری صورتحال اسپین کے بادشاہ چارلس کے لیے حیران کن اور فکر مند تھی۔ اٹلی اس کی نوآبادی تھی اور وہ کسی صورت یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ اس کے آدھے حصے پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے اور آدھا حصہ فرانسیسیوں کے پاس چلا جائے۔

اسے جب خبر ہوئی کہ جنوب کی طرف سے مسلمانوں نے حملہ آور ہو کر اٹلی کے کافی بڑے حصے پر قبضہ بھی کر لیا ہے اور شمال کی طرف سے فرانس کا بادشاہ بھی اپنے کام کی ابتداء کرنے والا ہے تب اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اس نے فوراً فرانس کے بادشاہ فرانسس اول سے رابطہ قائم کیا اس کی منت ساجت کی اور اسے یہ کہا کہ وہ اٹلی کے شمال کی طرف سے حملہ آور ہونے سے باز رہے چارلس نے اسے یہ بھی کہا کہ اگر وہ اٹلی کے شمالی حصے کی طرف سے حملہ آور ہو جائے گا تو اٹلی کے اندر وہ تباہی اور بربادی پھیلے گی کہ جس کی تلافی نہ ہو سکے گی۔ ساتھ ہی اس نے فرانس کی منت ساجت بھی کی کہ اگر اٹلی مسلمانوں کے ہاتھوں میں چلا گیا تو یورپ کے اندر عیسائیت متزلزل ہو کر رہ جائے گی۔

چارلس کے اس پیغام کے جواب میں فرانس کا بادشاہ اس وعدے سے پھر گیا جو اس نے سلطان سلیمان کے ساتھ کیا تھا۔ اس نے سلطان سے وعدہ کیا تھا کہ جنوب کی طرف سے وہ حملہ آور ہو اور شمال کی طرف سے فرانس حملہ آور ہوگا۔ دونوں اٹلی کے وسطی حصے میں ملیں گے اور اٹلی کو آدھا آدھا تقسیم کر لیں گے لیکن فرانس کا باشاہ ایسا بدعہد اور ایسا ناقابل اعتبار نکلا کہ شمالی اٹلی پر حملہ آور ہونے کی بجائے اپنے لشکر کو لے کر وہ فرانس کی طرف روانہ ہو گیا۔ کھلے سمندر میں سلطان سلیمان کو جب فرانس کے بادشاہ کی اس بدعہدی کی خبر پہنچی تو وہ بڑا رنجیدہ اور برہم ہوا یہ دوسری بار تھا کہ فرانس کے بادشاہ نے مسلمانوں

کے ساتھ جھوٹا وعدہ کیا تھا اور سلطان کے اس ناقابل اعتبار حلیف نے عین وقت پر دغا دی تھی۔

یہ خبر ملتے ہی سلطان نے اپنے ارادے کو تبدیل کر لیا لطفی پاشا اور خیرالدین باربروسہ اٹلی کے اندرونی حصے میں گھس چکے تھے اور جو لائحہ عمل لطفی پاشا اور خیرالدین باربروسہ اور سلطان کے درمیان طے پایا تھا اس کے مطابق جولائی کے شروع میں لطفی پاشا اور خیرالدین باربروسہ نے اٹلی پر حملہ کیا تھا اور جولائی کے آخیر حصے میں سلطان نے بھی اٹلی پر حملہ آور ہو جانا تھا لیکن اب فرانس کے بادشاہ کے دھوکہ دینے کے بعد چونکہ صورتحال تبدیل ہو گئی تھی لہٰذا سلطان نے قاصد بھیجے اور حکم جاری کیا کہ لطفی پاشا اور خیرالدین باربروسہ اپنے لشکر کو لے کر فوراً اٹلی سے نکل کر اس کے پاس آ جائیں۔

چارلس نے جب دیکھا کہ فرانس کا باشاہ واپس چلا گیا ہے اور سلطان کے حکم پر ترکوں کا لشکر بھی اٹلی سے نکلنا شروع ہو گیا ہے تو اس نے ان حالات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اس نے اپنے امیر البحر دوریا کو حکم دیا کہ اب وہ فوراً اپنے بحری بیڑے کے ساتھ حرکت میں آئے۔ مسلمان چونکہ اس وقت اٹلی سے نکل رہے ہیں اور جس وقت وہ اٹلی سے نکل رہے ہوں اور ان کی کشتیاں ادھر ادھر پھیل رہی ہوں اور بکھری ہوں تو ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچائے۔ ساتھ ہی اس نے وینس کے بادشاہ دوجے کو بھی ایک پیغام بھیجا کہ اگر مسلمان اٹلی پر قابض ہو گئے تو وینس والوں کی اہمیت بالکل ختم ہو کر رہ جائے گی اور وہ مسلمانوں کے غلام بن جائیں گے لہٰذا اگر اس غلامی سے بچنا چاہتے ہیں تو اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لائیں اور مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائیں۔ اس طرح سے چارلس یہ چاہتا تھا کہ ایک طرف اس کا بحری بیڑہ اور دوسری طرف سے وینس کا بحری بیڑہ مسلمان پر حملہ آور ہو کر انہیں ناقابلِ تلافی نقصان پہنچائے۔

کچھ ہی دنوں بعد سلطان سلیمان کو یہ بھی خبر پہنچی کو اس کے لشکر پر حملہ آور ہونے کے لیے وینس ہی نہیں پاپائے روم کے بحری بیڑے بھی حرکت میں آ چکے ہیں حالانکہ فرانس کے بادشاہ نے سلطان سلیمان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اہل وینس اور پاپائے روم کے بحری بیڑوں کو مسلمانوں کے خلاف حرکت میں آنے نہیں دے گا بلکہ فرانس کے بادشاہ نے یہاں تک دغابازی کی کہ اپنے بحری بیڑے کو پس منظر میں رکھتے ہوئے اس نے اہل وینس اور پاپائے روم کی مدد بھی کی۔

اس دوران اسپین کے شہنشاہ چارلس کے کہنے پر وینس کا بحری بیڑہ سب سے پہلے

مسلمانوں کے خلاف حرکت میں آیا مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی کشتیاں جو سمندر کے اندر مخبری کے لیے سرگرداں تھیں وینس کا بحری بیڑہ ان پر حملہ آور ہوا اور مسلمانوں کی درجن بھر چھوٹی کشتیوں کو اس نے نقصان پہنچایا اسی دوران یہ بھی خبریں آنی شروع ہو گئیں کہ چارلس کا امیر البحر دوریا بھی ایک بہت بڑے بحری بیڑے کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے قریب پہنچ چکا ہے۔ سلطان سلیمان نے لطفی پاشا اور باربروسہ کو واپس بلا لیا تو سارے مال غنیمت سمیٹتے ہوئے وہ کھلے سمندر میں سلطان کے پاس پہنچ گئے ان کے پاس بے شمار مال غنیمت اور ان گنت قیدی تھے جو انہوں نے اٹلی کی سرزمینوں میں سولہ دن گزارنے کے بعد حاصل کیے تھے۔ جب لطفی پاشا اور خیرالدین باربروسہ سارے لشکریوں کو لے کر سلطان سلیمان کے پاس پہنچ گئے تب سلطان نے اطمینان کا اظہار کیا چونکہ وینس والوں نے مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر ان کی بارہ 12 کشتیوں کو نقصان پہنچایا تھا جو کھلے سمندر کے اندر اکا دکا ہی سرگرداں تھی لہٰذا سلطان سلیمان نے سب سے پہلے وینس والوں ہی کو سبق سکھانے کا تہیہ کیا تھا۔

اب سلطان سلیمان نے اپنے پورے بحری بیڑے اور لشکر کے ساتھ اٹلی کے قریب ہی کورفو نام کے جزیرے کا رخ کیا اور یہ جزیرہ ان دنوں اہل وینس کا تھا۔

18 اگست کو سلطان جزیرے میں پہنچا کہتے ہیں یہ جزیرہ بہت خوبصورت تھا جزیرے میں جو اہل وینس کا لشکر تھا سلطان پہلے اس پر حملہ آور ہوا اسے بدترین شکست ہوئی لہٰذا وہ لشکر جزیرے کے اندر جو پتھروں اور بڑی بڑی چٹانوں سے بنا ہوا مضبوط حصار اور قلعہ تھا اس میں محصور ہو گیا۔

سلطان کے بحری بیڑے کی جنگی کشتیوں نے فصیل پر گولہ باری شروع کر دی تھی لیکن فصیل اس قدر چوڑی اور ایسے مضبوط پتھروں سے بنی ہوئی تھی کہ گولوں کا ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔ 6 ستمبر تک سلطان سلیمان کے لشکر نے اس جزیرے میں چاروں طرف پھیل کر تباہی اور بربادی کا وہ کھیل کھیلا جس سے اہل یورپ کانپ اٹھے اہل وینس پچھتا رہے تھے کہ انہوں نے کیوں مسلمانوں کی کشتیوں پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچایا۔ جزیرہ کورفو مکمل طور پر برباد کرنے اور اسے لوٹنے کے بعد سلطان نے خیرالدین باربروسہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے بحری بیڑے کے ذریعہ لشکر کو قسطنطنیہ پہنچائے۔

اس موقع پر خیرالدین باربروسہ کی خواہش تھی کہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ یونانیوں اور وینس والوں کے مختلف جزیروں اور علاقوں پر حملہ آور ہو کر نہ صرف انہیں نقصان

پہنچائے بلکہ ان کے مختلف جزیروں پر قبضہ کر لے لیکن سلطان نے خیرالدین باربروسہ کو مشورہ دیا۔

"اس وقت ہمارے بحری بیڑے میں ایک خاصہ بڑا لشکر سوار ہے جس کی وجہ سے بحری بیڑے کی نقل و حرکت سست ہے پہلے وہ لشکر کو قسطنطیہ پہنچائے اس کے بعد اپنے بحری بیڑے کو لے کر کھلے سمندر میں آئے اور دشمن کے خلاف جس قسم کی بھی وہ کاروائی کرے گا اسے سلطان سلیمان کی حمایت حاصل ہو گی۔"

15 ستمبر کو سلطان سلیمان نے اپنے لشکر کے ساتھ واپسی کا سفر شروع کیا۔ اس موقع پر سلطان کے پاس مال غنیمت کے ڈھیر تھے اور بے شمار قیدی تھے سلطان نے رحمدلی سے کام لیتے ہوئے بہت سے قیدیوں کو تو آزاد کر دیا اور جب خیرالدین باربروسہ نے سلطان کے کہنے پر لشکر کو اپنے ساحل پر اتار دیا تب سلطان نے اسے اجازت دے دی کہ وہ اپنے جنگی بیڑے کے ساتھ جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ جس طرح چاہے ضرب لگا سکتا ہے۔ سلطان ہر وقت اس کی حمایت اور اس کی مدد پر تیار رہے گا۔

کہتے ہیں یہ اجازت ملتے ہی خیرالدین باربروسہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی اپنے لشکر کو اپنے ساحل پر اتارنے کے بعد جنگی بیڑے کے ساتھ وہ مڑا اور اب اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ اسپین و وینس و پاپائے اعظم اور یورپ کے دوسرے ملکوں کے بحری بیڑوں سے ٹکرائے گا اور سمندر پر اپنی حکمرانی ثابت کر کے رہے گا۔

ایک روز معاذ اور بسیط دونوں شام سے کچھ پہلے گھڑ دوڑ کے لیے ساحل کی طرف جاتے ہوئے جب خانقاہوں کے پاس سے گزرے تو ایک جگہ بطروش اور اس کے کچھ ساتھی راہب جو گھوڑوں پر سوار تھے وہ ان کی راہ روک کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر بطروش اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگا کر معاذ اور بسیط کے قریب آیا پھر انتہائی خوشگوار لہجہ میں معاذ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میری بیٹی! آج تم دونوں اچھے وقت آئے میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ارادہ کر رہا تھا کہ گھڑ دوڑ کے لیے ساحل کا رخ کروں میرے خیال میں آؤ اکٹھے ہی چلتے ہیں۔''

بطروش کے ان الفاظ پر معاذ خوش ہوگئی تھی کہنے لگی۔

''بطروش میرے بھائی! آپ کے ساتھ جانا بھی ہم دونوں کے لیے ایک سعادت ہے کہ آپ ایک ایسے بھائی ہیں جس پر میں ہمیشہ فخر کرتی رہوں گی۔''

بطروش خوش ہوگیا پھر سب نے اپنے گھوڑوں کو ایڑھ لگائی اور ساحل کی طرف جا رہے تھے۔

بطروش اور اس کے ساتھی کچھ دیر تک معاذ اور بسیط کے ساتھ ساحل پر گھوڑے دوڑاتے رہے کبھی حسن کرسو کے دادا کے جھونپڑے کی طرف جاتے جو ویسے کا ویسے ہی تھا اور اس کی بہترین دیکھ بھال کی جا رہی تھی۔ کبھی حسن کرسو کے دادا، اس کی ماں اور اس کی بہن کی قبروں کی طرف جا نکلتے۔ اس طرح سورج غروب ہوگیا رات چھا گئی اور چاروں طرف گہری تاریکی چھانے لگی اس موقع پر معاذ نے بطروش کو مخاطب کیا۔

''بھائی! اب بہت دیر ہوگئی ہے میرا خیال ہے واپس چلنا چاہیے۔''

اس پر بطروش بڑی شفقت میں معاذ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''فکر مندی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے ساحل پر کچھ کام ہیں۔ تم اور بسیط لوٹ جاؤ۔ بہر حال تم لوگوں کے ساتھ ہمارا وقت بہت خوب گزرا۔''

اس طرح بطروش نے دونوں کو جانے کی اجازت دے دی تب معاذ اور بسیط دونوں

اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اپنی بستی کا رخ کر رہے تھے۔

❁❁❁

رات سہمے آنگنوں میں تھرکتی دھوپ اور زرد پتوں کو اڑاتی سرد ہواؤں کی طرح بھاگی جا رہی تھی چاروں طرف در و دیوار سے لپٹ کر روتی خاموشیوں اور تھکے تھکے لٹے لٹے زیست کے آخری لمحات کی طرح سکوت و چپ طاری تھی معاذ، بسیط اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے اپنی بستی کی طرف جا رہے تھے کہ ایک جگہ کچھ جوان ان کی راہ روک کھڑے ہوئے۔

اس موقع پر معاذ اور بسیط دونوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچتے ہوئے انہیں روک لیا۔ بسیط کسی قدر سخت آواز میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''تم کون ہو؟ کیوں ہماری راہ روک کھڑے ہوئے ہو؟''

راہ روکنے والوں میں سے ایک کھولتی ہوئی آواز میں بول اٹھا۔

''دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر جاؤ ورنہ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔''

بسیط اور معاذ انہیں پہچان نہ سکے اس لیے کہ وہ سب اپنے چہروں کو ڈھانپے ہوئے تھے اس موقع پر بسیط اور معاذ مل کر کوئی فیصلہ کرنا ہی چاہتے تھے کہ ایک طرف سے کچھ مسلح جوان نمودار ہوئے اور جن لوگوں نے بسیط اور معاذ کی راہ روکی تھی ان کے گرد حصار بناتے ہوئے پہلے انہوں نے ان سے ہتھیار ڈلوائے پھر ان سب کو قابو کرتے ہوئے ان کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے تھے ایسا کرنے کے بعد نئے آنے والوں میں سے ایک نے معاذ کو مخاطب کیا۔

''معاذ! میری بہن تمہیں اور بسیط کو جو زحمت اٹھانی پڑی اس کے لیے ہم معذرت خواں ہیں اب تم یہاں رکو نہیں بسیط کو لے کر گھر چلی جاؤ۔ ان سے ہم نمٹ لیں گے۔''

معاذ نے کچھ سوچا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میرے بھائی! پہلے یہ کہو جن لوگوں نے ہماری راہ روکی وہ کون تھے؟ اور تم اپنا بھی تعارف کراؤ تم کون ہو؟''

اس پر وہ شخص پھر معاذ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کیا اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ آپ ہماری بہن ہیں اور ہم سب آپ کے بھائی ہیں۔ میں نے کہا آپ بسیط کو لے کر فوراً حویلی چلی جائیں اس معاملے کی ساری تفصیل آپ کو ایک محترم شخص آپ کے گھر آ کر بتا دے گا۔ اب آپ جائیں وقت ضائع نہ کریں۔''

معاذ اور بسیط دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑھ لگائی اور آگے بڑھ گئے تھے بعد میں

آنے والے جوان راہ روکنے والوں کو پکڑ کر اور تقریباً گھسیٹتے ہوئے ایک طرف لے جا رہے تھے۔

✿✿✿

معاذ اور بسیط حویلی میں داخل ہوئے بسیط دونوں گھوڑوں کو لے کر اصطبل کی طرف چلا گیا تھا صحن میں کعب بن عامر، میسونہ اور صغیرہ بن کعب انتہائی پریشانی کی حالت میں کھڑے تھے۔ معاذ کو دیکھتے ہی اس کی ماں نے بڑی فکرمندی سے اسے مخاطب کیا۔

"بیٹی! اتنی دیر کیوں۔ ہم تینوں انتہا درجے کے پریشان تھے۔ اس لیے کہ تم نے کبھی اتنی دیر نہیں کی۔"

معاذ دیوان خانے کی طرف بڑھی اور کہنے لگی۔

"پہلے دیوان خانے میں آئیں پھر میں تفصیل آپ کو بتاتی ہوں۔"

وہ تینوں پریشان ہو گئے تھے معاذ کے پیچھے پیچھے دیوان خانے کی طرف بڑھے اتنی دیر تک بسیط بھی گھوڑوں کو باندھنے کے بعد دیوان خانے کی طرف ہولیا تھا ابھی وہ دیوان خانے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

کعب بن عامر، صغیرہ بن کعب، میسونہ اور معاذ چاروں دیوان خانے میں داخل ہوتے ہوئے رک گئے۔ بسیط صدر دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ جب اس نے کھولا تو سامنے بطروش کھڑا تھا۔ بسیط نے پورا دروازہ کھول دیا بطروش اندر داخل ہوا۔ دروازہ پہلے کی طرح اس نے بند کر دیا پھر بسیط اور بطروش دونوں دیوان خانے کی طرف آئے سب دیوان خانے میں جب بیٹھ گئے تب کعب بن عامر کو مخاطب کرتے ہوئے بطروش کہنے لگا۔

"آج جو حادثہ ہماری بہن معاذ کو پیش آیا اس کی تفصیل ابھی آپ کو نہیں بتائی ہو گی بہرحال میں اس کی تفصیل آپ سے کہتا ہو۔ اس سلسلے میں آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں دراصل کچھ دن پہلے لیونش نے مجھ سے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ کچھ لوگ اس سلسلے میں مشکوک ہیں کہ حسن کرسو کا آپ کے ہاں آنا جانا ہے اور یہ کہ معاذ کے ساتھ بھی اس کا کوئی نہ کوئی تعلق یا رشتہ ہے وہ کسی مناسب موقع پر معاذ کو اٹھا کر لے جانا چاہتے تھے تاکہ تفتیش کریں لیکن میں نے انہیں کہا ایسا نہ کرنا ورنہ البشارات میں بغاوت اٹھ کھڑی ہو گی پھر میں نے انہیں کہا کہ معاذ روزانہ گھڑ دوڑ کے لیے سمندر کی طرف جاتی ہے کسی مناسب دن میں بھی اس کے ساتھ جاؤں گا وہاں دیر تک اسے روکے رکھوں گا اس طرح رات ہو جائے گی اور جب وہ پلٹے گی تو تم اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ اٹھوا کر معاذ اور

بسیط دونوں کو اپنے ہاں منگوا لینا اور ان سے پوچھ گچھ کر لینا۔

اسی لائحہ عمل کے بعد آج جب معاذ اور بسیط گھڑ دوڑ کے لیے ساحل سمندر کی طرف جانے لگے تو میں بھی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ان کے ساتھ ہولیا۔ وہاں ان دونوں کو میں نے کافی دیر روکے رکھا اور جب تاریکی گہری ہو گئی تو انہیں واپس بھیج دیا۔ ان کے پیچھے پیچھے میں نے بھی ادھر کا رخ کیا تھا۔ راستے میں لیونش کے مسلح جوانوں نے ان دونوں کی راہ روکی وہ ان دونوں کو اٹھا کر لیونش کے پاس لے جانا چاہتے تھے کہ میں نے پہلے ہی اپنے چند مسلح راہبوں کو مقرر کیا ہوا تھا وہ لیونش کے کارندوں کی گھات میں تھے۔ جونہی انہوں نے معاذ اور بسیط کی راہ روکی میرے آدمی حملہ آور ہوئے انہیں پکڑ کر لے گئے اور معاذ اور بسیط کو حویلی کی طرف جانے کی ہدایت کی اب تک میرے مسلح جوان لیونش کے آدمیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد انہیں کسی گہری کھائی میں پھینکنے کے بعد اوپر مٹی ڈال چکے ہوں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بطروش رکا دم لیا پھر دوبارہ وہ کعب بن عامر کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"کل آپ دونوں باپ بیٹی نے پہلا کام یہ کرنا ہے کہ دونوں لیونش کے ہاں جانا۔ آپ دونوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے میں بھی لیونش کے ہاں پہنچ چکا ہوں گا اور میں لیونش سے کہوں گا کہ تم نے میرے ساتھ معاملہ طے کرتے وقت کہا تھا کہ تمہارے آدمی معاذ اور بسیط کو اٹھا کر تمہارے پاس لائیں گے لیکن وہ معاذ اور بسیط کو اٹھا کر ایک کشتی میں سوار کر کے سمندر پار لے جا رہے تھے اگر میں بروقت انہیں نہ دیکھ لیتا تو وہ دونوں کو لے کر بھاگ جاتے لہٰذا میں اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ میں ان سے معاذ اور بسیط کو چھڑانے میں تو کامیاب ہو گیا لیکن وہ سارے دوسری کشتی میں کھلے سمندر کی طرف چلے گئے۔ میں لیونش سے یہ بھی شکایت کروں گا کہ تم نے کس قسم کے آدمیوں کو معاذ کو لانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ معاذ کو تمہارے پاس لانے کے بجائے اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کے لیے کہیں اور لے جا رہے تھے۔

اس سلسلے میں میں لیونش سے سختی کے ساتھ بھی پیش آؤں گا۔ اتنی دیر تک تم دونوں باپ بیٹی بھی وہاں پہنچ جانا۔ کعب بن عامر میرے محترم آپ لیونش سے کہنا تمہیں کسی سلسلے میں میری بیٹی پر شک تھا تو تم مجھے پیغام بھجواتے میں تفتیش کے لیے خود اپنی بیٹی کو تمہارے پاس لے آتا۔ اس کے بعد دیکھیں گے لیونش کیا جواب دیتا ہے وہ بڑا شرمندہ ہو گا۔ یقیناً آپ

لیونش یہیں تک کہنے پایا تھا کہ خاموش ہو گیا اور انتہائی تشویش اور پریشانی کی حالت میں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اس لیے کہ عین اسی لمحے کمرے میں کعب بن عامر اور معاذ دونوں داخل ہوئے تھے۔ ان کی طرف دیکھتے ہوئے بطروش بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ لیونش نے اس موقع پر ہکلاتے ہوئے کعب بن عامر کو مخاطب کیا۔

”قحطانی قبیلے کے محترم سردار! آپ یہاں بیٹھیں آپ ہمارے لیے بڑے صاحب حیثیت اور قابل احترام ہیں۔“

اس پر کعب بن عامر بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

”لیونش! تم غلط راستوں پر چل رہے ہو۔ تم نے رات کو اپنے آدمیوں کے ذریعہ میری بیٹی اور بسیط کو اٹھانے کی کوشش کی اور وہ میری بیٹی کو اٹھا کر سمندر پر نہ جانے کہاں لے جانا چاہتے تھے وہ تو بھلا ہو بطروش کا یہ میری بیٹی کے کام آیا اور میری بیٹی کی ان سے جان چھڑائی۔ اگر تمہیں میری بیٹی یا مجھ پر کسی قسم کا شبہ ہے تو تم نے مجھے اور میری بیٹی کو طلب کر لیا ہوتا۔ میں خود یہاں آتا اور اپنی بیٹی کو بھی ساتھ لے آتا پھر جو تحقیق تم سے کرنی تھی وہ کر لیتے۔ اس طرح جو رات کے وقت میری بیٹی کو اٹھوانے کی کوشش کی یہ بہت بڑا اور گھناؤنا جرم ہے۔ لیونش! میں نے اس معاملے کو اب تو برداشت کر لیا ہے آئندہ اگر البشارات میں اسی طرح کا کوئی معاملہ میرے یا میرے اہل خانہ کے ساتھ پیش آیا تو یاد رکھنا البشارات“

کعب بن عامر یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اسے رک جانا پڑا اس لیے کہ لیونش بول پڑا۔

”محترم ابن عامر! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے وہ میرے آدمی نہیں تھے کوئی غیر ذمہ دار لوگ تھے آپ کی آمد سے پہلے اس سلسلے میں میری بطروش کے ساتھ تفصیل کے ساتھ گفتگو ہو چکی ہے۔ میں ان علاقوں میں آپ کی عظمت، آپ کے وقار کو سلام کرتا ہوں۔ ہم لوگ تو اس لیے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کہ آپ کی اور آپ کے قبائل کی حفاظت کریں۔ ٹھہریں، آپ دونوں باپ بیٹی نے ناشتہ نہیں کیا ہو گا میں آپ کے لیے کچھ منگواتا ہوں۔“

اس موقع پر بطروش نے کعب بن عامر اور معاذ کو چلے جانے کا مخصوص اشارہ کیا کعب بن عامر لیونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”میں تمہارے ہاں کچھ کھانے کے لیے نہیں آیا میں تمہیں تنبیہ کرنے آیا ہوں کہ اگر اس طرح کا معاملہ آئندہ ہوا تو پھر حالات کی ذمہ داری تم پر ہو گی میں اب جاتا ہوں میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔“

اس کے ساتھ ہی کعب بن عامر، معاذ کو لے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔ ان دونوں باپ

بیٹی کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر بڑی عاجزی اور انکساری سے لیونش، بطروش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”میرے محترم! آپ کا کعب بن عامر اور دوسرے قبائل کی بستیوں کی طرف آنا جانا ہے اور یہ لوگ آپ کی عزت، آپ کا احترام بھی کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ معاذ کا معاملہ ہم نے بڑے غلط وقت پر کھڑا کیا ہے۔ چارلس کی طرف سے قاصد اگر پہلے آ جاتا تو میں آپ کو روک دیتا لیکن برا ہو وقت کا کہ قاصد اس وقت آیا جب میں معاذ کو اٹھانے کے لیے اپنے آدمیوں کو بھیج چکا تھا۔ بہرحال محترم بطروش! میں آپ کے ذمہ ایک کام لگا رہا ہوں کہ میرے پاس سے جانے کے بعد آپ کعب بن عامر کی حویلی کا رخ کرنا اور اسے میری طرف سے مطمئن اور ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد لیونش رکا پھر پہلے سے بھی زیادہ فکر گیر انداز میں وہ کہہ رہا تھا۔

”میرے محترم! اگر ان حالات میں کعب بن عامر نے اپنی بیٹی کے معاملے کی شکایت کہیں کر دی تو میں سمجھتا ہوں میرا اور میرے ساتھ ڈان جون کا بھی کہیں ٹھکانہ نہیں رہے گا۔ اس لیے کہ اس وقت اسپین ہی نہیں بلکہ وینس، پاپائے روم، اٹلی اور دوسرے بہت سے یورپی ممالک خشکی اور بحر دونوں پر مسلمانوں سے الجھے ہوئے ہیں۔

بحر میں تو جو کچھ ہوا وہ آپ کے سامنے ہے مسلمانوں کا سلطان اس کا خشکی کا سالار اعلیٰ لطفی پاشا اور امیر البحر خیر الدین باربروسہ اٹلی پر حملہ آور ہو گئے اور انہوں نے جنوبی اٹلی کو بے پناہ نقصان پہنچایا۔

جس وقت وہ اٹلی پر حملہ آور ہوئے تھے اسی وقت ہمارے شہنشاہ چارلس نے اپنے بھائی فرولندا کی طرف تیز رفتار قاصد بھجوائے تھے کہ وہ خشکی کی طرف سے ترکوں کے علاقوں پر ہلہ بول دے اور ایسا زور دار حملہ کرے کہ ترکوں کے سلطان کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لے تاکہ وہ اٹلی پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ترک کر دے۔

اب حالات عجیب و غریب صورت اختیار کر گئے ہیں۔ مسلمانوں کا سلطان اٹلی پر حملہ آور ہونے کے بعد وہاں سے بہت کچھ حاصل کر چکا ہے بہت سے شہروں اور ان گنت بندرگاہوں کو نقصان پہنچایا ہے اور اس قدر مال غنیمت ان کے ہاتھ لگا ہے جس کا کوئی شمار نہیں اب سلطان سلیمان تو واپس جا چکا ہے لیکن جو صورتحال اب سامنے آئے گی وہ یہ کہ چارلس کا بھائی اور آسٹریا کا شہنشاہ فرولندا اپنے لشکر کے ساتھ ترکوں کے علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لیے یورش کر چکا ہے سمندری جنگ میں تو ہمیں نقصان ہوا ہے اب خشکی میں

دیکھیں کیسا اور کس طرح کا ردعمل سامنے آتا ہے؟"

لیونش جب خاموش ہوا تب بطروش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"لیونش! فکرمند نہ ہو میں حالات کو اپنی گرفت میں کرلوں گا اور کسی کو شکایت لے کر کہیں جانے نہیں دوں گا۔ لیکن آئندہ کے لیے مجھ سے صلح مشورہ کیے بغیر کوئی آخری قدم نہ اٹھانا۔ اس طرح ان علاقوں میں اگر ایک بار لوگ اٹھ کھڑے ہوئے تو لیونش انہیں سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔

لیونش نے ایک بار بطروش کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اس کا شکریہ ادا کیا اس کے ساتھ ہی بطروش اس کی حویلی سے نکل گیا۔

✿✿✿

سلطان سلیمان کی طرف سے سمندر کے اندر کاروائیاں کرنے کی اجازت ملنے کے بعد باربروسہ، طرغوت، حسن کرسو، صنعان، صالح اور ان کے ساتھیوں کی خوشی اور اطمینان کی کوئی انتہا نہ تھی اس لیے کہ گزشتہ کئی ماہ سے وہ کسی قوت سے ٹکرائے نہیں تھے ہلکی پھلکی سی ایک جھڑپ دوریا کے بحری بیڑے سے ہوئی تھی جب وہ مصر سے آنے والے گندم لدے جہازوں کی حفاظت کے لیے آئے تھے اب ان کے پاس مضبوط اور بڑی بحری طاقت بھی تھی لہٰذا وہ یورپ کی ہر قوت سے ٹکرا سکتے تھے۔ سلطان سے اجازت ملنے کے بعد باربروسہ اور اس کے سالار اپنے بحری بیڑے کو لے کر زیست کی راہوں کو آسیب زدہ کر دینے والی سراب زمین کے سینۂ خاک پر خون کے دھارے بنانے والے کرب کے غاروں سے نکلتے جھکڑوں اور شعور و فکر کو ریزہ ریزہ کر دینے والی مرگ کی سلگتی آگ کی طرح دشمن کی سرزمین کی طرف بڑھے تھے۔

خیر الدین باربروسہ نے اپنے سالاروں کے ساتھ اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لاتے ہوئے جزیرہ کورفو کا رخ کیا۔ یہاں سے ہی یونانی جزائر کا سلسلہ شروع ہوتا تھا اور ایک وسیع نیم دائرے میں جزیرہ روڈس تک پہنچتا تھا جہاں سے ترکی کی سرزمین کا ساحل صاف نظر آتا تھا یہ جزیرے نیلگوں سمندر سے پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرح اس انداز میں بلند تھے گویا اس دنیا سے ان کا کوئی تعلق ہی نہ ہو اور ان جزیروں نے بہت سے ملکوں میں ان گنت نظموں کو بھی جنم دیا تھا۔

خیر الدین باربروسہ چونکہ انہی جزیروں میں سے ایک میں پیدا ہوا تھا لہٰذا وہ ان جزیروں کے محل وقوع سے خوب آگاہ تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جس کام کی وہ ابتداء کر رہا ہے اس کے لیے اسے دوریا کے علاوہ وینس، پاپائے اعظم اور دوسرے بہت سے ملکوں کے بحری بیڑوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ یورپی بحری قزاقوں سے بھی نمٹنا پڑے گا لیکن اس نے کسی کی پرواہ نہ کی کھلے سمندر کی طرف بڑھا خزاں کا موسم شروع ہو چکا تھا خزاں کے طوفانی جھکڑوں ہی کی طرح باربروسہ سمندر میں آگے بڑھا اس کے بحری بیڑے میں ترک،

عرب اور دوسرے مسلمان سوار تھے جو کبھی خشکی میں کبھی دریاؤں میں لڑنے کے ماہر و ہنر مند تھے۔

خیرالدین باربروسہ نے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پہلے یونان کی خلیج کارنتھ کا رخ کیا اس کے بعد خلیج کے دہانے پر سالونیا نام کا جو جزیرہ تھا اس پر وہ موسموں کی ژالہ باری میں طوفانوں کی شدت اور کرب کے لمحات طاری کر دینے والے جرأتوں کے پرتو کی طرح حملہ آور ہوا۔

جزیرے کے اندر جس قدر محافظ لشکر تھا اسے خیرالدین باربروسہ نے تہ تیغ کر دیا۔ جزیرے کو اس نے جی بھر کر لوٹا اور سارا قیمتی مال و متاع اپنے جہازوں میں منتقل کر دیا تھا۔

سالونیا پر اپنے حملے کی تکمیل کے بعد خیرالدین باربروسہ نے آشفتگی کے سودا اور قاتل سرابوں کی طرح یورپ کے ایک دوسرے جزیرے دسانتے کا رخ کیا یہ پہاڑی جزیرہ کہلاتا تھا اس لیے کہ اس کے اندر بہت سے کوہستانی سلسلے تھے۔ اس جزیرے پر بھی خیرالدین باربروسہ زندگی کے المیوں میں آگ بھڑکاتی، زخم سلگاتی، بجھتی آتشی ہواؤں کے چکروں اور کڑے عذابوں کی سزاؤں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

یہاں بھی اس نے پہلے جزیرے جیسا کھیل کھیلا یہاں جو محافظ یونانی تھے ان کا اس نے لمحوں کے اندر خاتمہ کر دیا اور جزیرے کے اندر جو بھی کارآمد اور ضرورت کی شے تھی اسے اٹھا کر اپنے جہازوں میں منتقل کر دیا تھا۔

اس کے بعد خیرالدین باربروسہ نے بڑی تیزی سے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ راس ماتاپان کے گرد ایک چکر لگایا پھر وہ نفرت کے تصرف اور ایک عجیب و غریب حریفانہ کشمکش کی طرح ایک تیسرے جزیرے ایجینا کا رخ کر رہا تھا۔

اس جزیرے کے قریب لنگر انداز ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد خیرالدین باربروسہ اپنے ملاحوں و لشکریوں کے ساتھ جزیرے پر شعور ذات میں تفکرات کے سرسام بھر دینے والی جنوں فروشی اور زمانے کی گردش سے نا آشنا کر دینے والے فطرت کے بیدار انتقام کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ اس جزیرے کی حالت بھی خیرالدین باربروسہ نے پہلے دو جزیروں جیسی کی۔ وہاں جس قوت نے بھی اس کے سامنے مزاحمت کرنے کی کوشش کی اسے اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور ضرورت کی ہر شے کو وہ اپنے بحری جہازوں میں منتقل کرتا چلا گیا تھا۔

اس جزیرے کو سر کرنے کے بعد خیرالدین باربروسہ ایک بار پھر تکبیروں کے بے روک

یل اور زہریلی ہواؤں کی مار کی طرح طاقتور اور محفوظ سمجھے جانے والے جزیرے کریٹ کا رخ کر رہا تھا۔

اس جزیرے پر بھی خیرالدین تن کے بعد کھول دینے والے دکھ احساسات کو معطل گویائی کو خاموش کر دینے والے زور آور بھنور اور طاقتور بگولوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ اس جزیرے کو اس نے اس قدر نقصان پہنچایا جیسا پہلے کسی نے نہ پہنچایا ہوگا۔ یہاں بھی اسے مال غنیمت کی صورت میں ڈھیروں کے ڈھیر ملے۔

یہاں سے نکل کر خیرالدین باربروسہ نے دندناتی عداوتوں اور موت کے ناشناس نشانوں کی طرح پھر اپنی یورش کی ابتداء کی اب اس نے وینس کی دو بندرگاہوں کا رخ کیا ایک کا نام نبیلہ دوسری کا نام مالوسینیا تھا ان بندرگاہوں کے علاوہ وینس کی اور بہت سی بندرگاہوں پر بھی خیرالدین باربروسہ گردش تقویم لہو کے تلاطم قلوب کی ہولناکیاں کھڑی کر دینے والے قہرمانیوں کے فسوں اور موت کے بے روک سایوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ ان ساری بندرگاہوں اور جزیروں میں خیرالدین باربروسہ نے موت کا وہ کھیل کھیلا جو اس سے پہلے انسانی نگاہ نے نہ دیکھا ہوگا۔

کہتے ہیں اس سے پہلے یورپ پر ایسی کوئی مصیبت نازل نہ ہوئی تھی جیسی مصیبت موسم خزاں میں خیرالدین باربروسہ کے حملوں کی صورت میں نازل ہوئی اہل یورپ کا کہنا تھا کہ ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس نے جو ٹیونش میں لوگوں کا قتل عام کیا تھا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا تھا۔ ان جزیروں پر حملہ آور ہو کر خیرالدین باربروسہ نے ٹیونش کے نقصان سے کئی گنا زیادہ نقصان اہل یورپ کو پہنچایا کچھ مؤرخین لکھتے ہیں کہ خیرالدین باربروسہ نے اپنی اس یلغار میں یورپ کے بارہ 12 جزیروں پر قبضہ کر لیا تھا اور تیرہ 13 جزیروں کو اس نے تاخت و تاراج کر کے رکھ دیا تھا۔ اس نے سولہ 16 ہزار افراد کو قیدی بنایا جو مال غنیمت اکٹھا ہوا وہ جب قسطنطنیہ پہنچا تو اس کی قیمت چار 4 لاکھ اشرفیاں لگائی گئی تھیں۔

اس مہم میں باربروسہ نے یونان کے قریب اکثر و بیشتر بحری اڈوں پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنی دانست میں اس نے چارلس کے ہاتھوں پہنچنے والے ٹیونس کے نقصان کا خوب انتقام لیا تھا سب سے بڑھ کر یہ کہ اب اسے بحر یونان کی حفاظت کی زحمت نہ اٹھانی پڑی تھی۔ اس لیے کہ اس حملے کے دوران اس نے بحر یونان کو ایک طرح سے ترکی جھیل میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا اور مؤرخین کہتے ہیں کہ خیرالدین باربروسہ کے ان حملوں کے بعد لگ بھگ ایک صدی تک کسی یورپی بیڑے کی مجال نہ تھی کہ وہ اس سمندر میں قدم بھی رکھے۔

جس وقت خیرالدین باربروسہ یورپ کے ان سارے جزیروں پر حملہ آور ہو رہا تھا، یورپ کے کسی بحری بیڑے کی ہمت نہ ہوئی کہ جوابی کاروائی کرتے ہوئے اس پر حملہ آور ہو یا اس کی راہ روکے۔

حالانکہ اس وقت سمندر میں اسپین کے امیر البحر دوریا کا بیڑہ قریب ہی موجود تھا۔ وینس اور پاپائے اعظم کا متحدہ بیڑہ بھی ایک جگہ لنگرانداز تھا لیکن کسی نے بھی خیرالدین باربروسہ پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ کی۔

جب ان دونوں بحری بیڑوں کو خبر ہوئی کہ خیرالدین باربروسہ نے بارہ 12 جزیروں پر قبضہ کرلیا ہے۔ تیرہ 13 کو خاک وخون میں نہلا کر انہیں خوب تاخت وتاراج کیا ہے تب ان کے دکھ، غم وغصہ کی انتہاء نہ تھی پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ جس وقت واپس جانے کے لیے خیرالدین باربروسہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ مڑے تو اس پر پہلے وینس اور پاپائے روم کا بحری بیڑہ حملہ آور ہو اور اس کے بعد ایک طرف سے اسپین کا امیر البحر دوریا بھی ضرب لگائے اس طرح نہ صرف خیرالدین باربروسہ کو کھلے سمندر میں شکست دی جائے بلکہ اس نے جو یورپی جزیروں سے مال لوٹا ہے وہ بھی اس سے واپس لیا جائے۔

خیرالدین باربروسہ کے طلایہ گر چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سمندر کے اندر سرگرداں تھے اور انہوں نے وینس، پاپائے روم اور اسپین کے بحری بیڑوں کے ان ارادوں سے خیرالدین باربروسہ کو مطلع کر دیا تھا۔

لہٰذا خیرالدین باربروسہ ایسے رخ پر آیا جہاں اگر وہ وینس اور پاپائے روم کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہو تو اس کی پشت امیر البحر دوریا کے بحری بیڑے کی طرف نہ ہو یہ رخ اختیار کرنے کے ساتھ ہی خیرالدین باربروسہ بڑی تیزی سے کھلے سمندر میں حرکت میں آیا اور وینس و پاپائے روم کے بحری بیڑے پر وہ موت کی دہلیز پر کھڑا کر دینے والے، نوکیلے ارادوں ساحلوں کو پامال کر دینے والے سمندر کے تلاطم اور زیست وموت کی کشمکش میں مبتلا کر دینے والے ہزار بگولوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

جب تک اسپین کا امیر البحر دوریا وینس اور پاپائے روم کے بحری بیڑے کی مدد کے لیے پہنچتا، اس وقت تک خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالاروں نے وینس اور پاپائے روم کے متحدہ بیڑے کی حالت ہجر لمحوں کی آزار، وحشتوں کے خونی عذاب اور تھرتھراتی عریاں ساعتوں سے بھی بدتر کرنا شروع کر دی تھی اور پھر کھلے سمندر میں وینس اور پاپائے روم کے متحدہ بحری بیڑے کو خیرالدین باربروسہ کے ہاتھوں بدترین شکست ہوئی اور وہ بھاگ

لڑے ہوئے۔ خیرالدین نے موت کی آہٹوں اور زمستانی ہواؤں کے جھکڑوں کی طرح کچھ دور تک ان کا تعاقب کر کے نا صرف انہیں نقصان پہنچایا بلکہ ان کے بہت سے جہاز اور کشتیاں بھی ان سے چھین کر اپنے قبضہ میں لے لیں۔

وینس اور پاپائے روم کے بحری بیڑے کو شکست دینے کے بعد خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالاروں نے دم نہیں لیا بلکہ وہ جوش مارتی نفرت جذبوں کو خاک کر دینے والے بیابانک آتشیں لمحوں کی طرح پلٹے اور ایک دم سے اپنی حدود سے باہر چھلک پڑنے والے آگ و موت کے خونی کھیل، پرخچے اڑا دینی والی عداوتوں کے کمال اور رگ رگ میں خوف چھا دینے والے بارودی جھکڑوں کی طرح دوریا کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

دوریا نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ خیرالدین باربروسہ اس کے سالاروں اور ملاحوں کا مقابلہ کرے لیکن وینس اور پاپائے روم کے بحری بیڑے کی طرح خیرالدین باربروسہ نے دوریا کے بحری بیڑے کی حالت بڑی تیزی سے مصروف بکا پیاسی روحوں اور عذابوں کی المناک اذیت اور اپنی پرواز کو تلاش کرتے بے بس طیور سے بھی زیادہ ہولناک بنانی شروع کر دی تھی۔

جس طرح کھلے سمندر کے اندر خیرالدین باربروسہ کے ہاتھوں وینس اور پاپائے روم کے بحری بیڑے کو شکست ہوئی تھی اس سے بھی بدترین شکست خیرالدین باربروسہ نے اسپین کے امیر البحر دوریا کو دی اور وہ اپنے بچے کھچے بحری بیڑے کو لے کر اپنی جان بچا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اسپین کے امیر البحر دوریا اور وینس اور پاپائے اعظم کے متحدہ لشکروں کو شکست دینے اور بہت سے جزائر پر قبضہ کرنے کے بعد سمندر کے اندر خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کی دھاک بیٹھ گئی تھی۔ وہ یونان کے مجموعۃ الجزائر میں اپنی کشتیوں اور جہازوں پر بادبان لگاتا بلا خوف وخطر گھستا چلا گیا تھا۔ بعض حسین جزیرے جن پر اس نے قبضہ کیا ایسے بھی تھے جہاں کے باشندے زیتون کے درخت اگاتے تھے اور بھولے بسرے زمانوں کے گیت سنتے تھے گو وہ جنگجو بھی تھے لیکن خیرالدین باربروسہ کا مقابلہ نہ کر سکے خیرالدین باربروسہ نے ان کی بندرگاہوں پر قبضہ کر لیا ان کے مضبوط کوہستانی قلعے اس نے منہدم کر دیئے اور جنہوں نے اس کے سامنے ہتھیار اٹھانے کی کوشش کی انہیں شکست دے کر قیدی بنا لیا گیا۔

یورپ میں جب یہ خبریں پہنچیں کہ سلطان کے امیر البحر خیرالدین باربروسہ اور اس کے

دوسرے سالاروں نے بارہ 12 جزیروں پر قبضہ کرلیا ہے اور تیرہ 13 جزیروں کو انہوں نے تاخت و تاراج کر کے رکھ دیا ہے اس کے علاوہ انہوں نے کھلے سمندر کے اندر نہ صرف اسپین کے امیرالبحر دوریا کو بدترین شکست دی ہے بلکہ پاپائے اعظم اور وینس کے بحری بیڑوں کا بھی حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے، تب یورپ کے اندر ایک ہلچل اور ایک بے چینی کی لہر دوڑ گئی تھی لیکن ان کی بے بسی اور مجبوری یہ تھی کہ وہ سمندر کے اندر خیرالدین باربروسہ جیسے امیرالبحر کا مقابلہ کرنے کی ہمت، جرأت نہیں رکھتے تھے۔

کچھ جزیروں پر قبضہ، کچھ کو تاخت و تاراج کرنے اور یورپ کے بحری بیڑوں کو شکست دینے کے بعد خیرالدین باربروسہ جب اپنے بحری بیڑے کے ساتھ قسطنطنیہ پہنچا تو وہ ایک قابل دید سماں تھا اس کے جہاز مال سے لدے ہوئے تھے۔

کہتے ہیں جب وہ قسطنطنیہ پہنچا تو سب سے پہلے اس نے سلطان کے سامنے دو سو 200 قیدیوں کو پیش کیا جو سونے اور جواہرات کے انبار اٹھائے ہوئے تھے وہ سلطان کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ اس کے بعد دو سو 200 قیدی اور آئے جن کے کاندھوں پر سونے اور چاندی کی تھیلیاں لٹک رہی تھیں وہ بھی سلطان کو پیش کی گئیں۔

اس کے بعد دو سو 200 اور قیدی باری باری سلطان کے پاس سے گزرے جو اعلیٰ قسم کے کپڑوں کے تھان اٹھائے ہوئے تھے۔

یہ عجیب و غریب سماں تھا۔ اس تماشے کا سلطان سے زیادہ قسطنطنیہ کے لوگوں پر گہرا اثر ہوا کہ ان کا امیرالبحر خیرالدین باربروسہ واقعی اس قابل ہے کہ سمندر کے اندر کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی وہ لوگ اس سے قبل خیرالدین باربروسہ کو محض ایک بحری قزاق سمجھتے تھے انہیں بھی یقین ہوگیا تھا کہ وہ واقعی ایک ناقابل شکست امیرالبحر ہے۔ اسپین کے امیرالبحر دوریا اور وینس کے بحری بیڑے کو شکست دینے کے بعد خیرالدین باربروسہ نے ایک طرح سے اسپین کے شہنشاہ چارلس اور وینس کے بادشاہ دوجے کو سلطان سلیمان کے سامنے عاجز کر کے جھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

جس وقت خیرالدین باربروسہ دوریا سے ٹکرا رہا تھا اس وقت اسپین کے بادشاہ چارلس کا بھائی اور آسٹریا کا حکمران فرولندہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ حرکت میں آچکا تھا اور وہ مسلمانوں کے علاقوں کی طرف یورش کر چکا تھا۔

سلطان سلیمان کو شاید خیرالدین باربروسہ کی آمد ہی کا انتظار تھا۔ خیرالدین باربروسہ اپنے سالاروں کے ساتھ جب قسطنطنیہ پہنچ گیا تو سب سے پہلا کام سلطان نے یہ کیا کہ جو

جزیرے خیرالدین نے فتح کیے تھے ان جزیروں پر اسے حاکم مقرر کر دیا اور اسے یہ بھی حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ یورپ کا رخ کرے گا تاکہ چارلس کے بھائی فردلنڈ کی راہ روکے اس دوران خیرالدین باربروسہ اپنے سالاروں کے ساتھ سمندر میں متحرک رہے تاکہ سمندر کے اندر کسی کو مسلمانوں کے علاقوں کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔

یہ فیصلہ ہونے کے بعد خیرالدین باربروسہ اپنے سارے سالاروں اور جنگجوؤں کے ساتھ اپنا بحری بیڑہ لے کر ان جزیروں کی طرف روانہ ہوگیا جو اس نے فتح کیے تھے۔ اس لیے کہ سلطان نے اسے ان جزیروں کا حاکم مقرر کر دیا تھا اور خود سلطان اپنے لشکر کے ساتھ یورپ کی سرزمینوں میں چارلس کے بھائی فرولندہ کا مقابلہ کرنے کے لیے نکل کھڑا ہوا تھا۔

ادھر اسپین کے بادشاہ چارلس کا بھائی اور آسٹریا کا بادشاہ فرولندہ ڈالمیشیا کے ساحلوں کے اس پار موج در موج پہاڑوں کے سلسلے میں سے ہوتا ہوا مسلمانوں کے علاقوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ان پہاڑوں کی بلند وادیوں میں سربیا اور بوسنیا والوں کے پتھر کے بنے ہوئے گاؤں پھیلے ہوئے تھے اور اس علاقے کے مغرب میں جسے اب یوگوسلاویہ کہتے ہیں دریائے دراوے پیچ در پیچ بہتا ہوا دریائے ڈینوب سے آ کر ہم آغوش ہو جاتا تھا۔

یہ موسم خزاں کے عروج کا دور تھا اور چارلس کے کہنے پر اس کے بھائی فرولندہ نے جو لشکر روانہ کیا تھا وہ مسلمانوں کے علاقوں میں دور تک گھس کر تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلنا چاہتا تھا۔ اس لشکر کے دو 2 حصے تھے ایک حصے کا سالار جان کاڑ تھا اور دوسرے حصے کے سالار کا نام نودرون تھا۔ اس بہت بڑے لشکر میں کارنتھیا، سکسنی، تھورنجیا، فرنیتونیا، آسٹریا اور بوہیمیا کے وہ جنگجو تھے جو اپنے آپ کو ناقابل تسخیر خیال کرتے تھے دو سالاروں پر مشتمل یہ لشکر بڑی تیزی سے مسلمانوں کے شہر العزت کا رخ کر رہا تھا۔

اپنے بھائی فرولندہ کو مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دے کر چارلس چاہتا تھا کہ سمندر میں ان کی طاقت اور قوت کی توجہ خشکی کی طرف مبذول کر دے۔ لہٰذا سمندر میں جو مسلمان مختلف جزیروں پر قبضہ کرتے جا رہے ہیں اس کا سلسلہ اب منقطع ہو جائے۔

لہٰذا چارلس نے بڑی سختی سے اپنے بھائی فرولندہ کو ہدایت کی تھی کہ ترکوں کی توجہ ہٹانے کے لیے آسٹریا کی جانب سے ترکوں پر ایسے ہولناک حملے کیے جائیں کہ ترک بوکھلا اٹھیں اور یہ جنگ ترکوں کی سرزمین میں ہونی چاہیے۔

حالانکہ اس سے پہلے فرولندہ نے ترکوں کو اپنا حلفیہ عہد دیا تھا کہ وہ ترکوں کے علاقوں پر حملہ آور نہ ہوگا اور ترک بھی اس کی سلامتی کی ضمانت دیں گے لیکن یورپ کے حکمران حلفیہ وعدوں کو توڑنا قابل فخر خیال کرتے تھے اسی بناء پر فرولندہ بھی ترکوں سے اپنا حلفیہ وعدہ توڑتا ہوا مسلمانوں کے علاقوں میں گھس کر ان کے ذرائع رسل و رسائل کو منقطع کر کے اپنے لیے فوائد حاصل کرنا چاہتا تھا خشکی کی اس جنگ میں فرولندہ کو اپنے بھائی چارلس کے

علاوہ پاپائے اعظم اور وینس والوں کی مدد بھی حاصل تھی اب فرولندہ اور اس کے لشکریوں کی بدقسمتی کہ ان کا مقابلہ کرنے کے لیے سلطان نے دیر نہیں کی قسطنطنیہ سے وہ نکلا اور اپنے لشکر کے ساتھ اس نے ایک عجیب سے گمنام اور پہاڑی سلسلے کے مقام پر گنز میں گھات لگا لی تھی۔

دو ناقابل شکست سالاروں پر مشتمل یورپ کا لشکر بڑی تیزی سے آگے بڑھا راستے میں نہ ان کی کسی نے راہ روکی، نہ کوئی مزاحمت ہوئی۔ اس طرح وہ سلطنت عثمانی کے شہر العزت جا پہنچے اور شہر کو فتح کرنے کے لیے صلاح و مشورہ کرنے لگے۔

العزت دریا کے کنارے واقع تھا اور یہاں دریائے دراوے پر ایک پل تھا جو بودا اور بلغراد شہر کو آپس میں ملاتا تھا۔ بظاہر یورپ کے اس لشکر کے مقابلے میں اس وقت تک کوئی بھی نہ تھا لہٰذا یورپ کے اس لشکر نے بڑی سختی کے ساتھ مسلمانوں کے شہر العزت کا محاصرہ کر لیا تھا۔

لیکن ترکوں اور منگولوں کا جنگ کرنے کا طریقہ ہمیشہ دوسری اقوام سے مختلف رہا ہے وہ اچانک نمودار ہوتے اور دشمن کو کاٹ کر اس کی تباہی اور بربادی کا سامان کر جاتے تھے اور دشمن کو خبر تک نہ ہوتی تھی کہ وہ کس طرف سے نمودار ہوئے اور ان کا خاتمہ کرنے کے بعد کس طرف روپوش ہو گئے۔ یہاں بھی سلطان سلیمان نے ترکوں کا وہی قدیم طریقہ اپنایا۔

یورپ کا وہ لشکر جو العزت کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اسے بہت جلد اندازہ ہو گیا کہ ترکوں نے چاروں طرف سے انہیں گھیرنا شروع کر دیا ہے اس لیے کہ اپنے جو دستے خوراک حاصل کرنے کے لیے انہوں نے چاروں طرف پھیلائے تھے وہ خوفزدہ ہو کر واپس آنا شروع ہو گئے تھے۔ ترک بلغراد کی طرف سے ایک گمنام راستے پر سفر کرتے ہوئے یورپ کے لشکر کی راہ روکنے کے لیے آن پہنچے تھے اور یہاں سے موہاکس کا وہ میدان صرف ایک منزل کی مسافت پر تھا جس میدان میں اس سے پہلے یورپ کے متحدہ لشکر کو سلطان سلیمان نے بدترین شکست دی تھی۔

العزت کا محاصرہ کرنے کے بعد یورپ کے سپہ سالار جان کاڈ اور نودروں نے جو اپنے دستے چاروں طرف پھیلائے ہوئے تھے تاکہ لشکر کے لیے رسد و خوراک کا سامان حاصل کریں ان میں سے بہت کم لوٹ کر واپس آئے۔ اس لیے کہ چاروں طرف ترک پھیل چکے تھے ان میں سے اکثریت کو ترکوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور جو واپس آئے وہ خالی ہاتھ ہی آئے اس لیے کہ انہوں نے جونہی ان علاقوں میں ترکوں کو گشت کرتے

ہوئے دیکھا وہ اپنی ہر چیز پھینک کر العزت شہر کی طرف بھاگے تھے۔

یورپ کا متحدہ لشکر العزت کا محاصرہ کیئے ہوئے تھا کہ اچانک ایک طرف سے ترکوں کا ایک لشکر نمودار ہوا اور وہ یورپ کے اس متحدہ لشکر پر اسباب و وسائل کاٹ دینے والے، بے روک تیز گرد باد، ماضی کی منحوس تباہی کے در کھول دینے والے، وقت کے تیز طوفانوں، زمین کے کونے کونے میں انسانی جسموں کو پت جھڑ کے مارے پتوں اور یادوں کے بوسیدہ اوراق کی طرح اڑا دینے والے دربدری کے ہولناک عذاب کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

یورپ کے لشکری اور سالار خوش تھے کہ ان کے مقابلے میں ترکوں کا ایک چھوٹا سا لشکر آیا ہے۔ جس کو وہ لمحوں کے اندر شکست دے کر بھاگنے اور پسپا ہونے پر مجبور کر دیں گے۔ لہٰذا انہوں نے بڑی شدت سے حملہ آور ترکوں کا مقابلہ کرنا شروع کیا تھا۔

لیکن ان کی بدقسمتی...... تھوڑی ہی دیر بعد دوسری سمت سے رنگ بدلتے موسموں میں بے کل روحوں اور زندگی کی لمبی شاہراہوں پر فراق اندیشوں کی طرح ترکوں کا ایک اور لشکر نمودار ہوا اور وہ آنکھوں میں زہریلے خواب، دل میں اضطراب کے تلاطم جذبات میں خوفناک پیچ و تاب جسموں میں کرنوں کی تپش نطق میں لفظوں کا زہر زندگی کے ذائقوں میں آشفتگی کا سودا بھر دینے والے کڑے لمحوں کے طوفانوں اور وحشت کے خوفناک فسوں کی طرح یورپ کے لشکریوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

اب یورپ کے لشکریوں اور ان کے سالاروں کے ہوش ٹھکانے آئے دو اطراف میں ترکوں نے حملہ آور ہو کر ان کی صفوں کو خون میں نہلانا شروع کر دیا تھا اور پھر ترکوں کا طریقہ جنگ بھی خوب تھا وہ دشمن کی صفوں میں اس طرح گھس رہے تھے جیسے پکے ہوئے تربوز کے اندر تیز دھار خنجر گھستا چلا جاتا ہے۔

اہل یورپ جو تھوڑی دیر پہلے بڑی جوانمردی، بڑی شجاعت اور بڑی دلیری اور بڑی جانبازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے شہر العزت کا محاصرہ کر کے یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ ہر صورت میں مسلمان کے شہر پر قبضہ کر کے پہلے مسلمانوں کا شہر کے اندر قتل عام کریں گے اس کے بعد جی بھر کر لوٹیں گے لیکن اب معاملہ بالکل الٹ دکھائی دے رہا تھا۔ انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے ساری شجاعت و بہادری ساری جرأت مندی سرابوں کی طرح بھاگتی اور غائب ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔

مسلمان لشکری عجیب سی خود فراموشی، انوکھے رقص جنون اور فطرت کے خواب لمحوں کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے۔ ان حملوں میں ایک تازگی ایک جرأت مندی اور بے خوفی تھی۔

جبکہ یورپ کے لشکر کی حالت بڑی تیزی سے شب گزیدہ تمدن، خوابوں کے ویران راستوں عقوبت کدوں کے اجاڑ اور سانسوں کی ڈوبتی کشتیوں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

یہاں تک کہ العزت شہر کے نواح میں مسلمانوں کے ہاتھوں یورپ کے اس متحدہ لشکر کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور بڑے بڑے یورپی سورما پسپا ہونے پر مجبور ہوئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں۔ ''نومبر کے آخر میں یورپ کے لشکر کے ان دونوں سالاروں یعنی جان کاڈ اور نودروں کے کہنے پر شکست تسلیم کرتے ہوئے پسپائی شروع ہوئی کہتے ہیں یہ پسپائی ایسی وحشت ناک اور ایسے خوفناک فرار میں تبدیل ہوئی کہ اس سے پہلے کسی یورپی لشکر نے ایسی تباہی و بربادی نہ دیکھی تھی اور ان کے لشکری حیران تھے کہ جس سمت سے انہوں نے بھاگنا تھا اس سمت شاہراؤں اور سڑکوں پر ترکوں نے پہلے ہی درخت کاٹ کر ڈال دیئے تھے۔ لہٰذا بھاگتے ہوئے یورپی لشکری اپنی گاڑیوں اور سامان سے بھرے ہوئے چھکڑوں کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے تھے جس کے نتیجے میں انہیں اپنی بھاری توپیں چھکڑے اور ضرورت کا سارا سامان وہیں چھوڑ کر صرف اپنے ہتھیار اٹھا کر بھاگنا نصیب ہوا۔

یہ ایک عجیب وغریب پسپائی تھی یورپ والے حیران اور پریشان تھے کہ مسلمانوں کو کیسے پتہ چل گیا کہ شکست کی صورت میں اہل یورپ اس سمت بھاگیں گے اور اس سمت شاہراؤں اور سڑکوں پر بڑے بڑے درخت کاٹ کر پہلے سے ڈال رکھے تھے جس کے نتیجہ میں پسپا ہوتے یورپ کے لشکروں کے اندر بھوک کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ یورپی لشکری اپنی جانیں بچانے کے لیے گھنے جنگل میں بھاگتے رہے ان کے لیے مصیبت یہ تھی کہ جہاں سے وہ بھاگ کر واپس جا رہے تھے اس کے دونوں جانب بلند کوہستانی سلسلے تھے ابھی وہ بھاگ کر تھوڑی دور ہی گئے ہوں گے کہ ان کے لیے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی وہ یہ کہ جس شاہراہ پر وہ بھاگتے ہوئے واپس جا رہے اس شاہراہ کے دونوں جانب جو کوہستانی سلسلے تھے ان کی ڈھلانوں پر سے ان پر تیروں کی بارش شروع ہو گئی تھی۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ مسلمان ان کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں تک پہنچ گئے تھے۔

آخر گرتے پڑتے ان کوہستانوں سے نکل کر کسی قدر محفوظ وادیوں کے اندر یورپ کے ان دونوں سالاروں نے پڑاؤ کر لیا تھا۔ العزت شہر کے نواح میں لڑی جانے والی جنگ اس کے بعد فرار اختیار کرنے کے دوران کافی لشکری جنگ میں کام آ چکے تھے اور تقریباً آدھا

لشکر بچا کر وہ ان محفوظ وادیوں میں پہنچنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں۔ ''کہ یورپ کے سالار جان کاڈ پر مسلمانوں کے ان حملوں نے ایسا خوف اور ایسی وحشت طاری ہوئی کہ جس وقت وہ کوہستانی سلسلوں سے نکل کر محفوظ وادیوں کی طرف پہنچے اور وہاں انہوں نے پڑاؤ کیا تو وہاں اس کے لیے ایک خیمہ نصب کیا گیا یہ وہ خیمے تھے جو گھوڑوں پر لدے ہوئے تھے اور وہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ کہتے ہیں یہاں جان کاڈ کے لیے اس کے مسلح جوانوں نے چاندی کے برتنوں میں اس کے لیے کھانا چنا جس وقت کھانا چن دیا گیا، خیمے میں جان جاڈ اکیلا تھا وہ چپکے سے خیمے سے نکلنا چاہتا تھا کہ لشکریوں کو انکے حال پر چھوڑ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگے اور اپنی جان بچا کر آسٹریا کی طرف چلا جائے لیکن مؤرخین لکھتے ہیں کہ جس موقع پر وہ بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا ایک بوڑھے جرمن نیزہ باز نے اسے دیکھ لیا اور طنزیہ انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مجھے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے اس تیز رفتار گھوڑے پر نکل بھاگو گے۔''

یہ طعنہ سن کر (جان کاڈ) گھوڑے سے اترا اور اس طعنے کی وجہ سے اس لشکر کے اندر ہی رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لشکر والے سمجھنے لگے تھے کہ وہ اب محفوظ جگہ پہنچ چکے ہیں لہٰذا یہاں تک ترک نہیں پہنچ پائیں گے لیکن ان کی بدقسمتی کہ ابھی ان وادیوں کے اندر وہ اچھی طرح ستانے اور آرام بھی نہ کرنے پائے تھے کہ ترک پھر نمودار ہوئے اور ان وادیوں میں جنہیں یورپ والے اپنے لیے محفوظ سمجھتے تھے وہاں بھی وہ ان پر نئے اور انوکھے عذابوں قریہ قریہ جھانکتی وحشتوں اور طلب کے ہر تقاضے اور زندگی کے ہر چارہ ساز محور کو کاٹ دینے والے تادیب کے روگ اور کرب کے بے کراں بحر کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے یورپ والوں نے دیکھا، حملہ آور ترک ان کے پڑاؤ کے اندر تپش کی حدت اور فضاء کی وسعتوں کی طرح پھیلنا شروع ہو گئے تھے اور ان کا قتل عام شروع کر چکے تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ ترکوں کا یہ انتہائی خوفناک حملہ تھا اور اپنے پڑاؤ سے جو بھی یورپ کا لشکری بھاگا وہ دشمنوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ جو بچے انہوں نے ایک قریبی قلعے والپو کا رخ کیا وہ چاہتے تھے کہ اس قلعہ میں محصور ہونے کے بعد اپنے آپ کو پھر منظم اور استوار کریں گے اور محصور رہ کر ترکوں کا مقابلہ کریں گے لیکن مسلمانوں نے تیزی اور سختی سے تعاقب کیا کہ والپو تک کہیں بھی یورپی لشکری جم کر ان کا مقابلہ نہ کر سکے اور والپو کے نواح میں یورپ کے متحدہ بچے کھچے لشکر پر مسلمانوں نے ایسی سخت ضرب لگائی کہ ان کی اکثریت کو موت

کے گھاٹ اتار دیا بہت کم کو اپنی جانیں بچا کر بھاگنا نصیب ہوا۔

مؤرخین کہتے ہیں کہ اس جنگ سے یورپی لشکر کا کماندار جان کاڈ وہ بدنصیب تھا جو اکیلا ہی بچا اور فرولندہ کے دربار میں پہنچ سکا۔ فرولندہ نے مسلمانوں کے ہاتھوں شکست اٹھانے کی وجہ سے اس پر بزدلی کا الزام لگایا اور اسے قید میں ڈال دیا لیکن وہ کسی نہ کسی طرح قید خانے سے بھاگ نکلا اور ترکوں کی سرزمین میں جا کر اس نے پناہ لے لی۔

مغرب مورخین لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھوں یورپ کے لشکر کی یہ شرمناک شکست ان سب افسوسناک شکستوں سے بدتر تھی جو عیسائیوں کو اس سے پہلے کبھی نصیب ہوئی تھیں۔ یہاں یورپ کے بہترین سوار اور عمدہ گھوڑے ہلاک ہو گئے کئی صوبوں پر رنج و غم طاری ہو گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ اب تک ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ یورپ والوں کو ایسی بدترین شکست ہوئی ہو اور ترکوں کو ایسی شاندار فتح نصیب ہوئی ہو۔

سلطان سلیمان کی خشکی پر اور باربروسہ کی سمندر میں لگاتار فتوحات نے پورے یورپ کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور یورپ ان دونوں کی طرف سے بہت محتاط ہو گیا تھا۔ اہل یورپ کانپنے لگ گئے تھے کہ اب تو موسم سرما آ گیا ہے اور موسم سرما کے بعد جب گرمیاں آ جائیں گی تو کوئی نہیں جانتا کہ مسلمان خشکی کے راستے یورپ میں پیش قدمی کرتے ہوئے تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ بنیں گے یا سمندر کے راستے سے وہ اٹلی یا کسی دوسرے ملک میں یلغار کرتے ہوئے ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔

ہنگری والے سب سے زیادہ اپنے شہر ویانا کے لیے خطرہ محسوس کر رہے تھے لہٰذا انہوں نے ویانا کے لیے پاپائے اعظم سے مدد مانگی لہٰذا پاپائے اعظم نے نام جس کا پال سوم تھا نے یورپ کو بچانے کے لیے مسیح جہاد کا اعلان کر دیا۔

ادھر چارلس کو اٹلی کے شہر نیپلز کا خطر تھا۔ اس لیے کہ اس سے پہلے سلطان سلیمان کا لشکر اٹلی میں داخل ہونے کے بعد نیپلز کے قریب پہنچ گیا تھا۔ لہٰذا وہ نیپلز کے دفاع کو مضبوط کرنے لگ گیا۔

ادھر وینس والے بھی لرز کانپ رہے تھے لہٰذا وینس کے بادشاہ دوجے نے تمام تجارت پیشہ گھرانوں کے سارے اثاثوں پر نصف قیمت کا موصول عائد کر دیا اس طرح پورا یورپ مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاریوں میں لگ گیا تھا۔ ساتھ ہی اہل یورپ نے ایک انجمن بھی قائم کی جس کا مقصد یہ تھا کہ باہم مل کر یہ سوچا جائے کہ سمندر اور خشکی میں مسلمانوں کا مقابلہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اس انجمن کا نام مقدس مسیحی انجمن رکھا گیا اور اس کا جو عہد نامہ مرتب کیا گیا، اس پر پاپائے روم شہنشاہ چارلس وینس کے بادشاہ دوجے اور آسٹریا کے بادشاہ فرولندہ نے باقاعدہ دستخط کیے اور وہ اس کے رکن بنے۔

اس مقدس عہد نامہ پر دستخط کرنے کے بعد اہل یورپ کو یہ امید ہو گئی تھی کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک طاقتور بیڑے کو مسلمانوں کے مقابلے میں لا سکیں گے۔ اس انجمن میں جب مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے بحث کی گئی تو سارے یورپ

کے حکمران اس نتیجے پر پہنچے کہ اس بار ترکوں کو یورپ کے ہاتھوں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا اس خیالی خوشی کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے اس خیالی فتح کے بعد مسلمانوں کے علاقے تقسیم کرنے کی بات چیت بھی شروع کر دی تھی۔

وینس کے بادشاہ دوجے نے یہ خیال ظاہر کیا کہ وینس کے وہ سارے کھوئے ہوئے جزیرے اور علاقے جن پر ترک قابض ہو گئے وہ واپس لے لے گا۔ سپین کے شہنشاہ چارلس نے اس خیال کا اظہار کیا کہ وہ یورپ کا وہ تمام علاقہ واپس لینا پسند کرے گا جو کہ ایک زمانے میں مشرق میں سلطنت روما کے قبضہ میں ہوا کرتا تھا۔

اس کے علاوہ پاپائے روم یہ حق جتانے لگا کہ وہ جو علاقہ چاہے گا اپنے تصرف میں لا سکے گا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ بڑے مزے کی بات ہے کہ مقدس انجمن جو اپنے ارکان کا تحفظ کرنے کے لیے وجود میں لائی گئی تھی عمل میں آنے سے پہلے ہی مسلمانوں کے علاقوں کی باہمی تقسیم کے خیالی پلاؤ پکانے لگی تھی اور اپنی مفروضہ فتح کے بعد سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے کرنے سے متعلق گفتگو کرنے لگی تھی۔

اس موقع پر اہل وینس نے ان خیالات کا بھی اظہار کیا کہ وہ درہ دانیال تک وہ سارا علاقہ دوبارہ حاصل کر لیں گے جو ان کی سلطنت کے انتہائی عروج کے زمانے میں ان کے قبضہ میں تھا۔ پاپائے اعظم نے یہ بھی اعلان کیا کہ مقدس سلطنت روما نئے سرے سے رومۃ الکبریٰ کی ساری عظمت قسطنطنیہ سمیت واپس حاصل کرے گی اور ترک درہ دانیال اور باسفورس کے اس پار ایشیا میں دھکیل دیئے جائیں گے اور انہیں وہیں جانا ہو گا جہاں سے ایک صدی پہلے وہ نمودار ہوئے تھے۔

چونکہ یورپ کے سارے ملکوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے بحری بیڑے تیار کرنے شروع کر دیئے تھے لہٰذا نئی قائم ہونے والی اس مقدس مسیحی انجمن کو اپنے بحری بیڑے کے زیادہ طاقتور ہونے سے یہ امید تھی کہ وہ کامیاب رہیں گے دوسری طرف اسپین کا امیر البحر دوریا، خیرالدین باربروسہ سے جنگ کرتے ہوئے کترا رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ خیرالدین باربروسہ کے سامنے آیا تو باربروسہ اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا گا۔ لہٰذا اس نے اندر ہی اندر اپنے آدمی مقرر کر دیئے تا کہ کسی نہ کسی طرح کوئی بھاری رقم استعمال کر کے سلطان سلیمان کے خلاف باربروسہ کو خریدا جا سکے۔

یورپ کے حکمرانوں کے ان تصوراتی منصوبوں اور جنگ کے بعد مسلمانوں کے علاقوں پر فتح حاصل کر کے انہیں تقسیم کرنے کے تصورات حد درجہ مضحکہ خیز تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ لطف یہ ہے کہ چارلس جس کی قوت اس زمانے میں اپنے عروج پر تھی اورر وہ سازشوں اور ساز باز اور جوڑ توڑ کرنے میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا وہ بھی ان احمقانہ منصوبوں میں شامل تھا۔

ان خیالی پلاؤ میں اہل وینس سب سے آگے آگے تھے۔ اس لیے کہ وینس والے جن کی دھاک ایک زمانے میں سارے سمندر پر تھی اس تمام علاقے پر قبضے کا دعویٰ کر رہے تھے جہاں اطالوی زبان بولی جاتی تھی جب بحث کے دوران اہل وینس نے ترکوں کے ہاتھوں چلے جانے والے جزیروں اور تجارتی بندرگاہوں پر اپنا دعویٰ کیا تو ان کے دعوؤں کو سن کر مقدس سلطنت روما کے بے صبر نمائندوں نے جزیروں کے علاوہ باقی ساری خشکی پر اپنا دعویٰ پیش کر دیا۔

اس بحث کے دوران کہتے ہیں وینس کی حکومت کے ایک نمائندے نے نام جس کا مارکو انطونیا تھا اس نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔

''آپ نے انجمن کے قیام پر اتفاق کر لیا ہے۔ لیکن آپ لوگ آپس میں اتحاد کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کو زیادہ اہمیت دے رہے ہیں اور ترکوں سے صلح کرنے پر کوئی گفتگو نہیں کر رہا۔

اس نے یہ بھی تنبیہ کی کہ ہمیں مسلمانوں کے سلطان سلیمان سے دوبارہ صلح کی گفت و شنید کرنی چاہیے اور اس صلح کا رشتہ چونکہ ہم نے منقطع کیا تھا لہٰذا صلح کا ہاتھ آگے بڑھانے کے لیے ہمیں کوئی تامل نہیں کرنا چاہیے صرف ہمت و دلیری سے اس طرح کے خطرے پر قابو پایا جا سکتا ہے۔''

اس موقع پر وینس کی حکومت کا ایک اور رکن اٹھا۔ اس رکن کا نام فرانس فوسکاری تھا وہ کہنے لگا نہ میں یہ رائے ماننے کو تیار ہوں اور نہ اس رائے پر چلنے پر ہمارے لیے امید کی کوئی صورت ہے۔ آج میں حالات کو صرف اس طرح جانچوں گا جیسے کہ وہ ہیں۔ اس طرح نہیں کہ جیسے ہم تخیلات میں کھو کر مسلمانوں کے علاقوں پر تقسیم کے متعلق سوچ رہے ہیں۔

اس نے یہ بھی کہا کہ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ ہم کو اپنے آپ یکلخت یہ اعتماد کیسے پیدا ہو گیا ہے کہ آنکھیں بند کر کے ہم اپنے ایسے حکمرانوں پر اعتماد کر لیں۔ جنہوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے ہاتھوں شکست اٹھائی اور مسلمانوں نے یورپ کو زبردست نقصان پہنچایا۔

اس نے یہ بھی کہا کہ یہ جو ہم مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے مشترکہ بحری بیڑہ تیار

کر رہے ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ ہماری مہلک منصوبہ بندی کہیں ہمیں تباہ و برباد ہی کر کے نہ رکھ دے۔''

وہ کہنے لگا کہ ''ہم اس قدر بے بس ہیں کہ یہ خبریں بھی آنے لگی ہیں کہ کچھ ملکوں کے لشکری اپنے سالاروں سے شکایت کر رہے ہیں کہ انہیں کئی ماہ سے ان کا روزینہ ہی نہیں ملا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگ کے اخراجات ہی برداشت نہیں کر سکتے تو پھر ہمیں مسلمانوں سے صلح کر لینا ہی مناسب ہے۔ آئے دن ہمیں جنگ کے لیے اپنے لوگوں پر موصول بڑھانے پڑتے ہیں۔'' اس نے مزید کہا کہ ''یہ سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے کہ ایسی جنگ جس کا خرچ ماہانہ دو 2 لاکھ اشرفیاں ہوں گی۔ کیا اس جنگ کو زیادہ عرصہ جاری رکھا جا سکے گا؟''

اس نے مزید اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''رہ گئی نئی نئی قائم ہونے والی مقدس مسیحی انجمن تو اس سے متعلق میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ جب تک اسپین اور فرانس کے بادشاہوں کے درمیان غیر اعلانیہ جنگ جاری ہے مسلمانوں کے خلاف جنگ کا کوئی منصوبہ پنپ ہی نہیں سکتا۔''

اس نے یورپ کے حکمرانوں کو تنبیہ کرتے ہوئے مزید کہا کہ ''ہمارے لیے بہتر یہی ہے کہ ہم مسلمانوں کے سلطان سے صلح کی درخواست کریں۔

ہمارے حکمران خیالی پلاؤ پکاتے ہوئے ہمیں بہلانے کے لیے یہ کہہ دیتے ہیں کہ مسلمان کے ساتھ صلح کا کوئی یقین نہیں اور نہ ہی مسلمانوں سے صلح کرنے سے ہماری قومی عزت برقرار رہ سکتی ہے۔ میں اس بات کی ضمانت تو نہیں دے سکتا کہ صلح سے ہماری ساری مرادیں بر آئیں گی لیکن مجھے اس کا یقین ہے کہ اس سے موجودہ خطرہ ٹل جائے گا اور ہم مسلمانوں کے حملوں سے بچ جائیں گے۔''

اس نمائندے نے مزید انکشاف کیا۔ ''جہاں تک میں جانتا ہوں اس کے مطابق ترک سلطنت کا وزیر صلح کے لیے تیار ہے اور اس نے کئی مواقع پر صلح کی خواہش کا اظہار بھی کیا ہے۔ سمندر کی بڑی طاقت باربروسہ اور اس کے ساتھی ہیں۔ باربروسہ سمندر کی وہ قوت ہے جس کو آج تک ہم زیر نہیں کر سکے اور کئی مواقع پر خود باربروسہ نے صلح کی خواہش کا اظہار کیا ہے تاکہ وہ اطمینان سے الجزائر جا کر حکومت کر سکے لیکن ہماری اپنی نیتوں کے اندر فتور ہے اور ہم جب کچھ نہیں کر سکتے تو کہہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے سلطان سلیمان کو ہماری دوستی کا کوئی اعتبار نہیں۔''

وہ مزید کہنے لگا۔ ”مجھے تو اس مفروضہ میں کوئی صداقت نظر نہیں آتی مسلمانوں کے سلطان نے تمیں 30 سال تک ہم سے صلح کے معاہدے کی پابندی کی ہے اور اب بھی وہ اس معاہدے کی توسیع پر آمادہ ہے اگر اس نے ہمارے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے ہماری طرف سے چھیڑ خانی شروع ہوئی۔ ہم لوگوں کو مسلمانوں کے سلطان سے جتنی شکائتیں ہیں اس سے زیادہ مسلمانوں کے سلطان کو ہم سے شکائتیں ہیں۔“

اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ مزید کہنے لگا۔ ”اس موقع پر میں یہ بھی کہنا پسند کروں گا کہ ترکوں کی سلطنت بے حد وسیع ہے۔ جنگ کا تمام ساز و سامان حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس بڑے وافر ذرائع ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا عسکری نظم و ضبط ایسا لاجواب ہے کہ عیسائیوں کو ان سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ ایسے دشمن کے خلاف جنگ کی ابتداء کرنے کی بجائے اس سے صلح کرنے میں ہی ہماری بہتری اور بھلائی ہے۔“

لیکن یورپ کے کسی حکمران نے بھی ان لوگوں کی نصیحت پر عمل نہ کیا بلکہ انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے اپنی تیاریوں کو عروج پر پہنچا دیا تھا۔ اس کی بدترین شکست اٹھانے کے بعد اب اہل یورپ نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ سمندر میں جنگ میں ابتداء کریں گے اور ہر صورت میں خیرالدین باربروسہ کو شکست دے کر اپنی ناکامیوں کا بدلہ چکائیں گے۔

لہٰذا یورپ کے ملکوں نے ایک طرح سے اعلان جنگ کرتے ہوئے بڑی تیزی سے جنگی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔

اس جنگ کو جاری رکھنے کے لیے یورپ کے حکمرانوں میں یہ طے ہوا کہ اسپین کا شہنشاہ چارلس یورپ کا متحدہ اور عظیم الشان بیڑے کا نصف خرچ برداشت کرے گا۔ پاپائے روم خرچ کا چھٹا حصہ برداشت کرے گا وینس کا بادشاہ ایک سو دس 110 کشتیاں فراہم کرے گا مالٹا کے نائٹ جس قدر کشتیاں فراہم کر سکیں اس کا اہتمام کریں گے۔ اس کے بعد لوگوں سے التجاء کی گئی کہ وہ جنگ کے لیے دل کھول کر چندہ دیں۔ جس کے جواب میں بڑی تیزی سے نقدی، سونا اور جہاز فراہم ہونے لگے تھے۔

مسلمانوں کے خلاف سمندر میں جنگ کی ابتداء کرنے کے لیے اب اہل یورپ فصلوں کی کٹائی کا انتظار کرنے لگے تھے تاکہ فصلیں کٹ جائیں اور وہ اناج کی خاصی مقدار اپنے بحری بیڑے میں منتقل کرنے کے بعد سمندر میں اتریں اور مسلمانوں کا مقابلہ کریں۔

اس دوران اسپین کا امیرالبحر دوریا اپنے مختلف نمائندوں کے ذریعہ خیرالدین باربروسہ سے ٹکرانا نہیں چاہتا تھا وہ جانتا تھا خیرالدین باربروسہ جسے اہل یورپ سمندر کا دیوتا کہتے تھے اپنی فتح کو یقینی بنانے کے لیے مافوق الفطرت ہتھکنڈے استعمال کرنے کا ہنر جانتا تھا۔ اس بناء پر وہ چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح خیرالدین باربروسہ کو اس بحری جنگ سے ہٹا دیا جائے خواہ اس کے لیے اسے کتنی ہی بڑی رقم ادا کیوں نہ کرنی پڑے لیکن اس میں دوریا کو ناکامی ہوئی۔

آخر اہل یورپ کا بحری بیڑہ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے سمندر میں اترا۔ اس بحری بیڑے کے اندر دو سو 200 لمبی جنگی کشتیاں تھیں سو 100 مضبوط بڑے بڑے جہاز تھے جن کے اندر دو ہزار 2000 توپیں تھیں۔ ان جہازوں میں بیس ہزار 20000 اطالوی، 20000 جرمن اور دس ہزار 10000 بکتر بند ہسپانوی لشکری سوار تھے پانچ 5 بڑے جنگی جہاز ایسے بھی بنائے گئے تھے جو بالکل نئی بحری طاقت خیال کیے جاتے تھے۔ جن کے چوبی بازوؤں پر لوہا چڑھا کر انہیں اس قدر مضبوط کر دیا گیا تھا کہ انہیں کشتیوں کے آہنی سرے سے ٹکرانے کے باوجود توڑا نہ جا سکتا تھا ان بازوؤں پر بھاری توپیں لگی ہوئی تھیں تاکہ ترکوں کی ہلکی پھلکی کشتیوں کو تتر بتر کر سکیں۔

یورپ کا یہ متحدہ بحری بیڑہ جب سمندر میں اترا تو ان جہازوں پر سات 7 پرچم لہرا رہے تھے کسی پر مقدس سلطنت روما کا عقاب تھا دوسرے حصے پر پاپائے روم کی سات 7 کنجیوں کا نشان، تیسرے پر وینس کے ”سان مارکو“ کا شیر ببر تھا۔ چوتھے پر جینوا کا قلعہ، پانچویں پر جزیرہ مالٹا کی صلیب، چھٹے پر ہسپانیہ کی ڈھال اور ساتویں حصے پر پرتگال کا تاج بنا ہوا تھا۔

اس عظیم اور بڑے بحری بیڑے کے علاوہ وینس کی ان گنت کشتیاں بھی سمندر کے اندر پھیلا دی گئی تھیں تاکہ وہ مسلمان کے خلاف جاسوسی کریں اور خیرالدین باربروسہ اور اس کے بحری بیڑے کی نقل و حرکت سے اپنے بحری بیڑے کے امیرالبحر کو بروقت اطلاع دیں۔

✿✿✿

آخر بحری رزم گاہ کے اندر پھیلنے والی تباہی و بربادی کا وقت آن ہی پہنچا۔ اس لیے کہ سمندر کے اندر ہیولوں کی طرح سرگرداں وینس کی کشتی نے یورپ کے متحدہ بحری بیڑے کو طلاع دے دی تھی کہ انہوں نے ترکوں کے بحری بیڑے کا سراغ لگا لیا ہے اور یہ بیڑہ یرالدین باربروسہ کی سرکردگی میں ساحتا ماریہ کے جزیرے کے آگے ماتاپان کے قریب "خلیج رکرتا" کی طرف مڑ رہا ہے۔ یہ ایسی خلیج ہے جس کے تین طرف خشکی اور صرف ایک رف سمندر ہے اور وہ یورپی بحری بیڑے سے صرف نصف روز کی مسافت پر ہے۔

خیرالدین باربروسہ نے اس وقت واقعی خلیج رکرتا میں اپنے بحری بیڑے کے ساتھ قیام لیا ہوا تھا۔ وہ وہاں لنگر انداز ہو کر اپنے جہازوں کے تختوں کو تیل پلانے کے علاوہ ان کی رمت کا کام سرانجام دے رہا تھا۔ اس کے علاوہ اسے اپنے ایک سالار صالح کا بھی انتظار ا جو قسطنطنیہ سے نئے تیار ہونے والی 20 کشتیوں کو لے کر باربروسہ کی طرف آ رہا تھا اور ن بیس 20 کشتیوں کے آنے کے بعد خیرالدین باربروسہ کے بحری بیڑے کی مجموعی اقت ایک سو بیس 120 جنگی کشتیوں اور کچھ رسد کے جہازوں پر مشتمل ہو جاتی تھی اور پھر یسا ہوا کہ صالح آخر ایک روز بیس 20 کشتیوں نما جہازوں کو لے کر خیرالدین باربروسہ کے پاس پہنچ گیا۔

خیرالدین باربروسہ کے پاس ہسپانوی طرز کے بھاری جنگی جہاز نہ تھے جن کو مسلمان رتے ہوئے قلعے کہتے تھے۔ تاہم ان کے جاسوسوں نے اسے اطلاع کر دی تھی کہ اس کی ر دو کشتیوں کے مقابلے میں یورپ کے بحری بیڑے میں تین تین جہاز تھے اور توپ خانے ر لشکر کے لحاظ سے دشمنوں کی تعداد دگنی سے بھی زیادہ تھی۔

آخر وہ وقت بھی آ گیا کہ خلیج رکرتا میں جو خیرالدین باربروسہ کا بحری بیڑہ کھڑا تھا اور س کی کشتیوں کے جو اونچے اونچے مستول تھے اور ان مستولوں پر چڑھ کر خیرالدین ربروسہ کے پاسبانوں نے اپنی آنکھوں سے یورپی بحری بیڑے کو اپنی طرف آتے ہوئے یکھ لیا تھا اور یورپ کا وہ بحری بیڑہ جنگی قلعوں کی طرح تیرتا ہوا اور ہر طرح کے پرچم اپنے مستولوں پر لہراتا ہوا آہستہ آہستہ خلیج سے قریب سے قریب تر ہوئے جا رہا تھا جہاں خیرالدین باربروسہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ لنگر انداز تھا۔

کرتا کی وہ خلیج جہاں خیرالدین باربروسہ نے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ قیام کر رکھا تھا خشکی کے اندر دور تک آگے چلی گئی تھی سمندر کے قریب اس کی چوڑائی قدرے کم تھی لیکن بیچ در بیچ خلیج اندر کی طرف ایک وسیع سمندر کی طرح پھیلتی چلی گی تھی۔ اس کے چاروں طرف پہاڑوں کی فصیلیں کھڑی تھیں اور سامنے سے راستہ تھا جہاں گہرے سمندر سے داخل ہوا جا سکتا تھا اور مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہ ایسی خلیج تھی کہ جہاں اگر جوار بھاٹے کا زور ہو تو آسانی سے حملہ آور کا راستہ روکا جا سکتا تھا۔ اسی خلیج کے سرے پر سمندر کے کنارے "پری ویزہ" کا قصبہ تھا جس پر خیرالدین باربروسہ کا قبضہ تھا اور جہاں سے اسے مدد مل سکتی تھی۔

پری ویزہ کا یہ مقام وہی ہے جہاں کبھی رومنوں کے سالار مارک انتونی اور قلوپطرہ کا جنگی بیڑہ روانہ ہوا تھا جس نے "اکٹیم" میں شکست کھائی تھی اور باربروسہ نے یورپ کے متحدہ بحری بیڑے کا مقابلہ کرنے کے لیے اسی خلیج اور اس قصبہ پر قبضہ کر رکھا تھا۔

اب خیرالدین باربروسہ اور اس کے سارے سالار اس خلیج رکرتا میں تاک لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ دیکھیں یورپ ک متحدہ لشکر اور مقدس انجمن کے بحری بیڑے کا امیر البحر دوریا خلیج کے دہانے کے اس جال میں آن کر پھنستا ہے یا نہیں جو خیرالدین باربروسہ نے پھیلا رکھا تھا۔ دوریا کے پاس پانچ بڑے بڑے ایسے جہاز تھے جو اس خلیج کے اندر جا ہی نہیں سکتے تھے اس لیے کہ سمندر کی طرف سے خلیج میں داخل ہونے کا رستہ بڑا تنگ تھا۔

دوریا نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اگر اس نے اپنی چھوٹی کشتیوں کے ساتھ داخل ہو کر خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی تو اس کی جنگی کشتیاں منتشر ہو کر رہ جائیں گی۔ اس لیے کہ اس نے دیکھا لیا تھا خلیج کے اندر اس کا مقابلہ کرنے کے لیے دور دور تک مسلمانوں کی کشتیاں خلیج کے ساکن پانی میں جنگ کے لیے بالکل قطار باندھے بالکل تیار کھڑی تھیں۔ لہٰذا دوریا نے خلیج کے اندر داخل ہو کر خیرالدن باربروسہ کے جال میں پھنسنے کی حماقت نہ کی۔

جس وقت یورپ کا متحدہ بحری بیڑہ اس خلیج کے دہانے کے پاس نمودار ہوا تھا اس وقت خیرالدین باربروسہ اپنے سالاروں کے ساتھ ایک جہاز کے عرشے پر موجود تھا۔ اس کے اور اس کے سارے سالاروں کے ہاتھوں میں سرخ اور ہرے رنگ کی جھنڈیاں تھیں جن

کے اشاروں سے وہ سمندر کے اندر اپنے اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لانے والے تھے پھر اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے باربروسہ کہنے لگا۔

"میرے عزیز ساتھیو! ہمیں جس وقت کا بے چینی سے انتظار تھا وہ آن پہنچا ہے۔ میں خوش ہوں کہ صنعان قسطنطنیہ سے کشتیاں لے کر یورپ کے متحدہ بحری بیڑے کی آمد سے پہلے ہی یہاں پہنچ چکا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پورا دن یہیں رہتے ہوئے دشمن کے بحری بیڑے پر نگاہ رکھی جائے کہ وہ کیسے اور کس قسم کے ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر وہ اپنے بحری بیڑے کو لے کر خلیج میں داخل ہوتے ہیں تو پھر اپنی موت کے بھنور کے اندر چھلانگ لگائیں گے اور خداوند نے چاہا تو ہم سب کو کاٹ کر رکھ دیں گے اور اگر وہ احتیاط برتتے ہیں تو پھر آج کا دن اور آنے والی شب کا انتظار میں ڈبو کر اگلے روز ہم اپنے کام کی ابتداء کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ یورپ کے اس بحری بیڑے کو ہم ایسی ذلت آمیز شکست دیں گے کہ صدیوں تک یادگار بن کر رہے گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد خیرالدین باربروسہ خاموش ہوا۔ لحہ بھر کے لیے اس نے اپنے بائیں پہلو میں بیٹھے عالم اسلام کے عظیم فرزند اور امیر البحر طرغوت کی طرف دیکھا۔ اس موقع پر خیرالدین باربروسہ کے چہرے پر سوال ہی سوالات تھے۔ خیرالدین کی طرف دیکھتے ہوئے طرغوت مسکرایا، اثبات میں گردن ہلائی منہ سے کچھ نہ بولا۔ اس کے بعد باری باری خیرالدین باربروسہ نے حس کرسو، صنعان، کاکاد اور سارے دیگر سالاروں کی طرف دیکھا۔ انہوں نے بھی طرغوت کی طرح مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلا دی تھی اور باربروسہ خوش ہو گیا کہنے لگا۔

"میں تم جیسے سالاروں اور اپنے بھائیوں کو سلام پیش کرتا ہوں جو تم میری تجویز سے اتفاق کر رہے ہو۔ میرے عزیز بھائیو! میں سمجھتا ہوں ہمارے لیے یہ زندگی کا سب سے کڑا وقت ہوگا اور ہم نے یورپ کے متحدہ لشکر کو ہر صورت میں شکست دے کر فتح کی خبر سلطان تک پہنچانی ہے۔ اب ایسا کرتے ہیں اپنے اپنے حصے کے بحری بیڑے میں جا کر مستعد رہو۔ ایک دن اور ایک رات گزرنے دو پھر فیصلہ کریں گے کہ ہمیں کس سمت سے اور کس انداز میں دشمن پر ضرب لگانے کی ابتداء کرنی ہے۔" اس طرح خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالار انتظار کرنے لگے تھے۔

✪✪✪

دوسری طرف کھلے سمندر میں مقدس سلطنت روما، وینس کے امیر البحر دوریا سے یہ

احتجاج کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ ان کا بحری بیڑہ خیرالدین باربروسہ کے بحری بیڑے سے کہیں زیادہ بڑا اور طاقتور ہے لہٰذا ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ خلیج میں داخل ہو کر مسلمانوں کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہو کر اسے تباہ و برباد کر دینا چاہیے۔

ان کے اصرار پر دوریا جو خیرالدین باربروسہ سے جنگ کا تجربہ رکھتا تھا، مسکرایا پھر طنزیہ انداز میں ان سارے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم نئے نئے اپنے بحری بیڑوں کے امیر البحر بنے ہو۔ تم ان مسلمان سالاروں کو نہیں جانتے۔ ان کا امیر البحر خیرالدین باربروسہ ہے جسے تم لوگ سمندر کا دیوتا کہہ کر مخاطب کرتے ہو۔ وہ سمندر کے بھید بھی جانتا ہے اور سمندر کے اندر جنگ کرنے کا ہنر مند بھی ہے۔ ان کے اندر طرغوت ہے۔ جسے تم سمندری عقاب کہہ کر پکارتے ہو اور وہ بحری جنگ میں شکست کو فتح میں تبدیل کرنے کی صناعی خواب جانتا ہے۔ ان کے اندر حسن کرسو ہے۔ جسے لوگ بحری چھلاوہ اور ہیولہ کہتے ہیں جو کسی بھی جگہ نمودار ہو کر دشمن پر ضرب لگا سکتا ہے۔ ان میں کاکاد ہے، جسے شیطان شکاری کہتے ہیں اور وہ جب حملہ آور ہوتا ہے تو شیطان سے بھی زیادہ خطرناک اور ہولناک ثابت ہوتا ہے۔ ان میں صنعان ہے جو ماہی گیری کے سارے ہنر جانتا ہے پھر ان میں صالح رئیس ہے۔ جو اس بات کا تجربہ رکھتا ہے کہ دشمن پر کس سمت سے حملہ کیا جائے کہ اپنی فتح کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔ تم میں سے میرے پاس ان جیسا کوئی بھی سالار نہیں ہے۔

میری ایک بات یاد رکھنا اگر ہم سے کسی نے بھی اس خلیج کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی تو میں سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر کوئی احمق نہیں ہوگا۔ میں تمہیں پہلے سے تنبیہ کر دیتا ہوں کہ جو بھی اس خلیج کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرے گا وہ یہ سمجھ لے کہ اس نے اپنے آپ کو ایک ایسی غار میں ڈالنے کی کوشش کی ہے جس کے اندر ایسے زہریلے سانپ بھرے ہیں جو ڈسنا تو بہت دور کی بات اگر سونگھ بھی لے تو چاروں طرف ہلاکت کھڑی کر دیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد دوریا خاموش ہوا پھر دوبارہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"صبر سے کام لو ہم خلیج کے دہانے کے دائیں بائیں پھیل چکے ہیں قبضہ کر چکے ہیں تم دیکھتے نہیں خلیج کے اندر خیرالدین باربروسہ، اس کے سالار اور اس کے ملاح کیسے پرسکون ہیں کیا ہماری آمد کے موقع پر ان میں کوئی ہلچل ہوئی؟ یاد رکھنا ہمیں پھانسنے کے لیے وہ پہلے ہی کوئی جال تیار کر چکے ہوں گے اور میں اس جال میں پھنسنا نہیں چاہتا۔ اگر انہوں نے ہمیں اپنے جال میں پھانس لیا تو یاد رکھنا یورپ کے اس متحدہ بحری بیڑے کو وہ تہس

نہس کر کے رکھ دیں گے۔

جب خیرالدین باربروسہ، اس کے سالار اور اس کے ملاح خاموش بیٹھے ہیں تو پھر تم بھی خلیج کے دائیں بائیں دونوں جانب چپ رہو اور دیکھو کہ خیرالدین باربروسہ کس قسم کے رد عمل کا اظہار کرتا ہے وہ خلیج کے اندر ہے خلیج کے باہر نکلنے کا راستہ ہم نے بند کر دیا ہے۔ اب جو کارروائی کرنی ہے پہلے باربروسہ ہی نے کرنی ہے اس لیے کہ میرا تجربہ ہے کہ وہ خلیج سے باہر نکلنے کی کوشش کرے گا، کیسے کرے گا، یہ تو وہ خود ہی جانتا ہے۔"

دوریا کے سمجھانے پر یورپ کے سارے امیر البحر مطمئن اور خاموش ہو گئے تھے اور وہ بھی خلیج کے دائیں بائیں اپنے بحری بیڑوں کے اندر خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالاروں کے کسی ردعمل کا انتظار کرنے لگے تھے۔

✿✿✿

سورج کے غروب ہوتے ہی چاروں طرف سمندر کے اندر تاریکی نے اپنے جال بچھا دیئے تھے۔ جھلمل کرتے ہوئے ستاروں کی روشنی چاروں طرف سسک سسک کر ناچ اٹھی تھی۔ دشت و بحر میں روشنی کی متلاشی رات گزرنے لگی تھی۔ آسمان چپ، زمین خاموش، صدائیں خوف زدہ، ہوائیں نیند کی ملاحتوں میں گم، ہر چیز وقت کے گونگے دشت میں پتھر کے شہر دعائے بے رسا فریاد بے اثر کی طرح اداس اور افسردہ تھی خاموشی کی چھاؤں میں چاروں طرف سبز کھیتوں پر چاندنی کا رقص شروع ہو گیا تھا۔

خیرالدین باربروسہ اور دوریا دونوں کے بحری بیڑے کے اندر اپنے اپنے دشمن پر نگاہ رکھنے کے لیے مشعلیں روشن ہو چکی تھیں وقت کی سانسوں کی کشتی میں کرب خیز تنہائیاں اپنا رنگ جما چکی تھیں۔ تلاش ذات کی خاطر ہر شے سکھ سپنوں سے بغل گیر ہو رہی تھی۔ آکاش دھیرے دھیرے ہولے ہولے اترتی شبنم ازل سے تشنہ سرابوں سے بغل گیر ہو رہی تھی، اپنے جیون کی آشاؤں کی تکمیل کے لیے منتظر تھی۔

اگلے روز کا جب سورج طلوع ہوا تو دوریا اور دوسرے یورپی امیر البحر نے دیکھا کہ خیرالدین باربروسہ کے بحری بیڑے میں بالکل خاموشی طاری تھی تاہم وہ کسی بھی اچانک حملے کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھے۔ ادھر خیرالدین باربروسہ رات کے وقت ہی اپنے بحری بیڑے کو تین حصوں میں تقسیم کر چکا تھا۔ ایک حصہ اپنی کمانداری میں رکھا اور اپنے بیٹے حسن کو اس نے اپنے نائب کے طور پر اپنے ساتھ رکھا۔ دوسرے حصے کی کمانداری نائب امیر البحر طرغوت کے ہاتھ میں تھی جبکہ صالح اور صنعان دونوں اس کے سائب کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ تیسرے حصے کی کمانداری حسن کرسو کر رہا تھا اور کاکا اس کے معاون کے طور پر اس کے ساتھ تھا۔

پھر یورپ کے بحری بیڑے میں ایک خوف ولرزش طاری ہوئی۔ یہ کہ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے خیرالدین باربروسہ کے لشکر میں ہلچل ہوئی پھر بڑی برق رفتاری سے خیرالدین باربروسہ کا بحری بیڑہ حرکت میں آیا خلیج کے دہانے سے باہر نکلا اس کے باہر نکلتے ہی دائیں

بائیں اور سامنے کی طرف سے یورپ کا متحدہ بحری بیڑہ حملہ آور ہوا۔ وہ چاہتے تھے کہ خلیج کے اندر ہی مسلمانوں کے بحری بیڑے کا خاتمہ کر دیں لیکن قدرت شاید کوئی اور ہی فیصلے کر چکی تھی۔

یورپ کے بحری بیڑے کا سامنے والا حصہ جس کی کمانداری خود ان کا امیر البحر دوریا کر رہا تھا، اس کی طرف خیرالدین باربروسہ بڑھا اور دوریا پر خیرالدین باربروسہ فتنہ دل میں بھنور بناتے زیست کے زہریلے منسوب۔ احساس کے مناظر مسخ کر دینے والے ہزاروں وسوسوں اور سمتوں میں تضاد، ذہنوں میں اختلافات پیدا کر دینے والے تہہ بہ تہہ غم کے طوفانوں اور اپنی انتہا سے اٹھتے ہولناک قہر کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

عین اسی لمحہ طرغوت نے یورپ کے بحری بیڑے کے اس حصے کا رخ کیا جو تین طرف تھا ارو وہ اس حصے پر خلاؤں کی عظمت، زمین کی عصمت، صحراؤں کی بے کرانی، ہوا کی لامکانی، بحر کی بے کناری اور ہر شے کی تہہ داری میں اپنی فتح مندی، اپنی کامیابی کا اعلان کر دینے والے سنگ دلی کے ناموافق موسموں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

جبکہ یورپی بحری بیڑے کے اس حصے کا رخ حسن کرسو اور کا کادنے کیا جو بائیں طرف تھا اور بائیں طرف والے حصے پر وہ عمروں کی موج رواں کو فشار آتش کا شکار کرتے، محشر کے اک وارفتہ سیل، ہر حلقہ افکار کو توڑ دینے والے حرف وصوت کے رازدانوں اور حرب و ضرب کے ہنرمندوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔ کھلے سمندر میں بحری بیڑوں کے ٹکرانے سے صحرائی آندھیوں کے سے شور میں موت کے دست خونی نے جسموں اور روحوں کے درمیان منفرد اندھی مسافتیں کھڑی کرنا شروع کر دی تھیں۔ امیدوں کے ریشم کٹنے لگے تھے۔ ناامیدیاں، لامکاں ہو کر چار سو بکھرنے لگی تھیں۔ سینوں میں الجھتے بدبختیوں کے بگولے پاؤں میں ناپائداری سے خوف باندھنا شروع ہو گئے تھے۔ کھلے سمندر میں اندھی جدائی کی کالی دیویاں، سلگتی موت کے برہنہ ہیولے عجیب سے انداز میں ناچ اٹھے تھے۔

خیرالدین باربروسہ دشمن کے سامنے والے حصے کی طرف بڑھا تھا اور سامنے والے حصے میں جن کا امیر البحر دوریا تھا۔ اس حصے کے بحری بیڑے میں ایک بہت بڑا بحری جہاں تھا۔ جس کا نام اہل یورپ نے کوندولی نی ایرو رکھا ہوا تھا۔

لیکن اس جہاز کے اندر اتنی بڑی بڑی توپیں نصب تھیں جن کے گولے کشتیوں کو چھید ڈالتے تھے۔ جونہی خیرالدین باربروسہ اپنی چند کشتیوں کے ساتھ اس بحری جہاز پر حملہ آور

ہوا تو اس بحری جہاز کے ملاحوں نے خیرالدین باربروسہ کی کشتیوں پر بھاری گولے پھینکنے شروع کر دیئے تھے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ ایک گولہ خیرالدین باربروسہ کی کشتی میں گرا اور اس میں سوراخ کر دیا اور یہ گولہ 75 سیر کے برابر تھا۔

خیرالدین باربروسہ نے جب دیکھا کہ اس جہاز کی توپیں اس کی کشتیوں کو نقصان پہنچا رہی ہیں تو اس نے ایک دم کشتیوں کو پیچھے ہٹایا اور پھر کشتیوں کے ذریعہ اس نے تیزی اور تسلسل کے ساتھ گولہ باری سمندر کے اندر کرائی کہ چاروں طرف دھواں پھیل گیا اور اس دھوئیں کے اندر خیرالدین باربروسہ نے اپنے کام کی ابتداء کر دی تھی۔

جونہی فضا کے اندر دھواں پھیلا خیرالدین باربروسہ کے شیر دل ملاح ہواؤں کی برہمی سمندری آندھیوں کے قافلوں کی طرح حرکت میں آئے اور جذبوں کی تفسیر بننے والے گرداب اجل کے رقص کی طرح وہ اپنی کشتیوں سے نکل کر یورپ کے اس ناقابل تسخیر بحری جہاز میں کود گئے اور اسے آگ لگانا شروع کر دی تھی۔

لگتا تھا خیرالدین باربروسہ، طرغوت اور حسن کرسو نے حملہ آور ہونے سے پہلے آپس میں کوئی صلح ومشورہ کر کے ایسی ہی کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس لیے کہ جونہی خیرالدین باربروسہ کے ملاح اس ناقابل تسخیر جہاز کے اندر کودنا شروع ہوئے اسی وقت طرغوت کے ملاح بھی حرکت میں آ چکے تھے اور وہ بھی بے سکون کر دینے والے خیالات، بیدار آرزوؤں کے درد اور نئی وارداتوں کی نقیبوں کی طرح حرکت میں آتے ہوئے دشمن کے بڑے بڑے جہازوں میں کودنا شروع ہو گئے تھے۔ عین اسی لمحہ حسن کرسو اور کا کاد کے ملاح بھی فنا کی تختیاں لکھتے، کارکنان قضا وقدر کی طرح حرکت میں آ چکے تھے اور وہ بھی خیمہ خرد گاہ کو بھسم کر دینے والے کیمیا گروں کی طرح دشمن کے جہازوں میں کودنا شروع ہو گئے تھے۔

اب صورتحال یہ تھی کہ مسلمان ملاحوں نے یورپ کے بحری جہازوں میں کودتے ہوئے ان کے ملاحوں پر حملہ آور ہو کر ان کی رگوں سے خوشیاں کشید کرنا شروع کر دی تھیں۔ یورپ کے ملاحوں پر وہ اس طرح چھانے اور اپنے سامنے بے بس کرنے لگے تھے جس طرح وقت کے کسی انوکھے کوزہ گر نے زندگی کے سفر کو اپنے چاک کا اسیر کر کے اسے منجمد و بے کار کر دیا ہو۔

مسلمان ملاحوں کے ان جان لیوا حملوں کے باعث کھلے سمندر میں تمدن کے سفینے غرق ہونے لگے تھے۔ ابن آدم لہو لہو اور رزم گاہوں کے عزائم خون خون ہونا شروع ہو گئے تھے۔

یہ جنگ بھی عجیب وقت پر ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے سلطان سلیمان نے ان دنوں یوکرین کے سبزہ زاروں میں آرام کر رکھا تھا وہ اپنے مرکزی شہر سے ہزاروں میل دور تھا لیکن ان حالات کی پرواہ کیے بغیر خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالار یورپ کے متحدہ لشکر سے ٹکراتے ہوئے تن من دھڑ کی بازی لگا چکے تھے۔

یورپ کے مورخین لکھتے ہیں کہ یہ کمال کی بحری جنگ تھی جس وقت خیرالدین باربروسہ خلیج سے نکلا تھا اس وقت ہوا اس کے مخالف اور یورپ کے بحری بیڑے کے موافق تھی۔ اس کے باوجود بھی خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالاروں نے سمندر کے اندر دشمن پر حملہ آور ہوتے ہوئے ایک نہ رکنے والا طوفان کھڑا کر دیا تھا اور پھر کمال کی بات یہ کہ اس روز آسمان میں گہرے بادل چھائے ہوئے تھے جو آہستہ آہستہ گھرتے جا رہے تھے کسی بھی لمحہ بارش ہو جانے کا اندیشہ بھی تھا۔

خیرالدین باربروسہ، طرغوت، اور حسن کرسو اور کاکاد کی جنگی کشتیاں بار بار یورپ کے بحری بیڑوں کی طرف اس طرح لپکتی تھیں جیسے ان گنت شاہین فضاؤں کی بلندیوں کے اندر سے اپنے پروں کو باندھ کر زمین کے سینے کی طرف نزول کرتے ہیں۔ کہتے ہیں پری ویزہ کے قریب لڑی جانے والی یہ بحری جنگ مسلمانوں اور نصرانیوں کے درمیان سب سے بڑی بحری جنگ شمار کی جاتی ہے اور پھر وقت کی آنکھ نے یہ بھی دیکھا کہ یورپ کے بحری بیڑے کا سب سے بڑا جہاز تھا۔ اس کو مسلمان ملاحوں نے کود کر آگ لگا دی تھی اور اس کے اندر جس قدر ملاح تھے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا پھر اس جہاز کے مستول تک آگ پہنچ گئی اور وہ مستول سمندر کے اندر گر گیا۔ اتنی دیر تک مسلمان ملاح یورپ کے سارے ملاحوں کا خاتمہ کرنے کے بعد اپنی کشتیوں میں منتقل ہو چکے تھے۔ جہاز میں اب کچھ نہ رہا تھا۔ اس کے اندر جس قدر ان گنت توپیں نصب تھیں سمندر میں ڈوب گئیں تھیں اور جہاز کی حیثیت اب سمندر کے اوپر تیرتے ہوئے تختے سے زیادہ نہ تھی۔

یورپ کے مؤرخین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس جہاز کے علاوہ دو اور جہازوں کو بھی آگ لگی تھی ایک جہاز کو طرغوت کے ملاحوں نے اور دوسرے کو حسن کرسو کے ملاحوں نے ان کے اندر کود کر انہیں آگ لگائی تھی اور ان کے اندر جس قدر یورپین ملاح تھے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس طرح یورپ کے اس ناقابل تسخیر بحری جہاز کے علاوہ اس جیسے دو اور بڑے بڑے جہاز بھی جل کر راکھ ہو گئے اور ان کی حیثیت بھی پانی پر تیرتے ہوئے تختوں سے زیادہ نہ رہی تھی۔

سمندر کے اندر گہرے بادلوں کے علاوہ آہستہ آہستہ اب کہر پھیلنا شروع ہو گئی تھی اور گہری ہونے لگی تھی۔ جلتے ہوئے جہاز کچھ دیر تو سمندر پر تیرتے رہے اور پھر آہستہ آہستہ لہر کے اندر غائب ہو گئے شاید وہ سمندر میں ڈوب گئے تھے۔

اس موقع پر اپنی فتح مندی کو یقینی بنانے کے لیے اسپین کے امیرالبحر دوریا نے ایک اور چال چلی۔ ایک بہت بڑا ناشرالصوت اس نے اپنے منہ سے لگایا اور اپنے بحری بیڑے کے تینوں حصوں کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب ایسا ہو چکا تو بڑے خفیہ انداز میں دوریا نے اپنے دوسرے بحری سالاروں سے مشورہ کیا پھر اس نے پیچھے ہٹنا شروع کیا خود وہ مرکزی حصے میں رکا اپنے بحری بیڑے کے دوسرے حصوں کو وہ دائیں بائیں میمنہ اور میسرہ کے طور پر رکھا اور پیچھے ہٹنا شروع ہوا۔ اس طرح وہ چاہتا تھا کہ خیرالدین باربروسہ بحری بیڑے کے ساتھ اس کا تعاقب کرے اور سامنے آئے دوریا چاہتا تھا کہ جونہی خیرالدین باربروسہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اس کے تعاقب میں لگ کر اس پر حملہ آور ہوگا تو اس کے دائیں بائیں میمنہ اور میسرا کام انجام دے رہے ہوں گے۔ وہ پہلو سے مسلمانوں کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہو کر اسے تہس نہس کر کے اپنی کامیابی اور فتح مندی کو یقینی بنا لیں گے۔

دوریا کی یہ ایک اچھی چال تھی چال میں اسے اپنی کامیابی اور فتح مندی کی امید بھی دکھائی دیتی تھی لیکن اس کا کیا کہیے کہ مقابلے میں خیرالدین باربروسہ تھا۔ طرغوت، حسن کرسو تھے۔ صنعان، صالح اور کاکاد جیسے تجربہ کار اور منجھے ہوئے سالار تھے۔ جو سمندر کے اندر جنگ کرنے کا برسوں کا تجربہ رکھتے تھے سمندر کے بھید جانتے تھے سمندر کے اندر اٹھنے والے طوفانوں اور چل پڑنے والی آندھیوں کے بھی رازدان تھے جونہی دوریا نے پیچھے ہٹنا شروع کیا خیرالدین نے پس و پیش نہیں کیا چھوٹی چھوٹی کشتیوں کے ذریعہ اس نے طرغوت، حسن کرسو اور کاکاد کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ دوریا کے تعاقب میں لگ جائیں۔

کہتے ہیں کہ خیرالدین باربروسہ جونہی دوریا کے سامنے آیا تو دوریا اس پر حملہ آور ہوا پھر دائیں بائیں جو اس کے دوسرے بیڑے تھے وہ بھی جب خیرالدین پر حملہ آور ہونے کے لیے آگے بڑھے تب سمندر کے اندر ایک جان لیوا طوفان، ایک انوکھا انقلاب اٹھا۔ اس لیے کہ دائیں بائیں جو دوریا کے بحری بیڑے تھے ان کی پشت کی طرف سے باری باری طرغوت، حسن کرسو اور کاکاد حملہ آور ہوئے ان کی ان گنت کشتیوں کو ڈبو دیا اور ان کے جہازوں پر حملہ آور ہو کر ان کے ملاحوں کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔

اتنی دیر تک خیرالدین باربروسہ، دوریا کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہو کر اسے بھی نا قابل تلافی نقصان پہنچانے لگا تھا۔

عین اسی لمحہ سمندر کے اندر تیز بارش شروع ہو گئی تھی اور طوفانی آندھی اور جھکڑوں نے سمندر کو برہم کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہ سمندر کے اندر جنگ کے آخری لمحات تھے اور اس جنگ میں خیرالدین باربروسہ، طرغوت، حسن کرسو، صنعان، صالح اور کاکاد نے یورپ کے متحدہ بحری بیڑے کو بدترین شکست دی۔

مغرب کا مؤرخ (ہیرڈلیم) اس جنگ کے آخری لمحات کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتا ہے۔

"ویسے اسے سمندر کا بھید کہیے یا خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں کی جانفروشی یا یہ کہیے کہ اسپین کا امیرالبحر دوریا ہی سٹھیا گیا تھا اور وہ خود اپنے ہاتھوں سے خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالاروں کے جال میں آن پھنسا تھا۔"

وہ مزید لکھتا ہے۔ "یہ تسلیم کر لیجیے کہ اہل یورپ پر خوف و ہراس طاری ہو گیا تھا۔ بہرحال جو چاہے سمجھئے۔ سہ پہر شام میں تحلیل ہوئی، سمندر کے اندر طوفان اٹھ کھڑا ہوا بارش شروع ہو گئی کہر دھوئیں کی طرح غائب ہو گئی تمام یورپی امیرالبحر اپنے جہازوں کا نقصان کرانے اور اپنی شکست کو یقینی بناتے ہوئے خیرالدین باربروسہ، طرغوت، حسن کرسو، کاکاد، صالح رئیس اور صنعان کے آگے آگے اپنی جانیں بچانے کے لیے سمندر میں بے تحاشہ بھاگے جا رہے تھے۔"

مغربی مؤرخین لکھتے ہیں کہ بارش کے پہلے جھکڑ کے ساتھ ہی دوریا نے پیچھے ہٹتے ہوئے اور ہوا کے ساتھ ساتھ یونان کے رخ پر بھاگنا شروع کیا کیونکہ پیچھے سورج غروب ہونے کے بعد رات کے اندھیرے پھیلنے لگے تھے اور دوریا کے جہازوں کے اندر جو چراغ اور مشعلیں روشن کی گئی تھیں انہیں جھکڑوں نے بجھا دیا تھا۔

مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ باربروسہ اور اس کے سالار بڑی پھرتی سے دوریا اور یورپ کے دوسرے امیرالبحر کا تعاقب کر رہے تھے۔ تعاقب کے دوران جس وقت اسپین کے امیرالبحر دوریا کے بحری جہازوں کے چراغ اور مشعلیں بجھ گئیں تب تعاقب کرتے ہوئے خیرالدین باربروسہ نے ایک قہقہہ لگایا اور مؤرخین لکھتے ہیں مذاق اڑاتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

"اسپین کے امیرالبحر دوریا نے اپنی جان بچانے اور بھاگنے کے لیے چراغ بجھا دیئے ہیں۔" اور ساتھ ہی اس نے نعرہ مارنے کے انداز میں اہل وینس کو مخاطب کرتے ہوئے

کہا۔

"تم اپنے دل پر لکھ رکھو کہ تم ہر سال سمندر کے اندر سونے کی انگوٹھیاں پھینک کر یہ اعلان کرتے ہو کہ سمندر تمہارا ہے اور تم اس سے شادی کر چکے ہو۔ یار رکھو محتاط رہنا اب یہ سمندر تمہارا نہیں ہمارا ہے۔"

یہ تعاقب خاصا طویل رہا بالآخر دونوں بحری بیڑوں کی ایک بار پھر 400 میل اوپر جزیرہ کورفو سے بھی خاصے شمال میں (بحیرہ ایڈریاٹک) میں ہوئی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس وقت بحیرہ ایڈریاٹک میں مغرب کے طوفانی جھکڑوں نے سمندر کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ اطالوی ان جھکڑوں کو بورو کہہ کر پکارتے تھے ان جھکڑوں کے اندر ایک بار پھر خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالار نہ رکنے والے طوفانوں کی طرح یورپ کے متحدہ بحری بیڑے پر حملہ آور ہوئے اور اسے بدترین شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ اس طرح اہل یورپ جو متحدہ بحری بیڑہ لے کر آئے تھے ان میں سے اکثر جہازوں اور بے شمار کشتیوں کو خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالاروں اور ملاحوں نے سمندر میں ڈبو دیا تھا اور بہت سی ناکارہ ہو گئی تھیں اور وہ ہزاروں جرمن، وینس اور ہسپانیہ کے جنگجو جو لوہے میں غرق ہو کر مسلمان سے جنگ کرنے کے لیے آئے تھے ان کی اکثریت کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

اس طرح کہتے ہیں جبل الطارق سے (کریمیا) تک ایک جہاز سے دوسرے جہاز، ایک ماہی گیر سے دوسرے ماہی گیر، ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں، ایک بندرگاہ سے دوسری بندرگاہ تک یہ خبر پھیل گئی کہ سمندر کی اس جنگ میں باربروسہ جیت گیا اور اس نے یورپ والوں کو بدترین شکست دی اور اسپین کے امیرالبحر دوریا کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ وسیع سمندروں پر وہ قابض ہو گیا۔

مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس جنگ میں مقدس سلطنت روما، پاپائے روم اور اہل وینس نے تن من دھن کی بازی لگا دی تھی۔ اپنے سارے ذرائع کو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں جھونک دیا تھا۔ اس کے باوجود وہ ہار گئے، شکست اٹھائی۔

ادھر دور شمال مشرق میں یوکرین کے سبزہ زاروں کے اندر جب سلطان سلیمان کو پریویزہ کی اس فتح کی خبر ملی تو کہتے ہیں کہ خبر کا پہلا جملہ سنتے ہی وہ تن کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے تمام حاضرین درباری بھی کھڑے ہو گئے تھے۔ اس کے بعد سلطان نے فتح کی ساری خبر کی تفصیل اپنے درباریوں کے ساتھ کھڑے ہو کر سنی۔ پوری خبر سننے

کے بعد سلطان نے حکم دیا کہ خیمہ گاہ میں فتح کی خوشی میں چراغاں کر دیا جائے۔

اس شاندار فتح کے بعد سلطان یوکرین سے قسطنطنیہ آیا۔ یورپ کی ساری قوتیں خوفزدہ ہو کر رہ گئی تھیں۔ خاص طور پر اہل وینس لرز و کانپ گئے تھے اس لیے کہ سمندر پر باربروسہ قبضہ کر چکا تھا۔ اس طرح سب سے زیادہ نقصان اہل وینس کو ہوا تھا۔ اس لیے کہ ان کی آمدنی کا دارومدار ہی سمندر کی تجارت پر تھا۔

خیرالدین باربروسہ کی اس شاندار فتح سے یورپ میں غم اور ماتم کی بساط بچھ گئی۔ وینس کا حکمران دوجے اس غم کو برداشت نہ کر سکا اور مر گیا اور ساتھ ہی وینس کا ایک وفد اس شکست کے بعد سلطان سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمانوں سے صلح کرنے کی خاطر انہوں نے تین لاکھ اشرفیاں سلطان کی خدمت میں بطور تاوان جنگ پیش کیں۔

یورپ کے متحدہ بحری بیڑے کی عبرتناک اور بدترین شکست کی وجہ سے اسپین کا بادشاہ چارلس ایک طرح سے دکھ اور غم کے بخار میں مبتلا ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ امید بھی نہیں کر سکتا تھا کہ خشکی میں لگاتار بدترین شکستیں اٹھانے کے بعد باربروسہ یورپ کے متحدہ بحری بیڑے کو کھلے سمندروں کے اندر تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا۔

بہرحال اسے یورپ کے بحری بیڑے کی شکست کا بڑا دکھ اور غم تھا۔ ساتھ ہی اس نے انتقام بھی لینے کا تہیہ کر لیا اور یورپ کے سارے ملکوں کو پیغام بھجوائے کہ وہ فی الفور جنگی جہاز تیار کرنا شروع کر دیں تاکہ مسلمانوں سے انتقام لیا جا سکے۔

اس دوران یورپ میں ایک اور تبدیلی اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ یہ کہ جان زاپولیا جسے سلطان نے ہنگری کا بادشاہ بنایا تھا اور سلطان سلیمان ہی کی سرپرستی میں وہ ہنگری پر حکومت کر رہا تھا وہ فوت ہو گیا۔

اس کے مرنے کے ساتھ ہی آسٹریا کا بادشاہ فرولندہ حرکت میں آیا۔ اپنا لشکر لے کر اس نے ہنگری کے مرکزی شہر بودا کا رخ کیا۔

جان زاپولیا کے مرنے کے بعد اس کی بیوی اپنے ایک نوزائیدہ بچے کے ساتھ بوداشہر میں موجود تھی اس کے پاس حفاظت کے لیے جان زاپولیا کا لشکر بھی تھا۔ جان زاپولیا کی یہ بیوہ جس کا نام ازبیلا تھا وہ پولینڈ کے باشاہ کی بیٹی تھی۔

جان زاپولیا کے مرنے کے ساتھ ہی فرولندہ ہنگری پر چڑھ دوڑا اور بوداشہر کا اس نے محاصرہ کر لیا اور جان زاپولیا کی بیوہ بے چاری بے بس تھی اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ کیا کرے وہ اپنے سامنے دو راستے دیکھ رہی تھی یا تو آسٹریا کے لشکر کے سامنے ہتھیار ڈال دے یا جنگ و جدل کا اعلان کر کے اپنے ملک کو پارہ پارہ کر کے اور خود ہجرت کر کے کہیں اور چلی جائے۔

ابھی جان زاپولیا کی بیوہ کوئی فیصلہ نہیں کرنے پائی تھی اور فرولندہ نے بودا کا محاصرہ کر لیا تھا کہ فرولندہ کو ایک بری خبر سننے کو ملی کہ قسطنطنیہ میں سلطان سلیمان کو خبر ہو گئی ہے کہ

جان زاپولیا مر چکا ہے اور اس کی بیوہ بودا شہر میں ہے اور بودا شہر کا محاصرہ فرولندہ نے کر لیا ہے۔

لہٰذا سلطان بڑی تیزی سے حرکت میں آیا۔

خیرالدین باربروسہ اور اس کے سارے سالاروں کو اس نے قسطنطنیہ میں ان کے بحری بیڑے کے ساتھ چھوڑا اور خود لشکر لے کر بڑی تیزی سے سلطان سلیمان یورپ کے اندرونی حصوں کی طرف بڑھا تھا۔

سلطان سلیمان کے یورپ کی طرف روانگی کے بعد خیرالدین باربروسہ خود تو بڑے سالاروں کے ساتھ قسطنطنیہ میں رہا لیکن اس نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں چھوٹے سالاروں کو دے کر سمندر کے اندر پھیلا دیں تاکہ وہ یورپی سمندر کے اندر دہشت پھیلاتی رہیں۔

ادھر فرولندہ کو جب خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا سلطان اس کی سرکوبی کے لیے بڑی تیزی سے اپنے لشکر کے ساتھ بودا شہر کا رخ کر رہا ہے تب اس پر ایسا خوف، ایسی دہشت طاری ہوئی کہ اس نے بودا شہر کا محاصرہ ترک کر دیا اور اپنے لشکر کے ساتھ آسٹریا کی طرف بھاگ گیا۔

بودا پہنچ کر سلطان نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پڑاؤ کیا اس دوران جان زاپولیا کی بیوہ ازابیلا اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سلطان نے اس کی موجودگی میں فیصلہ کیا کہ ہنگری کا نظم و نسق سلطان براہ راست اپنے ہاتھ میں رکھے گا۔ ساتھ ہی ازابیلا کو سلطان نے ایک تحریر بھی دے دی کہ جب اس کا شیر خوار بچہ بالغ ہو جائے گا تو ہنگری کا بادشاہ بنا دیا جائے گا۔

جس وقت سلطان سلیمان یورپ میں پیش قدمی کر رہا تھا اس وقت خیرالدین باربروسہ کے کہنے پر اس کی چھوٹی چھوٹی کشتیوں کے گروہ یورپ کے مختلف ملکوں کی طرف پھیل گئے تھے۔ کہتے ہیں کچھ جنگی کشتیاں جبل الطارق پر حملہ آور ہوئیں اور وہاں سے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا جو اسپین کی کشتیاں کھڑی تھیں انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ کچھ اور جنگی کشتیاں بحیرہ ایڈریاٹک جزیروں کے پاس ایک تجارتی بیڑے پر حملہ آور ہوئیں اور ان پر چھاپہ مار کر ان کی ہر چیز چھین لی۔ اس موقع پر یورپی مؤرخین لکھتے ہیں کہ باربروسہ کی یہ چھوٹی کشتیاں سمندر میں پرتگیزوں کے بڑے بڑے جہازوں کے پاس نمودار ہوئیں پرتگیزوں ہی نہیں پورے یورپ پر خیرالدین باربروسہ کی ایسی دہشت طاری ہو گئی تھی کہ خیرالدین باربروسہ کے ایک ملاح نے پرتگیزی جہازوں کے ملاحوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"چلو تمہیں باربروسہ نے طلب کیا ہے۔"

کہتے ہیں باربروسہ کا نام سن کر ان پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ چپ چاپ انتہائی فرمانبرداری کے ساتھ اپنے جہازوں کو لے کر اس کشتی کے ساتھ روانہ ہو گئے تھے جس کشتی میں مسلمان ملاح نے انہیں ایک بار کہا تھا کہ چلو باربروسہ کے پاس۔

سمندر کے اندر باربروسہ کے رعب اور اس کے دبدبے کی یہ خبریں جب اسپین میں وہاں کے بادشاہ چارلس کو پہنچیں تو وہ بڑا اسٹپٹایا اب تک یورپ کے مختلف ملکوں کے ساتھ مل کر وہ چار سو 400 جنگی جہاز فراہم کر چکا تھا۔ اسے یہ بھی خبریں مل چکی تھیں کہ مسلمانوں کا سلطان سلیمان اپنے لشکر کے ساتھ بودا کی طرف جا چکا ہے۔ خیرالدین باربروسہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ قسطنطنیہ میں موجود ہے اور الجزائر میں اس کا نائب خواجہ حسن ہے۔

ان حالات میں چارلس نے اپنے تیز رفتار قاصد الجزائر میں خواجہ حسن کی طرف روانہ کیے اور اسے ایک بھاری رقم پیش کرتے ہوئے یہ کہلوایا کہ وہ الجزائر اس کے حوالے کر دے۔ اس طرح خیرالدین باربروسہ اور سلطان سلیمان کی غیر موجودگی میں چارلس عیاری سے کام لیتے ہوئے افریقہ میں اپنے لیے فوائد حاصل کرنا چاہتا تھا۔

اس سلسلے میں چارلس اور اس کے امیر البحر دوریا کو حسن آغا کی طرف سے حوصلہ افزا جواب ملا۔ حسن آغا نے کہلا بھیجا کہ اسے خیرالدین باربروسہ نے الجزائر کا قلعہ دار مقرر کر رکھا ہے اور یہاں کی ساری ذمہ داری میرے سر آتی ہے اس نے یہ بھی کہلایا کہ وہ اس بھاری رقم کے عوض الجزائر چارلس کے حوالے کرنے پر تیار ہے لیکن اس شرط پر کہ الجزائر کو چارلس کے حوالے وہ اس طرح کرے گا کہ چارلس اتنا طاقتور بحری بیڑہ لے کر الجزائر کا رخ کرے کہ ہر دیکھنے والی آنکھ یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائے کہ میں نے اتنے بڑے بحری بیڑے کے سامنے مجبور ہو کر الجزائر سے دستبرداری اختیار کی ہے اور ایسا کر کے میں نے غداری نہیں کی۔'

چارلس کو یہ پیغام بھجوانے کے بعد حسن آغا بڑی بے چینی سے اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا تھا پھر اسے جواب ملا کہ چارلس اور اس کے امیر البحر دوریا کو اس کی پیش کش قبول ہے۔ وہ ایک بہت بڑا بحری بیڑا لے کر الجزائر کا رخ کریں گے اسے مقرر کردہ رقم بھی مہیا کریں گے جس کے بعد وہ الجزائر اس کے حوالے کر دے۔

یہ جواب ملتے ہی حسن آغا نے ایک بہت بڑا قدم اٹھایا۔ الجزائر میں اس وقت ایسے ہزاروں لوگ جمع تھے جو ہسپانیہ میں عیسائیوں کے ظلم و ستم اٹھا کر وہاں آباد ہو گئے تھے۔

حسن آغا نے سب سے پہلے انہیں تیار کیا۔ انہیں پوری طرح مسلح کیا پھر الجزائر کے صحرا میں جو بربر اور بدو تھے انہیں بھی اس نے جمع کیا۔ انہیں بھی اس نے مسلح کیا اور ان سب کو ان علاقوں میں گھات میں بٹھاتا چلا گیا جدھر سے چارلس نے اور دوریا نے الجزائر کی سرزمینوں میں داخل ہونا تھا

بہرحال حسن آغا کے ساتھ اپنا معاملہ طے کرنے کے بعد چارلس اور دوریا حرکت میں آئے اور اپنے ایک عظیم بحری بیڑے کے ساتھ انہوں نے بارسلونہ سے الجزائر کا رخ کیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں اس بحری بیڑے میں 400 جہاز تھا اور ان 400 جہازوں میں 30 ہزار آزمودہ کار ہسپانوی جنگجوؤں کے علاوہ جرمنوں اور اٹلی کا بھی ایک بہت بڑا لشکر تھا۔ ان میں ہالینڈ کا ایک سالار بھی شامل تھا جو رضا کارانہ طور پر شامل ہوا تھا۔ اس لیے کہ وہ جنگوں کا بہترین تجربہ رکھتا تھا۔ ان میں 30 ہزار یورپ کے ایسے رضا کار بھی تھے جو اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لے آئے تھے تاکہ انہیں جنگ کا تماشہ دکھائیں اس لیے کہ وہ امید رکھتے تھے کہ جنگ تو ہوگی ہی نہیں الجزائر ویسے ہی ہمارے حوالے کر دیا جائے گا لہٰذا وہ اپنی بیویوں کے ساتھ الجزائر پہ قبضہ ہونے کا تماشہ دیکھیں گے۔

یہ بحری بیڑہ سمندر میں بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور منارکہ کی بندرگاہ پر جا پہنچا جہاں سے الجزائر تھوڑی ہی دور تھا۔ یہاں چارلس اور دوریا نے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ قیام کیا اس قیام کے دوران چارلس نے دوریا سے ان خدشات کا اظہار کیا کہ اگر خیرالدین باربروسہ کا نائب حسن آغا نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور الجزائر ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تب......

اس پر دوریا چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ ''اس سلسلے میں آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے خشکی کا سارا لشکر تو سلطان سلیمان لے کر بودا میں ہے سارا بحری بیڑہ خیرالدین باربروسہ کے پاس ہے اور وہ قسطنطنیہ میں ہے یہاں الجزائر میں حسن آغا کے پاس چند پرانے جہازوں اور کشتیوں کے علاوہ چند ہزار پر مشتمل ایک لشکر ہوگا اور اس لشکر کو تو ہم پھونک مار کر اڑا دیں گے۔

بہرحال ہسپانوی بحری بیڑے کو لے کر چارلس اور اس کا امیرالبحر افریقی ساحل پر اترے جہازوں میں خوراک اور جنگ میں کام آنے والا سامان تھا وہ انہوں نے اتارا نہیں۔ جہازوں کے اندر ہی رہنے دیا اور لشکر کو لے کر وہ اس طرح آگے بڑھے جیسے وہ الجزائر میں جنگ کرنے نہیں آئے بلکہ کھیل تماشہ دیکھنے کے لیے آئے ہیں۔

جس قلعے کے اندر اس وقت حسن آغا تھا اس طرف بڑھتے ہوئے چارلس اور دوریا نے ابھی تھوڑا سا فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک اونچے کوہستانی سلسلوں کے پیچھے ان کے لیے ایک عذاب اٹھ کھڑا ہوا۔ اچانک ہولناک، خونخوار عرب بدوؤں کا ایک گروہ نمودار ہوا تھا اور چارلس اور دوریا کے لشکر پر وہ وقت کی فرہنگ میں وحشتوں کے اندھیرے پھیلاتے اجل کے گرداب کے ہولناک رقص زیست کی خواہشوں کو ریزہ ریزہ اور تمدن کی روح تک میں ہواؤں کے ایک نوحے بھر دینے والی طلسم کی تابکاری کی طرح۔

بدوؤں کا وہ ہولناک حملہ تھا اپنی تلواریں، ڈھالیں بجاتے ہوئے وہ بڑے ہولناک انداز میں حملہ آور ہو رہے تھے اور اپنے پہلے ہی حملے میں انہوں نے چارلس کے ان گنت لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

چارلس ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ابھی سنبھل ہی رہا تھا کہ ان کے لیے ایک اور خونی کھیل اٹھ کھڑا ہوا اور وہ یہ کہ دوسری سمت سے ماحول کی افراتفری میں بے چیرگی کے المیوں اور کثرت آلام کی طرح خونخوار بربر نمودار ہوئے تھے اور وہ بھی چارلس اور دوریا کے لشکر پر ژالہ باری، ذلت کے بحران اور بے روک طوفان کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اب ایک طرف سے عرب بدو اور دوسری طرف سے خونخوار بربر حملہ آور ہوئے تھے اور اس دوطرفہ حملے میں چارلس اور دوریا کے لشکر کے ساتھ موت کے مناظر، زیست کے سوگ اور بنجر پن کے خشک لمحے کھڑے کر دیئے تھے۔

چارلس اور دوریا نے یہ بھی دیکھا کہ حملہ آور بربر اور بدو ان کے لشکر کے پچھلے حصے کو ہدف بنا رہے تھے شاید وہ چاہتے تھے کہ چارلس کا لشکر مڑ کر پیچھے نہ آئے اور پچھلے حصے کو خاصہ نقصان پہنچانے کے بعد وہ حملہ آور عرب اور بربر پشت کی طرف سے ہی کوہستانوں کے اندر غائب ہو گئے تھے۔

چارلس اور دویا نے اسے غنیمت جانا کہ وہ آپ ہی حملہ آور ہوئے اور آپ ہی آپ ان کی جان چھوڑ کر چلے گئے ہیں لہٰذا انہوں نے پھر پیش قدمی شروع کر دی تھی۔

لیکن چارلس اور دوریا کی بدقسمتی کہ ان عربوں اور بربروں نے بغیر کسی مقصد کے حملہ نہیں کیا تھا۔ ان کے حملے کا ایک خاص مقصد تھا جونہی چارلس اور دوریا اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھے وہ بربر اور عرب بدو ساحل پر کھڑے ان کے 400 جہازوں پر حملہ آور ہو گئے۔ جہازوں کے اندر جو ان کے محافظ تھے ان میں سے اکثر کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور جہازوں کے اندر جس قدر مال لدا ہوا تھا وہ لوٹ کر کوہستانی سلسلوں

میں غول بیابانی کی طرح غائب ہو گئے۔

چارلس اور دوریا نے اپنے لشکر کو لے کر پھر آگے بڑھنا شروع کیا۔ وہ اس قلعے اور ان بستیوں کا رخ کر رہے تھے جہاں حسن آغا اپنے لشکر کے ساتھ قیام کئے ہوئے تھا وہ ابھی وہاں پہنچے ہی نہیں تھے کہ راستے میں چارلس کو خبر دی گئی کہ حسن آغا نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا کہ وہ الجزائر ان کے حوالے کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس نے دھوکہ دہی سے کام لے کر اسپین کے لشکر کو یہاں بلوایا تاکہ اسپین کے لشکر کو نقصان پہنچائے ورنہ وہ سلطان سلیمان اور خیرالدین باربروسہ کا اس قدر جان نثار اس قدر وفادار ہے کہ ایسا وہ اپنی روح اور اپنی زندگی کا بھی جان نثار نہیں ہو گا۔

یہ خبر سن کر چارلس اور دوریا بڑے برہم ہوئے۔ تاہم اب وہ اپنے لشکر کے ساتھ افریقہ کی سرزمین میں اتر چکے تھے لہٰذا اپنی پیش قدمی جاری رکھی انہیں ابھی تک یہ خبر نہ ہوئی تھی کہ انہیں نقصان پہنچانے کے بعد صحرائی بدو اور بربر ان کے بحری بیڑے پر ٹوٹ پڑے ہیں وہاں انہوں نے خوراک کے ذخائر نکال لیے ہیں اور جو بحری بیڑے کا محافظ لشکر تھا اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔

اس موقع پر خیرالدین باربروسہ کے نائب حسن آغا نے جو دانشمندی اور فراست کا کام کیا وہ یہ کہ چارلس اور دوریا کو ایسے موسم میں افریقہ کی طرف آنے کی پیش کش کی تھی۔ جس موسم میں وہاں خوب بارشیں اور سمندری جھکڑ چلا کرتے تھے انہی بارشوں اور جھکڑوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حسن آغا چارلس اور دوریا پر ضرب لگا کر انہیں ایسا ناقابل تلافی نقصان پہنچانا چاہتا تھا کہ آئندہ کے لیے وہ مسلمانوں کے خلاف حرکت میں آنے تک کا سوچ نہ سکیں۔ اپنے لشکر کے ساتھ چارلس اور دوریا اس سنگلاخ علاقے سے ہوتے ہوئے الجزائر شہر کا رخ کر رہے تھے جو ان کی منزل تھا اور جسے ان کے حوالے کرنے کے لیے حسن آغا نے پیش کش کی تھی۔ راستے میں پھر انہیں کسی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑا اور وہ الجزائر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

وہاں پہنچ کر انہوں نے دیکھا حسن آغا قلعے کے دروازے بند کر کے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھا۔ چارلس اور دوریا کے ذہن میں یہی بات تھی کہ حسن آغا کے پاس چھوٹا سا ایک لشکر ہے وہ زیادہ دن تک مزاحمت نہیں کر سکے گا۔ خیرالدین باربروسہ دور قسطنطنیہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ مسلمانوں کا سلطان بودا میں قیام کئے ہوئے ہے لہٰذا حسن آغا کی کوئی مدد نہیں کرے گا اس دوران چارلس اور دوریا الجزائر کو فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کرنے میں

کامیاب ہو جائیں گے۔

انہی خیالات کے تحت چارلس اور دوریا فصیل کے پاس پہنچے۔ فصیل کے چاروں طرف انہوں نے خندقیں کھودلیں۔ بڑے بڑے چھکڑوں کے اندر جو توپ خانہ لے کر آئے تھے۔ ان خندقوں میں انہوں نے توپیں نصب کر دیں چارلس اور دوریا آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد توقع رکھ سکتے تھے کہ حسن آغا تین دن سے زائد ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گا اور وہ آسانی سے الجزائر کو فتح کر لیں گے لیکن دوسری طرف حسن آغا بھی چارلس اور دوریا دونوں کو برباد کرنے کے لیے بالکل تیار اور مستعد تھا۔

اس دوران قدرت بھی حسن آغا کی مدد پر اتر آئی تھی۔ اس لیے کہ وہ اکتوبر کا مہینہ تھا اور اکتوبر کے مہینہ میں ان علاقوں میں سمندری طوفانوں اور آندھیوں کے جھکڑ چل نکلتے تھے اور ایسا ہی ہوا۔

مغرب سے پہلے تیز ہوائیں چلنی شروع ہوئیں پھر ان تیز ہواؤں نے ایسی تیزی، ایسی خوفناکی اختیار کر لی کہ ہوش اڑا دینے والوں جھکڑوں کی صورت میں پورے علاقے کو انہوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ سمندر آندھی کے جھکڑوں کے باعث بپھر گیا تھا بڑی بڑی موجیں ساحلوں کے اتھل پتھل کرنے لگیں تھیں اور ساحل پر جو چارلس اور دوریا کے بحری جہاز کھڑے ہوئے تھے ان میں سے بھی کچھ تیز جھکڑوں کے باعث ادھر ادھر ساحلوں سے ٹکرا کر ناکارہ ہو گئے تھے۔

اس کے بعد چارلس اور دوریا کے لیے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی۔ موسلا دھار بارشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ انکے لشکری خندقوں کے اندر بھیگنے لگے۔ خندقوں کے باہر جو خیمے نصب کیے گئے تھے، تیز ہواؤں نے انہیں اڑا کر رکھ دیا تھا اور ہر شے سردی سے یخ ہونے لگی تھی۔

اب وہاں قیام کر کے دوریا اور چارلس سمندر کے کنارے سے رسد کے آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔ اس لیے کہ اپنے لشکر کا ایک حصہ وہ سمندر پر چھوڑ کر آئے تھے لیکن ان کی بدقسمتی۔ ان کو تو بربروں اور بدوؤں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور پھر ان کے جو لشکری گھرے سمندر میں اپنے جہازوں میں تھے اور جو حملہ آوروں کے ہاتھوں بچ گئے تھے وہ بھی حرکت نہیں کر سکتے تھے اس لیے کہ سمندر تو اس وقت سخت طغیانی کی حالت میں تھا۔

خندق میں توپین نصب کر کے چارلس اور دوریا کا خیال تھا کہ وہ شہر کی فصیل پر گولہ باری کریں گے۔ شہر کی فصیل کو گرا کر شہر کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے

لیکن ان کی بدقسمتی کہ بارش کی وجہ سے ان کا بارود بھیگ گیا اور توپیں بالکل بے کار ہو کر رہ گئیں۔

جس وقت تیز سمندری جھکڑ اور موسلا دھار بارش نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اسی وقت حسن آغا نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی۔ شہر کے اندر ترکوں، عربوں اور بربروں پر مشتمل جو اس کے پاس لشکر تھا اس کے ساتھ وہ شہر پناہ کا ایک دروازہ کھول کر نکلا اور اچانک چارلس اور دوریا کے لشکر پر زمین کے خشک چہرے کو خون سے جل تھال کر دینے والے دکھوں کے خونی انقلاب اور وہموں کے ہجوم میں مقدر کے روشن حروف تک کو مٹا دینے والے سلگتے مصائب کے انبوہ کی طرح ٹوٹ پڑا۔

عرب، ترک اور بربر چارلس اور دوریا کے لشکریوں پر موت کے کاروانوں، ہواؤں کے نوحوں اور فضاؤں کے ماتم کی طرح چھانا شروع ہو گئے تھے۔

چارلس اور دوریا تو یہ خیال کر رہے تھے کہ شہر کے اندر ایک چھوٹا سا لشکر ہے جسے جلد اپنے سامنے زیر کر کے الجزائر پر قبضہ کر لیں گے۔ لیکن یہاں سارا معاملہ ان کی امیدوں کے الٹ دکھائی دے رہا تھا۔ شہر کے اندر سے عربوں، ترکوں اور بربروں پر مشتمل ایک خاصہ بڑا لشکر باہر نکل کر ان پر حملہ آور ہوا تھا اور وہ صدیوں کی رفتار سے بغل گیر ہو جانے والے تند و سفاک لمحوں کی طرح شہر سے نکل کر شعلوں کے لرزاں رنگوں اور بے مہابا فتنوں کی طرح ان کے لشکر میں گھس کر ان کا قتل عام شروع کر چکے تھے۔

جوابی کارروائی کرتے ہوئے چارلس اور دوریا بھی موت سے الجھتے کرب راحت کی حشر سامانیوں سے اٹھتی ناگہانی ابتلاؤں کی طرح ان پر حملہ آور ہوئے تھے لیکن انہوں نے دیکھا کہ ان کے حملوں کا عربوں، ترکوں اور بربروں پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا اور وہ اسی طرح ان کے لشکر کے اندر گھس کر ان کے لشکریوں کا قتل عام کر رہے تھے۔

چارلس اور دوریا ایک قدرے بلند ٹیلے پر کھڑے ہو کر جنگ کا یہ منظر دیکھ رہے تھے وہ پریشان اور فکر مند تھے۔ اس لیے کہ شہر سے نکلنے والے حسن آغا کے لشکری صحرائی گرداوٗر اور زیاں گرفتہ موت کی طرح آگے بڑھتے ہوئے ان کے لشکریوں کو ذرہ ذرہ، لمحہ لمحہ، بوند بوند ساعتوں کی طرح اپنے سامنے اڑاتے چلے جا رہے تھے اور بڑی تیزی سے چارلس اور دوریا کے لشکر کی حالت رسوائیوں کے اندھیروں اور اداسیاں بھری پت جھڑ سے بھی زیادہ المناک ہونا شروع ہو گئیں تھیں۔

تھوڑی دیر تک جم کر لڑنے کے بعد حسن آغا نے چارلس اور دوریا کے لشکر کو بے پناہ

نقصان پہنچایا پھر جب وہ اپنی کارروائی کرنے کے بعد مڑے اور شہر میں داخل ہونا چاہا تب چارلس اور دوریا نے فیصلہ کیا کہ جب وہ شہر کی طرف بھاگیں تو ان کا تعاقب کیا جائے ان کا قتل عام کرتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے شہر میں داخل ہوا جائے۔

لیکن لگتا تھا حسن آغا نے ان کے حملوں کا سارا بندوبست اور اہتمام کر لیا تھا جونہی وہ اپنے لشکر کو لے کر پلٹا اور چارلس اور دوریا نے ارادہ کیا کہ ان کا تعاقب کر کے شہر میں داخل ہو جائے اچانک وہی صحرائی بربر اور عرب بدو نمودار ہوئے جو راستے میں ان پر حملہ آور ہوئے تھے شائد وہ جہازوں سے چھینا جانے والا سامان سنبھال کر لوٹ آئے تھے۔

اس وقت چارلس اور دوریا حسن آغا کے پیچھے شہر کی طرف جانے کا رخ کرنے والے تھے کہ اچانک وہ بربر اور بدو ایک سمت سے ان پر ٹوٹ پڑے ان کے سارے ارادوں کو بیخ کر کے رکھ دیا اور ان کے لشکر کے ایک ایک حصے کو چیرتے کاٹتے جدھر سے آئے تھے ادھر ہی چلے گئے۔

یہ صورتحال چارلس اور دوریا کے لیے انتہائی خطرناک تھی۔ دونوں ٹیلے پر اداس اور افسردہ کھڑے تھے اور ان کے سامنے ان کا لشکر لہولہو ہو گیا تھا۔ اس موقع پر مغموم سی آواز میں چارلس نے دوریا کو مخاطب کیا۔

”دوریا یہ معاملہ جو پیش آ رہا ہے تم نے بھی دیکھا۔ کیا حسن آغا نے ہمیں یہاں بلا کر دھوکہ دہی سے کام لیا ہے اس نے کیوں اتنی بڑی رقم کی پیش کش کو قبول کرتے ہوئے ہمیں یہاں بلایا اور پھر ہم پر حملہ آور ہو گیا۔“

چارلس جب خاموش ہوا تب دوریا انتہائی دکھ اور افسوس بھرے انداز میں کہنے لگا۔

”میں سمجھتا ہوں یہ سب ان مسلمانوں کی گندی چال تھی کہ جسے ہم سمجھنے میں ناکام ہوئے ہیں۔ اب دیکھیں ہمارے لشکر کا کس قدر نقصان ہوا ہے اور اگر ہم نے اسی طرح جنگ جاری رکھی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے کوئی بھی زندہ لشکری اپنے ساتھ نہ لے جا سکیں گے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد دوریا رکا، سوچا پھر چارلس کی طرف دیکھتے ہوئے پھر کہہ رہا تھا۔

”اس حسن آغا کے علاوہ میرے ذہن میں کئی اور خطرات اور وسوسے بھی اٹھ رہے ہیں۔“

چارلس نے چونک کر دوریا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"کھل کر کہو تم کن خطرات کا ذکر کرنا چاہتے ہو۔" دوریا نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری پھر کہنے لگا۔

"اس میں شک نہیں مسلمانوں کا سلطان یورپ کے وسطی حصے میں بودا کے مقام پر پڑاؤ کیے ہوئے ہے اور خیرالدین باربروسہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ قسطنطنیہ میں ہے۔ لیکن میں آپ پر واضح کر دوں کہ خیرالدین باربروسہ سمندر کا بھتنا ہے کسی بھی وقت وہ سمندر کے اندر کہیں بھی نمودار ہو سکتا ہے۔ میرے خیال میں اسے الجزائر پر ہمارے حملہ آور ہونے کی اگر خبر پہنچ گئی تو وہ اس طرح الجزائر کے ساحل پر نمودار ہو گا کہ آندھیوں اور جھکڑوں کو مسافتوں کی طرح لپیٹتے ہوئے فوراً اپنی منزل تک پہنچ جائے گا۔ اگر وہ یہاں پہنچ گیا تو میں آپ سے کہوں نہ ہم واپس جا سکیں گے اور نہ ہمارے بحری بیڑے سے کوئی کشتی کوئی جہاز ہسپانیہ کا ساحل دیکھ سکے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد دوریا رکا مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ چارلس نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کر دی۔

"دوریا! یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو کیا خیرالدین باربروسہ کے پاس ہواؤں کے اندر پرواز کرنے والے بحری جہاز ہیں کہ وہ مسافتوں کو لپیٹتا ہوا فوراً یہاں پہنچ جائے گا۔ ہماری جیسی کشتیاں اس کے پاس ہیں ہمارے جیسے جہاز بھی رکھتا ہے۔ کہاں الجزائر، کہا قسطنطنیہ۔ اسے خبر ہو بھی گی تو یہاں پہنچتے پہنچتے طوفانی جھکڑوں کا مقابلہ کرتے ہوئے کئی ہفتے لگ سکتے ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ یہ جو حسن آغا نے ہمیں دھوکہ دیا ہے اور ہمارے لشکر کو نقصان پہنچایا ہے ہمیں نہ صرف اپنے نقصان کی تلافی کرنی چاہیے بلکہ حسن آغا کو اس کے اس جرم کی سزا بھی دینی چاہیے۔"

دوریا نے خوف بھرے انداز میں چارلس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"میں آپ کو یہ مشورہ دوں گا کہ ہمیں یہاں زیادہ دن قیام نہیں کرنا چاہیے۔ فوراً یہاں سے کوچ کر کے واپسی کا رخ کرنا چاہیے۔ اگر ہم نے یہاں اپنے قیام کو طول دیتے ہوئے اپنے نقصان کی تلافی کرنا چاہی یا حسن آغا کو اس کے جرم کی سزا دینا چاہی تو یاد رکھیئے کوئی اور قوت ہمیں یہاں سزا دینے کے لیے پہنچ جائے گی پھر ہمارے پاس واپسی کا کوئی راستہ نہیں رہے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد دوریا رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"اگر آپ ماضی پر نگاہ دوڑائیں تو میں آپ کو یاد دلانا چاہوں گا کہ جس وقت ہم پورے یورپ کا متحدہ بحری بیڑہ لے کر خیرالدین باربروسہ کو سمندر سے نکالنے کے لیے اترے تھے تب خیرالدین باربروسہ اپنے سالاروں کے ساتھ سمندر میں اکیلا تھا۔ مسلمانوں کا سلطان سلیمان اس وقت نہ اس کے پاس تھا نہ اس کے ساتھ تھا۔ آپ جانتے ہیں سلطان سلیمان نے اس وقت یوکرین کے سبزہ زاروں میں قیام کر رکھا تھا اس کی غیر موجودگی میں بھی اس باربروسہ نے یورپ کے متحدہ لشکر کو نہ صرف بدترین شکست دی بلکہ بحری بیڑے کے اکثر جہازوں اور کشتیوں کو فنا کر کے رکھ دیا۔ یہاں میں اپنے تجربہ کی بناء پر آپ سے یہی کہوں گا کہ ہمیں زیادہ دیر یہاں قیام نہیں کرنا چاہیے۔ اگر ہم نے حسن آغا سے انتقام لینے کی خاطر یہاں اپنے قیام کو طول دینے کی ٹھان لی تو میں سمجھتا ہوں ہمارے اطراف میں تباہی و بربادی کے کئی جھکڑ اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر آپ نے یہ بھی تو دیکھ لیا ہے کہ ہمارے مقابلے میں صرف حسن آغا اکیلا نہیں ہے۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اس کے پاس ایک چھوٹا سا لشکر ہے اور وہ تین دن سے زیادہ ہمارا مقابلہ نہیں کر سکے گا اور ہم شہر کی فصیل کو توپوں سے گرا کر شہر میں داخل ہوں گے اور اس طرح پورا الجزائر ہماری گرفت میں ہو گا لیکن میں سمجھتا ہوں ہماری ساری امیدیں وہمہ ثابت ہوئیں۔

پہلی بات تو یہ کہ حسن آغا کے پاس الجزائر میں ایک خاصہ بڑا لشکر ہے جو ہمارے تخمینے سے کہیں بڑا نکلا آپ نے دیکھا ان گنت ترک، عرب اور بربر شہر سے نکل کر حملہ آور ہوئے اور ہمارے لشکر کو انہوں نے بے پناہ نقصان پہنچایا اور پھر دوسری بڑی قوت جو ہمارے لیے نقصان کا باعث بن سکتی ہے وہ قبائلی اور صحرائی بربر اور بدو ہیں جو دو بار ہم پر حملہ آور ہو چکے ہیں ایک بار راستے میں اور ایک بار یہاں اور اگر شہر سے نکل کر حسن آغا ہم پر حملہ آور ہوتا ہے اور پشت سے بربر اور بدو ہم پر ضرب لگاتے رہے تو یاد رکھیئے گا میں اس وقت سے خوف زدہ ہوں جب ہمارے لشکر کی اکثریت کا قبرستان یہی الجزائر کا نواحی سلسلہ بن جائے گا۔"

دوریا جب خاموش ہوا تب چارلس کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا اور انتہائی دکھ بھرے انداز میں دوریا کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

"دوریا، نہ جانے قدرت ہمارے خلاف کام کر رہی ہے یا ہم ہی سٹھیا گئے ہیں کہ ہم کسی بھی مہم میں کامیاب نہیں ہوتے۔ خشکی میں مسلمانوں کا سلطان سلیمان یورپ میں جہاں تک چاہتا ہے گھستا چلا جاتا ہے کوئی اس کی راہ نہیں روک سکتا سمندر کے اندر

خیرالدین باربروسہ جس بندرگاہ، جس جزیرے کو چاہتا ہے اپنا ہدف بناتا ہے اور ہم اس کے سامنے دفاع کا کوئی بند باندھنے میں کامیاب نہیں ہوتے۔

اب جبکہ ہم نے یہاں مسلمانوں کی کچھ کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر کچھ فوائد حاصل کرنے کی کوشش کی تو میں دیکھتا ہوں کہ ناکامیاں ہمارا منہ چڑانے لگی ہیں۔ مسلمانوں کا سلطان سلیمان خشکی میں اور سمندر کے اندر خیرالدین باربروسہ کب تک پورے یورپ کے لیے اذیت ناکی کا باعث بنے رہیں گے اور ہم بے بس اور لاچار بن کران کی طرف پیاسے کوے کی طرح دیکھنے پر مجبور ہیں۔

دوریا ہم نے ہسپانیہ سے نکل کر جوالجزائر پر حملہ کیا ہے یہ ہماری نئی اور انوکھی مہم ہے۔ اس سے قبل بھی ہم یہاں حملہ آور ہوتے رہے لیکن مجھے سب سے بڑا دکھ اور غم یہ ہے کہ ہمیں اس مہم میں ناکامی ونامرادی کا منہ کیوں دیکھنا پڑ رہا ہے۔

اس سے قبل تم نے خود بھی دیکھا تھا کہ صرف چند ہفتے پہلے خیرالدین باربروسہ کی کچھ کشتیاں جس کی رہنمائی اس کے چھوٹے سالار کر رہے تھے۔ جبل الطارق پر حملہ آور ہوئیں۔ ہاں ہمارے مفادات کو انہوں نے سخت نقصان پہنچایا اور وہاں سے انہوں نے بے شمار مال غنیمت سمیٹ کر واپسی کا سفر کرلیا۔

اس کے علاوہ باربروسہ کی چند اور کشتیوں نے ہمارے کچھ جزیروں پر حملہ کیا اور وہاں بھی کامیابیاں حاصل کرتے ہوئے اپنے لیے بہت کچھ سمیٹا اور اسے اپنے جہازوں میں منتقل کرتے ہوئے چلتے بنے اور پھر سب سے تکلیف دہ اور سب سے ذلت آمیز بات سمندر کے اندر یہ رونما ہوئی کہ پرتگیزیوں کے کچھ جہاز سمندر کے اندر سفر کر رہے تھے، ان جہازوں کے ملاحوں کو خیرالدین باربروسہ کی ایک کشتی کے ملاح نے آواز دے کر کہا۔

''چلو تمہیں خیرالدین باربروسہ نے بلایا ہے۔''

جانتے ہو دوریا! وہ پرتگیزی چپ چاپ اس ملاح کے ساتھ ہو لیے۔ کیا سمندر میں باربروسہ کا اتنا رعب، اتنی ہی دہشت ہے کہ اس کا نام سن کر کوئی اس کے احکامات کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد چارلس رکا پھر اپنی گفتگو کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔

''دوریا اہل یورپ دکھ، حسد اور رشک میں یا میں اسے یوں کہہ سکتا ہوں کہ غصے اور غضبناکی میں خیرالدین باربروسہ کو کبھی بحری قزاق اور کبھی کمہار کا بیٹا کہہ کر مخاطب کرتے

ہیں۔ دوریا! کیا بات ہے شروع میں تم بھی تو کبھی بحری قزاق ہی تھے تم خیرالدین باربروسہ جیسا اہم کردار کیوں ادا نہیں کر سکے۔''

چارلس جب خاموش ہوا تو چند لمحوں تک دوریا بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''اس میں کوئی شک نہیں خیرالدین باربروسہ مجھ سے بہتر اور مجھ سے زیادہ تیز، چالاک اور زیادہ تجربہ کار امیرالبحر ہے لیکن جو بات زیادہ اس کے حق میں جاتی ہے وہ یہ کہ میرے ساتھ ایسے نائب نہیں ہیں جیسے باربروسہ کو ملے ہوئے ہیں۔

اس کے ساتھ اس کا دست راست طرغوت ہے، جسے اہل یورپ درابوت کہہ کر پکارتے ہیں وہ سمندر کے اندر ایک الٹ پلٹ اور انقلاب برپا کرنے کا بڑا ہنرمند ہے۔ اس سے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب دشمن پر حملہ آور ہوتا ہے تو انتہائی خوفناکی سے حملہ کرتا ہے اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں خیال کرتا ہوں وہ بحری جنگ میں مجھ سے بھی زیادہ تجربہ کار ہے اسی بناء پر اہل یورپ اسے بے درد طرغوت کہہ کر پکارتے ہیں۔

اور پھر یہ بھی تو سوچیں کہ طرغوت کے علاوہ اس کے پاس اور بہت سے انتہا درجہ کے تجربہ کار سالار ہیں۔ حسن کرسو، جسے بحر اور سمندروں کا چھلاوہ کہتے ہیں۔ کاکاد، جسے اہل یورپ شیطان شکاری کہہ کر پکارتے ہیں اس سے متعلق مشہور ہے کہ وہ بحری جنوں میں سمندری طوفانوں کی طرح اپنے دشمنوں پر چھا جانے کی ہنرمندی رکھتا ہے۔ ان تین بہترین نائبوں کے علاوہ خیرالدین باربروسہ کے پاس صالح رئیس ہے جو جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا ہے اور بروقت ضرب لگانے کی ہنرمندی بھی اس کے پاس ہے۔ ایک پرانا اور سمندر کا بھیدی صنعان ہے اس طرح باربروسہ کے پاس اس کے سالاروں کی ایک انتہا درجہ کی تجربہ کار جماعت ہے۔ ایسے تجربہ کار سالاروں سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد جب وہ حرکت میں آتا ہے تو کامیابی اور فوزمندی ہمیشہ اس کے قدم چومتی ہے۔''

دوریا یہاں تک کہنے کے بعد رکا پھر دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''اب میری حالت دیکھیں میرے ساتھ کون ہے لے دے کر ایک بحری قزاق حوقل ہے۔ وہ قزاقی کا ہنر تو جانتا ہے لیکن بحری جنگوں کے ہنر سے ناآشنا ہے اب تو میری جنگوں میں حصہ لیتے ہوئے وہ خود بھی خیرالدین باربروسہ اور طرغوت کا نام سن کر کانپنے لگتا ہے۔ اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ ان کا سامنا نہ کرنا پڑے اور ان سے بچنے کے لیے کسی محفوظ مقام کی طرف چلا جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد دوریا خاموش ہو گیا۔ چارلس کچھ دیر تک اس کی طرف دیکھتا رہا پھر دوریا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''دوریا! یہاں بھی ہمارا کافی نقصان ہو چکا ہے باہر سے جو ہم پر بدو اور بربر حملہ آور ہوئے ہیں انہوں نے بھی ہمارے لشکر کو کافی نقصان پہنچایا ہے اور شہر سے نکل کر جو حسن آغا نے حملہ کیا ہے وہ بھی ہمارے لیے نقصان اور پریشانی کا باعث ہوا ہے۔ اب میں اگر اپنے لشکر کو سمیٹ کر واپسی اختیار کرتا ہوں تو یہ ہمارے لیے ندامت اور ذلت کا باعث ہو گا۔ اگر ہم الجزائر فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے اور یورپ میں خبریں پہنچیں گی کہ ہم نے الجزائر کو فتح کر لیا ہے تو یاد رکھنا اب تک سلطان سلیمان اور باربروسہ کے ہاتھوں خشکی اور سمندر میں جس قدر ہمیں شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے ان سب کی یہاں تلافی ہو جائے گی۔ اگر کامیاب نہ ہوئے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے سامنے واپسی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہو گا اور اس صورت میں یورپ کی بحری اور بری طاقت کو جو دھچکا لگے گا اس کا اندازہ......''

چارلس کو رک جانا پڑا اس لیے کہ بیچ میں دوریا بول اٹھا۔ کہنے لگا۔

''اگر آپ مسلمانوں پر ضرب لگا کر اس شہر پر قبضہ کرنے کی ٹھان ہی چکے ہیں تو پھر ہمیں حملہ آور ہونے کی ابتداء کرنے سے پہلے ایک کام کرنا ہو گا۔ اپنے لشکر کو دو 2 حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک حصہ آگے رہے اور شہر کی فصیل پر حملہ آور ہو کر شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرے۔ لشکر کا دوسرا حصہ بالکل مستعد رہے۔ اگر باہر سے بربر یا صحرائی بدو حملہ آور ہوتے ہیں تو لشکر کا دوسرا حصہ نہ صرف یہ کہ ان کے حملوں کو روکے بلکہ ان کے خلاف جارحیت کرتے ہوئے انہیں مار بھگانے کی کوشش بھی کرے۔''

دوریا کے ان الفاظ کا جواب چارلس دینا ہی چاہتا تھا کہ ان کے کچھ آدمی جن کی تعداد دس بارہ کے قریب ہو گی اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آئے۔ انہیں دیکھ کر دوریا اور چارلس دونوں پریشان ہو گئے تھے۔ قریب آ کر وہ اترے انہیں دیکھتے ہیں چارلس نے انہیں مخاطب کیا۔

''خیریت تو ہے؟ تم اپنے بحری بیڑے کی طرف سے آئے ہو۔ وہاں سے ہمارے لیے رسد اور ضرورت کا دوسرا سامان کس وقت پہنچے گا؟ ہم تو بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ لشکر کے اندر رسد کا سامان بھی ختم ہونے والا ہے۔''

اس پر آنے والوں میں سے ایک چارلس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یوں جانیں ہمارے پاس رسد کا سامان ہے ہی نہیں۔ آپ کے اس طرف آنے سے

تھوڑی دیر بعد کچھ مسلمان دستے اچانک ہمارے بحری بیڑے پر حملہ آور ہو گئے۔ بحری بیڑے کے اکثر محافظوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور جہازوں کے اندر جس قدر سامان تھا انہیں لے کر وہ نامعلوم منزلوں کی طرف چلے گئے۔

صرف خوراک سے بھرے ہوئے وہ جہاز بچے ہیں جو پیچھے گہرے سمندر میں کھڑے تھے اس کے بعد ہماری بدبختی کہ سمندر کے اندر تیز بارش کے ساتھ ساتھ نہ رکنے والے جھکڑ چل پڑے۔ جن کی وجہ سے گہرے سمندر میں خوراک سے بھرے جو جہاز کھڑے تھے وہ بھی کنارے پر آن لگے۔ کچھ جہاز ایک دوسرے سے ٹکرا کر تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ ہم لوگ آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ بحری بیڑے کے اب صرف چند ہی محافظ ہیں۔ صحرا سے نکل کر جو لوگ پہلے حملہ آور ہوئے تھے اگر وہ پھر لوٹ کر آئے اور بحری بیڑے پر حملہ آور ہوئے تو وہ نہ کسی محافظ کو زندہ چھوڑیں گے اور نہ ان جہازوں کے اندر استعمال کی کوئی چیز رہنے دیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد آنے والا خاموش ہوا کچھ سوچا پھر دوبارہ وہ چارلس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''یہ تو ایک خبر ہے اس بری خبر کے علاوہ ہمارے پاس دو اور بری خبریں بھی ہیں۔ پہلی بری خبر یہ کہ الجزائر کے حاکم حسن آغا نے آپ کو یونہی الجزائر پر حملہ آور ہونے کی ترغیب نہیں دی اس نے اس سلسلے میں پہلے سلطان سلیمان، خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں سے مشورہ کیا تھا۔ جب اسے اجازت دی گئی کہ وہ ایسا بھیانک کھیل ہمارے ساتھ کھیل لے۔ تب اس نے آپ سے ایک رقم کا مطالبہ کیا اور الجزائر آپ کے حوالے کرنے کی پیش کش کی اس کام میں یوں جانیں اسے باربروسہ اور سلطان سلیمان کی تائید ہی نہیں اجازت بھی حاصل تھی اور یہ کام بہت سوچ سمجھ کر کیا گیا ہے۔

دوسری خبر ہمارے پاس یہ ہے کہ سمندر کے اندر چھوٹی کشتیوں میں جو ہمارے ملاح سرگرداں تھے انہیں ایک کشتی سے دوسری کشتی اور ایک جہاز سے دوسرے جہاز تک خبر پہنچی ہے اور ہمارے الجزائر پر حملہ آور ہونے کی خبر قسطنطنیہ پہنچ چکی ہے اور خیرالدین باربروسہ الجزائر کی طرف روانہ ہونے والا ہے۔''

ہمیں جس قدر بتایا گیا تھا وہ یہی تھا آنے والے مخبر کو خاموش ہو جانا پڑا اس لیے کہ چارلس خوفزدہ ہو گیا تھا۔ عجیب سے انداز میں اس نے دوریا کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا۔

"دوریا! میں سمجھتا ہوں تمہارے اندیشے درست ہی ثابت ہو رہے ہیں اس موقع پر تم کیا کہتے ہو؟"

دوریا خود بھی پریشان اور خوفزدہ تھا فوراً کہنے لگا۔

"اگر میرے مشورے پر عمل کرتے ہیں تو میں تو یہی کہوں گا کہ ہمیں فی الفور یہاں سے کوچ کر جانا چاہیے۔ ہم خوراک کی کمی کی مصیبت میں مبتلا تو ہو ہی چکے ہیں اور اگر بربروں اور عربوں نے صحرائی حصے سے نکل کر پھر ہمارے بحری بیڑے پر حملہ کر دیا تو نہ کوئی محافظ رہے گا اور نہ کھانے کی کوئی چیز اور اس پر مستزاد یہ کہ اگر انہی دنوں سمندر کو کنگھالتا ہوا خیرالدین باربروسہ اپنے بیڑے کے ساتھ یہاں پہنچ گیا تو پھر یوں جان لیجئے کہ ہم میں سے کسی کو بھی واپس ہسپانیہ جانا نصیب نہ ہوگا۔"

چارلس نے دوریا کی اس تجویز سے اتفاق کیا الجزائر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ترک کر کے اس نے اپنے لشکر کو ساحل کی طرف واپس جانے کا حکم دے دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے لشکری جو بھوک و پیاس سے نڈھال ہو رہے تھے انہوں نے شکر کیا کہ چارلس نے حملے بند کر کے پسپائی کا فیصلہ کیا ہے۔ لشکریوں کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ لشکر میں جو بار برداری کے جانور تھے، انہیں پہلے ہی مار کر لشکری کھا چکے تھے اب ساحل تک کیچڑ ہی کیچڑ دلدل کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ لہٰذا چارلس کے پاس جو منجنیقیں اور توپ خانہ تھا وہ سارا کا سارا وہیں چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ چارلس اور دوریا اپنے بحری بیڑے کی طرف بڑھے تھے۔

اس لشکر میں جو جرمن تھے انہیں اپنی بندوقوں پر بڑا ناز تھا اس لیے کہ یہ ہتھیار نئے نئے انہوں نے ایجاد کیے تھے لیکن یہاں ان کی بندوقیں بھی ناکام ہوئیں۔ اس لشکر میں جو پیشہ ور نائٹ تھے جو یورپ میں ناقابل تسخیر خیال کیے جاتے تھے ان پر جس جگہ عرب اور بربر حملہ آور ہوئے تھے اور ان کا قتل عام کیا تھا وہاں ایک ٹیلہ تھا۔ چارلس اور دوریا کے وہاں سے ہٹنے کے بعد عربوں اور بربروں نے اس ٹیلے کا نام ہی نائٹوں کا قبرستان رکھ دیا تھا۔

چارلس اور دوریا اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر بحری بیڑے کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیکھا۔ ساحل پر دور دور تک ان کے ملاحوں کی لاشیں پھیلی بکھری تھیں۔ چارلس کچھ دیر تک اپنے لشکریوں کی ساحل پر بکھری لاشوں کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے اپنے بچے کھچے لشکریوں کو جہازوں میں سوار ہونے کا حکم دیا۔

اس طرح چارلس کی عظیم الشان مہم، ذلت آمیز شکست اور تباہی خیز پسپائی میں تبدیلی

ہوئی تھی۔ اب جس وقت اس کے لشکری جہاز میں بیٹھنے لگے اس موقع پر پھر تقدیر نے ان کا ساتھ نہ دیا اس لیے کہ کچھ جہاز تو طوفان کی وجہ سے ایک دوسرے سے ٹکرا کر تباہ ہو گئے تھے اور کچھ کو حملہ آور بربروں اور عربوں نے تباہ کر دیا تھا لہٰذا ان کے بحری بیڑے میں جہازوں اور کشتیوں کی تعداد کم ہو گئی تھی۔

اس بناء پر لشکریوں کو اوپر تلے ٹھونس کر جہازوں میں سوار کر دیا گیا۔ چارلس اور دوریا کے پاس جو انتہائی اعلیٰ نسل کے گھوڑے تھے انہیں جہازوں میں سوار کرنے کے لیے کوئی جگہ نہ بچی تھی یہ صورت حال دیکھتے ہوئے چارلس نے دوریا سے کہا۔ "گھوڑوں کی وجہ سے لشکریوں کی جانیں تلف نہیں ہونی چاہیں۔ لہٰذا اس نے حکم دیا کہ گھوڑوں کو سمندر میں ڈال دیا جائے اور انہیں ہلاک کر دیا جائے۔"

اس طرح گھوڑوں کو سمندر میں ڈال دیا گیا کچھ تیر کر ساحل کی طرف چلے گئے اور کچھ سمندر میں ڈوب کر مارے گئے۔

جس وقت چارلس اور دوریا سمندر کے اندر سفر کرتے ہوئے واپس یورپ کا رخ کر رہے تھے، ان کے کچھ اور مخبروں نے اطلاع دی کہ خیرالدین باربروسہ بڑی تیزی سے ان کا رخ کر رہا ہے۔ یہ خبر سن کر چارلس اور دوریا نے اپنے ملاحوں کو پوری طاقت اور قوت سے چپو چلانے کا حکم دیا حالانکہ اس موقع پر چپو چلانے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ ہوا ان کے موافق تھی اس کے باوجود وہ اپنی رفتار تیز رکھنا چاہتے تھے تا کہ کہیں مشرق سے خیرالدین باربروسہ اچانک کسی ہیولے کی طرح نمودار ہو کر ان کی تباہی و بربادی کو آخری شکل نہ دے سکے۔

اس جنگ میں چارلس ایسا خوفزدہ اور ایسا بدکا کہ اس کے بعد وہ لگ بھگ سترہ 17 سال تک اسپین کا حکمران رہا لیکن اس عرصے کے دوران اسے کبھی ہمت نہ ہوئی کہ کسی بحری بیڑے کو لے کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے سمندر میں نکلے۔

دوسری طرف خیرالدین باربروسہ کو جب خبر ہوئی کہ حسن آغا کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست اٹھا کر چارلس اور دوریا اسپین کی طرف بھاگ گئے ہیں تو اس وقت تک وہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ کھلے سمندر میں آ چکا تھا لیکن وہیں سے وہ پلٹا۔ قسطنطنیہ گیا اور سب سے پہلا کام جو اس نے کیا وہ یہ تھا کہ وہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور پہلی بار اس نے سلطان سے درخواست کی کہ ترکی بحری بیڑے کے امیر البحر کی حیثیت سے سلطان اسے ترکی بیڑے کو لے کر جنوبی فرانس کی طرف جانے کی اجازت دے۔ سلطان سلیمان جو خشکی میں ناقابل تسخیر رہا تھا اور یورپ کے ایک بہت بڑے حصے کو اس نے کھنگال دیا تھا وہ جانتا

تھا کہ جہاں وہ خشکی پر شہنشاہ ہے وہاں باربروسہ اور اس کے ساتھی بحر کے شہنشاہ ہیں۔ لہٰذا اس نے خیرالدین باربروسہ کو اپنے بحری بیڑے کے ساتھ فرانس کے جنوبی شہروں کی طرف جانے کی اجازت دے دی تھی اور یہ اجازت ملتے ہی خیرالدین باربروسہ کی خوشی اور اطمینان کی کوئی انتہاء نہ تھی اور وہ اپنے بحری بیڑے کو لے کر فرانس کی طرف روانہ ہوا تھا۔

✿✿✿

کعب بن عامر، مغیرہ بن کعب، میسونہ اور معاذ چاروں اپنے دیوان خانے میں بیٹھے تھے اور کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ حویلی کے صدر دروازے پر دستک ہوئی تھی جو دیوان خانے میں بیٹھے ہی بیٹھے کعب بن عامر نے بسیط کو آواز دی اور اسے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ اس پر حویلی کے دوسرے کمرے سے بڑی تیزی کے ساتھ بسیط نکلا صحن کی جلتی ہوئی مشعل کی روشنی میں بڑی تیزی سے وہ صدر دروازے کی طرف بڑھا اور دروازے کے قریب منہ لگا کر اس نے پوچھا۔ ''کون ہے؟''

بسیط کو باہر سے آواز سنائی دی۔

''بسیط دروازہ کھولو میں منذر بن زبیر ہوں۔''

بسیط آواز کو پہچان گیا دروازہ اس نے فوراً کھول دیا۔ جب اس نے دروازہ کھولا تو دروازے پر بطروش اور منذر بن زبیر دونوں کھڑے تھے۔ بسیط ایک طرف ہٹ گیا۔ دونوں حویلی میں داخل ہوئے بسیط نے پہلے کی طرح دروازہ بند کر دیا۔ بطروش اور منذر بن زبیر دونوں دیوان خانے کی طرف گئے۔ بسیط ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ وہ دونوں جب دیوان خانے میں داخل ہوئے تو سب نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔ اس موقع پر کعب بن عامر نے دروازے پر کھڑے بسیط کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بسیط وہاں کیوں کھڑے ہو اندر آ جاؤ۔'' اس پر بسیط بھی دیوان خانے میں داخل ہو گیا تھا۔ کعب بن عامر اور مغیرہ بن کعب سے مصافحہ کرنے کے بعد بطروش اور منذر بن زبیر نشستوں پر بیٹھ گئے۔ ان کے قریب ہی ایک نشست پر بسیط بیٹھا ہوا تھا۔ اس موقع پر کعب بن عامر، اس کی بیوی میسونہ، اس کا بیٹا مغیرہ بن کعب اور معاذ بڑی گہری نگاہ سے ان دونوں کا جائزہ لے رہے تھے پھر گفتگو کا آغاز معاذ نے کیا تھا۔ وہ بطروش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ دونوں عشاء کے بعد آئے ہیں آپ کے چہرے ایسے ہیں کہ ان سے کچھ پڑھا نہیں جا سکتا لیکن میں دیکھتی ہوں کہ آپ دونوں کے چہروں پر پریشانی کم اور اطمینان زیادہ ہے۔ کیا آپ کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہیں۔''

معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے بطروش کہنے لگا۔

"معاذ! میری بہن، مجموعی طور پر ہم سب کے لیے اچھی خبر لے کر آئے ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ تمہارے لیے تو ہم بہت ہی اچھی خبر لے کر آئے ہیں۔"

معاذ کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ کہنے لگی۔

"بھائی اگر یہ بات ہے تو پھر وہ خبر کہنے میں دیر کیسی؟" بطروش مسکرایا کہنے لگا۔

"میری عزیز بہن! یہ خبر تو اب بہت پرانی ہو چکی ہے کہ یورپ کے بحری بیڑے کو خیرالدین باربروسہ اور اس کے ساتھیوں نے بدترین شکست دی اور یورپ کی بحری طاقت کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ دوسری خبر بھی پرانی ہو چکی ہے کہ سلطان سلیمان اپنے لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ سے نکلا اور بودا تک پورے یورپ کو کھنگالتا رہا اور یہ کہ آسٹریا کا بادشاہ فرولندہ جو چارلس کا بھائی بھی ہے وہ خوفزدہ ہو کر سلطان سلیمان کا مقابلہ کرنے کی بجائے بھاگ گیا۔ اب جو خبر میں کہنے لگا ہوں، یوں جانو یہ سب کے لیے مجموعی طور پر اچھی خبر ہے وہ یہ کہ تم لوگوں کو میں پہلے بتا چکا ہوں کہ چارلس اور دوریا دونوں الجزائر پر حملہ آور ہونے کے لیے گئے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ خیرالدین باربروسہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ قسطنطنیہ میں ہے سلطان سلیمان یورپ میں الجھا ہوا ہے لہٰذا وہ الجزائر پر قبضہ کر لے گا۔ اس سلسلے میں اس نے الجزائر میں باربروسہ کے نائب سے کچھ معاملہ طے کیا تھا لیکن آج جو خبر آئی ہے وہ یہ کہ الجزائر میں چارلس اور دوریا کو بدترین شکست ہوئی ہے جہاں ان کے لشکر کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے وہاں ان کا آدھا بحری بیڑہ بھی تباہ ہو گیا ہے اور دونوں واپس ناکام اور نامراد ذلت آمیز شکست کھا کر ہسپانیہ آ گئے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بطروش جب خاموش ہوا تو بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے معاذ کہنے لگی۔

"میرے بھائی! یہ تو مجموعی طور پر سب کے لیے اچھی خبر ہے۔ میں سمجھتی ہوں الجزائر والوں نے ایک طرح سے چارلس کی بحری طاقت کی رہی سہی کمر بھی توڑ کر رکھ دی ہے اب آپ وہ خبر دیں جو خصوصیت کے ساتھ میرے لیے اچھی ہے۔"

"میری بہن! تمہارے لیے جو اچھی خبر ہے وہ یہ کہ جن ملاحوں کے ذریعہ میرا خیرالدین باربروسہ اور حسن کرسو سے رابطہ رہتا ہے وہ یہاں پہنچے ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ حسن کرسو نے قسطنطنیہ میں اپنی رہائش کا بندوبست کر لیا ہے۔ اب وہ تمہیں لینے آئے گا اور تمہیں اپنے ساتھ قسطنطنیہ لے جائے گا۔ جہاں تم دونوں میاں بیوی پرسکون زندگی بسر کرو گے۔ یہ

خبر کا ایک حصہ ہے ابھی خبر میں نے ختم نہیں کی۔ اگلا حصہ کچھ یوں ہے کہ خیرالدین باربروسہ اپنے لشکر کو لے کر قسطنطنیہ سے فرانس کے جنوبی ساحل کا رخ کر رہا ہے ابھی تک یہ پتہ نہیں چلا کہ فرانس کے جنوبی ساحل پر وہ کس قسم کی کاروائی کرے گا لیکن جو پیغام حسن کرسو کے ملاحوں کے ذریعے مجھے پہنچا ہے اس کے مطابق فرانس کی مہم کے بعد یا اس مہم کے دوران حسن کرسو کسی ایک یا چند جہازوں کو لے کر رات کے وقت یہاں آئے گا اور تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گا۔ لہٰذا میری بہن میں تم سے یہ کہوں گا کہ تم حسن کرسو کے ساتھ قسطنطنیہ جانے کے لیے ہر وقت تیار رہنا۔ اس لیے کہ وہ کسی بھی وقت تمہیں لے جانے کے لیے آ سکتا ہے۔"

بطروش خاموش ہوا کچھ سوچا پھر کعب بن عامر کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

"یہ خبر جو میں نے کہی ہے اس کا ایک الٹا ردعمل بھی ہو سکتا ہے اس لیے کہ لیونش اور ثعلب بن حلوان کی نگاہوں میں معاذ کی شخصیت مشکوک ہے انہیں اب بھی شک ہے کہ معاذ کا کوئی نہ کوئی تعلق، واسطہ اور رابطہ حسن کرسو سے ضرور ہے اب تک وہ اس لیے چپ تھے کہ چارلس نے بڑی سختی کے ساتھ حکم دے رکھا تھا کہ جب تک مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں مصروف ہے اس وقت تک مسلمانوں کے خلاف نہ کوئی کاروائی کی جائے اور نہ اس کے لیے کوئی اندرونی مسئلہ کھڑا کیا جائے۔ اب چارلس پے در پے شکستیں کھانے کے بعد واپس آ گیا ہے اور میں آپ سے کہوں کہ اپنی شکستوں کا بدلہ لینے کے لیے جو سب سے پہلا حکم دے گا وہ یہ کہ مسلمانوں کو زبردستی نصرانی کیا جائے اور جو مشکوک مسلمان ہیں ان کو عقوبت خانے میں لے جا کر ان کے سامنے دو ہی راستے رکھے جائیں۔ عیسائیت اختیار کر لیں یا موت کو گلے لگا لیں۔ اب اگر حسن کرسو کے آنے پر معاذ اس کے ساتھ چلی جاتی ہے یہ اس کی بیوی ہے اور اس کے ساتھ اسے جانا چاہیے تو معاذ کے اچانک جانے پر لیونش اور ثعلب بن حلوان یہی خیال کریں گے کہ معاذ واقعی حسن کرسو کے ساتھ کوئی رابطہ رکھتی تھی۔ اسی بناء پر وہ ہسپانیہ سے بزنگ کراس کے پاس چلی گئی ہے۔ اس طرح ان کے شکوک اور شبہات یقین میں بدل جائیں گے اور معاذ کے یہاں سے جانے کے بعد میرے بزرگ کعب بن عامر آپ کے لیے تکلیفوں کا ایک سلسلہ اٹھ کھڑا ہو گا اور میں ایسا نہیں چاہتا اور نہ ہی میں ایسا ہونے دوں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بطروش رکا کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"جب تک میں ان خانقاہوں اور اس سرزمین میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک راہب کی حیثیت سے زندہ ہوں میں آپ لوگوں کی حفاظت کرتا رہوں گا لیکن اس خطے میں، ہمیں ایک احتیاطی تدبیر بھی کرنی چاہیے۔ اگر ہم اس پر عمل کرتے ہیں تو معاذ بھی حفاظت کے

ساتھ حسن کرسو کے ہمراہ قسطنطنیہ چلی جائے گیا اور اس کے بعد اس حویلی پر بھی کوئی حرف گیری نہیں آئے گی۔"

بطروش جب خاموش ہوا تب بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کعب بن عامر نے پوچھ لیا۔"میرے عزیز! کیسی احتیاطی تدبیر؟"

اس موقع پر بطروش نے ایک گہری نگاہ پہلے اپنے پہلو میں بیٹھے منذر بن زبیر پر ڈالی پھر کعب بن عامر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آپ کے پاس آنے سے پہلے اس سلسلے میں، میں نے منذر بن زبیر سے بھی مشورہ کیا جو تدبیر میں اختیار کرنا چاہتا ہوں اس سے اس نے بھی اتفاق کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کل اسی وقت اپنے سارے سامان کے ساتھ معاذ تیار رہے میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ منذر بن زبیر بھی میرے ساتھ ہی ہوگا۔ معاذ کو ہم اپنی خانقاہوں میں اسی تہہ خانے میں محفوظ کر دیں گے جہاں اس سے پہلے حسن کرسو رہ چکا ہے۔ ایسا کرنے کے بعد اگلے روز میں لیونش کے پاس جاؤں گا اور اس سے کہوں گا کہ تم نے کعب بن عامر کی بیٹی معاذ کو تو نہیں اٹھوایا۔ اس لیے کہ معاذ گھڑ دوڑ کے لیے نکلی تو واپس نہیں آئی۔ یہ بھی کہوں گا کہ اس موقع پر بسیط اس کے ساتھ نہیں تھا۔ میں اس سے کہوں گا کہ اگر اس نے معاذ کو اٹھوایا ہے تو اسے چھوڑ دے ورنہ حالات البشارات میں خراب ہو جائیں گے۔ جب میں اس موضوع پر لیونش سے گفتگو کر رہا ہوں گا تو پیچھے پیچھے آپ بھی وہاں پہنچ جائیں گے اور آپ لیونش سے کہیں گے کہ اس سے پہلے بھی آپ کے آدمیوں نے میری بیٹی کو اٹھوانے کی کوشش کی لیکن بھلا ہو بطروش کا کہ میری بیٹی کو بچا لیا۔ اب کل سے میری بیٹی پھر غائب ہے ہماری کسی سے دشمنی نہیں البشارات میں ہمارے سب سے تعلقات اچھے ہیں۔ لہٰذا میری بیٹی کے اٹھائے جانے کا شبہ صرف دو افراد پر کیا جا سکتا ہے۔ ایک لیونش تم پر اور دوسرا اشلمی قبیلے کے سردار ثعلب بن حلوان پر۔ جب اس موضوع پر آپ لیونش سے گفتگو کریں گے تو لیونش بھی بڑا پریشان ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے تو معاذ کو اٹھایا ہی نہیں ہوگا۔ لہٰذا جب خانقاہوں سے ہی معاذ گمشدگی کی حالت میں یہاں سے حسن کرسو کے ساتھ قسطنطنیہ چلی جائے گی۔ تب اس کے جانے کے بعد آپ کے گھر کے افراد کو شک و شبہ سے نہیں دیکھا جائے گا بلکہ لیونش اور ثعلب بن حلوان کی نگاہوں میں آپ کا گھرانہ مظلوم ہو جائے گا کہ آپ کی بیٹی کو کسی نے اٹھا لیا ہے اور ابھی تک اس کا پتہ نہیں چلا۔"

بطروش جب خاموش ہوا تو کسی قدر فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کعب بن عامر کہنے لگا۔

"میرے عزیز کل یا پرسوں جس رات کو بھی تم معاذ کو اپنی خانقاہوں کی طرف لے جاؤ

گے اور حسن کرو جب آئے گا تو وہ تم سے رابطہ قائم کرے گا اس طرح کیا اور وہ باہر ہی باہر معاذ کو لے کر اپنے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ ایسے تو ہم ایک طرح کے اضطراب اور کرب میں مبتلا رہیں گے نہ ہم حسن کرسو کو دیکھ سکیں گے اور نہ معاذ کو الوداع کہہ سکیں گے۔"

اس پر بطروش کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا کہنے لگا۔

"آپ کو اس سلسلے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہم معاذ کو یہاں سے الوداع کسی طریقے اور سلیقے سے کریں گے اور خداوند نے چاہا تو رخصت ہونے سے پہلے آپ کی ملاقات معاذ ہی نہیں حسن کرسو سے بھی کرانے کا اہتمام کیا جائے گا۔ آپ کو اس سلسلے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ سارا انتظام میں خود کروں گا۔"

بطروش جب خاموش ہوا تو منذر بن زبیر، کعب بن عامر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے سارا معاملہ احسن طریقے پر اپنے انجام کو پہنچے گا۔ حسن کرسو جب یہاں پہنچے گا تو اس کی آمد سے آپ کو مطلع کیا جائے گا اور اس سے آپ کی ملاقات کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔"

اس کے ساتھ ہی بطروش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے منذر بن زبیر بھی کھڑا ہوا گیا تھا دونوں نے باری باری کعب بن عامر اور مغیرہ بن کعب سے مصافحہ کیا پھر وہ حویلی سے نکل گئے تھے۔ پہلے کی طرح بسیط نے حویلی کا دروازہ بند کر دیا تھا۔

✡✡✡

اگلے روز بطروش نے معاذ کو اس کی حویلی سے خانقاہوں کی طرف منتقل کرنا تھا لیکن عشاء کے بعد جس وقت کعب بن عامر، مغیرہ بن کعب، میسونہ اور معاذ چاروں کھانا کھانے کے بعد دیوان خانے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے، حویلی کے دروازے پر تیز دستک ہوئی تھی۔ اس دستک پر معاذ چونکی تھی اپنے باپ کی رف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"یہ دستک دینے والا کون ہے؟ ایسی تیز اور سخت دستک تو کبھی کسی نے ہماری حویلی کے صدر دروازے پر نہ دی تھی۔"

معاذ کے اس سوال کا جواب دینے کے بجائے دیوان خانے میں بیٹھے ہی بیٹھے کعب بن عامر نے زوردار آواز میں بسیط کو آواز دے کر حویلی کا دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ اس پر بسیط اپنے کمرے سے نکلا تقریباً بھاگتا ہوا حویلی کے صدر دروازے کی رف بڑھا تھا۔ جونہی اس نے حویلی کا صدر دروازہ کھول وہ دنگ رہ گیا۔ باہر ان گنت مسلح جوان کھڑے تھے کچھ

طوفان کی طرح اندر داخل ہوئے ان میں سے ایک نے فوراً بسیط کو اپنی گرفت میں لے کر اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے باقی لوگ تقریباً بھاگتے ہوئے دیوان خانے کی طرف گئے۔ اس موقع پر کعب بن عامر، مغیرہ بن کعب، میسونہ اور معاذ گھبرا کر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے پھر تحکمانہ سے انداز میں کعب بن عامر نے دیوان خانے میں گھس آنے والے ان مسلح جوانوں کو مخاطب کیا۔ ”تم کون ہو؟ اور کیا چاہتے ہو؟“

ان میں سے کسی نے بھی کعب بن عامر کے ان الفاظ کا جواب نہ دیا۔ دیوان خانے میں داخل ہوتے ہی انہوں نے ان چاروں کو دبوچ لیا۔ چاروں کے ہاتھ انہوں نے کس کر پشت پر باندھ دیئے تھے پھر چاروں کو گھسیٹتے ہوئے وہ حویلی سے نکلے۔ بسیط کو بھی ساتھ لیا۔ اس کے بعد حویلی کے ایک طرف ان کے گھوڑے کھڑے تھے ان پانچوں کو بھی انہوں نے گھوڑوں پر ڈالا اور وہاں سے چلے گئے تھے۔

حویلی سے ذرا دور جا کر جن لوگوں نے ان پانچوں کو اٹھایا تھا، وہ ذرا رکے اور ان پانچوں کی آنکھوں پر موٹے کپڑے کی پٹیاں باندھ دی تھیں اور پھر اپنے گھوڑوں کو پہلے کی طرح دوڑانے لگے تھے۔ کچھ دیر تک مغرب کے رخ پر گھوڑے سرپٹ دوڑتے رہے پھر ان پانچوں نے محسوس کیا کہ انہیں گھوڑوں سے اتار کر کہیں لے جایا جا رہا تھا۔ اس کے بعد انہیں ایک کمرے میں ڈال دیا گیا تھا اور جب ان کی آنکھوں سے پٹیاں اتاری گئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑے کمرے کی صورت میں ایک عقوبت خانہ تھا جس میں کئی مرد اور عورتیں انتہائی بے بسی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔

وہ پانچوں اپنے آپ کو اس عقوبت خانے میں دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے پانچوں بڑے خوفزدہ انداز میں عقوبت خانے کا جائزہ لے رہے تھے۔ اس موقع پر اداس اور افسردہ سی آواز میں معاذ نے اپنی ماں اور باپ کی طرف دیکھتے ہوئے سرگوشی میں کہنا شروع کیا۔

”لگتا ہے قضاء نے ہمارے سروں پر منڈلانا شروع کر دیا ہے۔ یہ عقوبت خانہ ہے ہمیں اٹھا کر یہاں اس لیے لایا گیا ہے کہ یہ ہم سے پوچھیں کہ ہمارا حسن کرسو سے کیا تعلق اور واسطہ ہے؟ اے میرے باپ! اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آپ سے یہ کہنا پسند کروں گی کہ اگر انہوں نے میرے جسم کی تکہ بوٹی بھی کر دی تب بھی میں نہ حسن کرسو کو خطرے میں ڈالوں گی اور نہ یہ بتاؤں گی کہ اس سے میرا کیا تعلق ہے؟ یہ میرے خلاف کیا کر سکتے ہیں؟ زیادہ سے زیادہ موت کے گھاٹ اتار سکتے ہیں اور موت وہ ہے جس نے ایک دن آنا ہی آنا ہے کوئی اسے ٹالنا چاہے تب بھی نہیں ٹال سکتا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد لمحہ بھر کے لیے معاذ رکی پھر باری باری اپنے بھائی، ماں اور باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

”میں حسن کرسو کی بیوی ہوں بڑی جفاکشی کے ساتھ ان کے مظالم برداشت کروں گی۔ اے میرے باپ! میں ادھڑ جانا پسند کروں گی لیکن حسن کرسو سے اپنے تعلق کو ظاہر نہیں کروں گی۔ میں اس کی بیوی ہوں اور آج اگر میں کہہ دیتی ہوں کہ میں حسن کرسو کی بیوی ہوں تو میرے باپ یاد رکھیے گا۔ میرے اس انکشاف کی وجہ سے بہت سے لوگ مظالم کا شکار ہو جائیں گے۔ آپ پر بھی ظلم کے پہاڑ ٹوٹیں گے۔ بطروش، منذر بن زبیر کا ہمارے ہاں آنا جانا ہے انہیں بھی مشکوک نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ ساحل پر جوان گنت ملاح اور ماہی گیر آباد ہیں وہ بھی مشکوک ہو جائیں گے۔ ان پر بھی قیامت بیت جائے گی۔“

یہاں تک کہنے کے بعد معاذ کو رک جانا پڑا اس لیے کہ اس کا بھائی مغیرہ بن کعب بول اٹھا تھا۔

”اے میری بہن! ہمیں تیری فکر ہے خدا کی قسم اگر وہ ہماری چمڑی الٹی بھی اتارتے ہیں تو ہم ان کے سامنے ثابت قدم رہیں گے۔ اپنے قدموں میں لرزش نہیں پیدا ہونے دیں گے۔“

مغیرہ بن کعب جب خاموش ہوا تب بڑی رازداری سے کعب بن عامر، معاذ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”میری بچی! کتنے برس خداوند قدوس کی نعمتوں سے مستفیض ہوئے۔ اب اگر ہمارے مقدر نے ہمیں درد کی ہجر کہانیوں سے دوچار کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو ناشکری نہیں کریں گے۔ میری بیٹی! تہذیب کے گونگے اجسام پر ایک فرض مسلسل کی دھن کی طرح فطرت انقلاب برپا کرتی رہتی ہے اور جو لوگ ایسے انقلابات کا سامنا جوانمردی سے کرتے ہیں، کامیاب کہلاتے ہیں۔ میری بچی! اگر فطرت نے ہواؤں سے گلے مل کر تاریکیوں کے کاروانوں میں ہمارے مقدر بہری گلیاں اور گونگی راہیں لکھ ہی دی ہیں تو کوئی انہیں ٹال نہیں سکتا۔ وقت کی الجھی بیاض اور ان گنت زمانوں کی دہلیز پر اگر ہماری قسمت کے قرطاس پر نالۂ شب اور بے چارگی کے طوفان ہی لکھے ہیں تو ہم کیسی بھی کوشش کریں انہیں بدل نہیں سکتے۔ میری بچی! یہ زندگی ایک دن تمام ہونی ہے، ہو کر رہے گی۔ جس طرح خزاؤں کے پیلے پتے ایک روز شاخوں کا منہ چڑاتے ہوئے علیحدہ ہو جاتے ہیں اس لیے کہ ان کا زادِ سفر ان کی یکجہتی تمام ہو چکی ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان بھی ایسے ہی لمحوں سے گزرتا ہے اور اس کی روح بھی خزاں کے پیلے پتوں کی طرح داغ مفارقت دے جاتی ہے۔ میری بیٹی! یہ زندگی دائمی ہے نہ غیر

فانی ہر چیز کو فنا ہونا ہے۔ دیکھو ستارے بھی اپنے نحیف کاندھوں پر روشنیاں اٹھائے روز نئی مسافتوں کی سوچوں میں کھو جاتے ہیں۔ زندگی یادوں کے مناظر جیسی ہے اس میں دکھ کے استعارے بھی آتے ہیں انجم وثریا کے اوج سی خوشیاں بھی ملتی ہیں۔ میری بیٹی! اس خرمن ہستی میں جہاں قحط سے پالا پڑتا ہے وہاں شبنم میں ڈھلے نغموں سے بھی انسان مستفید ہوتا ہے۔ میں جانتا ہوں یہ لوگ ہمیں رات کے پل پل میں بوسیدہ آرزوؤں کی طرح ادھیڑیں گے خوابوں کو کرچی کرچی کر کے عذاب لمحوں میں ہمیں جور وجبر کے لباس بھی پہنائیں گے پر میری بیٹی تو دیکھے گی ہم ثابت قدم رہیں گے۔ مجھے اپنی فکر نہیں۔ مجھے تیری ماں اور تیری فکر ہے۔“

یہاں تک کہتے کہتے کعب بن عامر کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لیے کہ بڑی جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے میسونہ کہنے لگی۔

”آپ میری فکر نہ کریں۔ اگر میری بیٹی ثابت قدمی کا اظہار کر رہی ہے تو مجھے تو اس سے بھی بڑھ کر دلیری اور ثابت قدمی کا اظہار کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ میں تو اب اپنی طبعی عمر گزار چکی ہوں۔ موت چند لمحے بعد آتی ہے یا پہلے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“

یہاں تک کہتے کہتے میسونہ خاموش ہو گئی اس لیے کہ اسی لمحہ اس عقوبت خانے میں لیونش چند مسلح جوانوں کے ساتھ نمودار ہوا۔ ان پانچوں کے سامنے آن رکا پھر کعب بن عامر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”قحطانی قبیلے کے سردار مجھے بے حد دکھ اور افسوس ہے کہ میں تمہیں تمہارے اہل خانہ کے ساتھ اس عقوبت خانے میں دیکھ رہا ہوں۔ یوں جانو یہ ہماری مجبوری ہے اس لیے کہ ڈان جون کی طرف سے ہمیں کھلے احکامات مل گئے ہیں کہ آپ کو آپ کے اہل خانہ کے ساتھ گرفتار کر لیا جائے اور عقوبت خانے میں رکھا جائے۔ اس سے پہلے کچھ لوگوں نے آپ کی بیٹی پر شبہ کا اظہار کیا تھا کہ اس کے حسن کرسو کے ساتھ روابط ہیں لیکن میں نے شک کی بناء پر چھوڑ دیا تھا۔ دوبارہ ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔ اب یہی معاملہ ڈان جون کو پہنچ چکا ہے۔ وہ اس وقت طیطلہ میں قیام کئے ہوئے ہیں اور اس نے قاصد بھیجے ہیں کہ آپ کو آپ کے اہل خانہ کے ساتھ فوراً عقوبت خانے میں منتقل کر دیا جائے اور آپ کے سامنے دو ہی راستے پیش کیے جائیں یا تو تم اہل خانہ کے ساتھ عیسائیت قبول کر لو۔ ایسی صورت میں تمہیں یہاں سے قرطبہ کی طرف منتقل کر دیا جائے گا یہاں البشارات میں تم قحطانی سردار کے قبیلے کی حیثیت سے نہیں رہو گے۔ اگر تم اس پیش کش کو قبول نہیں کرو گے تو پھر پانچوں مرنے کے لیے تیار رہنا۔ میں اس سلسلے میں تمہیں صرف ایک ہفتہ کی مہلت دیتا ہوں۔ خوب صلاح مشورہ کر

کے فیصلہ کر لینا۔ اگر عیسائیت قبول کر لو گے تو تمہیں یہاں سے منتقل کر دیا جائے گا۔ اگر نہیں تو تم میں سے ہر روز ایک کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا اور باقی اسے دیکھ کر عبرت خیزی پکڑنے کی کوشش کریں گے۔ میرے خیال میں میری طرف سے تمہارے لیے اتنی تنبیہ کافی ہے ایک ہفتہ تک تمہارے آرام، تمہاری ضروریات کا خیال رکھا جائے گا۔ اس کے بعد ہم اپنے کام کی ابتداء کریں گے۔“

اس کے ساتھ لیونش اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ مڑا اور وہاں سے نکل گیا تھا۔

✡✡✡

منذر بن زبیر کوہستانی سلسلے کے اوپر اداس اور افسردہ بیٹھا تھا۔ کوہستانی سلسلے کی تدریجی ڈھلانوں پر اس کا ریوڑ چر رہا تھا کہ ایک طرف سے اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا بطروش آیا۔ قریب آ کر اپنے گھوڑے سے اترا منذر بن زبیر کے قریب ہوا، اسے دیکھتے ہوئے منذر بن زبیر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ بطروش جونہی آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا روتی دکھ برساتی آواز میں منذر بن زبیر نے اسے مخاطب کیا۔

”بطروش میرے بیٹے! اب ان وادیوں میں جینے کا لطف، زندہ رہنے کا مزا نہیں رہا۔ میرے خیال میں جو کچھ کعب بن عامر اور اس کے اہل خانہ پر بیتی وہ خبر تم نے بھی سن لی ہو گی۔ رات کے وقت ہی مسلح جوان ان کی حویلی پر وارد ہوئے سب کو پکڑ کر عقوبت خانے کی طرف لے گئے۔ بطروش! میرا دل بہت چاہتا ہے کہ ان سے ملاقات کروں لیکن......“ یہاں تک کہتے کہتے منذر بن زبیر کو رک جانا پڑا اس لیے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بطروش بول اٹھا تھا۔

”ابن زبیر! ایسا سوچنا بھی مت کبھی کسی وقت بھی عقوبت خانے کا رخ نہ کرنا اس موقع پر اگر میں بھی لیونش سے اس موضوع پر گفتگو کروں گا یا ان کو ملنے جاؤں گا۔ تو یاد رکھنا ایک فرض شناس راہب ہوتے ہوئے بھی میں مشکوک ہو جاؤں گا۔ دیکھو میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں تسلی دوں۔ میں ان ملاحوں سے رابطہ قائم کرنے کے لیے جا رہا ہوں جن کے ذریعہ خیرالدین باربروسہ اور حسن کرسو سے میرا تعلق قائم رہتا ہے تقدیر کی بدقسمتی کہ میں معاذ کو خانقاہوں میں لانا چاہتا تھا لیکن بدقسمتی پہلے ہی اپنا وار کر گئی اور معاذ کے ساتھ اس کے اہل خانہ کو بھی عقوبت خانے میں پہنچا دیا گیا۔ بہر حال ہمیں ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ میں ان ملاحوں کے ذریعہ اس حادثے کی خبر حسن کرسو اور باربروسہ سے کرتا ہوں۔ پھر دیکھتا ہوں ان کی طرف سے کیسے اور کس طرح کے ردعمل کا اظہار ہوتا ہے۔“ بطروش رکا پھر دوبارہ منذر

بن زبیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میں تمہیں ڈھارس دینے آیا ہوں کہ فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے مجھے یہ بری خبر رات ہی کے وقت مل گئی تھی اور صبح سویرے میں کھانا کھانے کے بعد سیدھا ان عقوبت خانوں کے قریب جو کلیسا ہے اس کے پادری کے پاس گیا تھا اور اس کے ذریعہ میں نے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور کچھ معلومات مجھے ملیں بھی ہیں۔ اس میں شک نہیں ان پانچوں کو کلیساء کے قریب جو بڑا عقوبت خانہ ہے اس کے اندر رکھا گیا ہے وہ عمارت کلیساء ہی کی ملکیت ہے اب جو کچھ مجھے کلیساء کے پادری نے بتایا ہے، اس کے مطابق ان پانچوں کو ایک ہفتہ کی مہلت دی گئی ہے ان کے سامنے دو راستے رکھے گئے ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ عیسائیت قبول کرلیں ایسی صورت میں انہیں قرطبہ کی طرف منتقل کردیا جائے گا۔ اگر وہ عیسائیت قبول نہیں کرتے تو پھر ایک ایک کرکے اذیت ناکی کے ساتھ ان کا خاتمہ کردیا جائے گا۔''

بطروش جب خاموش ہوا تب منذر بن زبیر نے کرب خیزی کے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ ''تمہارا کیا اندازہ ہے، وہ عیسائیت قبول کرلیں گے؟''

منذر بن زبیر کے ان الفاظ کا جواب بطروش دینا ہی چاہتا تھا کہ منذر بن زبیر دوبارہ انتہائی غصہ اور کرب میں کہنے لگا۔

''نہیں، ہرگز نہیں، وہ پانچوں مرجانا قبول کریں گے پر اپنا مذہب تبدیل کرکے قرطبہ کی طرف جانا پسند نہیں کریں گے۔''

جواب میں بطروش کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر کہنے لگا۔

''تمہارا کہنا درست ہے وہ کٹ مریں گے پر ان کی کسی شرط کو قبول نہیں کریں گے۔''

پھر بطروش پیچھے ہٹا اور کہنے لگا۔

''بہرحال تم یہیں رہو، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے خداوند قدوس رہائی ونجات کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکالے گا۔''

اس کے ساتھ ہی بطروش پیچھے ہٹا اپنے گھوڑے پر سوار ہوا، آہستہ آہستہ تدریجی ڈھلان کی طرف نیچے گیا پھر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے شہر کی طرف جارہا تھا۔

سمندر میں چارلس اور اس کے امیرالبحر دوریا، خشکی میں آسٹریا کے بادشاہ فرولندہ کی بدترین شکستوں کی وجہ سے یورپ کے اندر ایک تبدیلی اور انقلاب رونما ہونا شروع ہوگیا تھا۔ اس سے پہلے انگلستان کا بادشاہ ہنری ہفتم، اسپین کے بادشاہ کے خلاف تھا اور فرانس کے باشاہ فرانسس کا ساتھ دیا کرتا تھا لیکن اب اس نے نیا سیاسی رخ اختیار کیا اور فرانس کے بادشاہ فرانسس کی حمایت ترک کرکے ہنری ہشتم نے چارلس کا ساتھ دینا شروع کردیا تھا۔ ادھر جب فرانس کے بادشاہ فرانسس کو خبر ہوئی کہ ترکوں کا بحری بیڑہ دنیا کے عظیم امیرالبحر باربروسہ کی سرکردگی میں فرانس کا رخ کررہا ہے تو اسے بڑا حوصلہ ہوا اس کی ایک عرصہ سے خواہش تھی کہ شمالی اٹلی پر حملہ آور ہوکر اسپین کے بادشاہ چارلس کو نقصان پہنچائے اور اٹلی پر کے کچھ حصوں پر قبضہ کرلے اس لیے کہ پورے اٹلی کو اسپین کے بادشاہ چارلس نے اپنا غلام بنا رکھا تھا۔ ان دنوں ایک اور تبدیلی بھی رونما ہوئی اس سے قبل رومۃ الکبریٰ کی حکومت چارلس کا ساتھ دیتی رہی تھی لیکن اب ان کا رجحان اور جھکاؤ فرانس کے بادشاہ فرانسس کی طرف ہوگیا تھا۔

جس وقت خیرالدین باربروسہ کا بحری بیڑہ حرکت میں آیا اور سمندر میں اس نے مغرب کا رخ کیا تب اسپین تک ایک لرزہ طاری ہوگیا تھا۔ چارلس نے اپنے بھائی فرولندہ کو پیغام بھیجا کہ وہ فوراً خشکی کے راستے اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھے اور مسلمانوں کے سلطان کی توجہ خود کی طرف مبذول کرائے تاکہ وہ اپنے بحری بیڑے کو روک دے۔ اس پر فرولندہ جونہی ترکوں کے علاقوں کی طرف بڑھا، سلطان سلیمان فوراً حرکت میں آیا وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ یورپ کی طرف بڑھا تھا۔ فرولندہ نے جب دیکھا کہ سلطان بڑی تیزی کے ساتھ پیش قدمی کررہا ہے تو وہ بھاگ گیا لہٰذا سلطان بھی اپنے لشکر کے ساتھ واپس قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا۔ ان حالات میں فرانس کا بادشاہ فرانسس بھی کسی سے پیچھے نہ رہا۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ بھی حرکت میں آیا اور شمالی اٹلی پر اس نے حملہ کردیا وہاں جو چارلس کا لشکر تھا تہہ تیغ کردیا اور وہاں سے اپنے لیے بہت سے فوائد حاصل کیے۔

ادھر خیرالدین باربروسہ جواب سمندر کا بلاشرکتِ غیر شہنشاہ تھا اور کوئی بھی سمندری قوت اس کے سامنے آنے اور اس سے ٹکرانے کی جرأت اور جسارت نہ کرسکتی تھی۔ سمندر کے اندر بڑی تیزی سے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سرگرداں تھا۔ پھر وقت کی آنکھ اور یورپ کے لوگوں نے ڈرتے اور خوفزدہ انداز میں یہ سنا کہ خیرالدین باربروسہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی کا رخ کررہا تھا۔ آخر باربروسہ، طرغوت، حسن کرسو، صالح، صنعان اور کاکادا اپنے بحری بیڑے کو لے کر سسلی اور اٹلی کے درمیان چلنے والی آبنائے سینا میں داخل ہوئے یہ آبنائے ساری آبناؤں سے زیادہ خطرناک خیال کی جاتی ہے۔ اس لیے کہ اس میں ہمہ وقت جان لیوا اور انتہائی ہولناک مدوجذر حرکت میں رہتے ہیں۔

یہاں سمندر کے کنارے ایک انتہائی مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا جو پتھروں کا بنا ہوا تھا اور یہاں ایک خاصہ بڑا اٹلی کا لشکر بھی تھا۔ اس قلعہ کا نام ایجیو تھا۔ یہاں سے ایک لشکر نکل کر خیرالدین باربروسہ پر حملہ آور ہوا ساتھ ہی قلعے کے اندر جتنی توپیں نصب تھیں ان کے ذریعہ خیرالدین اور اس کے بحری بیڑے پر آتش باری کی گئی لیکن قلعے والے شائد خیرالدین باربروسہ کی غضبناکی، اس کی ہنرمندی سے واقف نہیں تھے۔ وہ ایسے انداز میں حملہ آور ہوا کہ قلعے کو اس نے پاش پاش کرکے رکھ دیا اس کی کشتیوں میں لگی توپوں نے تھوڑی دیر ہی گولہ باری اس قلعے پر کی اور قلعے کا کام تمام کردیا۔

کہتے ہیں خیرالدین باربروسہ اپنے لشکریوں، اپنے سالاروں کے ساتھ اس قلعے کو فتح کر کے جب اس قلعہ میں داخل ہوا تو ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ اس قلعہ دار کی ایک لڑکی تھی جو انتہاء درجہ کی حسین اور پرجمال تھی کہتے ہیں وہ غائبانہ طور پر ہی خیرالدین باربروسہ کی فریفتہ تھی لہٰذا اس نے اپنی خواہش، اپنی مرضی سے خیرالدین باربروسہ سے شادی کرلی۔

ایجیو کے قلعے پر قبضہ کرنے کے بعد یہاں چند روز خیرالدین باربروسہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ستاتا رہا پھر وہاں سے بھی اس نے اپنی نئی نویلی بیوی اور بحری بیڑے کے ساتھ کوچ کیا۔ ایجیو سے نکل کر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ خیرالدین باربروسہ اٹلی کے ایک اور ساحلی شہر تادیکیا پہنچا وہ اس شہر پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا کہ شہر کے کچھ معززین اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سے التماس کی کہ تادیکیا نام کا یہ شہر براہِ راست پاپائے روم کے تحت آتا ہے لہٰذا خیرالدین باربروسہ اس پر حملہ آور ہوکر اسے نقصان نہ پہنچائے۔ ان لوگوں کے اس طرح التماس کرنے پر خیرالدین باربروسہ نہ اس شہر پر حملہ آور ہوتا اور نہ اسے نقصان پہنچاتا ہے اس کے قریب ہی ایک اور خلیج میں اپنے بحری بیڑے کے ساتھ داخل ہوتا

ہے۔

اٹلی پر خیرالدین باربروسہ کی اس طرح یلغار کرنے پر سب سے زیادہ خوشی فرانس کے بادشاہ فرانسس کو ہوئی ہے گو انگلستان کا بادشاہ ہنری ہفتم اور اسپین کا بادشاہ چارلس آپس میں اتحاد کرچکے ہوتے ہیں لیکن اس اتحاد وتعاون کے باوجود یہ انگلستان اور نہ ہی اسپین کے کسی بحری بیڑے کی جرأت ہوتی ہے کہ وہ سمندر میں اتریں اور اٹلی پر حملہ آور ہونے والے خیرالدین باربروسہ کی راہ روکیں۔

خیرالدین باربروسہ کی اس کارروائی سے فرانس کا بادشاہ فرانسس اس قدر خوش ہوتا ہے کہ وہ اپنے بحری بیڑے کے امیر البحر کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنا بحری بیڑہ لے کر خیرالدین باربروسہ کے ساتھ جاملے اور اس کے تحت کام کرتے ہوئے خیرالدین باربروسہ جو کارروائی کرنا چاہتا ہے اس کی مدد کرے۔ اپنے بادشاہ کا حکم پاکر فرانس کا امیر البحر وانگیاں اپنے بحری بیڑے کو لے کر سمندر کے اس حصے کی طرف جاتا ہے جہاں خیرالدین باربروسہ نے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ قیام کیا ہوتا ہے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ وانگیاں قریب جاکر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالاروں کو سلامی پیش کرتا ہے۔ اس وقت وانگیاں کے پاس لگ بھگ بائیس 22 جنگی کشتیاں اور کوئی درجن بھر جنگی جہاز تھے۔

وانگیاں خیرالدین باربروسہ اور اس کے سالاروں کو سلامی پیش کرنے کے بعد جب ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تب بڑے تحکمانہ انداز میں خیرالدین باربروسہ اسے حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے بحری بیڑے سے فرانس کے جھنڈے اتار کر ترکی کا سبز جھنڈا اور ہلال نصب کرے۔ فرانس کا امیر البحر فوراً اس کے اس حکم کا اتباع کرتا ہے۔ اپنے سارے جہازوں اور کشتیوں سے فرانس کے جھنڈے اتار دیتا ہے اور ترکی کا سبز اور ہلال والا جھنڈا ہر کشتی، ہر جہاز پر نصب کردیتا ہے۔ فرانسیسی بیڑہ جب خیرالدین باربروسہ سے آن ملتا ہے تب خیرالدین باربروسہ جنیوا پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔ اس لیے کہ ان دنوں اسپین کا امیر البحر اور خیرالدین باربروسہ کا بحری رقیب دوریا اپنے بحری بیڑے کے ساتھ وہیں قیام کئے ہوئے تھے۔ لہٰذا خیرالدین فیصلہ کرتا ہے کہ وہ اپنے بحری بیڑے کو لے کر جینوا کی طرف بڑھے گا اور وہاں دوریا پر حملہ آور ہوکر اسے مار بھگائے گا اور جینوا پر قبضہ کرلے گا۔ جب یہ تجویز خیرالدین باربروسہ، فرانس کے امیر البحر وانگیاں کے سامنے پیش کرتا ہے تو وہ یہ عذر پیش کرتا ہے کہ میں آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں لیکن میرے پاس بارود ہی نہیں ہے جس کے ذریعہ بحری بیڑے کی توپوں کو چلاسکوں۔

اس کا جواب سن کر خیرالدین بار بروسہ بے پناہ غصے کا اظہار کرتا ہے اور اسے جھڑکنے کے انداز میں کہتا ہے کہ کیا تم بارود کے ڈبوں میں شراب بھر کر لائے ہو۔ تاہم وہ اسے بارود مستعار دے دیتا ہے۔ اس طرح فیصلہ ہوتا ہے کہ متحدہ بحری بیڑہ آگے بڑھ کر اٹلی کے شہر تلیس پر قبضہ کر لے گا جہاں روڈس کے نائٹوں کا ایک خاصہ بڑا لشکر تھا۔

اہل یورپ یہ خیال کرتے تھے کہ بار بروسہ اس شہر کو فتح نہیں کر سکے گا اس لیے کہ وہاں روڈس کے نائٹ تھے۔ جو لڑنے کا ڈھنگ جانتے ہیں لیکن خیرالدین بار بروسہ، طرغوت، حسن کرسو، کاکاد، صنعان اور صالح نے اس انداز میں اس شہر پر حملہ کیا کہ لمحوں کے اندر ان نائٹوں کا خاتمہ کر کے شہر پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

اسی دوران خشکی اور سمندر میں یہ افواہیں گشت کرنا شروع ہو جاتی ہیں کہ خیرالدین بار بروسہ کی راہ روکنے کے لیے چارلس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پیش قدمی کر چکا ہے۔ لیکن یہ صرف افواہ ہی ثابت ہوئی اس لیے کہ چارلس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ خیرالدین بار بروسہ کے سامنے آنے اور مقابلہ کرنے کی جرأت اور جسارت ہی نہ کر سکتا تھا۔

اب چونکہ بحری سرگرمیوں کا وقت ختم ہو رہا تھا۔ اس لیے کہ سمندر میں موسم روز بروز بگڑنے لگا تھا۔ اسی وجہ سے خیرالدین بار بروسہ کسی محفوظ مقام پر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پڑاؤ کرنا چاہتا تھا۔ اس موقع پر فرانس کے بادشاہ فرانسس نے بار بروسہ کو پیش کش کی کہ وہ معزز مہمان کی حیثیت سے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ فرانس کی جنوبی بندرگاہ کولوف میں قیام کرے اور موسم سرما وہیں گزارے۔

اس کے ساتھ ہی فرانس کا بادشاہ اپنے جنوبی صوبہ کے حکمران کو حکم بھیجتا ہے کہ لارڈ بار بروسہ جو اس وقت سمندروں کا شہنشاہ ہے اور جسے دنیا کے عظیم سلطان سلیمان نے ان حلقوں کی طرف بھیجا ہے اور جس کے ساتھ اس کے تیس ہزار ساتھی بھی ہیں۔ انہیں کولون میں قیام کے دوران ہر طرح کی آسائش فراہم کی جائے اور یہ بھی حکم جاری کیا جاتا ہے کہ پورے ساحلی علاقوں کو خالی کرا لیا جائے جہاں خیرالدین بار بروسہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پرسکون حالت میں قیام کرے۔ فرانس کے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ کہتے ہیں فرانس کی جنوبی بندرگاہ کولون کی مستقل آبادی کو دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا تا کہ خیرالدین بار بروسہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ وہاں قیام کر سکے۔ اس پر خیرالدین، اس کے سالار اور ملاح کولون کی بندرگاہ میں داخل ہوئے بحری بیڑے کو بھی وہاں لنگر انداز کیا کولون کی بندرگاہ میں داخل ہونے کے بعد خیرالدین بار بروسہ فرانس کی حکومت کے لیے جو سب سے پہلا حکم

جاری کیا وہ یہ تھا کہ جہاں خیرالدین بربروسہ اپنے سالاروں، ملاحوں اور بحری بیڑے کے ساتھ قیام کر رہا ہے اس کے آس پاس کسی کلیساء کی گھنٹیاں نہیں بجنی چاہئیں۔ خیرالدین بار بروسہ کے اس حکم کی تعمیل کی جاتی ہے۔

یہاں قیام کے دوران خیرالدین بار بروسہ بے کار نہیں بیٹھتا۔ اس لیے کہ بے کار بیٹھنا خیرالدین بار بروسہ اور اس کے سالاروں کی زندگی کی کتاب میں لکھا ہی نہیں تھا۔ کولون کی بندرگاہ میں قیام کے دوران خیرالدین بار بروسہ اپنے بحری بیڑے کا ایک حصہ اسپین پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کرتا ہے اور بحری بیڑے کے اس حصے میں کاکاد، حسن کرسو، صالح اور کچھ دوسرے سالار روانہ ہوتے ہیں اور خیرالدین بار بروسہ انہیں تنبیہ کرتا ہے کہ اسپین کے ساحل پر حملہ آور ہو کر جہاں تک ممکن ہو سکے تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلیں تا کہ اسپین کے بادشاہ چارلس اور اس کے امیر البحر دوریا کو خبر ہو کہ وہ کہیں بھی چھپ کر کھڑے ہوں ہم سے محفوظ نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ خیرالدین بار بروسہ اپنے بحری بیڑے کے کچھ اور حصے بھی دوسرے سالاروں کی سرکردگی میں یورپ کے مختلف حصوں میں پھیلاتا ہے تا کہ مختلف شہروں پر حملہ آور ہو کر نہ صرف یہ کہ پورے یورپ پر مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ طاری کر دیں بلکہ ان شہروں پر حملہ آور ہو کر اپنے لیے مال غنیمت حاصل کریں۔

پورے ایک ہفتہ بعد لیونش اسی عقوبت خانے میں داخل ہوا، اندر کعب بن عامر، مغیرہ بن کعب، میسونہ، معاذ اور بسیط انتہائی کرب کی حالت میں عقوبت خانے کے فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ آہستہ آہستہ مسلح جوانوں کے ساتھ لیونش کعب بن عامر کے قریب گیا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"قحطانی قبیلے کے سردار! جس ہفتے کی میں نے تمہیں مہلت دی تھی وہ ختم ہوا، دیکھو اب اپنے فیصلے سے مجھے آگاہ کرو کہ تم کیا چاہتے ہو؟"

لیونش کے ان الفاظ کے جواب میں کعب بن عامر کچھ دیر خاموش رہا، کچھ نہ بولا تب لیونش نے اسے مخاطب کیا۔

"دیکھو! نور و ظلمات کی جنگ، گل و شبنم کی جدائیوں کی سی کشمکش اور نور سحر اور تاریکی کی جدوجہد میں کیوں اپنے آپ کو مبتلا کرتے ہو یا اس عقوبت خانے میں رہ کر تم سب کو یہ بھی احساس ہو چکا ہو گا کہ فرقت کا عذاب کس قدر برا ہوتا ہے۔ یاد رکھنا یہ زندگی بالکل عارضی ہے بالکل ان دو سبز پتوں کی طرح جو ایک دوسرے سے گلے مل کر تالی بجاتے ہیں پھر علیحدہ

اور جدا ہو جاتے ہیں۔ محبت کی خوشبو میں جینے کا فیصلہ کرو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو یاد رکھنا اپنے تن کی نس نس میں روگ بھر لو گے۔ اپنے جذبات کی ہٹ دھرمی کے ساگر میں کھڑے رہو گے تو اپنے بدنوں کو زخم زخم کر بیٹھو گے۔"

لیونش کچھ دیر خاموش رہا دوبارہ اس نے کعب بن عامر کو مخاطب کیا۔ "پچھلی ملاقات میں، میں نے تمہیں ایک ہفتے کی مہلت دی تھی تمہارے سامنے دو راستے رکھے تھے۔ اول عیسائیت قبول کر لو یا مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ موت بھی تم پر ایسی بھیانک سواری کرے گی کہ یاد رکھو گے۔ تم میں سے روزانہ ایک فرد کا خاتمہ کیا جائے گا تاکہ وہ دوسروں کے لیے عبرت کا سامان بنے اور تم لوگ کوئی اچھا فیصلہ کرنے کی طرف راغب ہو جاؤ۔"

یہاں تک کہنے کے بعد لیونش رکا پھر دوبارہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"یاد رکھنا! اگر کوئی بہتر فیصلہ نہیں کرو گے تو تپتی بنجر دھرتی پر زیست کے کھوئے صفحوں اور مجبوری کے بھیانک کھیل میں گمنام شکستہ خیالات کی طرح ہمیشہ کھو کر رہ جاؤ گے۔"

لیونش جب خاموش ہوا تب کھا جانے والے انداز میں کعب بن عامر نے اس کی طرف دیکھا پھر چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

"لیونش! ہمارے دین، ہمارے عقیدے سے کھیلنے کی کوشش نہ کرو ہمارا ایمان ان لکھے حروف جیسا محکم، ہمارا عقیدہ بند صحیفوں جیسا پکا اور پختہ ہے۔ یاد رکھنا ہمارا دین ہی وہ واحد جوہر ہے جو زندگی کے عذاب لمحوں میں ہماری حیات کے لیے ابر باراں ہے۔ لیونش! حیات کی قدروں میں رونما ہو کے تفکرات کے بھنور میں وقت کے صفحات پر برپا ہونے والے انقلاب اور ازل سے ابد تک دشت آزار کے اندر ایک دین ہی تو ہے جو ہمارے لیے مشعل راہ اور مینارۂ نور ہے۔" یہاں تک کہنے کے بعد کعب بن عامر رکا پھر پہلے سے بھی زیادہ ولولہ خیز انداز میں وہ کہہ رہا تھا۔

"لیونش! تم ہمیں موت کی دھمکی دے کر دھوپ میں چربی کے گھر تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ تم لوگ لوح و قلم کے مجرم ہو، اگر تم ہمیں دھکتے انگاروں اور سسکتی چنگاریوں کے بھی اندر کھڑا کر دو پھر بھی جوان رگوں میں اٹھتی امنگ کی طرح ہم اپنے دین پر ہی قائم و دائم رہیں گے۔ بارش میں نمک کے گھر تعمیر کرنے والو! ہمارے عقیدہ بے خوفی کے جنگل میں رشنیوں کے جزیروں اور تقویم و ساعتوں کی زنجیروں میں جکڑے وقت کا ساامل ہے۔ جسے تم کیا زمانے کا بڑے سے بڑا جبر بھی اسے تبدیل نہیں کر سکتا۔ لیونش! تمہاری حیثیت ہی کیا ہے؟ ان علاقوں میں چارلس کی طرف سے ایک معمولی ناظم ہو۔ تم ہم پر اپنا جبر آزما کر دیکھو پھر اس جبر

کے جواب میں ہمارے صبر کا ردعمل بھی دیکھنا کہ وہ کیسا پختہ ہو کر تمہارے سامنے آتا ہے۔"

کعب بن عامر جب خاموش ہوا تو اس کی طرف کھا جانے والے انداز میں لیونش نے دیکھا پھر کہنے لگا۔

"ابھی تو تم لوگوں کے ساتھ نرمی برت رہا ہوں۔ میری جگہ ڈان جون ہوتا تو یہیں کھڑے کھڑے کوئی تلوار سونتتا اور تم چاروں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیتا۔ کعب! تم میں سے ایک جو تمہاری بیٹی ہے، جس کا نام معاذ ہے اس کے لیے بچ نکلنے کے احکامات آ گئے ہیں۔ اس کے لیے کیا احکامات آئے ہیں یہ تو میں بعد میں بتاؤں گا، اس کے لیے جو احکامات آئے ہیں وہ کسی عام شخص کے نہیں بلکہ ہسپانیہ کے بادشاہ چارلس کے بیٹے فلپ کی طرف سے ہیں۔ پہلے میں صرف تم سے کہتا ہوں کہ سوچ سمجھ کر مجھے اپنا فیصلہ دو اس کے بعد میں کوئی عمل کرتا ہوں۔"

لیونش جب خاموش ہوا تب پہلے سے بھی زیادہ زہریلے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کعب بن عامر کہنے لگا۔

"ہمارا کوئی فیصلہ نہیں ہے ہم اپنے دین پر اٹل ہیں اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم تمہاری اس انگیخت پر اپنا دین تبدیل کر لیں گے تو یہ تمہاری بھول ہے ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔ اس فیصلے کے جواب میں تم ہم پر جو جبر آزمانا چاہتے ہو، وہ آزما دیکھو۔"

کعب بن عامر کے ان الفاظ کے جواب میں لیونش کچھ نہ بولا اپنے قریب کھڑے محافظوں کو اس نے مخصوص اشارہ کیا، وہ آگے بڑھے، کعب بن عامر کو اٹھایا اور اس عقوبت خانے میں جو صلیب بنی ہوئی تھی اس کی طرف لے جانے لگے تھے۔ اس موقع پر لیونش نے کعب بن عامر کو مخاطب کیا۔

"اب جو سزا تمہیں ملنے لگی ہے اس سزا کو دیکھتے ہوئے تمہاری بیٹی، تمہاری بیوی، تمہارا بیٹا اور یہ بسیط چاروں کی چربی پگھل کر رہ جائے گی۔"

اس موقع پر معاذ نے لیونش کی طرف دیکھا اور انتہائی زہریلے انداز میں اسے مخاطب کیا۔

"لیونش! تم ہماری چربی کیا پگھلاؤ گے! جب ہم اپنے دین پر قائم و دائم رہنے کی قربانی دیں گے۔ تو یاد رکھنا ہمارے ضبط، ہماری بردباری، ہمارے استحکام اور ہماری سرفروشی کو دیکھتے ہوئے تمہارے اپنے جسم کی چربی پگھل کر رہ جائے گی۔"

پھر لیونش کے حکم پر دیکھتے ہی دیکھتے عقوبت خانے میں جو مسلمانوں کو پھانسی دینے کا سامان تیار کیا ہوا تھا، اس پر کعب بن عامر کو لٹکا کر اس کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

کعب بن عامر کی موت پر میسونہ، معاذ، مغیرہ بن کعب اور بسیط کی گردنیں جھکی ہوئی

تھیں۔غم زدہ اور دکھی تھے پھر لیونش کے اشارے پر اس کے مسلح جوان کعب بن عامر کی لاش عقوبت خانے سے باہر لے گئے تھے لیونش کچھ مسلح جوانوں کے ساتھ مغیرہ بن کعب، معاذ، بسیط اور میسونہ کے سامنے رک گیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کعب بن عامر کی موت کے بعد کیا تم چاروں اپنے رویے میں کوئی تبدیلی محسوس کرتے ہو کیا تم چاروں اسی فیصلہ پر قائم ہو جس پر قائم رہنے کی وجہ سے کعب بن عامر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔''

لیونش جب خاموش ہوا تب انتہائی زہریلے انداز میں میسونہ نے اس کی طرف دیکھا پھر بڑی جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ لیونش کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''سن، بدی کے نمائندے! میرے شوہر کو جو تم نے ہماری آنکھوں کے سامنے مصلوب کیا ہے تو یہ اس کے اپنے عقیدے کے لیے لازوال اور بے مثال قربانی ہے زیست کی راہوں پر اس نے بے انت و بے کنار استقامت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اگر تو ہمارے خیالات پوچھتا ہے تو سن میرے شوہر کو مصلوب کر کے تو نے ہمارے عقیدے کو مشیت کے قانون اور سورج کی پھیلتی روشنی جیسا اٹل، موسموں کی دستکوں اور کرنوں کے بے روک سفر جیسا غیر متزلزل بنا کر رکھ دیا ہے۔ لیونش! ایک بات یاد رکھنا، آج تم ہم پر ظلم کر رہے ہو، بہت جلد وہ وقت بھی آ سکتا ہے کہ وقت کی کالی چادر میں فناء کا کوئی ہولناک نمائندہ صفحہ ہستی سے مٹا دینے والی بھوکی جبلتوں کی طرح تم پر وارد ہو گا اور تمہارے احساس کے ہر جذبہ کو مصلوب کر کے تمہیں انتقام کے بے شمار حروف کے حوالے کر دے گا۔ جس روز ایسا ہوا یاد رکھنا تم بھول جاؤ گے سزا کیا ہے، جزا کیا ہے، خدا کیا ہے، ناخدا کیا ہے، روشنی کیا ہے، جوہر کیا ہے، آج تم ہوس کے سمندر میں ہمارے خلاف دام فسوں پھیلائے ہوئے ہو کل تم اپنی آنکھوں سے اپنی زیست پر طاری ہوتا مرگ کا خونی تماشہ بھی دیکھو گے۔''

طنزیہ سے انداز میں لیونش کی گردن اکڑ گئی تھی اور وہ باہر نکل گیا تھا۔ دوسرے روز لیونش پھر عقوبت خانے میں داخل ہوا۔ معاذ، میسونہ، مغیرہ بن کعب اور بسیط کے خیالات پوچھے جب انہوں نے اپنے فیصلے میں کسی تبدیلی کا اظہار نہ کیا، تب اس روز مغیرہ بن کعب کو بھی مصلوب کر دیا گیا تھا۔ اس سے اگلے روز میسونہ کو بھی زندگی سے محروم کر کے عقوبت خانے سے باہر لے جایا گیا تھا۔ اب عقوبت خانہ میں معاذ اور بسیط رہ گئے تھے۔

✿✿✿

ایک روز کا وقفہ ڈال کر لیونش پھر عقوبت خانے میں داخل ہوا معاذ اور بسیط کے سامنے آیا اور معاذ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''آج مجھے تم لوگوں کے خیالات جاننے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اس لیے کہ تم دونوں کو مصلوب نہیں کیا جائے گا۔ معاذ! تمہاری جو ضرورت محسوس کرتا ہے، تم اس کے پاس جاؤ گی اور بسیط تمہارے خادم کی حیثیت سے تمہارے ہمراہ ہو گا۔ اب شاید تم یہ بھی جاننا پسند کرو گی کہ کون ہسپانیہ کی سرزمین میں تمہاری ضرورت محسوس کرتا ہے؟ تو میں تم پر انکشاف کروں کہ تمہارے حسن اور تمہاری خوبصورتی کے چرچے دور دور تک پھیلے ہیں۔ یہ شہرت یہ چرچے ہمارے شہنشاہ کے بیٹے فلپ تک بھی پہنچے۔ لہٰذا اس نے تمہیں اپنے حرم میں داخل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے لیے بہت بڑا اعزاز ہو گا۔''

جب تک لیونش بولتا رہا معاذ چپ چاپ خاموشی کے ساتھ اسے سنتی رہی۔ جب وہ اپنی بات مکمل کر چکا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''لیونش! یہ تو وقت بتائے گا کہ کون میری ضرورت محسوس کرتا ہے؟ اگر میری قسمت میرے مقدر میں یہاں سے نکل کر چارلس کے بیٹے فلپ کے پاس ہی جانا لکھا ہے، میں ابھی یہاں سے روانہ ہونے سے پہلے ہی تم پر انکشاف کرتی ہوں کہ جب ایسا موقع آئے گا تو میرے اور فلپ دونوں میں سے ایک ہی زندہ رہے گا۔''

معاذ مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے لیونش بول پڑا۔ ''دیکھو! میرے پاس وقت نہیں ہے۔ ایک بگھی جو خصوصیت کے ساتھ تمہارے لیے بھیجی گئی ہے، اس وقت تمہاری حویلی کے باہر کھڑی ہے مسلح جوان تمہیں اور بسیط کو تمہاری حویلی میں لے جائیں گے وہاں سے اپنی ضرورت کا جو بھی سامان تم لینا چاہو وہ لے لو۔ اگر کوئی مزاحمت کرنے کی یا اکڑنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا ہم تمہارے ہاتھ پاؤں باندھ کر اور تمہارے منہ پر اچھی طرح کپڑا ٹھس کر بھی فلپ کے پاس بھیج دیں گے۔ اب تم مسلح جوانوں کے ساتھ ہو لو۔''

لیونش کے کہنے پر کچھ مسلح جوان اٹھے اور آگے بڑھے۔ معاذ اور بسیط دونوں اٹھ کھڑے ہوئے ان مسلح جوانوں کے ساتھ ہو لیے۔ دونوں کو وہ حویلی میں لائے وہاں سے دونوں نے اپنا اپنا سامان نکال کر بڑی بڑی چرمی خرجینوں میں ڈالا۔ ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی حویلی کے باہر ایک بگھی کھڑی تھی وہ مسلح جوان انہیں باہر لائے، دونوں کو بگھی میں سوار کرایا اس کے بعد وہ بگھی وہاں سے روانہ ہو گئی تھی۔ بگھی کے اردگرد بہت سے مسلح جوان بھی ان پر نگاہ رکھنے کے لیے ان کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔

✿✿✿

خیرالدین باربروسہ ابھی تک فرانس کی بندرگاہ کولون میں اپنے بحری بیڑے کے ساتھ قیام کیے ہوئے تھا۔ وہ اردگرد کے بہت سے یورپی شہروں اور قلعوں پر حملہ آور ہو کر کافی دولت اکٹھی کر چکا تھا۔ اس کی وجہ سے اہل فرانس کو بھی بہت کچھ ملا تھا۔ اب اہل فرانس اور ان کا بادشاہ چونکہ مزید جنگ نہیں چاہتے تھے لہٰذا ان کی خواہش تھی کہ خیرالدین باربروسہ اب اپنے بحری بیڑے کے ساتھ واپس چلا جائے۔

جب بھی اہل فرانس اور ان کے حکام باربروسہ سے کہتے کہ جنگ ختم ہو چکی ہے۔ جہاز رانی کا موسم پھر آ گیا ہے لہٰذا اب وہ اپنے گھر کا راستہ لے۔ مؤرخین کہتے ہیں۔ اس موقع پر خیرالدین باربروسہ بہرہ بن جاتا تھا ان کی بات نہیں سنتا تھا۔

فرانس کی بندرگاہ کولون میں اس نے بڑا شاندار بحری اڈہ بنا لیا تھا۔ اس لیے کہ وہ چارلس اور ہسپانیہ کے قریب تھی۔ دوسری طرف یہ دوریا کے آبائی شہر جینوا سے بھی بالکل قریب تھی لہٰذا اس بحری اڈے سے وہ مطمئن اور وہاں سے نکل کر وہ اردگرد حملے کر کے اپنی دولت میں اضافہ بھی کر رہا تھا اور اس کے وہاں قیام کے سارے اخراجات فرانس کو اٹھانا پڑ رہے تھے۔

کولون کی بندرگاہ میں جو بادشاہ کی طرف سے والی تھا اس نے کئی بار فرانس سے شکایت کی کہ خیرالدین باربروسہ کولون کی بندرگاہ پر اطمینان سے وقت گزار رہا ہے اور اس کے سارے اخراجات فرانس کو برداشت کرنا پڑ رہے ہیں اور ہمارا خزانہ خالی ہو رہا ہے۔

کبھی جب فرانسیسی حکام باربروسہ سے واپس جانے کے لیے کہتے تو وہ جواب دیتا کہ ”آخر ہم فرانس کے حلیف ہیں کیا ہمارا فرض نہیں کہ فرانس کے حق میں ہم چارلس کی سلطنت کے ساحلوں کی ناکہ بندی کریں اور جو بھی اس کے تجارتی یا جنگی جہاز سمندر میں اتریں حملہ آور ہو کر ان پر قبضہ کر لیں۔“

آخر خیرالدین باربرسہ نے فرانس کے بادشاہ فرانس کی التجاء کو قبول کر لیا۔ اس نے فرانس سے قسطنطنیہ تک جانے کا روزینہ اور خورد و طعام کا سارا خرچ وصول کیا اور اپنے بحری بیڑے کے ساتھ کولون کی بندرگاہ چھوڑ کر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔

اب سمندر میں اکیلا ترکی بیڑہ تھا کسی اور ملک کے بحری بیڑے کی مجال نہ تھی کہ مغربی بحیرۂ روم میں کھلے سمندر کے اندر نکل بھی سکے نہ ہی کسی یورپی بحری بیڑے میں اتنی جرأت تھی کہ وہ خیرالدین باربروسہ پر حملہ آور ہو یا اس کی راہ روکے۔

خیرالدین باربروسہ قسطنطنیہ کی طرف واپس جاتے ہوئے چارلس کی سلطنت کے ساحلوں کو لرزاتا اور خوف زدہ کرتا چلا گیا تھا۔ وہ بڑی شان سے اپنے جہازوں اور کشتیوں پر پرچم لہراتا ہوا دوریا کے وطن کے پاس سے گزرا واپس جاتے ہوئے وہ پھر اٹلی پر وارد ہوا اور ٹسکنی کے ساحل پر اس نے جی نیو جزیرہ فتح کر کے وہاں سے بھی بہت کچھ سمیٹا اس کے بعد اس نے ایک اور شہر کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا دی پھر وہ پاپائے روم کی زمین کے گرد چکر لگاتا ہوا آگے بڑھا اور جس قدر اجنبی جزیرے اس کے راستے میں آئے ان سب پر حملہ آور ہوتا ہوا ان کا صفایا کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

اس کے بعد وہ آگے بڑھا او نیپلز شہر کا رخ کیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ نیپلز شہر کے دروازوں تک خیرالدین باربروسہ پہنچا پھر پیش قدمی کرتا ہوا سینا کی آبنائے سے گزرنے سے پہلے اس نے لپاری نام کے جزیروں پر حملہ آور ہو کر ان کا مکمل طور پر صفایا کر دیا۔

یورپ کی ان ساری مہمات سے فارغ ہونے کے بعد خیرالدین باربروسہ نے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ جس وقت قسطنطنیہ کا رخ کیا تو جس قدر وہ جہاز اپنے ساتھ لے کر آیا تھا اس سے کہیں زیادہ جہاز لے کر وہ واپس جا رہا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس سونے کے بھرے ہوئے صندوق، بے شمار مال و دولت، نقدی اور ان گنت قیدی بھی تھے۔

✿✿✿

جس رات معاذ کو بگھی میں بٹھا کر قرطبہ کی طرف لے جایا گیا تھا اسی رات شلمی قبیلے کا سردار ثعلب بن حلوان اپنی حویلی میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اس کی حویلی کی دیوار پھلانگتے ہوئے ان گنت مسلح جوان اس کی حویلی میں داخل ہوئے تھے۔ سب سے پہلے جو حویلی پھلانگ کر اندر داخل ہوا وہ حسن کرسو تھا۔ اس کے ساتھ کاکاد بھی تھا۔

لمحوں کے اندر انہوں نے حویلی کے محافظوں کا خاتمہ کر دیا پھر وہ حویلی کے سکونتی حصے کی طرف بڑھے وقت ضائع کیے بغیر ثعلب بن حلوان کے اہل خانہ کا بھی خاتمہ کر دیا گیا اور جب ثعلب بن حلوان کو اس کی خوابگاہ سے گرفتار کیا گیا تب وہ بڑا پریشان اور فکرمند تھا اور جو لوگ اس کی خوابگاہ میں داخل ہوئے تھے ان میں حسن کرسو اور کاکاد کے علاوہ کچھ اور بھی تھے۔ انہیں مخاطب کرتے ہوئے ثعلب بن حلوان پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے

کہنے لگا۔

"تم لوگ کون ہو، مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

اس پر کھا جانے والے انداز میں حسن کرسو نے اس کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ظالم! میں حسن کرسو ہوں اور تمہیں ایک عرصے سے میری تلاش تھی اور میں آ گیا ہوں۔" اور ساتھ ہی اپنے پہلو میں کھڑے کاکا کو مخاطب کرتے ہوئے حسن کرسو کہنے لگا۔

"تم اسے پکڑ کر اپنے جہازوں کی طرف لے جاؤ میں ذرا اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ لیونش سے نمٹ آؤں"

اس کے ساتھ ہی کاکا دو چند مسلح جوانوں کے ساتھ حرکت میں آیا اور وہ ثعلب بن حلوان کو پکڑ کر لے گئے تھے جبکہ حسن کرسو چند مسلح جوانوں کے ساتھ بڑی تیزی سے لیونش کی حویلی کا رخ کر رہا تھا۔ لیونش اس وقت سویا نہیں تھا، جاگ رہا تھا اس کے اہل خانہ بھی اس کے ساتھ بیدار تھے اور دیوان خانے میں بیٹھ کر کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے یہاں تک کہ حویلی کے صحن میں انہیں شور شرابا سنائی دیا۔ اس پر لیونش نے پہلے اپنے خادم کو آواز دے کر بلایا کہ شاید وہ ان سے باہر شور ہونے کی وجہ پوچھنا چاہتا تھا جب اس کی پکار پر کوئی خادم اندر نہ گیا تو وہ دیوان خانے سے باہر نکلا اور اس کے سارے اہل خانہ اس کے پیچھے حویلی سے باہر نکل آئے تھے۔ جب دیوان خانے سے باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا حویلی کے اندر جس قدر وہاں محافظ تھے سب کی وہاں لاشیں پڑیں تھیں اور صحن کے اندر مسلح جوان کھڑے تھے اس موقع پر رات کی گہری تاریکی میں وہ سماں دیکھتے ہوئے لیونش کے چہرے پر مردنی چھا گئی تھی۔ تاہم اس نے اپنا بھرم رکھنے کے لیے صحن میں کھڑے مسلح جوانوں کو مخاطب کیا، کہنے لگا۔

"تم لوگ کون ہو، اور تمہیں میری حویلی میں آنے کی جرأت کیسے ہوئی؟"

اس پر اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ حسن کرسو آگے بڑھا لیونش کے سامنے رکا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"لیونش! تم نے بہت مظالم کیے کاش میں پہلے یہاں پہنچ چکا ہوتا۔ یہاں آ کر مجھے پتہ چلا کہ تو نے کعب بن عامر، اس کے بیٹے اور اس کی بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کی بیوی معاذ اور بسیط کو ایک بگھی میں قرطبہ کی طرف روانہ کر دیا۔ بتا تیرے اس جرم کی تجھے کیا سزا دی جائے؟ میری طرف غور سے دیکھ میں حسن کرسو ہوں اور تو ایک عرصے سے

میرا متلاشی تھا۔"

یہ الفاظ سن کر لیونش لرز کانپ گیا تھا کسی ردعمل کا اظہار کرنے والا ہی تھا کہ حسن کرسو کے اشارے پر اس کے مسلح جوان آگے بڑھے، لیونش کے سارے اہل خانہ کا خاتمہ کر دیا گیا اور پھر لیونش کو پکڑ کر حسن کرسو اپنے ساتھیوں کے ساتھ حویلی سے نکلا اور لیونش کو اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اسی طرح ساحل کی طرف بھجوا دیا تھا جس طرح کاکا داس سے پہلے ثعلب بن حلوان کو لے گیا تھا۔ اس کے بعد اپنے چند مسلح جوانوں کے ساتھ حسن کرسو شمال کا رخ کر رہا تھا۔

ادھر لیونش کے مسلح جوان اپنی حفاظت اور اپنے حلقے میں اس بگھی کو قرطبہ کی طرف لے جا رہے تھے جس میں معاذ اور بسیط تھے اس بگھی نے ابھی زیادہ سے زیادہ البشارات سے تین میل کا سفر طے کیا ہو گا کہ پیچھے سے کچھ گھڑ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آئے، وہ مسلح جوان جو بگھی کی حفاظت پر تھے چونکے تھے۔ بگھی کا ساربان بھی مڑ کر پیچھے دیکھنے لگا تھا۔ مشرق سے چاند طلوع ہو چکا تھا اور ہلکی ہلکی روشنی میں اردگرد کچھ چیزیں ہیولوں کی طرح دکھائی دینے لگی تھیں۔ جلد ہی گھوڑوں کی ٹاپیں تیز ہو گئیں اور پھر پشت کی جانب سے کچھ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے نمودار ہوئے۔ آتے ہی وہ بگھی کے محافظوں پر اس انداز میں حملہ آور ہوئے کہ لمحوں کے اندر ان کا خاتمہ کر دیا گیا پھر آنے والے سواروں میں سے ایک ساربان کی طرف لپکا اپنی تلوار اکا ایک ہی وار کرتے ہوئے اس کی گردن کاٹ کر نیچے گرا دی تھی۔

بگھی رک گئی تھی۔ پیچھے سے آنے والے گھڑ سواروں میں سے ایک گھوڑے سے اترا، بگھی کا پردہ اس نے ہٹایا۔ وہ خیر الدین باربروسہ کا ساتھی صالح رئیس تھا۔

بگھی کے اندر انتہائی بے بسی لاچارگی کی حالت میں بسیط اور معاذ بیٹھے ہوئے تھے۔ معاذ رو رہی تھی جونہی صالح رئیس نے بگھی کا پردہ ہٹایا کپکپاتی آواز میں معاذ نے اسے مخاطب کیا۔

"تم لوگ کون ہو، ہم سے کیا چاہتے ہو؟ ہم لوگ تو پہلے ہی بے بس اور لاچار ہیں۔ کیا ہم ایک مصیبت سے نکل کر دوسری مصیبت میں مبتلا ہونے والے ہیں۔"

اس پر صالح رئیس نے اپنے سر کو خم کیا اور کہنے لگا۔

"میری عزیز بہن! ہم تمہارے بھائی ہیں محافظ ہیں۔ میرا نام تم نے سن رکھا ہو گا۔ میں امیر خیر الدین باربروسہ اور تمہارے شوہر حسن کرسو کا ساتھی صالح ہوں۔"

صالح کا نام سن کر اور یہ جان کر کہ اس کی مدد کے لیے کوئی پہنچ گیا ہے معاذ کے جذبات میں ہلچل مچ گئی تھی۔ پہلے بے چاری صرف خاموشی سے آنسو بہاتی رو رہی تھی اب ہچکیاں اور سسکیاں لے کر اور دھاڑیں مار کر رو رہی تھی۔ کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا۔ بگھی کے اندر معاذ اور بسیط دونوں روتے رہے صالح رئیس بگھی کا پردہ پکڑ کر کھڑا رہا گہری ہوتی رات میں صالح کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے تھے۔ اس کے ساتھ آنے والے مسلح جوان اپنے گھوڑوں سے اتر چکے تھے۔ اس غم دکھ اور اندوہ میں سب کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد معاذ نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر سر پر بندھے ہوئے رومال سے اپنے آنسو خشک کیے۔ اس موقع پر صالح کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہتی ہی تھی کہ صالح نے اسے مخاطب کیا میری بہن، آپ اور بسیط دونوں نیچے اتر جائیں ہم بہت جلد ساحل کی طرف جانا چاہتے ہیں اگر بگھی میں ہم جائیں گے تو دیر ہو جائے گی۔ یہاں سے ساحل تک کے فاصلوں کو ہم گھوڑے کی پیٹھ پر جلدی طے کر سکتے ہیں۔

پہلے بسیط بگھی سے اترا پھر معاذ بگھی سے اترتے ہوئے صالح کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

”کیا آپ بتا سکیں گے کہ میرے شوہر حسن کرسو اس وقت کہاں ہیں؟ میں ان کی سلامتی، ان کے تحفظ سے متعلق سخت پریشان ہوں۔“

صالح نے پردہ چھوڑ دیا پھر معاذ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”آپ کے شوہر حسن کرسو میرے ساتھ آئے ہیں۔ ثعلب بن حلوان کو ہم پکڑ کر ساحل کی طرف بھجوا چکے ہیں اس موقع پر میں اور کاکا دونوں حسن کرسو کے ساتھ تھے۔ ثعلب کو وہ ساحل کی طرف لے گیا ہے۔ اس کے بعد میں اور حسن کرسو لیونش کی حویلی کی طرف بڑھے تھے لیکن حویلی کے قریب جا کر حسن کرسو نے چند مسلح جوانوں کے ساتھ مجھے آپ کے تعاقب میں روانہ کر دیا اور خود وہ لیونش کی حویلی میں داخل ہوا میرے خیال میں اب تک وہ لیونش سے نمٹ کر اسے ساحل کی طرف روانہ کر کے ادھر روانہ ہو چکا ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے مجھے کہا تھا کہ تم بگھی کا تعاقب کرو وہ بھی باقی ساتھیوں کے ساتھ میرے پیچھے ادھر ہی رخ کرے گا۔“

یہاں تک کہتے کہتے صالح رئیس کو رک جانا پڑا اس لیے کہ البشارات کی طرف سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی تھی جو بڑی تیزی سے قریب آتی جا رہی تھی پھر چونکنے

کے انداز میں صالح نے معاذ کو مخاطب کیا۔

”لو میری بہن حسن کرسو بھی آ گیا۔“

صالح کے ان الفاظ پر معاذ کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا پھر نہ جانے اسے کیا سوجھی ایک دم وہ زمین پر بیٹھی پھر زمین کے سینے پر سجدہ ریز ہو گئی اور دعا مانگ رہی تھی۔ سسک سسک کر رو رو کر ہچکیاں لیتے ہوئے اپنے دکھ، اپنے غم کا اظہار کر رہی تھی۔

اتنی دیر تک البشارات کی طرف سے چند مسلح جوانوں کے ساتھ حسن کرسو بھی وہاں پہنچ گیا، گھوڑے سے اتر کر جب وہ صالح رئیس کے پاس آیا اس نے دیکھا معاذ انتہائی بے بسی کے عالم میں زمین پر سجدہ ریز تھی۔ رو رہی تھی اس کی ہچکیاں، سسکیاں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

اس موقع پر حسن کرسو کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا تھا۔ اپنے حلق سے اٹھنے والی ہچکیوں اور سسکیوں کو اس نے دبا لیا تھا۔ آگے بڑھا معاذ کو شانوں سے پکڑ کر اس نے اٹھایا اور کہنے لگا۔

”معاذ، معاذ! سنبھلو، میں حسن کرسو ہوں اٹھو یہاں سے چلیں۔“

معاذ اٹھی ایک گہری نگاہ جب اس نے حسن کرسو پر ڈالی اور حسن کرسو کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھے تب معاذ بچاری کٹ کر رہ گئی۔ عجیب سی بے بسی اور افسردگی لاچاری میں اس نے اپنا سر حسن کرسو کے شانے پر رکھ دیا تھا پھر پہلے کی نسبت زیادہ بلند آواز سے رونے لگی تھی۔ حسن کرسو نے اسے سنبھالا اور کہنے لگا۔

معاذ! میں یہاں رک کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں فی الفور ساحل کی طرف روانہ ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ ہمارے چاروں طرف خطرات منڈلا رہے ہیں۔ آؤ میں تمہیں گھوڑے پر بٹھاتا ہوں اور یہاں سے روانہ ہو جائیں۔“

حسن کرسو کے کہنے پر معاذ سنبھل گئی۔ سہارا دے کر حسن کرسو نے اسے ایک گھوڑے پر سوار کرایا۔ بسیط کو بھی گھوڑے پر سوار کرا دیا گیا اس کے بعد حسن کرسو اور صالح رئیس اپنے ساتھیوں کے ساتھ بڑی تیزی سے واپس جا رہے تھے۔

معاذ کے ساتھ بستی سے باہر ہی باہر حسن کرسو اور صالح نے خانقاہوں کا رخ کیا۔ خانقاہوں کے جب وہ قریب گئے تو وہاں ایک جگہ بطروش اور منذر بن زبیر کھڑے تھے۔ گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے بطروش اور منذر بن زبیر کو مخاطب کرتے ہوئے حسن کرسو کہنے لگا۔

”میں ایک بار پھر تم دونوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم دونوں کی مدد اور تعاون سے ہم

اپنی اس مہم کو کامیابی سے سر کر سکے ہیں۔ کاش، حالات ایسے ہوتے کہ میں تمہارے پاس رک کر چند یوم تک تمہاری خدمت کرتا لیکن مجھے فی الفور یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ اس لیے کہ جو کارروائی ہم مکمل کر چکے ہیں اس کا ردعمل بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ میں زیادہ دیر تک تم دونوں کے پاس اسی لیے نہیں رکنا چاہتا کہ کہیں پھر ان سرزمینوں میں کوئی یہ نہ کہہ اٹھے کہ حسن کرسو کے بطروش اور منذر بن زبیر کے ساتھ بھی رابطے اور تعلقات ہیں۔ بہر حال میں تمہاری عظمت، تمہاری جرأت مندی اور تمہارے تعاون کو سلام کرتا ہوں۔ خداوند نے چاہا تو بہت جلد ملاقات ہوگی۔ اب مجھے اجازت دیں میں جاتا ہوں۔''

بطروش اور منذر بن زبیر نے رات کی تاریکی میں ہاتھ ہلا کر انہیں الوداع کیا جس پر حسن کرسو اور صالح رئیس اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ معاذ اور بسیط کو لے کر ساحل کا رخ کر رہے تھے۔

جب وہ ساحل پر پہنچے تو ساحل پر چند چھوٹی چھوٹی کشتیاں کھڑی تھیں اور وہاں بطروش کے کچھ راہب بھی سادہ کپڑوں میں ساحل پر کھڑے تھے شاید وہ حسن کرسو اور صالح رئیس کا انتظار کر رہے تھے۔ حسن کرسو اور صالح اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھوڑوں سے اتر گئے۔ پھر حسن کرسو کے کہنے پر وہ راہب سارے گھوڑوں کو لے کر واپس چلے گئے تھے۔ حسن کرسو نے پہلے معاذ کو ایک کشتی میں سوار کروایا، بسیط کو بھی اپنے ساتھ ہی بٹھا لیا پھر صالح اور دوسرے ساتھی بھی کشتی میں بیٹھ گئے پھر کشتیوں کے چپو حرکت میں آئے اور کشتیاں بڑی تیزی سے کھلے سمندر کی طرف جا رہی تھیں۔

سمندر کے اندر وہ کوئی ایک میل آگے گئے ہوں گے کہ سمندر کے اندر چند جہاز پہاڑوں کی طرح کھڑے ہوئے تھے۔ پھر معاذ اور بسیط کے دیکھتے ہی دیکھتے حسن کرسو اور صالح رئیس کے ساتھی حرکت میں آئے، ان چھوٹی کشتیوں کو جہازوں کے ساہ باندھ دیا گیا۔

حسن کرسو نے معاذ اور بسیط کو سہارا دے کر ایک جہاز میں سوار کروایا۔ صالح رئیس اور باقی لوگ بھی اس جہاز میں سوار ہو گئے تھے پھر حسن کرسو نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ کے اطراف میں لہرائے اور اپنی مخصوص آواز میں جہازوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس آواز کے جواب میں بڑے بڑے جنگی جہاز حرکت میں آئے اور مشرق کے رخ پر بڑھنے لگے تھے۔

معاذ کو جہاز کی ایک آرام دہ نشست پر بٹھا دیا گیا تھا۔ اس موقع پر حسن کرسو، کا کا داور

صالح رئیس اور کچھ دیگر لوگ اس کے اردگرد جمع ہو گئے تھے اور وہ اس سے اور بسیط سے کعب بن عامر، میسونہ اور مغیرہ بن کعب کے مرنے پر انتہائی دکھ اور افسوس کا اظہار کر رہے تھے۔ اتنی دیر تک جہاز سمندر میں آٹھ دس میل کا سفر طے کر چکے ہوں گے پھر حسن کرسو اچانک ہی اپنی جگہ سے اٹھا اس موقع پر معاذ چونکی اور حسن کرسو کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ یہیں میرے پاس ہی بیٹھیں۔''

یہ چھوٹا سا ایک کمرہ تھا جس میں صرف معاذ اور بسیط بیٹھے ہوئے تھے۔ باقی لوگ ان کے اردگرد کچھ کھڑے تھے کچھ چھوٹی چھوٹی نشست پر بیٹھ گئے تھے۔ حسن کرسو کہنے لگا۔

''معاذ! میں جاتا نہیں دیکھو میں تمہیں کیا تماشہ دکھاتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ایک سالار کے کان میں کچھ کہا جسے سن کر وہ باہر نکل گیا۔''

تھوڑی دیر بعد وہ سالار اپنے ساتھ لیونش اور ثعلب بن حلوان کو لے کر آیا ان دونوں کو دیکھتے ہوئے معاذ اور بسیط کے غصے اور غضبناکی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس موقع پر حسن کرسو نے لیونش اور ثعلب بن حلوان کو مخاطب کیا۔

''میں تم دونوں سے نہ زیادہ لمبی گفتگو کروں گا نہ زیادہ بحث۔ تم دونوں معاذ کے ماں باپ اور ان کے بھائی کے قاتل ہو۔ اس کے علاوہ تم اور بھی بہت سے مسلمانوں کے خونخوار قاتل ہو۔ یاد رکھنا جو لوگ قتل کرتے ہیں وہ اس کے ہیبت ناک مکافات سے بچ نہیں سکتے۔ میں نہ تمہیں تلوار سے ماروں گا اور نہ میں اپنی بیوی معاذ سے کہوں گا کہ وہ تمہیں سزا دے اور نہ بسیط تم پر ہاتھ اٹھائے گا کیونکہ تم مجرم ہو۔ اپنے ضمیر کے علاوہ تم اس قانون کے بھی باغی ہو جو خداوند قدوس نے اس کائنات میں پھیلایا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ تم خود خالق کائنات کے بھی باغی اور مجرم ہو۔ لہٰذا میں تمہیں فطرت کے حوالے کرتا ہوں میں تمہیں سمندر میں پھینکے جانے کی سزا دینے لگا ہوں۔ ساحل یہاں سے دس گیارہ میل کے قریب ہوگا۔ چاہو تو ہمت کر کے ساحل کی طرف چلے جانا نہیں تو سمندر تمہیں نگل جائے گا۔ حسن کرسو کے ان الفاظ پر لیونش اور ثعلب بن حلوان دونوں کے چہرے ہلدی اور پیلے ہو گئے تھے۔ اس موقع پر دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر ایک دم حسن کرسو کے پاؤں پر گر گئے۔ اس کے بعد گڑگڑاتی آواز میں لیونش کہنے لگا۔

''مسلمانوں کے امیر ہمیں اس طرح کی ذلت آمیز اور بھیانک موت نہ مارو میں تم سے گذارش کرتا ہوں کہ ہم دونوں کے حلقوم کاٹ لو۔ گلا دبا کر ہمیں پہلے ہلاک کر دو اس کے بعد چاہے سمندر میں پھینک دو۔ ہم تمہاری منت کرتے ہیں کہ رات کے اس گھپ

اندھیرے میں اس کھولتے ہوئے سمندر میں ہمیں نہ پھینکو لیکن حسن کرسو نے اس موقع پر آنکھیں بند کی ہوئی تھیں پھر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اپنے سالار کو مخصوص اشارہ کیا وہ چند ساتھیوں کے ساتھ حرکت میں آیا لیونش اور ثعلب بن حلان کو اٹھا کر وہ باہر لے گئے پھر انہوں نے ان دونوں کو جہاز کے پشتی حصے کی طرف لے جا کر سمندر کے اندر پھینک دیا تھا۔ اس کے بعد اس چھوٹے سے کمرے سے جہاں معاز اور بسیط رہ گئے، سب لوگ نکل گئے۔ کاکا د بسیط کو بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اس چھوٹے سے کمرے میں صرف حسن کرسو اور معاذ رہ گئے تھے جہاز بڑی تیزی سے مشرق کا رخ کر رہا تھا۔

✿✿✿

فرانس سے لوٹنے کے بعد خیر الدین باربروسہ بھی زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا۔ چند ہی ماہ بعد فوت ہو گیا اس کے مرنے سے پورا عالم اسلام غمزدہ اور نوحہ خواں تھا اس لیے کہ اس کے بعد عالم اسلام کو ایسا امیر البحر نصیب نہ ہوا۔ باربروسہ کسی ایک شخص کا نام نہ تھا بلکہ وہ عالم اسلام کی برہنہ تلوار تھا۔ وہ سمندروں کا رازداں، صحراؤں کا محرم تھا۔ وہ بحری جنگوں کا پارکھ اور دین کا انتہا درجہ کا شیدائی تھا۔ جہاں وہ جنگوں میں سمندر کے اندر ہلچل برپا کر دیتا تھا وہاں وہ خشکی کی جنگوں میں بھی طوفان کھڑے کرنے کا ہنر جانتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اسے بحیرۂ باسفورس کے کنارے ساحل پر دفن کر دیا گیا اور وہاں اس کی قبر پر ایک چھوٹا سا مزار بنا دیا گیا اس مزار کے پاس جب بھی کوئی ترکی جہاز گزرتا، اپنی توپوں کو جھکا کر سلامی دیتا ہوا گزرتا تھا۔

...قعات کے ! ... ہسپانیہ میں البشارات کی حالت بدتر ہو گئی وہاں لوگ کعب بن عام... ے مرنے ... بھرے بیٹھے تھے پھر جب چارلس کے بیٹے فلپ کے کہنے پر انہیں زبردستی عیسائی بنانے کی تحریک کھڑی کی گئی تب بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ان بغاوتوں کے نتیجے میں ہسپانیہ کی حکومت نے البشارت پر حملہ کر دیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ مسلمان ان حملوں کے دوران مارے گئے اور کچھ بے چارے انتہائی بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں البشارات سے افریقہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔

ختم شد